بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

بحر حقیقت و عرفان اصول دین مذہب حقہ اثنا عشری کا پورا بیان کتاب لاجواب ہدایت و ارشاد ذخائر مسمی بہ

انارۃ الابصار و کشف الاسرار

جلد دوم

مصنفہ عالم المعی فاضل لوذعی جناب شفاء الدولہ ذکاء الملک حکیم سید فضل علیخان بہادر مدبر جنگ حسب فرمائش و تصحیح جناب مصنف بالتمام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزار خوبی چھپی

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانے سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ اور ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب علم فقہ وغیرہ اُردو و فارسی مذہب امامیہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب فقہ اُردو و فارسی مذہب امامیہ

حلیۃ العرائس۔ یہ کتاب زبان اُردو فقہ مین اسم بامسمّے ہی اسمین عورات کے مسائل فقہیہ جو روزمرہ کے کار آمد ہین صاف صاف اور شرح لکھے ہین اگرچہ رسالہ مختصر ہی مگر فوائد عظیم مترتب ہین جامع عباسی تذکرۃ الصلوٰۃ وغیرہ کتابین اکثر عورات کو پڑھائی جاتی ہین لیکن بعض بعض باتین اسمین اُس سے زیادہ ہین اور عبارت عام فہم سلیس ہی اور مسائل عمدہ عمدہ باسانیا صحیحہ اسمین موجود ہین اگر ایک بار یہ کتاب بنظر غور اور خیال مطالعہ کیجاے اور مضمون خوب ذہن نشین ہو جاے تو ضروری مسائل روزمرہ جسکی ضرورت اکثر رہا کرتی ہی اُنسے بخوبی واقفیت ہو جاے۔ بلکہ عورات کو اسکا پڑھانا گویا اُنکے حق مین اکسیر اعظم ہی۔ مصنف اسکے مولوی اُمراد علی صاحب لکھنوی ہین۔

بعد حمد ہندی۔ یہ کتاب مختصر روزمرہ کی بول چال سابق روش کی نظم ہی۔ اکثر اطفال خُردسال اور عورات کے درس مین رہتی ہی انسان کا مرنا اور قبر مین منکر نکیر کا سوال و جواب کرنا قیامت کا آنا بہت عمدہ طور سے نظم ہی چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیان اکثر از بر یاد کرتی ہین جس سے مسائل مین بھی واقفیت ہو جاتی ہی بعض بعض اشعار ایسے پُر تاثیر اور عبرت انگیز ہین جنکے پڑھنے سے لڑکا کیسا ہی شوخ کیون نہو مگر صلاحیت خراج مین آجاتی ہی اور روزہ و نماز جو کہ اصول مذہب ہی اُسمین امتیاز کامل پیدا ہو جاتا ہی اور عقائد بھی درست ہو جاتے ہین حرام و حلال نجس و پاک سے بھی اطلاع ہو جاتی ہی ہر چند کہ چھوٹا سا رسالہ ہی مگر فائدے بڑے ہین اسی سبب سے ہر مقام پر مروج ہی اور ہر شخص اسکو تربیت اطفال کے لیے خرید کرتا ہی۔

تحفۃ العوام۔ یہ کتاب بھی مسائل اور اعمال مین مستند ہی۔ کئی بار اس مطبع مین چھپی اور وفور خواہش خریداران سے دست بدست فروخت ہوئی اس کتاب کو مصباح کفعمی اور زاد المعاد و سفینۃ النجات وغیرہ سے جہان جہان غلط تھا درست کیا ہی اور بکمال احتیاط سے چھاپا ہی۔ اس مرتبہ کی تصحیح سے یقین واثق ہی کہ کوئی غلطی نظر نہ آوے۔ اکثر کم استعداد لوگ اسکو پڑھتے تھے مگر بوجہ عدم واقفیت کے وہ اعراب الفاظ کے صحیح نہ پڑھ سکتے تھے اور ثواب سے محروم رہتے تھے اب اُنکو خوش ہونا چاہیے کہ ایسی عمدہ تصحیح اُنکے مفید کار ہوئی کہ عام لوگ صحیح صحیح پڑھ سکتے ہین اور اُسکے فوائد سے فیضیاب ہو سکتے ہین اس کتاب مین اصول دین اور زیارات ائمہ معصومین و اعمال ایام اور اکثر شہور اور نجاسات و مطہرات کا بھی صاف صاف بیان ہی۔

مجموعۂ جوشن صغیر و کبیر۔ مع وُرود وطوسی علیہ الرحمہ و دعاے کمیل وغیرہ۔ اس مجموعہ کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ کس قدر اسمین فوائد ظاہری و باطنی ہین جوشن کبیر و صغیر کا ترجمہ بھی ہی اور درود طوسی علیہ الرحمہ جو کہ مقبول عالم ہی اس مجموعہ مین موجود ہی جسکے اوراد سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہی اسلام کو جلا اور دل مین ولولہ ہوتا ہی ثواب اُخروی پڑھنے والا پاتا ہی اسی طرح سے دعاے کمیل بھی موجب شفاے ہر درد والم کی ادھر بیمار پر پڑھکر دم کیا اُدھر شفا حاصل ہوئی جس مطلب کے لیے اسکو ورد کرے وہ مقصد اُسکا حاصل ہو غرضکہ یہ مجموعہ نہایت نادر ہی اوصاف اسکے لکھنے باعث طوالت کا ہی۔ ہر مسلمان کو اسکا وظیفہ کرنا فرض عین ہی بروقت مطالعہ و ملاحظہ کے خوبی اس مجموعہ سے صاف صاف ظاہر ہو سکتا ہی کہ کس درجہ یہ مجموعہ عمدہ و نایاب ہی قیمت بھی ارزان ہی شائقین کہان ہین دوڑین اور خرید فرمائین

بہ عون صناع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

بحر حقیقت و عرفان اصول دین مذہب حقہ اثنا عشری کا پورا بیان کتاب لاجواب ہدایت و ارشاد ذخار مسمی بہ

انارۃ الابصار و کشف الاسرار

ہر دو جلد

مصنفہ عالم المعی فاضل لوذعی جناب شفاء الدولہ ذکاء الملک حکیم سید فضل علیخان بہادر دبیر جنگ حسب فرمائش و تصحیح جناب مصنف عالیمقام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزاران خوبی چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم بیچ نبوّت کے ہی

اور وہ عبارت ہی مبعوث ہونے سے کسی شخص کے جو انسان کے نوع سے ہو خدا کی طرف سے مخلوقات پر اسلیے واسطے اُنکی ہدایت کرنے کے بے واسطہ انسان اور اس مبعوث کو نبی اور رسول کہتے ہین اور ہر چند کہ یہ دونون لفظ باعتبار لغت معنی مین قریب ہین لیکن بحسب اصطلاح اُسمین فرق ہی ایک یہ کہ نبی اعم ہی اس سے کہ شریعت تازہ لایا ہو مثل ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے یا نہ لایا ہو مثل حضرت یحیی علیہ السلام کے اور رسول وہ ہی جو تازہ شریعت لایا ہو خواہ اُسکی شریعت ابتدائی ہو مثل آدم علیہ السلام کے یا شریعت اُسکی ناسخ شرائع سابقہ ہو جیسے کہ ہمارے حضرت کی شریعت ہی دوسرے یہ کہ نبی خواب مین دیکھتا ہی اُس چیز کو کہ جسے حق تعالی اُسے اعلام فرماتا ہی اور فرشتہ کی آواز کو سنتا ہی اُسے دیکھتا نہین اور رسول وہ ہی جو فرشتہ کو بھی دیکھتا ہی تیسرے یہ کہ کبھی رسول کا اطلاق فرشتہ پر بھی ہوتا ہی بخلاف نبی کے اور اس باب مین بھی چند فصلین ہین **فصل پہلی بیان مین اس بات کے کہ بعثت حسن ہی** اور واجب ہی مگر حسن ہونا پس بیان اسکا یہ ہی کہ جو محقق طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب تجرید مین فرمایا ہی کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعثت انبیا کی مستحسن ہی بسبب اسکے کہ وہ مشتمل ہی اوپر چند فوائد کے اول یہ کہ پیغمبرون کی باتین قوت دیتی ہین اُن خبرون مین جو بذریعہ عقل کے معلوم ہوتی ہین اور عقل اُس تک پہونچتی ہی اور پیغمبرون سے وہ باتین معلوم ہوتی ہین کہ جسمین عقل کی رسائی نہین ہی

دوسرے یہ کہ پیغمبرون کے باعث سے مکلفین کا خوف دفع ہوتا ہی جبکہ وہ قصد کرتے ہین تصرف کرنیکا مملوکات مخلوقات
خدا مین کیونکہ مکلفین ہنوز نہین جانتے کہ کس چیز کے واسطے خدا کا حکم ہی اور کسکے لیے نہین ہی اور وہ تفرقہ نہین کر سکتے
درمیان ہین اُسکے کہ ہین کیا مفید ہی اور کیا مضر ہی تیسرے یہ کہ بعثت مستحسن ہی نوع انسانی کے حفظ کی راہ سے اور
اشخاص انسانی کی تکمیل کی راہ سے جو بذریعہ نبی کے انکی لیاقت استعداد کے موافق علم و عمل کی تکمیل حاصل ہوتی ہی اور وہ
صنعتہاے پوشیدہ و باریک کو اور اخلاق مستحسنہ کو اور سیاست ہاے شہری اور خانگی کو پہچنواتے ہین اور ترغیب دیتے ہین
نیکیون کیطرف ساتھ وعدہ ثواب کے اور ڈراتے ہین برائیون سے ساتھ وعید عذاب کے پس اس جہت سے مکلف کو
لطف حاصل ہوتا ہی یعنے طاعت الٰہی سے قریب ہوتا ہی اور معصیت سے دور ہوتا ہی اور بعد اسکے فرمایا ہی کہ وہ بعثت واجب ہی
بسبب مشتمل ہونے اُسکے لطف پر تکالیف عقلیہ مین اور شرح تجرید مین علامہ حلی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ سب مسلمان اور ارباب
مِلّتہاے مختلفہ اور ایک جماعت فلاسفہ سے اس امر کے قائل بلا اختلاف ہین کہ بعثت حسن ہی مگر براہمہ کہ حکماے ہند ہین یہ
البتہ انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پیغمبرونکا بھیجنا دو حال سے باہر نہین ہی یا اسلیے ہی کہ جو کچھ عقل کے موافق ہی وہ بیان کرین
یا مخالف عقل کہین پہلی صورت مین نبی کی کیا ضرورت ہی جو کچھ موافق عقل ہی اُسے انسان خود جانتا ہی اور کرتا ہی پس عبث
ہوگا اور دوسری صورت مین قبول کرنے کے قابل نہین ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ پہلی صورت مین عبث نہین لازم آتا
کیونکہ حجت کی تاکید کرنا زیادہ اہتمام کے باعث سے ہوگا اور وہ امر مطلوب ہی اور فائدہ اسکا واضح ہی اور برتقدیر ثانی مراد
مخالف عقل سے کیا ہی اگر یہ مراد ہی کہ پیغمبر کا بیان دلیل عقلی سے یقینًا خلاف ہوتا ہی تو یہ لائق تسلیم نہین ہی کہ نبی کا بیان
اس قبیل سے ہوتا ہی اور حصر ان دونو صورتون مین ممنوع ہی اور اگر مراد اس سے یہ ہی کہ وہ ایسی چیزین بیان کرتے ہین کہ
عقل اسکی کنہ کو نہین دریافت کر سکتی تو اسکا سبب یہ ہی کہ عقل کو اُس مادہ مین علم و آگاہی نہین ہی پس انبیا کا بیان مخالف
نہین ہی بلکہ قصور عقل ہی اور اس جہت سے بیان نبی کو قبول کرنے کے قابل نہونا باطل ہی بلکہ نبی کا حکم جو خدا کی طرف سے
خبر دیتا ہی واجب القبول ہی اور ایسے مقام مین خداوند عالم کو جو جملہ اُمور کے باطن سے عالم ہی اور کسی کی برائی پر راضی
نہین ہی اپنے بندون کو آگاہ فرمانا اور اعلام کرنا انکا واجب ہی اور شبہہ انکا باطل ہی اب ہا واجب ہونا بعثت کا پس
شیعہ اور معتزلہ اُسکے بالاتفاق قاطبۃً قائل ہین اور اشاعرہ اہل سُنت انکار اس وجوب سے کرتے ہین اور قول اشاعرہ
باطل ہی اور حق یہ ہی کہ پیغمبرون کا بھجوانا اور مبعوث فرمانا انبیا کا ہدایت کے لیے سب مخلوقات کے اور انکا باز رکھنا
زیان کاری ابدی اور ہلاکت سرمدی سے خالق حلیم علیم پر نظر بحکمت و مصلحت اسکی لازم ہی اور عقل و نقل اس مدعی پر
شاہد ہین اور اسکا بیان چند وجہ سے کیا جاتا ہی پہلی دلیل متکلمین کی ہی اور وہ دلیل لطف ہی جیسا کہ محقق اور علامہ حلی
علیہم الرحمہ نے فرمایا لیکن ان دونو صاحبون نے تقریر لطف کو معنی خاص پر اُسکے بیان کیا ہی کہ اُسمین قید عدم مداخلت
تمکین کی بھی ماخوذ ہی کیونکہ صاف انھون نے فرمایا ہی وَهِيَ وَاجِبَةٌ لِاشْتِمَالِهَا عَلَى اللُّطْفِ فِي التَّكَالِيفِ الْعَقْلِيَّةِ

اور بنابر اسکے وہ لطف مقرب ہوگا نہ لطف ممکن یعنے تمکین و اختیار دینے والا بندے کا لیکن حق یہ ہی کہ بعثت انبیا کے
بیان کرنیکو تکالیف سمعیہ کے فی نفسہا بھی ایسا لطف ہی جو ممکن ہی اور حاجت اُسکے بیان کی بعثت ہی پس مداخلت اُسکے
بعثت کی موجب ہونے مین بعثت ہوگی نہ محض لطف ہونا عقلیات مین ساتھ اطلاق کرنے لطف کے آلات و قوی اور
بعثت انبیا پر کہ خاص احکام سمعیہ ہین موقوف علیہ تمکین کا ہی پس اولی یہ ہی کہ کہا جائے کہ بعثت انبیا کے لطف ہی اور لطف
خداوند عالم پر بنظر مصالح و حکمت کے واجب و لازم ہی لیکن اُسکا لطف ہونا پس سمعیات مین تو بخوبی ظاہر ہی کیونکہ انسانون
کی عقلین دریافت کرنے سے اکثر سمعیات کے وجوہ خیر و شر اور شرائط و موانع کے عاجز ہین اور خداوند لطیف و خبیر نیک کام کرنے سے
راضی اور بد کام کے ارتکاب سے ناراض ہی بلکہ کارہ اور غضبناک ہی پس اُسکی حکمت و مصلحت مین اعلام حال اور تکلیف کرنے
ساتھ عمل مین لانے افعال حسنہ کے اور ترک کرنے خصلتہاے بد کے لازم و واجب ہی اور وہ حاصل نہین ہوتی مگر ساتھ
بھیجنے اور مبعوث فرمانے پیغمبرون کے پس بعثت اُنکی تمکین دینے والے لطف ہی اور عقلیات مین اس جہت سے کہ آدمی کی
عقل شہوات کے باعث سے مغلوب ہی پس کوئی ہشیار اور آگاہ کرنے والا چاہیے کہ اُنھین تنبیہ کرے تاکہ وہ بذریعہ اُسکے
غلبہ شہوات سے رہائی پائین اور اسکا بیان بطور مفصل یہ ہی کہ حسن و قبح سب چیزون کا ہرچند عقلاً ثابت ہی جیسا کہ بحث
عدل مین مذکور ہوا لیکن اُنکی تفصیلون کو عقل بشری نہین پا سکتی اور باریکیان اور حقیقتین اکثر باتون کی حسن و قبح کی سمجھ مین
نہین آتین پس جبتک کہ شارع اُسے بیان نفرمائے دریافت نہین ہوتین پس اُسکا جاننا اور دریافت کرنا سمع پر موقوف ہی
اور جو کچھ کہ عقل سے بھی دریافت ہوتا ہی اُسکا حال بھی یہ ہی کہ بسبب غالب ہونے خواہشہاے نفس امارہ کے اور مغلوب
ہو جانے عقل کے اُن خواہشون سے جبتک تاکید شدید نہو تو اُسکے موافق راہ نہین چل سکتے اس صورت مین پیغمبرون کو
بھجوانا عقلیات مین تو لطف مقرب ہوگا اور سمعیات مین لطف ایسا ہی کہ طاعت سے قریب کرتا ہی اور تمکین طاعت پر
دیتا ہی کیونکہ بدون نبی کے بتاے ہوے واجبات کے بجا لانے پر اور محرمات سے دوری کرنے پر کسی طرح تمکن حاصل نہین
ہو سکتا پس حکمت حکیم علی الاطلاق مین حجت کا اپنے بندون پر تمام کرنا اور طاعت سے انکا قریب اور متمکن کرنا اور گناہون سے
دور کرنا لازم ہی اور دوسری وجہ سے اس مضمون کے تقریر یہی ہو سکتی ہی کہ کہا جائے کہ بندون کو تکلیف دینا ساتھ امر و نہی کے اور
دور کرنا اُنکا برائیون سے حق تعالی کے ذمہ مین جیسا کہ مبحث عدل مین مذکور ہوا واجب ہی اور یہ سمعیات مین نہین ہو سکتا
جبتک کہ پیغمبرون کو خلق کی ہدایت فرمانے کو نہ بھجواوے کہ اُنکے واسطہ سے مخلوقات ہدایت پاوین پس بعثت نبی کے واجب ہوگی
وَهُوَ الْمَقْصُود اشاعرہ نے جو اس وجوب سے انکار کیا ہی تقریر اُسکے موافق کلام شاہ عبد العزیز دہلوی پیشواے اہل سنت کے
یہ ہی کہ جو کچھ اس عقیدہ مین خلل و فساد ہی وہ ظاہر ہی کیونکہ کوئی چیز ذمہ باریتعالی مین واجب نہین ہی اور مرتبہ الوہیت و ربوبیت اُسکے
شایان نہین ہی ہان پیغمبرون کا بھجوانا اور تکلیف دینا جو واقع ہوتا ہی وہ محض فضل و کرم سے ہی اگرچہ یہ عین عنایت ہی والا جاے
شکایت نہین ہی اور یہی مذہب اہل سنت کا ہی اور اگر بعثت پیغمبرون کے واجب ہوتی تو الله تعالی آیات قرآنیہ مین اکثر مقام

امتنان و بیان انعام و احسان بیان نفرماتا کیونکہ ادائے واجب مین کوئی احسان نہین ہی جیسا کہ فرماتا ہی لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی
الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا یعنی خدا نے مومنین پر احسان فرمایا اِسواسطے کہ اُنمین پیغمبر کو مبعوث فرمایا دوسرے
یہ کہ اگر پیغمبر کا بھجوانا واجب ہوتا تو حضرت ابراہیم اپنی ذریت کے لیے خدا سے دعا نکرتے اِسطرح کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ
رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یعنی خداوندا بھیج اُنمین پیغمبر اُنہین سے کیونکہ دعا کرنا اُس بات کے لیے جسکا ہونا واجب ہی معنی نہین رکھتا فقط
اور یہ کلام جیسا ہی ظاہر ہی اور ابطال مین اسکے جواب اِسطرح دیا گیا ہی کہ یہ بات کہ خدا پر کچھ واجب نہین ہی ایسی بات ہی کہ
اِسکے کہنے والے کا دل اُسکی زبان کو جھوٹا کرتا ہوگا کیونکہ ایفاے وعدہ خدا پر اُنکے نزدیک بھی واجب ہوگا والا جواز کذب
معاذ اللہ اصدق الصادقین پر لازم آے اور وہ صفت نقص ہی پھر کیونکر صحیح ہوا کہ خدا پر کچھ واجب نہین ہی اور یہ بھی ضروری ہی
کہ افعال خدا کے مطابق اُسکے علم کے ہوں اِس سے واجب الصدور ہوں الا جہل لازم آئیگا اور بھی بنظر ارادۂ قدیم کے حق تعالے
پر واجب ہی کہ مراد کو واقع کرے اور روزیکا دینا اپنے مخلوقات کی اُسنے اپنے اوپر واجب کیا ہی یا نہین اگر کہو ہان تو خدا پر
واجب ہو چکا اور ہم سچے ہین اور اگر کہو نہین تو تمھاری تکذیب کو آیہ وافی ہی اِیا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا کافی ہی
اور یہ جو اُنھون نے کہا کہ اہل سنت کا مذہب یہی ہی تو شاید امام اہل سنت فخر الدین رازی اہل سنت سے نہین ہین کیونکہ
اُنھون نے بعثت انبیا کے واجب ہونے کے خدا پر تصریح کی ہی جیسا کہ جناب سید سند نے اُنسے نقل کیا ہی وَلَمَّا کَانَ الْخَلْقُ
مُحْتَاجِیْنَ اِلَی الْبِعْثَةِ وَالرَّحِیْمُ الْکَرِیْمُ قَادِرًا عَلَی الْبِعْثَةِ وَجَبَ عَلٰی کَرَمِہٖ وَرَحْمَتِہٖ اَنْ یَّبْعَثَ الرُّسُلَ اِلَیْھِمْ یعنی جبکہ
خلق محتاج تھی طرف بعثت کے اور رحیم کریم قادر نبی کے بھیجنے پر تھا تو واجب ہوا اُسکے کرم و رحمت پر کہ پیغمبرون کو اُنکی طرف
بھیجے فقط پھر اب دعا شاہ صاحب کا کہان صحیح ہوا اور یہ جو اُنھون نے کہا ہی کہ ادائے واجب مین کچھ احسان نہین ہی تو صحت
امتنان کو ادائے واجب مین یہ کافی ہی کہ بعثت انبیا کی بنظر ذات اپنے واجب نہین ہی اور ہم بھی ایسا ہی سمجھتے ہین لیکن وجوب
مطلق اُسکا منافی امتنان نہین مثل اِسکے کہ وجوب اُسکا بنظر اِسکے ہو کہ مطابقت علم الٰہی کے لیے واجب ہووے یا وجوب اسلیے
ہو کہ حق تعالیٰ کے ایفاے وعدہ کی راہ سے واجب ہو تو اب یہ وجوب منافی احسان و امتنان نہین الا چاہیے کہ موافق قول
شاہ صاحب کسی فعل کو خدا کے افعال سے خصوصًا حور و قصور کا پرہیزگارون کو دینا لائق امتنان نہو اور نہ حق تعالی اِس
عطا پر مستحق شکر و مدح کا ہو حالانکہ یہ قرآن سے ثابت ہی کہ اہل بہشت متنعم ہو کر ادائے شکر کرینگے کَمَا قَالَ جَلَّ وَعَزَّ وَقِیْلَ
الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور اِسی جگہ سے ہی جو امام اہل سنت فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہی اَنَّ اِمْتِنَاعَ التَّرْکِ
لَایَقْدَحُ فِیْ حُصُوْلِ الْمَدْحِ یعنی جس چیز کا ترک کرنا ممتنع ہو اُسکا کرنا مانع مدح کرنے سے نہین ہوتا پھر کیونکر ہوسکے
کہ ادائے واجب خالی انعام و امتنان سے ہو اور جو اُنھون نے کہا ہی کہ اگر بعثت نبی کی واجب ہوتی تو حضرت ابراہیم دعا
نکرتے اُسکا جواب یہ ہی کہ اگر دعا کرنا اُس چیز کے لیے جائز ہوتا جو مطلقًا واجب نہو تو کوئی دعا اہل مشیت سے کہ حق تعالے
کو اپنے علم کے مطابق فرمانا اور موافق وعدہ کے قول کا ایفا کرنا واجب ہی صحیح نہوتے اور بھی وجوب بعثت اُن سے یہ کہان

ضرور تھا کہ ذریت ابراہیم سے پیغمبر ہون اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بعثت کی عموماً دعا نہین کی بلکہ دعا اسکی
کی تھی کہ اُنکی ذریت سے نبی مبعوث فرما پھر یہ استدلال کہان صحیح ہوا اور حقیقت یہ ہی کہ تفضل کے مراتب ہین بعض مدارج
مین تفضل کا پہلو غالب ہی اور بعض مین پہلو واجب ہونیکا غالب ہوتا ہی مثلاً افاضۂ وجود مین اُسکا تفضل ہونا واضح تر ہی
وجوب سے کیونکہ کوئی جہت پہلے نہ تھی کہ اُسکے سبب سے پیدا کرنا ضرور ہوا اور استحقاق حاصل ہوا اور لیکن اُسکا واجب ہونا
پس اگرچہ عقل پہلی نظر مین تو اُسے نہین سمجھ سکتی لیکن بنظر تامل دیکھا جائے تو خالی واجب ہونے کی جہت سے نہین ہی کیونکہ
فعل حکیم خالی حکمت سے نہین ہی اور ممتنع ہی کہ حکیم مخالفت حکمت کی کرے اور انسان کے موجود کرنے مین کہ اشرف موجودات
ہی بہ نسبت اور مخلوقات کے پیدا کرنے کے اظہار حکمت زیادہ ہی پس وہ احق بالوجود ہی اور جب ایسا ہوا تو ایسے موجودات کا
پیدا کرنا لازم ہوا کہ اس عالم کے پیدا کرنے سے مقصود اصل خلق فرمانا انسان کا ہی اور بعد پیدا کرنے کے ایسے مخلوق کو مہمل چھوڑنا
اور غفلت کرنا اُنکی اصلاح اُمور معاش و معاد سے نظر بحکمت خود اقبح ہی اور اصلاح اُمور کے اُسکی بنظر اُسکی حکمت و کرم کے
واجب تر اور لازم تر ہی پس اس حال مین وجوب کا پہلو تفضل سے غالب ہی اور عمدہ اصلاح حال اُسکے منحصر امر و نہی مین اور
معین کرنے قوانین شریعت کے اور تکلیف دینے کے ساتھ اُن خیرون کی جو دنیا و آخرت مین اُسکے لیے فائدہ پہونچانے والی
ہون ہی کہ وہ نہین حاصل ہوتی مگر ساتھ بھجوانے پیغمبرون کے پس بنظر حکمت وجوب بعثت ثابت ہی گو یہ سب بسبب اسکے کہ
پہلے سے کسی چیز کا استحقاق بندون کی طرف سے ظاہر نہین ہوا بسبب عدم ظہور طاعات کے تفضل کے شمار مین محسوب
ہو سکتے ہین اور امتنان ان مستحسنات کے ساتھ صحیح ہوتا ہی پس بنظر کرم و حکمت کے واجب ہونا منافی امتنان کا نہین ہی
اور اس سے زیادہ یہ ہی کہ بعد فرمان برداری و طاعت گذاری اور اجتناب کرنے مناہی سے جو استحقاق ثواب و فراوان کا
حاصل ہوتا ہی اس صورت مین وہ ظاہر ہی اور بمقابل اُسکے بہشت مین داخل کرنا موافق وعدے کے ضرور ہی لیکن بمقابل عظمت و
بزرگی خداوند عالم اور کم ہونے طاعتون کے اُس درجۂ کمال کبریائی کے کہہ سکتے ہین کہ سب کی عبادت ہیچ ہی اور کچھ
نہین ہی اُسکا قبول فرمانا محض تفضل ہی خصوصاً جبکہ اچھے عمل بُرے عملون کے ساتھ ملے ہوے ہون جیسا کہ وہی اکثر ہی
اُسوقت مین زیادہ تر یہ مقام ہوتا ہی کہ کہین کہ اگر بخشے یا عمل طاعت کو قبول کرے تو وہ محض تفضل ہی بالجملہ بلحاظ ان
اُمور کے تفضل ہر امر مین جناب اقدس الٰہی کے افعال سے کہنا اور جاننا چاہیے اور نفی تفضل کی کسی مرتبہ مین مراتب وجوب سے
نہین کرنی چاہیے کہ مرتبہ وجوب کا افعال عباد مین اور ہی اور افعال خالق مین اور ہی کیونکہ جس چیز کو اُسنے اپنی ذات اقدس پر
لازم فرمایا ہی وہ بنظر حکمت و کرم کے ہی نہ بمقابل کسی استحقاق سابق کے اسیلیے اُسکا مرتبہ اُسکے افعال مین یہ ہی کہ لا یسئل
عما یفعل پس جو وہ ہمارے لیے فائدہ پہونچائے خواہ اپنے ذمہ مین واجب و لازم فرما کر یا بدون اُسکے سب تفضل و کرم سے خالی
نہین ہی کیونکہ ہمارے کسی استحقاق کا عوض نہین اور اُسکا شکر ضرور ہی اور بندون پر جو واجب ہی وہ اس طرح ہی کہ اُسنے ہمکو
پیدا کیا ہی جان و عقل و حواس و آلات و قوی دیے ہین روزی دیتا ہی قادر ہی جو چاہے جسوقت وہ کرے اور جب جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی

حیات وموت ہماری وابستہ اسکی قدرت اور ارادے کی ہی ہم اسکے مملوک ہین وہ ہمارا مالک ہی مقابل اِس استحقاق کے ہم پر حکم فرماتا ہی اور جو حکم اسکا ہی اسکا امتثال و فرمان برداری ہمارے لیے مفید اور نافرمانی مضر اور باعث زیان کاری دنیا و آخرت ہی اور اسیلیے ہم اپنے کامون مین اِس مرتبہ مین ہین جو فرمایا ہی وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ اور جو کچھ ہم سے فرمان برداری اور طاعت ہو اسمین کچھ ہمکو دعوی نہین ہی کیونکہ سبق استحقاق ہماری طرف نہین ہی جب اُسنے پیدا کیا اور آلات و قوی و عقل دی اور نبی کو بھیجا کہ جسنے ہمین سب کچھ تعلیم کیا اسوقت ہمنے بذریعہ اُن آلات کے جو اسکے عطا کیے ہوے تھے جو کچھ کیا تو ہمارا اسمین کیا فعل ہی اگر اسے قبول کرے تو تفضل ہی نہ وہ واجب ہمارے کرنے مین ہی ہان معصیت مین البتہ ہمارا استحقاق ہی کیونکہ بعد اتمام حجت ہمارے سوء اختیار سے ہوا ہی کہ جو آلات طاعت کے لیے دیے تھے اور اسکے لیے الہام فرمایا تھا اُسکے خلاف جسکے لیے منع فرمایا تھا اسمین اسکا صرف کیا فافہم **دلیل دوسری** اور وہ دلیل حکما کی ہی اور وہ یہ ہی کہ انسان مدنی الطبع ہی کہ اسکے کام بدون اجتماع کے اور ایک کی دوسرے کو اعانت کیے منتظم نہین ہوتے کیونکہ وہ محتاج ہی طرف کھانے کے کپڑے کے رہنے کی جگہ کے اپنے واسطے عیال کا محتاج ہی انکی ضرورتون کے برلانے کے لیے اعانت چاہتا ہی دفع دشمن کے واسطے سلاح چاہتا ہی بالجملہ ہر خیر کے لیے ان خیرون سے ایک کل رکن چاہیے ایسا کہ جو اپنی عمر صرف کرے اسمین کیونکہ غذا کے بہم پہونچنے کو پہلے زراعت و کاشتکاری معہ اسکے مقدمات کی ضرور ہی اور جب دانہ کھیت سے گھر مین آے تو جو لائق پیسنے کے ہی اُسکا پیسنا جو صاف کرنے کے لایق ہی اسکا صاف کرنا چاہیے بعد اسکے اسکا پکانا جب اتنے کام ہو لین تو غذا کھانے کے قابل ہوتی ہی اسی طرح لباس مین روئی کا بونا یا کرم ابریشمی کا پالنا اور اُس سے روئی یا ابریشم کا حاصل کرنا بعد اسکے اُسے کاتنا اور اُس سے سوت یا ریشم بنانا پھر اُسے بُننا جب کپڑا تیار ہو چکا تو اُسے قطع کرنا سینا جب یہ سب کام ہو چکین تو لایق پہننے کے ہوتا ہی اور گھر ہاتھ نہین آ سکتا مگر ساتھ عمارت کے اور جو اسباب خانگی اسکے لیے ضرور ہین پس اگر ایک آدمی اپنی ضروریات اور اپنے عیال کی ضروریات مین مصروف ہو تو بعضی ہی چیزون مین عمر بسر ہو جاے اور انجام اسکا دشوار ہو کہ متعذر ہو جاے پس اسکا تعیش مربوط ہی معالجہ اور معاونت کے ساتھ کہ جو مشارکت حاصل ہوتی ہی مثل اسکے کہ کوئی زراعت کرتا ہی کوئی کپڑا بنتا ہی کوئی درزی ہی سیتا ہی کوئی گوشت بناتا ہی کوئی پکاتا ہی بالجملہ سب ملکر جو کام کرتے ہین اس سے سبکو آسانی ہوتی ہی خیاط طباخ سے روٹی لیتا ہی طباخ خیاط سے سلواتا ہی اور یہ بدون اجتماع کے صورت نہین پکڑ سکتا اور اجتماع مظنہ فساد ہی پس واجب ہی یہ کہ درمیان مین انکے معاملہ عدل و انصاف ایسا ہو کہ ایک دوسرے پر تعدی و زیادتی نکرے اور ضابطہ عدل منحفظ نہین ہوتے مگر ساتھ شرع کے اور ضابط قوانین شرع نہین ہی مگر شارع ایسا شارع کہ تمام خلق سے متمایز ہو باستحقاق اطاعت کہ موید ہو خدا کی طرف سے ساتھ آیات و معجزات کے جو دلالت کرتے ہون اس بات پر کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا آیا ہی اور قول اسکا حجت ہی **دلیل تیسری** اصحاب عارفین اور مقتبسین انوار ہدایات ائمہ معصومین علیہم السلام کی ہی جو حادی و جامع تر ہی بنسبت اور تقریرون کے اور تائید و تقویت

کرنے والی آنکی روایت محمد بن یعقوب کلینی کی ہی منصور بن حازم سے کہ کہا اُسنے عرض کیا مین نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین کہ جسنے خدا کو پہچانا اور اُسکی معرفت حاصل کی وہ البتہ یہ جانتا ہی کہ پروردگار رضا و غضب رکھتا ہی اور اُسکی رضا و غضب نہین پہچانی جا سکتی مگر جبکہ اُسپر وحی نازل ہو ہرگاہ خود پیغمبر ہو یا پیغمبر کے بھجوانے سے اُنکے واسطے جنپر وحی نہین نازل ہو سکتی پس جسپر کہ وحی نہین آسکتی اُسکے واسطے ضرور ہی کہ پیغمبر کی تلاش کرے اور جب اُنکی ملاقات سے مشرف ہو تو جانے کہ یہ حجت خدا ہین اور فرمان برداری اُنکی واجب ہی حدیث یہ بڑی ہی آخر مین اسکے حضرت نے یہ کلام منصور بن حازم کا سنکر فرمایا کہ حق تعالی تجھپر رحم فرمائے اور اُسکی کتاب مین ہشام بن حکم سے مروی ہی کہ کہا اُنھون نے کہ ایک زندیق نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ تمنے نبوت انبیا کو کہان سے ثابت کیا حضرت نے فرمایا کہ جب ہمنے ثابت کیا کہ ہمارے لیے کوئی خالق ہی صاحب صنعت اور وہ برتر جملہ مخلوقات سے ہی اور صاحب حکمت ایسا صانع ہی کہ خلق کو اُسکا مشاہدہ کرنا اور اُس سے معاشرت روا نہین ہی اسی طرح اُس سے کلام بھی نہین کر سکتے اور جو کوئی اپنی حجت کو دوسرے پر تمام کریگا تو بالضرور اسکے واسطے ثابت ہونگے اور سفیر کہ اُسکے کلام کی حکایت کرین اور اُسکے پیام کو اُسکے بندون تک پہونچائین اور رہنمائی کرین اُنھین اُن باتون مین کہ جس مین منفعت و مصلحت اُنکی ہو اور اُسکا کرنا وسیلہ اُنکے دنیا مین باقی رہنے کا بحیثیت انتظام عالم کے یا آخرت مین باقی رہنے کا وسیلہ ہوگا بحیثیت ایمان قبول کرنے کے اور ترک اُسکا اُنکی ہلاکت کا موجب ہوگا پس ثابت ہوئی حاجت ساتھ حکم کرنے والون کے اور منع کرنے والون کے جو خدا کی طرف سے ہون جو دانا تر مخلوقات سے ہون چوتھی دلیل یہ ہی کہ چونکہ بندے جناب اقدس الہی سے بہت دور ہین اور بسبب اپنے نقص ذات و صفات کے جناب احدیت کے ساتھ اور کوئی ربط اُسکی عزت و جلال سے نہین رکھتے پس ضرور ہوا کہ بندون کے اور پروردگار کے بیچ مین ایسے واسطے اور رابطے ہون کہ وہ مراتب تقدس و روحانیت اور حالات جسمانی اور لوازم بشری کے جامع ہون اور اِس وجہ سے پہلے ارتباط ساتھ ذات پاک احدیت کے رکھتے ہون تاکہ اُسکے باعث سے اُنھین حکم اور معارف و علوم شرعی کا لینا ممکن ہو اور جہتہ بشریت کے ذریعہ سے مناسبت مخلوقات سے رکھتے ہون کہ احکام الہی کو رعایا پر القا کرین اور اسی وجہ سے حق تعالی نے اپنے پیغمبرون کو جنس انسان سے ظاہر مین پیدا فرمایا اور باطن مین بذریعہ نفس قدسی کمال ذات اور محاسن اخلاق و صفات مین اُنھین اُنکے غیر گردانا پس ہر ایک اُنمین سے جو جو برائیان اور خرابیان آدمیون کو بسبب مقتضائے نفس امارہ بشری اور دواعی شہوات کے جو جسد عنصری کے ذریعہ سے وارد ہوتے ہین اُن سب سے منزہ اور دور ہی مو انست خلق کے واسطے مثل کلمہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوحٰی اِلَیَّ لسان مقال سے یا زبان حال سے کہتے ہین یعنی نہین ہون مین مگر ایک آدمی مثل تمھارے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہی تا رعایا متوحش نہون اپنے حاکمون سے جبکہ جانین کہ یہ بھی ہمارے ہی نوع سے ہین اور اسلیے جب کفار نے درخواست کی کہ فرشتہ رسالت کو خدا کی طرف سے ہم پر کیون نہ آیا تو جواب مین ارشاد فرمایا کہ اگر مین فرشتہ کو پیغمبر کرتا تو جب بھی اُسے کسی آدمی کی صورت پر ظاہر کرتا اور ہر آئینہ مشتبہ کرتا اُنپر اُس چیز کو جسے اب

وہ مشتبہ کیے ہین یعنے رفع توحش کے لئے آدمیون کے اور آزمایش کے لیے خلق کے فرشتہ کو بھی بصورت انسان متصور کرتا جاننا چاہیے کہ شیعون کے جملہ معتقدات سے یہ بھی بات ہو کہ کبھی زمین ابتداے خلقت ذوی العقول سے خالی حجت خدا سے نہین ہی اور نہ ہو خواہ وہ حجت نبی ہو یا امام اور وہ زمانہ جو دو پیغمبرون کے بیچ مین گذرتا ہو کہ اُسوقت نبی نہین ہوتا اور اُسے زمان فترت کہتے ہین وہ اگرچہ پیغمبر سے خالی ہوتا ہو لیکن اُنکے اوصیاؤن سے نہین خالی ہوتا اِسی طرح بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بھی زمانہ خالی حجت خدا سے نہین رہا اور نہ ہو مگر اِسے زمان فترت نہین کہتے کیونکہ زمان فترت وہ ہو کہ جو دو پیغمبرون کے بیچ مین ہوا اور بعد حضرت کے نبی نہوگا تو وہ اصطلاح کیونکر اطلاق کیجاے لیکن حجت خدا کا تمام ہونا ہر وقت خلق پر ضروری ہو جیساکہ جناب امیر علیہ السلام سے ماثور ہو لَا تَخْلُو الْاَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ ظاہر مشہور او مستتر مغمور یعنے زمین خالی نہین رہتی اِس سے کہ کوئی خدا کی طرف سے قائم نہو خواہ وہ حجت ظاہر و مشہور ہو یا پوشیدہ و غیر معلوم ہو لیکن بعض نے شبہہ کیا ہو کہ بعض بلاد جو معظم معمورات سے زمین کی دور ہین جیسا امریکا ہو یا قطب جنوبی کے نیچے آبادیان اب ظاہر ہوئی ہین یا آیندہ ہون کہ اکثر اُنکے تصرف دانایان فرنگ مین ہین وہان کوئی پیغمبر اور حجت نہین ہوا اور نہ اُن تک کسی نبی کی دعوت کا پہونچا ہو پس حجت خدا کی اُنپر تمام نہین ہوئی اور فائدہ ارسال نبی کا ایسے مقامات مین متحقق نہین ہوا تو اِس شبہہ کے جواب مین کہنا چاہیے کہ اول اُنکا حال اچھی طرح معلوم نہین کہ اُنکی ہدایت کس کس طرح فرمائی گئی اور کب سے وہ مقامات آباد ہوے اور کس حجت خدا کے زیر حکم رہے علاوہ اِسکے حدیث علوی کا مطلب تو یہ ہو کہ زمین خالی حجت خدا سے نہین رہتی نہ یہ کہ کوئی جگہ خالی نہین رہتی ہر پہاڑ پر اور ہر گاؤن مین اور جزیرہ مین اور ہر بندر پر حجت کا رہنا ضروری ہو یہ ہرگز نہین فرمایا جو تمھارا شبہہ موثر ہوا اور فائدہ ارسال حجت کا خلق کی تمکین ہو اور جب ایک مقام پر زمین سے حجت خدا موجود ہوا تو خدا کی طرف سے تمکین حاصل ہو چکی کیونکہ اب ممکن ہو کہ آدمی اُسے تلاش کرکے اپنے تئین اُس تک پہونچائین خدا پر ارسال پیغمبر واجب ہو اور اُسکے ہاتھ پر اُن چیزون کا ظاہر کردینا ضرور ہو کہ جو اُسکی تصدیق نبوت کرین بعد اِسکے آدمیون پر واجب ہو کہ اپنے تئین اُس حاکم پاس جو خدا کی طرف سے آیا ہو پہونچائین جیساکہ اُس حدیث سے جو دلیل سوم مین مذکور ہوئی واضح ہوا اب اگر نہ پہونچین تو یہ قصور خلق کا ہو کہ باوجود فہم و عقل تجسس حجت خدا کی کیون نکی مگر یہ کہ محض غافل ہون تو اِس صورت مین اُنسے مواخذہ سمعیات مین ساقط ہوگا **فصل دوم بیان مین شرائط نبوت کے** پس جاننا چاہیے کہ عمدہ شرط عصمت ہو اور وہ عبارت ہو اُس لطف سے کہ جسے حق تعالی بنسبت کسی بندے کے اپنے بندون مین سے اُسے عمل مین لاتا ہو پس وہ بندہ اپنے تئین بُرائیون سے باز رکھتا ہو اور اُسکی تفصیل یہ ہو کہ عصمت ایک لطف خاص ہو کہ جسکی نسبت وہ متحقق ہوجاے تو سب باتون مین اُسے طاعت سے قریب کرتا ہو اور معصیت سے دور کرتا ہو یہان تک کہ کسی وقت اُس سے خلاف مرضی الہی سرزد نہین ہوتا اِسلیے کہ یہ لطف حد اضطرار کو پہونچے جیساکہ شان الطاف الہی کی ہو اور اگرچہ حق تعالی کے الطاف فی الجملہ سب مکلفین پر جو مستحق لطف ہین مبذول

ہوتے ہین لیکن پیغمبر و امام کہ معصوم مطلق ہین بسبب اُنکے حسن باطن اور پاکیزگی طینت کے وہ اختصاص زیادہ اُسکے
ساتھ رکھتے ہین جیساکہ ضمن شرائط لطف مین مذکور ہوچکا ہی شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ عصمت مانع تمام اُس سے
نہین ہی کہ قدرت ارتکاب قبیح پر نہ رکھتے ہون اور اسی طرح سبب اضطرار کا صاحب عصمت کے افعال حسنہ اور طاعات کے
بجالانے مین نہین ہی بلکہ وہ ایک ایسی بات ہی کہ جیسے خداوند عالم جانتا ہی کہ جب اِس بات کو مین فلان بندے کی نسبت
عمل مین لاؤنگا تو وہ کبھی گناہ نکریگا اور یہ بھی از جملہ شرائط وجوب لطف الٰہی سے ہی کہ حق تعالیٰ جانے کہ فعل لطف کے
وقت مین کہ بندہ اختیار کرے گا طاعت کو و لیکن یہ جملہ مخلوقات مین مترقب نہین اور اسی جہت سے اِس لطف کو عام
نہین فرمایا بلکہ جو صفوۂ اخیار ہین اور انکی تعریف مین قرآن مین فرمایا ہی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی یعنے وہ
اشخاص کہ جنکے لیے میری طرف سے نیکی نے سبقت کی ہی اور فرمایا ہی۔ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ
یعنے بتحقیق کہ وہ اشخاص میرے نزدیک پاکیزگان اور نیکوکاران سے ہین پس ایسا لطف مخصوص اُن اشخاص کے ساتھ
ہی کہ انھون نے قوت عقل و فطنت اور پاکیزگی طینت اور حسن سیرت اور محاسن صفات و اخلاق کریمہ اور صدق نیت اور
خلوص محبت سے اپنے جو پروردگار کے ساتھ ہی سب سے ممتاز ہین پس حق تعالیٰ نے اپنی بزرگی کو انکی نظر مین جلوہ گر
فرمایا ہی کہ ہر وقت پروردگار جبار غفار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اور گویا اُسے دیکھتے ہین پس کوئی حرکت اور سکون اور فعل
و ترک اُنسے سوا اِسکے کہ موافق رضاے الٰہی ہو صادر نہین ہوتا اور اِس جگہ سے واضح ہوا کہ عصمت ایسی چیز نہین ہی کہ
خدا جبر سے کسی کو مطیع کرے اور معصیت سے باز رکھے و الا معصوم مجبور ہوتے اور مستحق اجر و ثواب کے نہوتے باوجود اسکے
کہ وہی مخصوص ہین ساتھ اعلیٰ مدارج قریب کے اور مقام محمود کے اور شفاعت کبریٰ کے اور جب یہ معلوم ہوچکا تو جاننا چاہیے
کہ مذہب امامیہ کا بالاتفاق یہ ہی کہ سب پیغمبر معصوم ہین گناہان کبیرہ و صغیرہ سے اور منزہ ہین گناہون سے قبل نبی ہونے کے
اور بعد پیغمبر ہونے کے پس کسی وقت مین اُنسے گناہ سرزد نہین ہوتا نہ از روے عمد نہ از روے سہو و خطا جیساکہ علامۂ
حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق مین اِسکی تصریح فرمائی ہی اور اہل سنت مطلق عصمت سے انکار کرتے ہین اور اجتہاد و خطا
بلکہ صدور کبائر کا بھی انبیا سے جایز جانتے ہین پس ایک جماعت معتزلہ تجویز صدور گناہان صغیرہ کی پیغمبرون سے کرتی ہی
اِس جہت سے کہ کثرت اعمال خیر سے مضمحل ہوجاتے ہین اور بعض انسے کہتے ہین کہ گناہان صغیرہ از روے سہو انبیا سے سرزد
ہوتے ہین نہ جانکر عمداً اور اشعریہ اور حشویہ اہل سنت نے کہا ہی کہ گناہان صغیرہ و کبیرہ کا صادر ہونا اُنسے جائز ہی سوا دو گناہون کے
ایک کفر دوسرا دروغ اور بعض نے کہا ہی کہ صدور کفر کا بھی جائز ہی لیکن قبل نبی ہونے کے اور علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق مین
لکھا ہی کہ بعضے انکے بعد نبوت کے بھی جواز کفر کے قائل ہوے ہین اور فاضل قوشجی نے کہا ہی کہ جمہور اہل سنت اِسپر گئے ہین کہ
پیغمبرون سے ہر گناہ معجزے کے منافی ہو اور اُسکے کرنے مین کفر سے محفوظ رہین اور وہ بظاہر منحصر ہی تبلیغ رسالت مین جھوٹ
بولنے سے پیغمبرون پر جائز ہی اور پھر کہا ہی اُسنے کہ انکے قاضی نے منافی معجزہ کو بھی سہواً پیغمبرون پر روا رکھا ہی اس صورت مین

کذب تبلیغ رسالت مین بھی سہواً اُنکے نزدیک جائز ہو جائیگا اور ازارقہ خوارج نے کفر کو بھی روا رکھا ہی کیونکہ وہ ہر گناہ کو مستلزم کفر کا جانتے ہین بالجملہ امامیہ کے نزدیک سب مخالفین کے اقوال باطل ہین اور دلیلین عصمت کے واجب ہونے کی انبیا اور ائمہ معصومین علیہم السّلام کی بہت ہین اور محقق طوسی علیہ الرّحمہ نے تجرید مین تین دلیلین ذکر فرمائین ہین پہلی یہ کہ غرض انبیا کے مبعوث کرنے سے جو ہی وہ نہین حاصل ہوتی مگر عصمت کے ساتھ پس انبیا کی عصمت واجب ہی غرض مطلوب کے حاصل کرنے کو کیونکہ اگر پیغمبرون سے گناہون کا صادر ہونا روا ہو تو کذب و دروغ کا صادر ہونا اُنسے ممتنع نہو پس جو کچھ کہ وہ حکم او نہی اور وعدے اور وعید خدا کی طرف سے بیان کرتے ہین بسبب اِسکے کہ جھوٹ کا ہونا اُسمین محتمل ہی اُن باتون کا اعتماد باقی نہ رہے اور آدمی اطاعت اور فرمان برداری اُنکی بسبب عدم اعتماد کے اُنکے احکام کے ساتھ نکرین اور یہ خلاف غرض مطلوب ہی دوسری یہ کہ اگر اُنسے گناہ صادر ہون تو دو ضدون کا واجب ہونا لازم آتا ہی ایک اُنکی متابعت کا واجب ہونا اِس گناہ مین اِسلیے کہ متابعت نبی کی ہر امر مین واجب ہی دوسرے اِس گناہ مین اُنکی مخالفت کا واجب ہونا اِسلیے کہ گناہ سے اجتناب کرنا واجب ہی دلیل امر اول کے واجب ہونے کی قول خدا ہی۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنے کہو اے محمد صلی اللہ علیہ و الہ کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرے تابع ہو تاکہ خدا تعالی تمھین دوست رکھے اور دلیل دوسری بات کے واجب ہونے کی بھی قول خدا ہی۔ وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا یعنے میل نکرو اُنکی طرف جو ظلم و گناہ کرتے ہین اور قول عزاسمہ کا۔ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ یعنے حق تعالی نہی فرماتا ہی فحشا و منکر سے اور دو ضدون کا واجب ہونا محال ہی پس عصمت واجب ہی تاکہ محال لازم نہ آئے اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے اِس دلیل کو عصمت نبی کے لیے اس طرح بیان کیا ہی کہ اگر پیغمبرون سے عمداً گناہ صادر ہون تو چونکہ اُمت مامور ہی اُنکے اتباع کے ساتھ موافق آیہ اولی کے جو مذکور ہوا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ الخ اور خود یہ گناہون سے آدمیون کو باز رکھتے ہین تو تناقض دعوت قولی اور فعلی مین لازم آتا ہی بالجملہ شاہ صاحب نے اِس دلیل کو عمداً گناہ کے صادر ہونے کے ساتھ تخصیص کیا ہی تاکہ منافی مطلب اہل سنت کے جو گناہان کبیرہ کا نبی سے سہواً صادر ہونا تجویز کرتے ہین لازم نہ آئے لیکن جب خود اُنھون نے گناہان صغیرہ کا صادر ہونا سہواً تجویز کیا تو اب حجت اُنکے گناہان کبیرہ کے نہ صادر ہونے پر اگرچہ سہواً کیون نہو ناتمام ہوگی اور واقع مین یہ ہی کہ دلیل عصمت عام ہی اور تخصیص اِسکی بجا ہی جیسا کہ مقدمات دلیل کے اسپر خود شاہد ہین تیسری یہ کہ اگر گناہ پیغمبرون سے صادر ہون تو نبی کو زجر و منع کرنا بھی گناہ سے اُمت پر واجب ہو کیونکہ دلیلین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی عام ہین جس سے منکر صادر ہوا ہے زجر و منع کرنا واجب ہوگا اور وہ بدون ایذا رسانی کے ممکن نہین ہی اور پیغمبر کو زجر کرنا اور اذیت کا پہونچانا باجماع اُمت حرام ہی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنے جو شخص کہ اذیت دیتے ہین خدا کو اور اُسکے پیغمبر کو حق تعالی لعنت کرتا ہی اُنپر دنیا اور آخرت مین اور شارح قوشجی نے

پہلے چند مفاسد عصمت نہونے پر مبنی کے لیے بیان کیے ہین ایک یہ کہ اگر پیغمبر سے گناہ سرزد ہون تو اس تقدیر مین
گواہی اُنکی مقبول نہو گی کیونکہ فاسق کی گواہی لائق قبول نہین ہے اور جبکہ گواہی اُنکی اُمور خسیسہ دنیاوی مین
قبول کے لایق نہوئی تو اُمور جلیلہ آخرت مین کب لایق سننے کے ہوگی دوسرے جب انھین عصمت نہوئی اور
گنہگار ہوے تو مستحق عذاب و ملامت کے ہونگے کیونکہ خدا کے اس قول کے نیچے داخل ہونگے جو فرمایا ہے
وَمَن یَعْصِ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ یعنے جو شخص کہ نافرمانی خدا اور رسول کی کرے گا اُسکے لیے آتش جہنم
آمادہ ہے اور فرمایا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ آگاہ ہو کہ خدا کی لعنت واسطے ظلم کرنے والون کے ہے اور قول اُسکا
لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ یعنے کیون وہ بات کہتے ہو جسے خود نہین کرتے اور قول اُسکا اَتَاْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
اَنْفُسَکُمْ یعنے آیا حکم کرتے ہو آدمیون کو نیکی کرنے سے اور اپنے واسطے اُسے بھولاتے ہو لیکن یہ سب باتین باجماع
نبی کے واسطے ثابت نہین منتفی ہین اور بہت بُرے لایق تنفر کے ہین تیسرے یہ کہ گنہگار صلاحیت مرتبہ نبوت
تک پہونچنے کی نہین رکھتا موافق قول خدا کے لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ چوتھے یہ کہ بندگان مخلصین سے نبی ہوگا
اسلیے کہ جسے شیطان اغوا کرے وہ مخلص نہین ہے غیر مخلص ہے بسبب اسکے کہ حق تعالیٰ نے اُسکی حکایت فرمائی کہ کہا اُسنے
لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ یعنے مین سب بنی آدم کو اغوا کرون گا مگر اُنکو جو تیرے بندگان
مخلص ہین پانچوین یہ کہ اگر گنہگار ہو تو جلدی کرنے والا طرف نیکی کے نہوا اور نہ برگزیدون مین شمار کیا گیا ہو لیکن لازم
اُس سے نہین پایا جاتا کیونکہ حق تعالیٰ بعض پیغمبرون کے حق مین فرماتا ہے کہ اِنَّھُمْ کَانُوا یُسَارِعُونَ فِی الْخَیْرَاتِ یعنے
تحقیق کہ تھے وہ جلدی کرنے والے نیکیون مین اور قول اُسکا وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ یعنے تحقیق کہ
وہ نزدیک میرے برگزیدگان و نیکوکاران مین ہین اور بعد اسکے فاضل مذکور نے اسکے جواب دیے ہین اس طرح کہ یہ دلیلین
مطلق گناہ کے نفی پر خصوصاً جبکہ گناہان صغیرہ سہواً صادر ہون دلالت نہین کرتین کیونکہ اُس طرح گناہ کا صادر ہونا مخل
اعتماد کو قول و فعل نبی کے نہین ہوتا اور معہذا متابعت نبی کی قبل بعثت واجب نہین ہے اور بعد بعثت بھی واجب
نہین ہے مگر اُن اُمور مین جو متعلق بشریعت و تبلیغ احکام ہون اور جو کچھ اُنسے سہواً سرزد ہو اُس سے انکار جائز نہین ہے
اور گواہی نبی کی گناہ کرنے سے اُسوقت لایق رد کرنے کے ہوگی جبکہ وہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ پر اصرار ہو اور اُس سے توبہ نکرے
اور زجر و منع اور استحقاق ملامت کا اور عذاب و لعن کا نہین ہوتا مگر جب عمداً گناہ کرے اور توبہ نکرے اور با اینہمہ پیغمبر
نہی کرنے سے منکر کے متنافی نہین ہوتا بلکہ میسر ہوتا ہے اور کہا ہے اُسنے کہ بالجملہ دلالت کرنا وجوہ مذکورہ کا اوپر نفی کبیرے کے
سہواً اور اُس صغیرہ کے جو لایق نفرت نہو اور اُسے عمداً نبی واقع کرے محل نظر ہے فقط اور ظاہر ہے کہ اس کلام سے یہ امر
بخوبی واضح ہوا کہ انکے محققین دلیل نقص غرض بعثت کو مختص کرتے ہین اُن معاصی سے جو بعثت کے بعد نبی سے سرزد
ہون اور وہ بھی مخصوص ہین اُس حالت کے ساتھ کہ جب کبائر کو عمداً کرے یا کر کے توبہ نکرے یا اُن صغائر مین جو منفر

ہون

ہون اور انھین عمداً کیا ہو پس بعثت کے پیشتر جو کچھ ہوا ہو وہ ہوا اور بعد نبی ہونے کے کبیرہ عمداً انسے صادر نہین ہوتا
بنا بر قول جمہور حضرات اہل سنت کے اگرچہ قاضی ابو بکر نے انکے طائفہ سے کفر و کذب کو بھی تبلیغ رسالت مین تجویز
کیا ہو۔ اور اشاعرہ اصلا دلیل نقض غرض سے جو عقلی ہو کام نہین رکھتے جیسا کہ شارح مواقف نے کہا ہو کہ لیکن کبائر کا
انبیا سے صادر ہونا عمداً البعثت کے بعد پس جمہور محققین نے اُسے فرمایا ہو مگر فرقہ حشویہ اب کلام اِسمین ہو کہ آیا یہ
عدم جواز صدور گناہ کا عقلی ہو یا شرعی معتزلہ پہلے کے یعنے عقلی ہونے عدم جواز کے قائل ہوے ہین اور اشاعرہ
دوسرے کے یعنے وہ کہتے ہین کہ عدم جواز شرعی ہو لیکن صادر ہونا کبائر کا نبی سے سہواً یا بنا بر خطا کرنے کے
تاویل مین پس اکثر علما اُسے تجویز کرتے ہین اور مختار اِسکے خلاف ہو یعنے بعد بعثت کے گناہ صادر نہین ہوتا فقط
اوران بیانات سے بخوبی واضح ہوتا ہو کہ حضرات اہل سنت کو عموماً اور فرقہ اشاعرہ کو خاصتہً کہ مذہب و مختار
شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کا ہو وہی ہو ادعا عصمت مطلق کا پیغمبرن کی اور ادعاے نقض غرض بعثت مطلقاً
زیبا نہین ہو اور جو شخص کہ اُن حضرات سے بعد تصریحات مذکورہ کے ایسا ادعا کرے وہ خلاف اُن تصریحات کے
ہوگا اور عقل سے احتجاج اُنکے مذہب کے موافق راست نہ آئیگا اور جب حضرات اشاعرہ عصمت جزئیہ مین جسکی مراد
یہ ہو کہ نبی سے بعد بعثت کے گناہ عمداً نہین ہوتا اور اُنکا ادعا رکھتے ہین دلیل سمعی کی طرف رجوع کرتے ہین اور اس
رجوع مین دور کے لازم آنے کا اندیشہ جو ظاہر ہو نہین کرتے تو اگر فرقہ امامیہ بعد اثبات عصمت فی الجملہ کے بطور عقل
اگرچہ بیچ اُن چیزون کے ہو جو متعلق بہ تبلیغ احکام ہین تکمیل و تتمیم دعوی عصمت مطلقہ کی رسول پروردگار کے لیے
دور کے لازم آنے کے خوف سے احتراز کرنے کے لیے کرین تو کچھ استغراب کا محل ہوگا اور بعض ادلہ عقلیہ اگر عام ہون
تو وہ فرقہ امامیہ کے ثبوت مرام مین قادح نہین بلکہ فرقہ حشویہ کے دفع اقوال مین کام آئینگی پس باجماع علماے فرقہ
حقہ بلکہ باجماع آل رسول کہ وہ ثقلین مین سے ایک وہی ہین اور متمسک اُنکے ساتھ موافق نص متفق علیہ بین الفریقین ناجی ہو
اور وہی حجت بھی چاہیے کہ دعوی عصمت مطلقہ بے چون و چرا مقبول ہو اور یہ کیا ضرور ہو کہ غرض بعثت سے محض
تبلیغ احکام ہو بلکہ جیسا کہ جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہو اُسے سمجھنا اور جاننا چاہیے کہ غرض بعثت سے
تبلیغ احکام ساتھ ظاہر ہونے عظمت و بزرگی اور وقعت کلام انبیا علیہم السلام کے جملہ مخلوقات کی نظر مین یعنی تحصیل
انقیاد تام کے لیے اور تاکہ سب تاسی اور پیروی اہل عصمت علیہم السلام کی اقوال و افعال مین کرین ہو اور یہ ایسی بات ہو
کہ بلا تامل ذہن سلیم اُسے قبول کرتا ہو اور لطف تام جناب باریتعالی کا یہ ہو کہ ہماری ہدایت کو ایک راہنما ایسا بھیجے جو
احکام الہی ہم تک پہونچاے اور اُسکی تعمیل و امتثال امر بجا لاکر قولاً و فعلاً ہمین دکھاے کہ ہم اُسے کر سکین ورنہ اگر فقط تبلیغ احکام
تو اس طرح بھی ممکن تھا کہ فرشتہ پکار کر کہہ دیتا یا لکھے ہوے احکام آسمان سے گرتے کہ اہل زبان اُسے سمجھ سکتے لیکن یہ سہولت
اُسمین کیونکر ممکن ہوتی جیسا کہ ارشاد ہدایت بنیاد صلوا کما رأیتمونی اُصلی ہے یعنے نماز اُس طرح پڑھو جیسا کہ مین پڑھتا ہون

فائدہ حاصل ہوا اور یہ اغراض حاصل نہیں ہو سکتے مگر جبکہ نبی سے مطلق گناہ صادر ہونے کی نفی کیجاے قبل نبی ہونے کے اور بعد نبی و مبعوث ہونے کے اور عمداً ہو یا سہواً متعلق باحکام شریعت ہو یا نہو کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ گناہ کرنے سے اعتماد جاتا ہے پھر جسطرح نبی سے گناہ سرزد ہوگا اُسکے اعتماد کو زائل کرے گا اور پھر انقیاد تام ورتاسّی کی لیاقت باقی نہ رہیگی اسے شاہ صاحب نے بھی ادلۂ عصمت خبریہ کے اثبات مین کہا ہے - کہ پانچوین یہ ہے - کہ اگر گناہ کرنا انبیا کا اُمت پر ظاہر ہو تو اُنکی اطاعت سے استنکاف کرینگے اور انبیا نظر اُمت سے گر جائینگے بلکہ پھر تصدیق نہ کرینگے اور تکذیب کرینگے اور کہینگے کہ اگر یہ اپنی خبر دینے اور مواعید مین صادق ہوتے تو خود مرتکب ایسے کامون کے نہوتے انتہی کلامہ پس بنظر تامل دیکھنا چاہیے کہ آیا اس کلام سے عموم عصمت کا سمجھا جاتا ہے یا نہین اور اگر ایسا نہو تو کسطرح صغائر متنفرہ مین حجت اُنکی تمام ہوگی اور یہ خوب ظاہر ہے کہ احتمال جھوٹ بولنے کا خصوصاً اُن اُمور مین جو متعلق تبلیغ ہین اگرچہ یہ صدور سہواً کیون نہو وثوق و اعتماد کو برباد دیتا ہے اور اسی طرح کفر و معاصی کا صادر ہونا قبل نبوت کے بھی ہے اسی جگہ سے ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل نے پروردگار جلیل سے عہد امامت کو اپنی ذریت کے واسطے طلب کیا بقولہٖ وَاجْعَلْنِیْ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا تو یہ عرض بدرگاہ باری مقبول ہوئی اور جب اُسکے بعد عرض کیا وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ اِسکے بعد بخطاب بر جواب لَا یَنَالُ عَھْدِ الظّٰلِمِیْنَ سے ممتاز ہوے اور اُس سے ہویدا ہے کہ تعلق حکم کی وصف پر مشعر علت ہونے کی اُسکے ہے پس ظالم علت نہ پہنچے کے اس کرامت تک ہوگا اور علت معلول پر متقدم ہوتی ہے پس ظلم سابق مانع حصول کرامت لاحق سے نہوگا اور چونکہ ظلم عام ہے کفر و فسق سے اسلیے کہ کافر اور فاسق دونون اپنے نفس پر ظالم ہین پس عقل و نقل دونون پیغمبرون کی برات پر معاصی سے باہم دلالت کرتے ہین اب اور کوئی شبہہ اسمین نہین ہے کہ عموماً انبیا معاصی سے مبرا ہین جیساکہ نفی تعمد ظاہر کریمہ سے بخوبی واضح ہوئی کہ صدور معاصی کا انبیا سے عمداً نہ قبل نبوت نہ بعد بعثت ہو سکتا ہے والا بالضرور ظالم ہون اب رہا نسیان سے بھی گناہ کا نہ صادر ہونا پس یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر سہواً معصیت انبیا سے سرزد ہو تو امان نہین باقی رہتی اور اطمینان کسی طرح نہین حاصل ہوتا بلکہ ہر قول و فعل مین اُنکے امت کو یہ ممکن ہے کہ کہین یہ بات سہواً شاید کہی ہو اور اس صورت مین کسی حکم پر اطمینان نہین ہو سکتا اور وہ منافی تصدیق ہے علاوہ اسکے حق تعالیٰ نے انبیا کو تمامی خلق سے برگزیدہ فرمایا ہے اور یقینی اُنکی شان رفیع اس سے برتر ہے کہ کسی قسم سے معصیت سہواً بھی اُنسے صادر ہو کیونکہ کفر و معصیت سابقہ بھی استحقاق الطاف ربانی کی رافع ہوگی اور یہ بات ایسی ہے کہ جسے عقل سلیم فوراً قبول کرتی ہے اور نزاع کے قابل نہی لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب امر خلافت مین اختلاف ہوا اور امامیہ نے عصمت اپنے خلفا کی مثل انبیا اور کفر سابق اور صدور معاصی خلفاے حضرات اہل سنت کا اُنکی کتابون سے ثابت کرکے فضیلت شیخین اور اُنکے استحقاق خلافت سے انکار کیا تو اُن حضرت نے بھی صلاح خلافت کو اپنے خلفا کی اسمین منحصر پایا کہ پہلے عصمت انبیا کو باطل کرنا چاہیے و

جب ابنیا سے صدور معاصی کا ثابت ہو جاے اور مخل انکی پیغمبری کے نہو تو جو الزامات فرقہ امامیہ کے بہ نسبت خلفا وارد ہوتے ہین وہ برطرف ہو جائینگے اسیلیے اس مسئلہ مین بہت اُس طرف سے کوشش ہوئی والا حقیقت مین یہ امر طول دینے کے لائق نہ تھا بلکہ اگر فی الواقع صدور معاصی کا اُنسے ممکن ہوتا جب بھی اُسے ظاہر کرنا اور کتب اعتقادات مین لائق ذکر کرنے کے نہ تھا کیونکہ حاضرین خدمت معجزات کو بھی دیکھکر یقین نبوت حاصل کرتے تھے اور وہ سبب اُنکی تصدیق کا ہوتا تھا اور زمان غیبت نبی مین کہ کوئی معجزہ اب ظاہر نہین ہو سکتا فقط کلام نبی منقول ہی ایسے حال مین اُنکی ایسی سیرت کا یقین دلانا اور ذکر کرنا جو تصدیق مین شبہہ پیدا کرے لوگون کے اعتقاد کا خراب کرنا ہی اور دین خدا مین سستی پیدا کرنا ہی تعجب کی بات ہو کہ علماے اُمت کے بھی حالات کو جو تذکرون مین اُنکے بعد لکھتے ہین تو اُنکے فضائل لکھتے ہین اور ایسے اُمور لکھتے ہین جس سے اُنکی رفعت شان اور زہد و ورع اور صداقت ظاہر ہو تا کہ لوگ اُنسے حسن ظن پیدا کرین اور اُنکی کتابون پر عمل کرین نبی کے لیے جو صاحب شریعت ہی ایسا امر پیدا کیا جاے جو مخل اُسکے تصدیق کا ہو اور خلائق کو اُنکے ساتھ حسن ظن رکھنے سے مانع ہو اور جیسا یہود اپنے نبی کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہین وہ اعتقاد سب کو سکھایا جاے اور اُسے یقین کرایا جاے حالانکہ وہ خبر صحیح نہو اور کتاب اللہ کی خلاف ہو مگر یہ بات راقم رسالہ کے نزدیک محض نزاع سے اختیار کی گئی اور کچھ لحاظ اُنہین اپنے طریقہ مختار کا بھی نہ رہا جیسا کہ شارح مواقف نے کہا ہو کہ حاصل اُسکا یہ ہو کہ لیکن قبل نبوت پس اکثر اصحاب ہمارے اور ایک جماعت معتزلہ سے اِسکے قائل ہوے ہین کہ ابنیا سے گناہ کبیرہ کا صادر ہونا جائز ہی اِسلیے کہ معجزہ اِس بات پر دلالت نہین کرتا کہ بعثت کے پیشتر بھی ابنیا سے کبائر کا صادر ہونا ممتنع ہو اور عقل بھی اِسے ممتنع نہین جانتی اور ادلہ سمعیہ بھی دلالت اِسی امر پر کرتے ہین فقط انتہی کلامہ اب محل غور ہو کہ شارح مواقف اشعری المذہب ہین اور اشاعرہ قاطبۃً عقل کو اُمور دین مین دخیل نہین جانتے لیکن یہان اِسکا بھی لحاظ نہوا اور ابطال عصمت کے لیے عقل ناقص کو بیجا امر دینے مین دخل دیا اور جو مطلب ادلہ سمعیہ کا تھا اُسکے بھی سمجھنے کی طرف توجہ نہ کی سبحان اللہ کیا حضرات اشاعرہ کے نزدیک اگر عقلاً صدور معصیت نبی سے قبل بعثت ممتنع نہین ہی تو آیا یہ جائز ہو کہ اکثر یا تمام ابنیا مدت ہاے مدید بانواع فسوق و فجور متصف ہون مثل اسکے کہ زنا امہات و بنات کے ساتھ یا لواطہ آبا و ابنا کے ساتھ اپنے کرتے ہون یا خون ناحق زمین پر گراتے ہون اور مُسکرات کو پیتے ہون اور بعد اُسکے مرتبہ نبوت اور منصب جلیل بعثت سے فائز ہون اور جبرئیل اُنپر نازل ہون اور پھر مرتبہ مین وہ ملائکہ مقربین سے جنھون نے چشم زدن بھی معصیت الٰہی نہین کی افضل ہو جائین تو اگر یہ تجویز کرین تو حال اِس تجویز کا پیش عقلا خود ظاہر ہوگا اور اگر یہ تجویز نہ کرین تو امتناع صدور کبائر کا قبل بعثت بھی واجب ہوگا علاوہ اِسکے عصمت ملائکہ کی بشہادت کریمہ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ بخوبی ثابت ہی اور ابنیا کا افضل ہونا بھی ملائکہ سے ظاہر ہی پس چاہیے کہ بطریق اولیٰ معصوم ہون والا

کس طرح ممکن ہوگا کہ عاصی معصوم سے افضل ہو جاے دوسری وجہ یہ ہی کہ عصمت فقط ترک معصیت نہین ہی بلکہ وہ عبارت ہی طینت کے پاک ہونے سے اور کمال فطنت اور مزید معرفت سے ساتھ بزرگی پروردگار کے اور اسکے ساتھ موید ہونا اسکے صاحب کا ہر وقت الطاف خفیہ ربانیہ سے تہدید و تائید تاکہ ہر وقت وہ شخص مراقب اطاعت پروردگار کا اپنے رہے اور امر و نہی سے تجاوز نکرے پس واقع مین وہ حالت مثل ملکہ راسخہ کے صاحب عصمت مین ہوتی ہی کہ اول فطرت سے آخر عمر تک وہ اُس سے جدا نہین ہو سکتی پس اس صورت مین بالتفرقہ معصیت کا کہ یہ صادر نہین ہو سکتا اور وہ صادر ہو سکتا ہی اور اسی طرح سہو و غفلت کی راہ سے مظنہ گناہ کے سرزد ہونے کا اُنسے بیکار ہی کیونکہ جو خدا کو آٹھ پہر بچشم یقین دیکھتے ہین وہ کبھی چشم زدن نہ اُسکی نافرمانی کرتے ہین نہ اُس سے غافل ہوتے ہین اور جب پیغمبر کو سن طفولیت سے عقل کامل حاصل ہوئی اور ہر وقت عظمت الہی کا مشاہدہ اُنکی نظر مین ہوتا ہی اور ہر آن محبت خدا اور اطاعت الہی کا اُنھین شوق ہو تو اس حالت کے ساتھ معصیت اُنسے کیونکر صادر ہو سکتی ہی واضح ہو کہ یہ دلیل عصمت انبیا کی بطور برہان لمی ہی جو مادہ اشکال کو قطع کرتی ہی لیکن تعجب ہی کہ حضرات اشاعرہ اسپر خیال نہین فرماتے اور گویا زمام حفظ نبی کی معاصی سے اپنے دست اختیار مین رکھتے ہین جس معصیت کو چاہتے ہین اُسکا صدور اُنسے جائز کر دیتے ہین جسے چاہتے ہین بری کر دیتے ہین اور سفراے الہی اور مقربان صمدی کو نافرمانی خدا مین متصف بسہو و نسیان ہونا ایسا تجویز کرتے ہین کہ جس سے احاد افراد انسان سے اُنکی مشابہت تام لازم آتی ہی اور انمین اُنکے اقوال و افعال سے یقینی امان مرتفع ہوتی ہی کیونکہ جسنے عظمت خدا کو نظر سے گرا یا اگرچہ بسہو و غفلت کیون نہو پھر اُس سے کچھ دور نہین ہی جو چاہے وہ کرے اور جو چاہے اُس سے واقع ہو اور اُسکے عیب و عار ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہی لیکن اس مقام پر یہ پہونچتا ہی کہ اُن حضرات کی طرف سے کہا جاے کہ یہ معنی عصمت کے ہمارے نزدیک مسلم نہین ہین ہم اتنا جانتے ہین کہ خدا پر واجب ہی کہ جب نبی تبلیغ احکام مین مخالفت چاہے تو حق تعالی اُس سے مانع آئے پس خدا کا مانع آنا باعث اسکا ہوتا ہی کہ منافی تبلیغ کو وہ ترک کرتا ہی اور غیر تبلیغ مین چونکہ حق تعالی کو منع کرنیکی ضرورت نہین ہی تو خدا مانع نہین ہوتا اور نبی سے گناہ سرزد ہوتا ہی تو ہم اُسکے جواب مین کہینگے کہ حق تعالی حکیم ہی نبوت کے لیے برگزیدہ نہین کرتا مگر ایسے اشخاص کو جو سزاوار اُسکے ہون اور ممانعت معاصی سے بقہر و غلبہ نہین فرماتا و الا جبر لازم آے پس نفی تعلق عصمت کا حسن سیرت اور طینت پاک اور کیفیت راسخہ کے ساتھ ہوگا نہ کہ ہر کس و ناکس کو درجہ بلند پیغمبری کے لیے اختیار فرماے اور وقت خاص مین کہ تبلیغ احکام ہی حیلولہ معصیت سے واقع کرے اور دوسرے وقت مین اُس حیلولیت کو واقع نکرے اور یہ معنی متتبع نصوص پر پوشیدہ نہین اور اسمین کسیکو گنجایش نہین ہی کہ انکار کرے اور تعجب کی بات زیادہ یہ ہی کہ اولیاء اللہ کے واسطے مراقبہ عظمت الہی اور درجات عالیہ

معرفت کے کہ جس سے سوا متابعت اور محبت محبوب کے اور کوئی بات نظر مین آے ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
فلان ولی کسی وقت فکر و ذکر الہی سے خالی نہین رہتا اور انبیا مین اسکی رعایت نہین کرتے بلکہ غفلت و ذہول
انکا عظمت الٰہی سے ثابت کرتے ہین یہان تک کہ صدور معصیت کو اُنسے تجویز کرتے ہین مَاهٰذَا اِلّا شَیْءٌ عُجَابٌ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ
ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا اب اِس جگہ سے ظاہر و واضح ہوتا ہو کہ جو فاضل قوشجی نے کہا تھا کہ یہ دلیلین دلالت نفی
مطلق گناہ پر خصوصًا صغیرہ کہ سہوًا صادر ہون نہین کرتین کیونکہ وہ مخل وثوق و اعتماد کو نہین کلام ظاہری ہی کیونکہ
فاضل مذکور نے غرض خدا کو بعثت انبیا سے منحصر وثوق عرفی مین جو عدل کے مرتبہ مین ہی سمجھا ہو اور یہ نہین
جانا کہ اگر اسی قدر خدا کو نبی سے مطلوب ہوتا تو فرق انبیا اور غیر انبیا مین حاصل نہوتا اور ہر عادل بعثت کی صلاحیت
رکھتا حالانکہ خود بھی نبی مین ایسی چند باتون کا اعتبار کیا ہی جسے غیر پیغمبر مین معتبر نہین جانتے اگرچہ وہ عادل ہو
پس معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی غرض انبیا کے محفوظ رکھنے مین معاصی سے عمدہ امر ہی اور بمقابل اُسکے معصیت کا
صادر ہونا عمدًا اور سہوًا جائز نہوگا اور جو فاضل مذکور نے کہا ہو کہ معہذا متابعت قبل بعثت کے واجب نہین ہی
اِسے ہم تسلیم کرتے ہین لیکن گناہ کا سرزد ہونا انبیا سے قبل بعثت نہین مانتے بلکہ دو وجہ سے اُسے مخل جانتے ہین ایک
یہ کہ اِس سے جو بعد بعثت متابعت خلق کے مقصود ہی اُسمین اختلال راہ پاتا ہی کیونکہ پیغمبر نظر سے گر جاتے ہین کیونکہ
لوگ کہینگے کہ یہ وہی ہی کہ جسنے مدت تک گمرہی اور معصیت مین عمر اپنی بسر کی ہی اب ہم اُسکے کہنے پر اعتماد نہین کرتے
اور اُس سے متوحش اور متنفر ہونگے پس مراد انقیاد بہم نہ پہونچے گی دوسرے یہ کہ ہر فاسق و گنہگار لائق حفظ و حراست و
صالح درجۂ جلیلۂ بعثت کے نہین ہوتا پس جس نے کہ ہمیشہ کفر مین یا معصیت مین بسر کی تو وہ شخص کسطرح مورد الطاف
سبحانیہ اور عنایات ربانیہ ہو سکتا ہی اور جو فاضل مذکور نے کہا ہو کہ بعد بعثت کے بھی واجب نہین ہی مگر اُن اُمور
مین جو شریعت اور تبلیغ احکام کے ساتھ متعلق ہین فقط یہ بات ایسی ہی کہ جس سے یہ جائز ہوتا ہی کہ کذب نبی سے
اُن اُمور مین جو متعلق بہ تبلیغ احکام نہین ہین اور ارتکاب کبائر موبقہ کا جو تعلق تبلیغ احکام سے نہ رکھتے ہون عمدًا روا
ہو اور گویا بنابر اسی مذہب کے نسبت تین کذب کے حضرت خلیل رب جلیل کی طرف دی گئی اور ایسی روایات کی
تصحیح کی گئی اور اِس صورت مین نہ حمت تاویل عبث ہی نبی کے لیے تفرقہ غیر نبی سے اسیقدر رہا کہ تبلیغ مین اُمین خدا
مخالفت نہین کرنے دیتا باقی جملہ اُمور مین کافہ رعایا سے مشابہ ہین اور سب کچھ اُنسے سرزد ہوتا ہی لیکن حق یہ ہی کہ
صدور معاصی موبقہ کا جس شخص سے کہ ہو دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ اُسے کچھ مبالات اور خوف مخالفت الٰہی مین
نہین ہی اور ارتکاب مناہی اور عدم امتثال اوامر الٰہی اُسکے نزدیک کچھ حقیقت اور وقعت نہین رکھتا اور اُسے اِسکا
امن نہین ہی کہ حکم کرنے والے کا اور نہی کرنے والے کا کسی وقت اور کسی حال مین خوف کرے گا اور جو شخص کہ
ایسا ہو وہ لائق اعتماد کے نہین ہی اور اُسکے حکم کی بزرگی سب کی نظر سے ساقط ہی اور کیونکر اطمینان حاصل ہو کہ

جو شخص کہ غیر احکام الٰہی مین جرات و جسارت مخالفت خدا پر کرتا ہو وہ شخص نفس احکام مین مخالفت پر اقدام نکرے گا اور اپنے فائدے اور خواہش کے موافق نہ کہے گا اور جو فاضل مذکور نے کہا ہی کہ جو کچھ انبیا سے سہواً صادر ہو جائے اُس سے انکار روا نہین ہی فقط یہ بھی عجب بات ہی کیونکہ جب یہ مسلم ہوا تو پھر صدور کبائر کا بھی سہواً اور سہو تبلیغ مین بھی روا ہوا اور اُن دونون سے انکار فاضل مذکور کا کوئی معنی نہین رکھتا بالجملہ بسبب عدم تجویز عمد کا اور عدم تجویز سہو کا اور دلیلین ہر واحد کی ضرور نہین ہی کہ متحد ہون اور اگر بعض دلیلین دلالت کرنے مین استحالہ عمد پر اختصاص رکھتی ہون اور بعض دوسرے استحالہ سہو کے ساتھ مختص ہون تو کوئی عیب نہین ہی پس اگر دلیل انکار سے منکر پر سہو کی نفی ثابت نہو تو ہمکو اُس سے کوئی ضرر نہین ہی کیونکہ یہ دلیل ابطال قول حشویہ کے لیے اور جو اُنکی امثال مین کام آئیگی اور جو استحالہ سہو کے ساتھ مختص ہون وہ جواب مین اشاعرہ اور قاضی کے کہے جائینگے حاصل کلام یہ ہی کہ سہو تبلیغ احکام مین صریحاً متناقض غرض بعثت ہی اور سہو اُسکی غیر مین قبایح سے ہی باعث رفع امان اور ارتفاع اطمینان ہی پس وہ بھی ناقد بصیر کے نزدیک منتہی بتناقضہ غرض کے ساتھ ہوگا اور اسی طرح جو کچھ دلیل رد شہادت اور لعن و طعن مین کہا ہی کہ یہ اُس صورت مین ہی کہ گناہ کبیرہ کیا ہو یا صغیرہ پر اصرار کیا ہو اور توبہ نہ کی ہو فقط کیونکہ پہلے جس سے گناہ کبیرہ واقع ہوتا ہی یا صغیرہ پر اصرار کرتا ہی بمجرد اُسکے پایہ قبول شہادت سے گر جاتا ہی جبتک کہ توبہ کو نوبت پہونچے یا نہ پہونچے کیونکہ درصورت ترک توبہ مفاسد مذکورہ کا لازم آنا واضح ہی و درصورت توبہ کے عمل مین لانے کے تدارک محل نظر ہی کیونکہ عدالت عند التحقیق موقوف رسوخ طاعت و بلکہ ارتفاع معصیت پر ہی اور وہ نہین حاصل ہوتا مگر بامتداد زمان پس اُسوقت چاہیے کہ العیاذ باللہ پیغمبر غیر مقبول الشہادت اور مورد طعن و لعن کا رہے علاوہ اسکے جو شخص کہ معصیت کبیرہ یا اصرار صغیرہ پر جسارت کرے اُسکی رجوع توبہ کی طرف کہان سے ثابت ہو سکتی ہی اور اگر کہین کہ حفظ الٰہی گناہ کرنے سے باز رکھتا ہی تو حق تعالیٰ اول امر سے قادر ہی پیغمبر کہ حفظ فرمائے اور پیغمبر سے گناہ نہونے دے تاکہ انسان باطمینان خاطر اُسکے اقتدا کرین نہ یہ کہ بعد خرابی و حصول تنفر خلائق فکر تدارک مافات کے لیے توفیق توبہ کے واسطے دے اور یہ دلیل اگر بالفرض عام نہو تو دفع کرنے کو قول حشویہ کے اور جو اُنکے امثال ہون کافی ہوتی ہی بالجملہ دلیل عصمت انبیا کی کئی وجہ سے ہوتی ہی ایک ابطال قول اشاعرہ کے واسطے ہی اور وہ عموم نفی چاہتی ہی دوسری وہ ہی جس سے مقصود ابطال قول حضرات حشویہ اہل سنت ہی اور اس قسم مین ادلہ عموم کی نفی درکار نہین ہی اور حق یہ ہی کہ ایسا ہی حضرات اشاعرہ کو بھی چاہیے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اس مین موافقت کرین جیسا کہ ایک جماعت نے اُن مین سے جو منصف ہین داد انصاف دی ہی گو اُنکے اصول کے موافق اُسکا تمام ہونا دشوار ہی نہ یہ کہ تجویز صدور کبیرہ اور اصرار صغیرہ پر بوسیلہ تجویز توبہ کوشش کرین جیسا کہ اُن حضرات نے کہ یہ جو تجویز کرتے ہین کہ انبیا سے ارتکاب معاصی کا واقع ہوتا ہی کیا کیا جسارتین جو خلاف مرتبہ مقربان و سفیران الٰہی مین کی ہین اور کیونکر یہ نکرتے جب قاضی

اُنکے یہ کہین کہ واجب نہین ہی عصمت انبیا کی نہ عقلاً نہ نقلاً اِسلیے کہ استحالہ وقوع معصیت کا نہ بضرورت عقل اور نہ
بنظر عقل ظاہر ہوتا ہی اور نہ وہ منافی مدلول معجزہ ہی اِسلیے کہ معجزے کا مدلول صدق لہجہ کا ہوتا ہی اُس خبر مین جسے
خدا کی طرف سے دے عمداً نہ سہواً اور تنفیر کے معنی باطل ہین پس تحقیق کہ ہم تجویز کرتے ہین کہ حق تعالی کافر کو
پیغمبر کرکے موید بمعجزات فرمادے انتہی کلامہ سبحان اللہ یہ تجویز کہ حق تعالی کافر کو موید بمعجزات کرکے جب وہ
صادق اللہجہ ہو پیغمبری پر بھیجے لایق غور ہی کہ جب کفر ذاتی پیغمبر پر روا ہوا تو اور کبائر مثل زنا محرمات و شرب
مسکرات مین بھی کیا قباحت ہوگی کہ یہ سب صدق لہجہ کو ضرر نہین پہونچاتے اِسلیے منکرین عصمت نے کیا کیا امور
قبیح کو بہ نسبت انبیا ثابت نہین کیا ہی چنانچہ تفسیر آیہ لَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا مین کہا ہی کہ یوسف علیہ السلام نے
بند زیر جامہ زلیخا کو کھولا اور اُس جگہ زلیخا کے بیٹھے کہ جہان مرد وقت مجامعت بارادہ ایلاج عورت کے پاس
بیٹھتے ہین و برہان ربہ کی تفسیر مین کہتے ہین کہ ایک آواز آئی کہ خبردار پیرامون مباشرت زلیخا نہونا اور وہ متنبہ
نہوئی اور اُسی طرح اپنے قصد پر اصرار کرتی رہی یہان تک کہ دوبارہ پھر آواز آئی اور مفید نہوئی پھر سہ بارہ
بہ تبدیل عبارت آواز آئی اَعْرِضْ عَنْهَا یعنی دوری کر اُس سے اُسپر بھی انکا رسوخ ویسا ہی رہا تا اینکہ حضرت
یعقوب کو دیکھا کہ برابر اُن حضرت کے آئے اِس طرح کہ انگشت ملامت دندان ممانعت مین رکھے تھے اور
پھر آواز آئی کہ ای یوسف نہو جا مثل اُس مرغ کے جو پر رکھتا تھا کہ اُس سے اڑتا تھا ناگاہ ارادہ زنا کا کیا اور
جب اُس کام کے ساتھ اقدام کیا تو پر اُسکے گرے اور اُڑنے سے باز رہا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک ہاتھ پیدا
ہوا حضرت یوسف و زلیخا کے بیچ مین کہ اُسپر لکھا تھا فَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ لیکن باوجود اسکے بھی اُس
ارادے سے باز نہ آئے یہان تک کہ پھر اُس ہاتھ پر لکھا دیکھا کہ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا
یعنی نزدیکی نکرو ساتھ زناکاری کے کہ زنا بہت بُرا فاحشہ قبیح ہی اور اقدام ساتھ اُسکے بہت بُری راہ ہی پھر
فائدہ نہوا پھر اُس ہاتھ مین لکھا دیکھا کہ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ یعنی ڈرو اور خوف کرو اُس روز سے کہ
جسدن بازگشت تمھاری خدا کی طرف ہوگی اُسپر بھی کچھ اثر مترتب نہوا یہان تک کہ خطاب الہی حضرت جبرئیل
کو پہونچا کہ جلد مل میرے بندہ کو پیشتر اِس سے کہ اُس سے کوئی خطا سرزد ہو پس جبرئیل بحکم رب جلیل اُنپر نازل
ہوے اور کہا کہ ای یوسف آیا مباشرت عمل سفہا کی ہوگی حالانکہ نام تمھارا دیوان انبیا اور ارباب وحی مین لکھا ہی
فقط اب اِن اقوال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسقدر بے باکی اور بد اعتقادی قبایح و معاصی کے صادر ہونے مین
بہ نسبت رسولان خدا کے ہی کہ کیسی کیسی تنبیہ اور سرزنش اور ملامت ہاے بزرگ حق تعالی نے فرمائی اور کسی طرح
باز نہ آے یہان تک کہ حضرت جبرئیل نے اگر باز رکھا حالانکہ اگر حریص ترین شخص زناکاری مین و دلیر ترین اس کام کا
بہت تھوڑا امر بھی اُس سے جیسے حضرت یوسف کے مشاہدہ کی طرف منسوب کرتے ہین دیکھیے تو کبھی ممکن نہین ہی

کہ اُسکی قوت و رغبت باقی رہے اور خوف خدا اُسوقت غالب نہ آئے لیکن اُنکے اعتقاد مین نبی کے لیے کچھ موثر نہوا اسیلیے
بعض فضلا و مفسرین نے اِنکے مثل صاحب کشاف و فخر الدین رازی نے اِن اقوال سے اِنکار کیا اور اِس جگہ داد
انصاف دی ہی مَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ اِلَى تَفْسِيْرِهِمَا اور حق تعالیٰ نے جیسا برات نبی مخلص کے لیے اپنی زلیخا کے چچا کے
بیٹے کو جو شیرخوار تھا گواہی دینے کو عفت حضرت یوسف کے لیے گویائی عطا فرمائی تھی اور اُسنے گواہی دی تھی
اُسی طرح اِن دونون مفسرون سے بھی کلمہ حق کہوایا تاکہ دعوی عصمت انبیا جسکے فرقہ امامیہ اثنا عشریہ مدعی ہین
قوی اور بینہ کے ساتھ ہو لیکن راقم رسالہ کو بہت تعجب ہی کہ جب یہ حضرات بہ نسبت انبیا کے صدور معاصی کو تجویز
کرتے ہین خواہ عموماً یا قبل بعثت تو ان اقوال کو بہ نسبت حضرت یوسف علیہ السّلام کے کیون ذکر کیا حالانکہ اِس سے
زیادہ اُنکے اعتقاد کے ابطال اور اثبات دعوی عصمت کو کیا معین ہو سکتا ہی کیونکہ جب قبل نبی ہونے کے بھی
موافق اُنکے بیان کے حق تعالیٰ نے حضرت یوسف کو مرتکب زنا کا نہونے دیا تو اب اِسسے کیسا صاف جانا گیا
کہ جس طرح خدا نے زنا حضرت یوسف سے نہونے دیا اِسی طرح جمیع معاصی کا صادر ہونا انبیا سے کسی طرح ممکن نہین ہی
نہ قبل بعثت نہ بعد بعثت بلکہ خدا اپنے پیغمبرون کو ہمیشہ بچاتا ہی اِس سے کہ اُنسے معاصی اور افعال مثل سفہا اور
نافرمانون کے صادر ہون اور اِسمین تخصیص اِسی کی نہین ہی کہ یہ حفظ خدا کی طرف سے بعد بعثت تبلیغ احکام مین فقط ہوتا ہی
کیونکہ زنا کو کچھ دخل صدق لہجہ اور تبلیغ مین نہ تھا مگر خدا نے نہونے دیا اِسی طرح سب پیغمبرون کو جمیع معاصی سے
بچایا ہوگا تاکہ اُنکی برگزیدگی مین نقصان نہ آنے پاے اور خلق کو اُنکے اقوال و افعال پر اطمینان ہو اور بصدق دل
اُنکی اطاعت کرین تو غرض بعثت حاصل ہو اور اِس بیان سے عصمت انبیا کی باقرار منکرین عصمت ثابت و ظاہر
ہوئی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَّاَوَّلًا وَّآخِرًا بالجملہ چونکہ ذکر تفسیر آیہ وافی ہدایہ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا اِس مقام پر
موافق تفسیر حضرات اہل سنت بضرورت مقام ہوا لہذا ضرور ہوا کہ تفسیر حقیقی اُسکی جو موافق نص صریح امامیہ ہی
لکھی جاے اور وہ یہ ہی کہ قَالَ الْمَامُوْنُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ فَقَالَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَلَوْلَا اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ لَهَمَّ بِهَا كَمَا هَمَّتْ بِهٖ لٰكِنَّهٗ كَانَ مَعْصُوْمًا وَالْمَعْصُوْمُ لَا يَهُمُّ بِذَنْبٍ وَلَا يَاْتِيْهِ
فَقَالَ الْمَامُوْنُ لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ اِس تفسیر سے معلوم ہوتا ہی کہ آیہ کریمہ قضیہ شرطیہ ہی اور محصل اُسکا قیاس استثنائی
کی طرف رجوع کرتا ہی اور خلاصہ معنی اُسکے جیسا کہ ابن خاتون علیہ الرّحمہ نے لکھا ہی یہ ہی کہ مامون نے اپنے سوالات کی
ذیل مین حضرت امام رضا علیہ السّلام سے پوچھا کہ مجھے خبردار فرمائیے قول خدا تعالیٰ سے جو زلیخا اور یوسفؑ کے حال کی
خبر دینے مین فرماتا ہی وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ الخ اور اُٹھا دیجیے میرے دل سے اِس اشکال کو کہ کس طرح ہو سکتا ہی کہ یوسف
صدیق باوجود مرتبہ نبوت و بزرگی و عصمت قصد مخالطت کا زلیخا کے ساتھ کرین اور عزم اُسکے ساتھ مباشرت کا
یوسف علیہ السّلام سے واقع ہو حالانکہ یہ فعل اُن حضرت پر جائز نہ تھا امام علیہ السّلام نے تفسیر آیہ مذکور کی اُس

وجہ سے فرمائی کہ وہ اشکال اُس ضمن تفسیر مین برطرف ہوجاے یعنے فرمایا کہ معنی آیہ کے یہ ہین کہ زلیخا نے قصد کیا مخالطت اور صحبت کا حضرت یوسف علیہ السلام کی اور اگر ایسا نہوتا کہ یوسف علیہ السلام نے مشاہدہ برہان پروردگار اپنے کا کیا ہوتا جو عبارت ہی نور عظمت اور لمعہ عصمت اور نبوت سے اور پاک ہونا اُنکی امان عفت کا آلایش معاصی سے تو یہ بھی قصد مخالطت زلیخا کا اُسی طرح کرتے کہ جیسا اُسنے کیا تھا ولیکن یوسف علیہ السلام مرتبہ عصمت سے فائز تھے اور معصوم علیہ السلام معصیت کے ساتھ قصد واقع نہین کرتا اور گناہ عمل مین نہین لاتا مامون نے کہا کہ جزاے خیر دے خدا تمھین اے ابو الحسن انتہی اور جب یہ معلوم ہوچکا تو جاننا چاہیے کہ جو کچھ جناب آدم ابو البشر اور دیگر انبیا سے بعض اُمور ظہور مین آئے کہ قرآن مجید مین اُسے تعبیر معصیت اور ظلم فرمایا ہی یا کوئی عتاب اُسکے مقابل مین وارد ہوا ہی کہ اہل سنت اُسے معنی حقیقی معصیت اور زلت قدم پر حمل کرتے ہین اعتقاد علماے امامیہ کا بہ نسبت اُسکے یہ ہی کہ تعبیرات مبنی ہین مجاز و استعارہ پر اور محمول ترک اولی پر ہین جیسا کہ اکثر علمانے تصریح فرمائے ہین اور مولانا محمد باقر مجلسی نے کتاب ثالث بحار مین اور حق الیقین مین اسے ذکر کیا ہی کہ محصل اسکا یہ ہی کہ جو آیات و اخبار کہ موہم صدور معصیت کے انبیا علیہم السلام سے ہین یہ تاویل کیے جاتے ہین ساتھ ارتکاب مکروہ اور ترک اولی کے لیکن چونکہ بہ نسبت اُنکے مرتبہ بزرگ کے یہ بھی عظیم ہی اسلیے تعبیر اُس سے بمعصیت کیا گیا ہی انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ ولیکن جو مضمون کہ روایت عیون اخبار الرضا علیہ السلام مین وارد ہی جبکہ مامون رشید نے اُن حضرت سے پوچھا کہ آیا تم قائل نہین ہو اس بات کے کہ پیغمبر معصوم ہین حضرت نے فرمایا کہ ہان ہم اسکے قائل ہین اُسوقت کہا اُسنے کہ کیا معنی ہین قول خدا کے وَعَصیٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَویٰ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی نے فرمایا یا آدم اسکن الخ یعنے اے آدم تم اور زوجہ تمھاری بہشت مین ٹھرو اور کھاؤ بہشت کشادہ سے جس جگہ کہ چاہو اور نزدیک اس درخت کے نہ جاؤ اور اُنکے لیے اشارہ فرمایا درخت گندم کے لیے پس اگر کھاؤگے تو ستمگارون سے ہوگے اور کہا تھا اُنسے کہ نہ کھانا اس درخت سے یہ نہین فرمایا تھا کہ نہ کھانا اُس سے جو جنس سے اس درخت کی ہو اور نہ نزدیک اُس درخت کے نہین گئے بلکہ اُس درخت کی جنس سے جو اُسکے غیر تھا کھایا تھا جبکہ شیطان نے اُنھین وسوسہ دلایا اور کہا کہ خدا نے بہتر کیا ہی اس درخت کو اور درختون سے اور اگر اس سے کھاؤگے تو صاحب ملک ہوگے اور ہمیشہ بہشت مین رہوگے اور خدا کی قسم کھا کر کہا کہ مین تمھارا خیر خواہ ہون اور اُنھون نے اس سے پہلے یہ نہ دیکھا تھا کہ کوئی جھوٹ قسم خدا کی کھاے یہ فریب مین اُسکے آگئے اور خدا کی قسم کھانے پر اعتماد کرکے کھا لیا اور یہ امر آدم سے قبل پیغمبر ہونے کے صادر ہوا تھا اور ایسا نہ تھا کہ جس سے مستحق دخول آتش جہنم کے ہوتے بلکہ اُن گناہان صغیرہ سے تھا کہ جو بخشیدہ ہین اور قبل نزول وحی اُسکا صدور انبیا پر جائز ہی پس جسوقت کہ خدا نے اُنھین برگزیدہ فرمایا اور پیغمبر کیا تو معصوم تھے کوئی گناہ چھوٹا یا بڑا اُنسے صادر نہین ہوتا تھا اور نہ ہوتا تھا حق تعالی

نے فرمایا کہ نافرمانی کی آدم نے اپنے پروردگار کی پس گمراہ ہوا پھر برگزیدہ کیا خدا نے انکو بعد توبہ وانابت کے اور ہدایت
پائی انتہی پس یہ تاویل جو اس روایت مین مذکور ہوئی مذہب مخالفین سے بہت چسپیدہ ہی اور کلام مفصل
اس جگہ یہ ہو کہ ایسی آیات مین شیعہ تنہا محتاج تاویل کے نہین بلکہ حضرات اہل سنت بھی سواے فرقہ حشویہ کے
تاویل کی طرف حاجت رکھتے ہین اور بعض تاویلات انکے ساتھ مخصوص ہین اور بعض مشترک درمیان فریقین کے
ہین اور جو کچھ کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے جواب مامون رشید مین فرمایا مشتمل ہی اوپر رد اقوال حشویہ کے
اور خالی مماشاۃ و تقیہ سے نہین کیونکہ مطابق تاویل سے انکے محققین کے ہی قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین کہا ہی
کہ حشویہ نے ان آیات قرآن سے وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا استدلال و تمسک کیا ہی اس امر پر کہ انبیا معصوم نہین ہوتے بچند وجہ
اول یہ کہ آدم علیہ السلام بنص قرآن منہی عنہ کو عمل مین لاے اور مرتکب منہی عنہ کا گنہگار ہی دوسرے یہ کہ حق تعالی
نے انھین بلفظ ظالم یاد فرمایا اور ظالم ملعون ہی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی۔ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ تیسرے
یہ کہ حق تعالی نے عصیان و غوایۃ کی نسبت انکی طرف کی ہی چوتھے یہ کہ توبہ کو انھین سمجھایا اور وہ عبارت
ہی رجوع کرنا گناہ سے اور نادم ہونا اوسپر پانچوین یہ کہ اعتراف کیا حضرت آدم نے کہ اگر حق تعالی انھین نہ بخشے تو
زیان کار ہونگے اور خاسر نہین ہوتا مگر صاحب کبیرہ چھٹے یہ کہ جاری ہوا انپر وبال سے وہ کچھ جو جاری ہوا
اور اگر گناہ نکرتے تو اوسکے مستحق نہوتے اور بعد اسکے خود صاحب تفسیر مذکور نے اوسکے جواب مین کہا ہی کہ چند وجوہ سے
اسکا جواب ممکن ہی پہلے یہ کہ اوسوقت آدم علیہ السلام پیغمبر نہ تھے اور جو کوئی کہ ادعا نبوت کا انکی بہشت مین کرے
تو اوسکی دلیل و بیان کا مطالبہ اوس سے کیا جائیگا انتہی اب اسی مقام سے ظاہر ہوتا ہی کہ کلام جناب امام
رضا علیہ السلام کا اسی وجہ کے ساتھ ناظر ہی اور یہ اصول امامیہ کے موافق راست نہین آتا پس یا محمول
تقیہ پر اور مماشاۃ کے ساتھ اکثر اہل سنت کے ہوگا اور یا محمول ہوگا اس امر پر کہ بعض مکروہات کا بھی
بعد نبوت کے سرزد ہونا نبی سے جائز نہین ہی نہ پیشتر بعثت سے کیونکہ حضرت کے اس قول کو جو فرمایا کہ
بلکہ چھوٹے گناہون سے جو بخشیدہ تھے حمل کرنا ترک اولی اور فعل مکروہ پر کوئی استبعاد نہین رکھتا کیونکہ
وہ مکروہ جو منہی عنہ ہو اور محل مواخذہ نہو تو موافق سننے والون کی فہم کے بروجہ تشبیہ و استعارہ ایسی عبارت
کے ساتھ جو مذکور ہوئی تعبیر کر سکتے ہین جیسا کہ جناب آخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے بعد ذکر کرنے اس حدیث کے
حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ محصل اسکا یہ ہی کہ بعد اسکے کہ اس حدیث مین وارد ہوا ہی کہ یہ گناہ صغیرہ تھا اور
پیغمبر ہونے کے پہلے صادر ہوا ہی اور نہی انواع شجرہ سے معلوم نہ تھی یہ سب ظاہرا موافق مذہب مخالفین کے ہی
اور موافق شیعون کے اصول کے نہین اور ممکن ہی کہ بروجہ تقیہ مذکور ہوا ہی یا بر سبیل تنزل ہو یا مراد صغیرہ سے

فعل مکروہ ہوا اور یہ قسم مکروہ کا بعد پیغمبر ہونے کے اُنپر جائز نہوا اور مرتکب ہونا اِس قسم مکروہ سے بہ تسویل شیطان ہوا ہو کہ پیغمبر سے باوجود قائم ہونے قرینہ کے اِس بات پر کہ مراد نوع اُس درخت کی تھی باحتمال اِسکے کہ شائد نہی مخصوص اُس درخت سے تھی مرتکب اُس مکروہ کے ہوئے اور بسط کلام اِس مقام پر بحار الانوار مین ہی جو چاہے اُس سے رجوع کرے انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ تاویل آخیر اِس کلام کی بھی خطائے اجتہادی بلکہ اُس سے بھی کم کی طرف رجوع کرتی ہی اور اصول امامیہ کے ساتھ مطابقت نہین رکھتی انشاء اللہ تعالیٰ ایسی توجیہ اِس روایت کی جو صاف ہو کدورتون سے مذکور ہوگی دوسرا جواب از جانب تفسیر یہ ہی کہ یہ عمل حضرت آدم سے بسبب نسیان کے عمل مین آیا تھا موافق قولہ تعالیٰ فنسی ولم نجد لہ عزما لیکن اِس تقدیر مین عتاب باعتبار اِسکے ہوگا کہ اسباب نسیان سے اپنا تحفظ کیون نکیا اور شائد کہ نسیان اگرچہ اُمت سے مرفوع القلم ہی لیکن انبیا سے مرفوع نہو جیسا کہ اُن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اَشَدُّ النَّاسِ بَلاءً الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یا جاری ہوا اُنپر جو کچھ کہ جاری ہوا جس طرح کہ مقدر تھا نہ مواخذہ کی راہ سے مثل اِسکے کہ کوئی کسی زہر کو کھاوے پس اُسکی اذیت اور نکایت مین مبتلا ہوا اور اِس معنی پر بھی حمل کرنے کو کوئی نہین کہہ سکتا کہ منافی ہی کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہی۔ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ پس شیطان خود نہی کا یاد دہ ہوا تھا اب کیا معنی کہ نسیان ہوا بسبب اِسکے کہ اِس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا کہ اُسی وقت کہ شیطان نے اُنکے دل مین وسوسہ ڈالا مرتکب اِس عمل کے ہوئے پس شاید ایسا ہوا ہو کہ میل خاطر حضرت آدم کو اُسوقت بسبب وسوسہ کے پیدا ہوئی ہو اور بنا بر حلم الٰہی کے جسارت اُسپر نکی ہو یہان تک کہ خدا کے منع فرمانے کو بھولے اور میل طبع باعث بجالانے اُس وسوسہ کا ہوئی ہو تیسرے یہ کہ اقدام حضرت آدم کا اِس امر پر بسبب خطائے اجتہادی کے ہو فقط اور پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دونون وجہین جو شارح بیضاوی نے جواب مین کہین ہین بنا بر اصول شیعہ کے درست نہین آتین اگرچہ کلام جناب امام رضا علیہ السلام مشعر بعض کا اِسکے ہوتا ہی کیونکہ پہلے لکھا جا چکا ہی کہ حضرت نے یہ کلام بطور مماشاۃ اہل سنت کے ساتھ فرمایا ہی اور چونکہ حشویہ کا قول افحش اور اہل سنت مین بھی معروف بہ بطلان تھا اِسلیے حضرت نے اُسکے جواب کو موافق قول اہل سنت فرمایا بعض اخبار مین وارد ہی کہ اِنَّ التَّقِيَّةَ بِغَيْرِ مَا تَحْكُمُ بِهِمْ اِلَيْهِ اَمْيَلُ اور یہ خبر مصدق ہی اُس چیز کی جسکا اِس خبر مین ہم دعوی کرتے ہین اور لفظ نسیان جو آیۂ قرآن مین فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ الخ وارد ہی اُسکے معنی شیعون مین ترک کے ہین نہ نسیان حقیقی جیسا کہ مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے اُسکی تصریح کی ہی چوتھا جواب صاحب تفسیر کا یہ ہی کہ نہی الٰہی اِس جگہ پر تنزیہ کے لیے ہوا اور ظالمین نہین کہا مگر اِسلیے کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جو ثواب اپنے نصیب مین تھا اُسے ضایع کیا بسبب اِسکے کہ ترک اولی عمل مین لائے اور غوایت کے معنی اِس صورت مین یہ ہونگے کہ جو کچھ شجرہ کے کھانے سے ارادہ کیا تھا کہ بہشت مین ہمیشہ ہین

اُس سے محروم رہے یا اُن منفعتون سے جسکے لیے حکم ہوا تھا یا اُس رشد و بزرگی سے محروم رہے کہ قریب مین اپنے
دشمن کے خود آگئے یا زلت و لغزش اُنکی صغیرہ تھی کہ اُسے معصیت مین ہم شمار نہین کر سکتے اور قرآن مجید مین
جو اُس سے تعبیر معصیت و غوایت واقع ہوئی ہی اُسکی منفعت تعظیم زلت ہی اور زیادہ سرزنش اُنکی اولاد اور اُمت
کی ہی اور توبہ کا حکم اُنھین نہین ہوا مگر اسلیے کہ ترک اولی کا تدارک کرین ورجاری نہین ہوا اُنپر جو کچھ کہ جاری ہوا
مگر عتاب کی راہ سے اِنتہی مُلخصہٗ کلام البیضاوی اور واضح ہو کہ یہ وجہ شترک فریقین مین ہی سوا اسکے کہ زلت
بمعنی معصیت صغیرہ فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک اس عمل کو نہین کہہ سکتے اُنکے نزدیک قول ترک اولی ہی
اور حمل کرنا معصیت کا ترک اولی پر اور حمل کرنا نہی کا تنزیہ پر وہ جواب سید مرتضی علم الہدی کا ہی جسے اپنی
کتاب مسمی بہ تنزیہ الانبیہ مین بہت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا ہی اور خلاصہ اُنکی تقریر کا یہ ہی کہ شریعت مین نہی
دو طرح وارد ہوتی ہی ایک بطور تحریم دوسرے تنزیہ کے واسطے اور یہان مراد دوسری قسم ہی بالجملہ اِس بیان سے
یہ ثابت ہوا کہ اِن آیات مین محققین فریقین نے تاویل کی ہی جیسا کہ آیات قرآنی مین جو ستلزم اپنے معنی ظاہری سے
تشبیہ خالق کو مخلوقات کے ساتھ مین تاویل کیجاتی ہی اور جیسا وہ اپنے معنی ظاہری پر مراد نہین ہوسکتی اِسی طرح
یہ آیات بھی معنی ظاہری کے موافق لائق استدلال اُمتمسک کے نہین ہین جیسا کہ ضابطہ ہی کہ جب نقلیات مخالف
ادلہ قطعیہ ہون تو اُنکی تاویل ضرور ہوتی ہی اور اِسی لیے جناب آخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ
جو پہلے بدلائل عقلیہ و نقلیہ و اجماع فرقہ امامیہ معلوم ہو چکا ہی کہ انبیا سب نبوت سے پہلے بھی اور بعد نبوت بھی جملہ
گناہان کبیرہ و صغیرہ سے معصوم ہین پس وہ آیات و اخبار جو موہم گناہون کے صادر ہونے کے انبیا سے ہین وہ
تاویل کیے جائینگے ساتھ ترک مستحب اور فعل مکروہ کے کیونکہ معصیت نافرمانی ہی اور نافرمانی ترک مستحب او رفعل
مکروہ مین بھی آسکتی ہی اور غوایت گمرہی ہی یا محرومی ہی اور جو کوئی اُس فعل کو جسکا کرنا اُسکے لیے بہتر ہی ترک کرے تو
اُسنے اپنے فائدے کو گم کیا اور اُس فائدہ سے محروم رہا اور ظلم کے معنی رکھنا کسی چیز کا اُسکے غیر مقام پر اور راہ سے
عدول کرنے کے بھی معنی پر آیا ہی اور معنی گم کرنے کسی چیز کے بھی آیا ہی اور ستم کرنے کے بھی معنون مین آتا ہی اور فعل
مکروہ اور ترک مستحب مین یہ بات صادق ہی کہ فعل کو غیر محل مناسب مین اپنے قرار دیا اور راہ بندگی کامل سے
اپنے پروردگار کی عدول کیا کہ اپنے تئین ثواب سے محروم رکھا اور جیسا کہ نہی حرام سے ہوتی ہی اُسی طرح مکروہ سے
ہوتی ہی اور جیسا حکم واجب کے لیے ہوتا ہی ویسا ہی مستحب کے ساتھ ہوتا ہی لیکن توبہ پس وہ تدارک کے واسطے
اُس منفعت کے ہی جو اِس سے فوت ہوئی ہی اور فعل مکروہ اور ترک مستحب دونون مین ہوتا ہی بلکہ وہ ایک قسم تذلل کی خدا
کے سامنے ہی کہ اُسکے باعث سے حق تعالیٰ کو لطف کے ساتھ متوجہ کراتے ہین گو اُنسے گناہ نہو جیسا کہ احادیث عامہ
وخاصہ مین وارد ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہر روز ستر بار استغفار فرماتے تھے بے اِسکے کہ کوئی گناہ سرزد ہوا ہو

ہوا

اور بر تقدیریکہ بعضے اِن کلمات سے حقیقت مین ارتکاب گناہ کے معنی ہون تو یہان محمول معنی مجازی پر ہونگے کیونکہ یہ امر اکثری ہی کہ ایک لفظ کو قرینہ ضعف کے باعث سے معنی مجازی پر حمل کرتے ہین نہ یہ کہ جہان عقلی ادلہ قطعیہ بہت سی قائم ہون پھر وہان معنی مجازی پر کیونکر نہ حمل کیا جاے اور وجہ تعبیر الٰہی کی ان عبارات کے ساتھ یہ ہی کہ جیسا کہ اُنکے درجے بلند ہین اور کمالات اُنکے زیادہ ہین اور فہم اُنکے بڑھے ہوے ہین اسلیے مکروہات بلکہ وہ امور جو مباح ہین یا متوجہ ہونا اُنکا طرف غیر خدا کے بہت بزرگ ہی اسلیے حق تعالیٰ نے اِن عبارات کو اُنکے عمل پر اطلاق فرمایا اور خود بھی وہ مقام تذلل اور تضرع مین ایسی عبارتین استعمال کرتے ہین بلکہ ممکن ہی کہ جسوقت وہ متوجہ بعض عبادات کی طرف ہوتے ہون جو از قسم معاشرت یا ہدایت خلق وغیرہ ہون اور بعد اُسکے پھر اپنے محل قرب تک پہونچین جسکا نام لِی مَعَ اللّٰہِ ہی اور اُسکے معنی یہ ہین کہ خاص میرے لیے خدا کے ساتھ وقت ہی تو عبادت اوّل کو اُس مرتبہ قرب کے پہلو مین حقیر سمجھتے ہون اور خود خطا و گناہ تقصیر کی طرف اپنے تئین منسوب کرتے ہون جیسا کہ کہا گیا ہی کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ اور بھی جسقدر کہ عظمت وجلال الٰہی بندے کی نظر مین زیادہ ظاہر ہوگا عجز وضعف اپنا اور اپنے عمل کا زیادہ معلوم ہوتا ہی اور جسقدر کہ عبادت زیادہ کرتا ہی اعتراف تقصیر کے ساتھ زیادہ ہوتا ہی اور جانتا ہی کہ اعمال ممکنات کے قابل درگاہ واجب بالذات کے نہین ہین اور کسی نعمت کی برابری نعمتون کی اُسکی نہین ہوسکتی اور بھی جبکہ دیدہ بصیرت سے دیکھتے ہین اور جانتے ہین کہ طاعات اور صفات حسنہ اور ترک معاصی اُنکے توفیق اور عصمت پروردگار سے ہین اور بدون اُسکی عصمت کے ممکن ہی کہ ہر گناہ صادر ہون پس اگر کہین کہ مین ہون وہ کہ گناہ کیا مین ہون وہ کہ خطا کی تو ممکن ہی کہ مراد اُس سے یہ ہو کہ مین وہ ہون کہ یہ سب مجھسے صادر ہوسکتے ہین اگر تیری توفیق وعصمت نہو اور اِن مراتب کی نظیر تفکر کرنے سے بادشاہون کے حال مین اور امرا و خدمہ و رعایا کے حال مین ظاہر ہوتی ہی کیونکہ بادشاہ رعایا و ملازمین سے بقدر اُنکے قرب منزلت کے اور اُنکی معرفت کے بادشاہ کی بزرگی کے ساتھ اُنسے خدمت لیتے ہین اور اِسی کی نسبت سے اُنسے مواخذہ کرتے ہین یہان تک اگر چشم زدن بھی بادشاہ کے سوا اور کی طرف متوجہ ہوا ہی تو اُسے معرض تنبیہات وتادیبات مین ڈالتے ہین تا پھر ایسا اُس سے ظہور مین نہ آے اور یہ بھی کثیری ہین کہ بادشاہ کسی مقرب کو اپنی کسی خدمت پر مامور فرماکر بھیجے اور وہ جب پھر آے تو بادشاہ کے آگے روے اور معذرت کرے اور جو بحکم بادشاہ دور ہوا اور حرمان ہی اُسکو بھی اپنی طرف منسوب کرکے اپنے تئین مقصر کہتا ہی بالجملہ ترک اولی کو بعبارت ظاہر یا مشعر بوقوع معصیت تعبیر کرنا علماے امامیہ کے نزدیک ویسا ہی جو جناب اخوند علیہ الرحمہ نے لکھا ہی مگر اُسکے سوا ایک وجہ اور بھی ہی جو پوشیدہ ہی اور وہ یہ ہی کہ اِسطرح خطاب عتاب جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہی دلالت اِس امر پر کرتا ہی کہ خالق بزرگ ہی اور سب بندے بندگی مین اور محکوم ہونے مین اوامر و نواہی کے برابر ہین اگرچہ پیغمبر کیون نہو تاکہ مردم یہ گمان نکرین کہ زمرہ پیغمبرون کا خود خدا ہی

یا خالق مدبر و عالم ہی اور اسلیے کہ وہ حضرات ہمیشہ خضوع و خشوع و انابت و رجوع مین خدا کی طرف کوشش کرین
اور اپنی طاعت پر وثوق و اعتماد نکرین اور جانین کہ طاعت جو حق طاعت ہی وہ بندون سے ادا نہین ہو سکتی اور
یہ جاننا سبب اُنکی عصمت کا ہوگا لغزش سے قول و فعل مین اور بھی مقربین کو سرزنش کرنا ترک اوامر مستحبہ اور
احکام تنزیہ مین بھی از قبیل الطاف خفیہ ہی اُنکی عفت کے لیے معاصی حقیقہ سے جیسا کہ کہا ہی مَنْ تَرَكَ الشُّبُهَاتِ
نَجَا عَنِ الْمُحَرَّمَاتِ اور اُنکی سرزنش کو اُمت کی زجر کے لیے بہت دخل ہی تاکہ یہ جانین کہ جب انبیا اُس تقرب کے ساتھ
جو خدا کی درگاہ مین رکھتے تھے ذرا سی بات مین ایک حکم خفیف کی مخالفت سے مواخذ اور مخاطب بعتاب ہوے
تو ہم گنہگارون کا کیا حال ہوگا اور جو دعا مین وارد ہی کہ اَنْتَ اَهْلٌ اَنْ لَا يُقْرَبَكَ الصِّدِّيقُوْنَ ہے ہمیشہ اپنی
آنکھون کے سامنے رکھکر امتثال امر و نواہی مین کوشش کرین اور در توبہ و انابت سے سامنے خالق کے حاضر ہون
اور بھی آیات متشابہات سے خواہ وہ موہم تشبیہ خالق کے حق مین ہون یا موہم صدور معصیت کی انبیا سے ہون
غرض خدا کی آزمایش اور ابتلا مخلوقات کی ہی کہ آیا یہ مقتضاے دلیل عقل نصوص محکمہ متشابہات کو معانی صحیحہ پر
حمل کرتے ہین اور اعتقاد صحیح پر ثابت قدم رہتے ہین یا موافق مقتضاے زیغ قلبی ادلہ عقلیہ و قطعیہ کو پس پشت
ڈالکر معانی غیر صحیحہ پر رغبت کرینگے اور اسی معرکہ مرد آزما مین کور باطنون کے دل باطل کی طرف مائل ہوگئے اور معانی
فاسدہ ان آیات و روایات کے لیے قرار دیکر بے راہ چلنے لگے اور جب اسے جان چکے تو اب وہ توجیہ جسکا وعدہ
کر آیا ہون آیہ مذکورہ کی لکھتا ہون اور کہتا ہون کہ اِسمین اختلاف ہوا ہی کہ وہ درخت جسے حضرت آدم و حوّا کو حق تعالی
نے نہی فرمائی تھی اور اُنسے اسکی نسبت ترک اولی ظہور مین آیا کیا درخت تھا اور درخت کس چیز کا تھا چنانچہ جو تفسیر کہ
جناب امام حسن عسکری کی طرف منسوب ہی اُسمین وارد ہی کہ وہ درخت شجرۂ علم محمد و آل محمد ہی کہ حق تعالی نے اُس درخت
کی تخصیص اُنکے ساتھ فرمائی ہی اور وہ ایسا درخت ہی کہ درختان بہشت مین ممتاز ہی اس طرح سے کہ جتنے اور درخت ہین یا
اُنسے ایک ایک قسم کا ثمر حاصل ہوتا ہی اور یہ درخت ایسا ہی کہ اُس ایک سے گندم و انگور و انجیر و عناب اور سب میوے
اور فواکہ اور کھانے حاصل ہوتے ہین اسی جہت سے روایات اُس درخت کے بیان حال مین مختلف وارد ہوئی ہین
اور وہ ایسا درخت ہی کہ جو کوئی بحکم خدا اُسکے کھانے کے لیے الہام فرمایا جاتا ہی وہ بے پڑھے ہوے علم اولین و آخرین سے
فائز ہو جاتا ہی اور جو بغیر اجازت الٰہی اُسے کھاتا ہی اپنے مطلب سے محروم رہتا ہی اور نافرمان خدا ہوتا ہی اور پھر
اختلاف اِسمین ہوا ہی کہ وہ بہشت کہ جس سے آدم و حوّا باہر نکل کر زمین پر آے آیا یہ وہ بہشت ہی کہ جو آسمان پر ہی اور
مومنین آخرت مین اُسمین داخل ہونگے یا اُسکے سوا ہی چنانچہ ملا محسن کاشانی نے تفسیر صافی مین علی ابن ابراہیم قمی و
علل الشرایع و کافی سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ وہ بہشت دنیا کے بہشتون سے تھا
جسمین آفتاب و ماہتاب طالع ہوتے ہین اور اگر حضرت آدم جنت الخلد مین ہوتے تو ہرگز اُس سے باہر نہ آتے اور

روایت قمی مین اِس مضمون سے یہ بھی زیادہ کہ شیطان اُسمین داخل ہوتا تھا اور جناب مولانائے مجلسی نے کتاب حیات القلوب مین لکھا ہی کہ اکثر مفسرین کا اعتقاد یہ ہی کہ وہ بہشت وہی بہشت تھا کہ خلد آخرت ہی اور مومنین ایمان وعمل کی جزا مین داخل ہونگے اور فرمایا ہی کہ یہ قول نادر ہی کہ وہ ایک باغ تھا باغہائے آسمان سے جو بہشت خلد کے سوا تھا اور ایک جماعت نے کہا ہی کہ وہ باغ تھا باغہائے زمین سے جیسا کہ بعض احادیث مین وارد ہوا ہی اور استدلال کیا ہی اُس جماعت نے اِس قول کی صحت پر اُس بات کے ساتھ کہ جو کوئی بہشت خلد مین داخل ہوتا ہی باہر نہین آتا اور اسکے جواب مین کہا ہی کہ جو کچھ معلوم ہی یہ ہی کہ جو کوئی بعد مرنے کے اور محشور ہونے کے جزائے عمل مین داخل ہوگا باہر نہ آئیگا لیکن اگر کوئی کسی اور تقریب سے داخل بہشت ہو وہ بھی باہر نہین آسکتا یہ معلوم نہین ہوتا بلکہ اُسکا خلاف اخبار سے ثابت ہوتا ہی جیسا کہ شب معراج پیغمبر خدا کا بہشت مین تشریف لے جانا اور پھر اُس سے باہر آنا اور فرشتون کا جانا اور آنا بکثرت روایات مین وارد ہی اور اِس حدیث کے معارض بہت سی احادیث وارد ہین جنسے یہ نکلتا ہی کہ بہشت آدم وحوّا کا بہشت جاوید تھا اور آسمان پر تھا اور ایسے امور مین توقف کرنا اولیٰ ہی انتہیٰ کَلَامُہٗ اَعْلَی اللّٰہُ مَقَامَہٗ اور جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہی کہ حدیث معتبر مین حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ آدم علیہ السلام نے بارہ دانے کھائے تھے اور حوّا نے چھ دانے کھائے تھے سب اٹھارہ دانے تھے جو کھائے گئے اور دوسری روایت مین جو جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہی ظاہر ہوتا ہی کہ آدم نے دو دانے کھائے اور حوّا نے ایک دانہ بالجملہ جس طرح ہوا اسی سبب سے میراث مرد کی دو چند عورت کی میراث سے قرار پائی اور پھر اسمین بھی اختلاف ہوا ہی کہ شیطان کیونکر بہشت مین داخل ہوا اور کیونکر وسوسۂ آدم صفی اللہ کو دیا حالانکہ شیطان کو بہشت سے باہر نکال دیا تھا اور آدم اور حوّا بہشت مین تھے چنانچہ بعض نے کہا ہی کہ شیطان نے زمین سے بات کی اور آدم وحوّا بہشت مین اُسے سمجھ گئے اور بعض نے کہا ہی کہ غائبانہ مراسلہ کیا اُنکے ساتھ اور بعض نے کہا کہ شیطان اُسوقت تک بہشت مین رہنے سے ممنوع تھا اُنکے پاس جانے سے ممنوع نہ تھا اور بعض نے کہا ہی کہ جب شیطان نے چاہا کہ داخل بہشت ہو تو خازنان بہشت اُسے مانع آئے پس ہر حیوان کے پاس حیوانات بہشت سے جا کر التماس کیا لیکن کسی نے قبول نہ کیا یہان تک کہ سانپ کے پاس آیا اور کہا کہ تجھسے متعہد ہوتا ہون کہ ضرر فرزندان آدم کو تجھسے منع کرون گا اگر مجھے بہشت مین پہونچا دے پس سانپ نے شیطان کو اپنے منھ مین دونون نیشون مین دبا کر بہشت مین پہونچا دیا اور اُسوقت سانپ کا بدن پوشیدہ تھا اور چار ہاتھ پاؤن رکھتا تھا اور سب جانورون سے اچھی صورت رکھتا تھا اور اونٹ کی طرح بلند تھا پس خدا نے اُسے برہنہ فرمایا اور بعض روایات مین وارد ہی کہ اُسوقت شیطان جبکہ سانپ کے منھ کے اندر تھا تو حضرت آدم یہ گمان کرتے تھے کہ سانپ اُنکے ساتھ باتین کرتا ہی یہ نہ جانتے تھے کہ اُسکے منھ مین شیطان چھپا ہوا کلام کرتا ہی

اُسوقت شیطان نے کہا کہ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ یعنے منع نہین کیا تمکو تمھارے پروردگار نے اِس درخت سے مگر اسلیے کہ تم دونون دو فرشتے ہو جاؤ گے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یعنے اگر کھالوگے اِس درخت سے تو غیب کو جانوگے ورقادر ہوجاؤ گے اُسپر کہ جسپر وہ قادر ہی کہ جسے خدا نے مخصوص گردانا ہی اپنی قدرت سے یا اُن اشخاص سے ہو جاؤ گے جو ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور ہرگز نہین مرتے اور قسم کھائی کہ مین تمھارے لیے بہتری چاہنے والا ہون پس حضرت آدم نے سانپ کی طرف رو کرکے کہا کہ ای سانپ یہ فریب شیطان کا ہی کیونکر ہوسکتا ہی کہ میرا پروردگار خیانت کرے حالانکہ وہ سب کریمون سے زیادہ کریم ہی اور کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین اُس بات کا مرتکب ہون جسکے لیے میرے پروردگار نے منع فرمایا ہی جب تک کہ اُسکا حکم نہو لے پس جب شیطان مایوس ہوا کہ آدم فریب مین نہ آئینگے مایوس ہوکر حوا کے پاس گیا اور فریب دیا اُنکو اور حوا نے کھایا اُس درخت سے اور ملائکہ نے منع نکیا اور علت اِس عدم منع کی یہ تھی کہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ جسکو مین نے عقل و قدرت دی ہی اُسے اُسکے حال پر چھوڑ دو کہ عقل میری حجت ہی اُسپر پس حوا آدم کے پاس آئین اور کہا کہ آیا تم نہین جانتے کہ جو درخت ہمپر حرام ہوا تھا وہ مباح اور حلال ہوگیا کیونکہ مین نے اُسے کھایا اور ملائکہ نے مجھے منع نہین فرمایا اور مین نے اپنے حال مین کچھ تغیر نہین پایا پس اِس جہت سے ابلیس ملعون کا آسیب فریب حضرت آدم کو پہونچا فقط مخفی نہ رہے کہ اِس روایت کا محصل اُس طریقے پر کہ منافی عصمت کی نہووہی ہی کہ یہ منع اور نہی تنزیہ کے لیے تھی اور حضرت آدم علیہ السلام اِسکی بھی مخالفت پر جسارت نکرتے تھے لیکن یا بمقتضاے بشریت بعض جہتون سے خواہ بواسطہ اسکے کہ حتماً منع نہین فرمایا تھا یا اِسلیے کہ شیطان نے وسوسہ دلایا اور اصرار کیا اور قسم کھائی خداے عزوجل کے نام سے یا ظنہ اِسکا تھا کہ نہی میرے لیے ایک درخت خاص سے فرمائی ہی نوع درخت سے منع نہین فرمایا یا اِس جہت سے کہ ملائکہ نے حوا کو منع نہین کیا اِس مخالفت مین واقع ہوئی اور منع حتمی کا خدا کی طرف سے نہونا ظاہر ہی کیونکہ خود ملائکہ سے فرمایا تھا کہ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً پس مصلحت خدا کی آدم علیہ السلام کے زمین پر پہونچنے سے متعلق تھی اور چونکہ النعیم بہشت سے آدم علیہ السلام کا بلا حجت نکالنا حق تعالے کو پسند نہ تھا اِسلیے چاہا کہ کوئی آزمایش انکے لیے عمل مین آے اگر اُسکے بعد ثبات قدم اُنسے ظاہر ہو تو ہمیشہ اُنھین اپنی جنت مین رکھے اور اگر مراعات مراقبہ عظمت و امر الٰہی سے اگرچہ وہ مستحب کیون نہو پاؤن اُنکا لغزش کھاجاے تو بعد اتمام حجت زمین نیاز پر اُنھین اُتارے اور اِس ضمن مین اہل زمین کی اصلاح فرماوے اور اپنے نبی برگزیدہ کے مدارج بسبب اُنکی انابت کے اور رجوع کرینگے طرف اُسکے جناب اقدس کے برہاوے اور اگرچہ ظاہر مین کچھ کمی مرتبہ سابق سے ظاہر ہوگی لیکن حقیقت مین اپنے قرب کے درجہ اعلی تک پہونچاوے گا حاصل یہ ہی کہ ہر صورت مین مصالح پیش نظر تھے اور انواع منافع و حکمت کے حصول و ترتب کے لیے فرمایا جو کچھ کہ فرمایا اور چونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ

انجام کار اِس آزمائش کا کیا ہوگا آبادی دنیا کا مدار اور ہدایت خلق کا انحصار حضرت آدم کے زمین پر اُترنے کے ساتھ قرار دیا پس جو کچھ کہ چند دانون کے درخت مذکور سے کھانے پر مترتب ہوا محض عتاب نہ تھا بلکہ مصالح خفیہ وجلیہ بھی اِس بات مین ملحوظ تھے اور اِس سبب سے ملائکہ سے فرمایا تھا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً لیکن یہ بات کہ آدم علیہ السلام جو محل شکایت وعتاب مین آئے جیسا کہ ظاہر آیات اِسپر دلالت کرتا ہے یہ ازراہ معصیت نہ تھا بلکہ بسبب عدم مراقبہ عظمت وامر الٰہی تھا اِسپر دلیل یہ ہے کہ روایت مامون رشید مین گذرا کہ اُن حضرت نے جس درخت سے کھایا وہ درخت غیر اُسکے تھا جسکے لیے خدا نے منع فرمایا تھا کیونکہ منتہی عنہ سے نہین کھایا بلکہ جو اُسکے مماثل تھا اُس سے کھایا تھا اور قطع نظر اِس سے کہ نہی الٰہی جو اُنسے متعلق ہوئی تھی وہ بطور استحباب وتنزیہ تھی صریح ممانعت اُس سے نہوئی تھی اور قیاس کرنا شریعت مین مخطور ہے اِسلیے اجتناب بھی اُن حضرت پر واجب نہ تھا لیکن بمفاد مَنْ تَرَکَ الشُّبُھَاتِ نَجٰی عَنِ الْمُحَرَّمَاتِ مراقبہ بزرگی حکم خدا اور محتمل ہونا اِس بات کا کہ شائد دوسرے درخت سے بھی کھانے مین رضائے الٰہی نہو یہ جانتا تھا کہ اُس سے احتراز واجتناب فرماتے لیکن بسبب وسوسہ شیطانی کے اگرچہ وہ سبب بعید تھا جرات وجسارت کھانے پر فرمائی اور ایسی جسارت ارباب صفوۃ کے واسطے بمفاد حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ مورث عتاب رب الارباب کی ہوتی ہے چنانچہ یہ ضرور ہے کہ معاتب ہوے اور بعد اُسکے بہ توبہ ورجوع کرنے خدا کی طرف درجہ قبول توبہ کو بوسیلہ ہمارے مقدسہ ائمہ طاہرین علیہم السلام پہونچے چنانچہ ذکر توبہ آدم علیہ السلام مین منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی آدم علیہ السلام کی طرف بھیجی کہ اگر قبل صدور معصیت تو مجھسے سوال کرتا کہ تیرے پاؤن کو اِس آزمائش مین ثابت رکھون اور تجھے تیرے دشمن کے مکر پر آگاہی کردون تو ہر آئینہ عطا کرتا لیکن جو کچھ میرے علم مین تھا وہ واقع ہوا اب تجھے چاہیے کہ مجھسے بذریعہ محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ علیہم السلام دعا کرتا تیری دعا کو قبول کرون پس اُسوقت آدم علیہ السلام نے کہا کہ خداوندا بجاہ محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ اور اُن طیبین وطاہرین کے جو اُنکی اولاد سے ہونگے تفضل کر مجھپر ساتھ قبول فرمانے میری توبہ کے اور بخشنے میری معصیت ولغزش اور پھر پھیرنے کے مجھے اُس مرتبہ کرامت پر جو پہلے مین رکھتا تھا پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری توبہ کو قبول کیا اور روے رضا وخوشنودی کو تیری طرف لایا مین اور اپنی رحمتون کو اور نعمتون کو تیرے اوپر پھیرا اور جو مرتبہ کہ تو پہلے میرے مراتب کرامت سے رکھتا تھا اُس سے زیادہ مراتب تک تجھے پہونچایا فقط۔ اب اِس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ اصل ارادہ حق تعالیٰ کا آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے زمین دنیا کا آباد کرنا تھا اور ہدایت فرمانا تھا اور بہشت مین لے جانا اِسلیے تھا کہ اُنھین مدارج بہشت ونعمات ابدی کو دکھاے تاکہ اُنکا مشاہدہ اور اقرار وشہادت اُنکی اولاد کی تصدیق کو اور رغبت کو اعمال خیر کے کرنے مین کافی ومعین ہو اور باہر لانا زمین پر بہشت سے بذریعہ آزمائش خاص بنا بر مصالح وحکمتہاے بیشمار کے تھا کہ بعض ظاہر ہین اور کچھ پوشیدہ خصوصًا اظہار علو مراتب محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کہ اشرف وعمدہ مخلوقات الٰہی ہین

اور خاص اُنکے پیدا کرنے کے لیے سب آسمان وزمین اور جو کچھ اُنمین ہین پیدا ہوے اور نہی قرب شجرہ سے بطور استحباب تھی نہ بطور تحریم اور بطور اجمال تھی نہ تبصریح اور جو حضرت آدم علیہ السلام سے صادر ہوا وہ ہرگز از راہ معصیت نہ تھا بلکہ ترک اولیٰ تھا اور وہ منافی عصمت نہین ہی فَثَبَتَ المَقصُودُ لیکن جو کچھ روایت اخیرہ مین وارد ہوا ہی اور اسکا موہم ہی کہ پہلے حضرت آدم کو توسل حضرات کے ساتھ گران گذرا بلکہ بعض روایات مین تعبیر بلفظ حسد واقع ہوئی ہی اور اُسے شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بطور طعن شیعون پر ذکر بھی کیا ہی پس جواب اُسکا یہ ہی کہ اولاً اخبار احاد مفید علم و مدار اعتقاد نہین دوسرے ممکن یہ ہی کہ بفرض تسلیم مراد حسد سے غبطہ ہو اور وہ محل مواخذہ کا نہین ہی یا یہ کہ لفظ حسد یہان معنی حقیقی پر اپنے نہین ہی اور محض تخیل پر جبتک کہ آثار محاسدہ اُسپر مترتب نہون مواخذہ کرنے کی جگہ نہین ہی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اپنے علم کی زیادتی کا خیال آیا تو اُس تخیل کے رفع فرمانے کو تاکہ بمرتبہ استکبار نہ پہونچ جاے مامور ہوے کہ حضرت خضر سے ہمنشینی اور استصحاب کرین پھر اگر حضرت آدم علیہ السلام کو بھی اپنی بزرگی کا خیال آیا اور اُسکی رخنہ بندی کے لیے قبل وقوع خدا کی طرف سے اُنکے حفظ کو یہ امر واقع ہوا ہو تو محل تعجب نہین ہی علاوہ اسکے جب یہ بذریعہ اخبار متواترہ ثابت ہی کہ حق تعالیٰ نے عہد ولایت محمدؐ و آل محمدؐ کو سب سے لیا اور ایک فرشتہ کو کہ عہد اُسکا نام تھا بہشت مین خلق فرمایا کہ اُسنے حضرت آدم سے اِس عہد کو لیا تھا اور اصل حجر اسود وہی ملک ہی کہ تا قیامت اولاد آدم پر شاہد عہد مقرر کیا گیا اور اِسی لیے حج واجب ہوا کہ ایکبار اُسکے سامنے ہر مسلمان کو ضرور ہی کہ حاضر ہو کر اپنے عہد کا شاہد کراے بالجملہ جب یہ ولایت حق تعالیٰ کے نزدیک لائق اہتمام تھی تو اِس سے بہتر تکمیل ولایت کے لیے کیا بات تھی کہ جب اُنکے ذریعہ سے آدم علیہ السلام فائز المرام ہونگے تو کسقدر حسن ظن انکو اور اُنکی اولاد کو اُنکے ساتھ بہم پہونچیگا اور کیا محبت صادق اُنسے ہوگی جو خدا کو پسند ہی اور اُسکے لیے مامور فرمایا ہی ولیکن جو قرآن مجید مین وارد ہوا ہی فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا اُسکی شان نزول مین بھی روایات عدیدہ حضرات اہل سنت نقل فرماتے ہین جس سے نسبت شرک کی العیاذ باللہ حضرت آدم کی طرف لازم آتی ہی جیسا کہ جناب اخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب اربعین مین فرمایا ہی کہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہی کہ ابن عباس سے تفسیر آیہ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ مین مروی ہی کہ مراد اُس سے نفس آدم ہی اور وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا کے معنی یہ ہین کہ حوا کو پہلو کی ہڈی سے حضرت آدم کی پیدا کیا بدون اسکے کہ حضرت آدم کو کچھ اذیت پہونچے فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ یعنے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے ساتھ نزدیکی کی تو حاملہ ہوا اور ابتداے حمل مین سبکبار تھی اور بعد اُسکے زیادہ بار بہم پہونچا اُسوقت دونون نے دعا کی کہ خداوندا اگر فرزند صالح اور مستوی الخلقہ ہمکو عطا فرما تو ہم تیرے شکر گذارون مین ہونگے اور اسی روایت مین ابن عباس اِس جملہ کی تفسیر مین

کہتے ہین کہ جب مان کے پیٹ مین بچے نے گرانی بہم پہونچائی تو شیطان حوا کے پاس صورت انسانی مین آیا اور کہا
کہ یہ بار جو تیرے پیٹ مین ہی کیا چیز ہی مین ڈرتا ہون کہ تیرے پیٹ مین کتا یا کوئی اور چارپایہ نہو اور مین نہین جانتا کہ
یہ بار کس طرح تیرے پیٹ سے باہر آئیگا آیا تیرے پیٹ کو پھاڑینگے یا کوئی اور راہ دوسری ایسی بنائی جائیگی جس سے
تیری ہلاکت ہو سو وقت حوا ڈرگئین اور حضرت آدم سے بیان کیا پس دونون بزرگوار اِس جہت سے مغموم و مہموم و متفکر
ہوے اُسکے بعد پھر آیا اور کہا کہ اگر خداوند عالم سے دعا کرو کہ فرزند نیک صحیح الخلقة تمکو کرامت فرماے کہ مثل تمہارے
اعضا و صورت مین ہو اور پیٹ سے باہر آنا اُسکا بسہولت ہو تو عبد الحارث اُسکا نام رکھو تو بہتر ہوگا اور شیطان
کا نام آسمان پر ملائکہ مین بنام حارث مشہور تھا پس جب حق تعالی نے فرزند اُنھین عنایت فرمایا تو اُسکا نام
عبد الحارث رکھا اور یہ معنی ہین قول حق سبحانہ تعالی کے فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ اور واقع مین یہ ہی کہ یہ تفسیر باطل ہی اور جو کچھ اِسکے موافق اخبار طریقہ امامیہ سے بھی وارد ہوے ہین وہ بھی
از روے تقیہ ہین تفسیر صحیح اِسکی وہ ہی جو جناب امام رضا علیہ السلام نے مامون رشید کے جواب مین فرمایا جبکہ اُسنے
اِس آیہ کی تفسیر کو پوچھا اور وہ یہ ہی کہ حوا پانچ سو بار حضرت آدم سے صاحب حمل ہوئین اور جنین اور ہر بار ایک بیٹا
اور ایک بیٹی پیدا ہوتی تھی اور حضرت آدم و حوا نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر نسل صحیح و سالم اُنھین کرامت فرماے
تو از جملہ شکرگذاران وہ ہون پس جب حق تعالی نے اُنھین نسل صحیح و سالم امراض اعاہات سے دونون صنفون سے
یعنے بیٹیا اور بیٹی کرامت فرمائی تو اُن دونون صنفون نے جو کچھ کہ خدا نے اُنھین عطا فرمایا تھا اُسمین اور شریک
قرار دیے اور خدا کی شکرگذار مثل اپنے مان باپ کے نہوے اور حق تعالی برتر ہی اُس سے جو شرک لاتے ہین شرک
لانے والے اور یہ تاویل بہت صحیح ہی اور اِس آیہ مین تاویل کرنے کے سوا کچھ چارہ نہین ہی کیونکہ باتفاق فریقین
انبیا وقت نبوت کفر و شرک سے بری ہین اور ایک وجہ لطیف اور بھی بعضے مفسرین نے لکھی ہی اور وہ یہ ہی کہ بت
پرست بت پرستی کو حضرت آدم کی طرف منسوب کرتے ہین پس حق تعالی نے مقام انکار مین فرمایا کہ حضرت آدم
و حوا ایسے تھے کہ خدا ئیتعالی سے دعا کرتے تھے کہ اگر اُنھین فرزند صالح سلیم الخلقة کرامت فرماے تو یقینًا شکرگذارون
سے ہونگے پھر کیونکر ہو سکے کہ بعد اِسکے کہ حق تعالی اُنکی آرزو بر لاے شریک خدا کے لیے وہ دونون قرار دین تو
گویا اِس مفسر نے جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ کو استفہام انکاری قرار دیا ہی اور سوا اِسکے اور بھی یہ احتمال ہی کہ یہ آیہ حضرت آدم و
حوا کی شان مین نہو جیسا کہ قفال نے اِس جواب کو اِس طرح بیان کیا ہی کہ مراد اُس سے یہ ہی کہ حق تعالی نے ہر ایک کو
تم مین سے نفس واحد سے پیدا کیا ہی اور اُسی کی جنس سے ایک ایک عورت اُسے کرامت فرمائی ہی پس جب
شوہر اپنی زوجہ کے ساتھ نزدیکی کرتا ہی اور وہ باردار ہوتی ہی تو دونون آرزو کرتے ہین کہ اگر خدا ئیتعالی اُنھین
فرزند صحیح و سالم عطا فرماے تو شکرگذار ہونگے پھر جب خدا اُنھین آرزو کے موافق اُنکے دیتا ہی تو اِس عطا مین اور دونون کو

شریک کرتے ہین جیسا کہ حکماے طبیعی کہتے ہین کہ یہ فعل طبیعت کا ہی اور منجمین ستارون کی طرف اور بت پرست اصنام کی طرف نسبت دیتے ہین پس گویا یہ ضرب المثل ہی مشرکین کے لیے تعالی اللہ عما یشرکون علاوہ اسکے بنا بر تفسیر اول کے جو ابن عباس سے منقول ہوئی بالفرض اگر حضرت آدم نے اپنے بیٹے کا نام عبد الحارث رکھا ہو تو دو حال سے خالی نہین ہی یا محض علم قرار دیا تھا تو قباحت استلزام کی لازم نہین آتی یا معنی اضافی کو اعتقاد کرتے ہین یعنے بندہ شیطان تو یہ کفر محض و صریح ہی کہ کوئی عاقل اُسے تجویز نہ کرے گا اور اِسی لیے مفسرین فریقین نے اِس آیہ کے معنی مین تاویلات ذکر کیے ہین تذنیل ذکر تقیہ مین اور یہ کہ پیغمبرون پر اور اُنکے اوصیاؤن پر تقیہ کیا جائز ہی اور کیا جائز نہین ہی چونکہ یہ فصل مذکور عصمت انبیا کے اثبات مین تھی اِسلیے بیان ضرور ہوا کہ اگر کوئی امر اُنسے خلاف عصمت کے کسی حال مین ظاہر ہو تو اُسے محمول تقیہ پر کرنا چاہیے اب یہ جاننا چاہیے کہ علامہ قوشجی نے شرح تجرید مین کہا ہی کہ کفر پیغمبر پر جائز نہین ہی لیکن بعض خوارج نے اِسے تجویز کیا ہی اسلیے کہ اُنکے نزدیک ہر گناہ کا ارتکاب مستلزم کفر ہی اور گناہ کو پیغمبر کی نسبت تجویز کرتے ہین اور شیعون نے تجویز کیا ہی کہ اظہار کفر کا پیغمبرون کے لیے تقیہ کی راہ سے اور حفظ جان کے لیے ہلاکت سے جائز ہی اور یہ رد کیا گیا ہی ساتھ اِس بات کے کہ احق اوقات تقیہ کے لیے ابتداے دعوت ہی بسبب اسلام کے ضعیف ہونے کی اور شوکت مخالف کے قوی ہونے کی اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے قول خوارج کی طرف اشارہ کر کے کہا ہی اُسکا حاصل یہ ہی کہ جو کچھ فرقہ خوارج بصراحت کہتے ہین تقیہ کو وہ فرقہ امامیہ درپردہ کہتے ہین اور پھر دوسرے مقام پر کہا ہی کہ انبیا جھوٹ کہنے سے معصوم ہین اور امامیہ کہتے ہین کہ انبیا کو جھوٹ بولنا جائز ہی بلکہ واجب ہی پیغمبرون پر کہ تقیہ کی راہ سے جھوٹ بولین اور قول ابراہیم علیہ السلام کو جو اُنھون نے فرمایا تھا اِنّی سَقِیمٌ اِسی معنی پر حمل کرتے ہین حالانکہ اگر کذب جائز ہو پیغمبرون پر اگرچہ از روے تقیہ کیون نہو تو اعتماد و وثوق اُنکے کلام پر باقی نہین رہتا اور بعثت کی غرض ٹوٹ جاتی ہی اور تقیہ پیغمبرون پر جائز نہین ہی والّا تبلیغ احکام الٰہی کبھی نہو سکے کیونکہ اول امر مین جب کوئی مددگار اُنکا نہو تقیہ کی حاجت بہت ہی لیکن اگر اُسوقت وہ خلاف حکم الٰہی بجا لائین اور آدمیون کے ایذا پہونچانے سے ڈر جائین پھر حکم الٰہی کس طرح معلوم ہو فقط انتہی کلامہ لیکن اِس کلام پر چند ایراد وارد کیے گئے ہین پہلے یہ کہ پیغمبرون کا عمل کرنا تقیہ پر حضرات اہل سنت کی بھی کتابون سے ثابت ہوتا ہی پس جو کچھ اُنھون نے فرقہ امامیہ پر وارد کیا وہ مشترک الورود ہوگا اور وہ تشنیع ایسی ہوگی جو کوئی اپنے نفس پر اور اپنے مذہب کے علما پر کرے کیونکہ قاضی بیضانے تصریح کی ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدت مدید تقیہ مین بسر کی ہی جہان کہ تفسیر کی ہی قول خداوند تعالی کی جو خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف فرما کر ارشاد کیا ہی وَلَبِثْتَ فِینَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِینَ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِی فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْکَافِرِینَ اور یہ لفظ قاضی بیضاے بعینہ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ یُعَایِشُہُمْ بِالتَّقِیَّۃِ انتہی

دوسرے یہ کہ تقیہ کا مطلقاً ثبوت بنص قرآنی ظاہر ہی اس صورت مین طعن تقیہ پر حکم الٰہی پر طعن ہوتی ہی حیث قال عز وجل لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ یعنے مومنین قرار نہ دین کافرون کو دوستدار اپنے سوا مومنین کے اور جو کوئی کہ ایسا کرے گا وہ نہین ہی درجۂ اطاعت مین خدا کے مگر یہ کہ پرہیز کرین اُنسے ازروے تقیہ کے پس اب کوئی وجہ انکار مطلق کی اسکے بعد نہین ہی اور حضرات اہل سنت بھی اگرچہ بظاہر حال تقیہ سے انکار کرتے ہین اور اپنے قیاس مین اُسے حکم نفاق مین قرار دیتے ہین کیونکہ تقیہ نفاق کو کہتے ہین کہ دونون مین امر کا پوشیدہ کرنا اور اُسکے خلاف کا ظاہر کرنا اور نفاق حرام ہی تو تقیہ بھی حرام ہوگا حالانکہ فرق ظاہر ہی کیونکہ نفاق یہ ہی کہ کفر کا اعتقاد رکھے اور اُسے پوشیدہ کرے اور تقیہ یہ ہی کہ حق کا اعتقاد رکھے اور اُسے دل مین اہل باطل کے خوف سے چھپاوے خواہ وہ اہل باطل کفار ہون یا فجار ہون لیکن جابجا اعتراف جواز تقیہ کا اُن حضرات کے بھی علما کی زبان سے ثابت ہی جیساکہ قاضی بیضاوی نے بھی اسی آیہ کی تفسیر مین کہا ہی اِلَّا اَنْ تَخَافُوا مِنْ جِهَتِهِمْ مَا يَجِبُ اتِّقَاؤُهُ یعنے موالات و دوستی کفار کی حرام ہی مگر یہ کہ اُنکی جانب سے ڈرو کسی بات مین کہ تقیہ و احتراز اُسمین واجب و لازم ہو جائیگا اور مفسر بیضاوی نے نقل کی ہی کہ قراء سبعہ سے یعقوب نے تقاۃ کی لفظ کو صریحاً بلفظ تقیہ پڑھا ہی اور پھر کہا ہی کہ خداوند عالم نے کفار کی دوستی سے ظاہراً و باطناً منع کیا ہی ہر وقت مین مگر وقت خوف مین اسلیے کہ اظہار موالات اس وقت مین جائز ہی اور مفسر تفسیر کبیر نے بھی اپنی تفسیر مین اسی آیہ کے بیان مین لکھا ہی کہ تقیہ اپنے حفظ نفس کے لیے جائز ہی اور آیا حفظ مال کے لیے بھی جائز ہی پس محتمل یہ ہی کہ جائز ہو کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہی کہ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ اور اسلیے کہ حاجت مال کی طرف بہت شدید ہی اور اس جہت سے کہ جب پانی سونے کی قیمت کے موافق فروخت ہو تو وضو کا واجب ہونا ساقط ہوتا ہی اور تیمم پر اکتفا روا ہوتا ہی تاکہ اسقدر مضرت مال کی مکلف پر عائد نہو پھر کس طرح تقیہ ایسے مقام پر جائز نہو اب لائق ملاحظہ ہی کہ جب اعاظم علما یہ فتوی دین تو جن حضرات نے کہ تقیہ کا نام نفاق رکھکر حرام قرار دیا وہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہی اور سوا اضطراب کے اسے کیا کہہ سکتے ہین لیکن بعض حضرات نے اُنسے کہا ہی کہ یہ حکم صدر اسلام مین ثابت تھا بسبب اسکے کہ مومنین ضعیف تھے لیکن بعد قوت اسلام یہ حکم باقی نہ رہا اور اس کلام کا بھی حال ظاہر ہی کیونکہ جب ضعف اسلام بقوت مبدل ہو تو البتہ جماعت مسلمین کے لیے مقام تقیہ باقی نہین رہا کیونکہ خوف زائل ہوا اور تقیہ خوف کے ساتھ منوط ہی لیکن یہ بات اس سے کہان لازم آتی ہی کہ تقیہ کا حکم ساتھ متحقق ہونے شرائط کے بھی منسوخ و منقطع ہوا ہو کیونکہ جب تقیہ کی علت ضعف ہوا او ضعف مرتفع نہین ہوا مگر مجموع سے جبکہ وہ مجموع ہون اور ایک دو مسلمان اگر کفار کے ہاتھ پر گرفتار ہو جائین تو ضعف

ہر وقت موجود ہی اگرچہ وقت شوکت اِسلام کیون نہولیس کیا حال ہی جبکہ اِسلام پھر ضعیف ہوجاے جیسا کہ ابتدا
مین تھا اور اُسکی طرف اشارہ اُس خبر مین جو پیغمبر کی طرف منسوب ہی موجود ہی جو فرمایا ہی کہ سَیَعُودُ الَّذِیْنُ غَرِیْبًا
کَمَا بَدَیٔ پیا اور اُسوقت مین کیونکر کہہ سکتے ہین کہ تقیہ صدر اِسلام مین جائز تھا بعد کہینگے اِسلام غیر جائز ہی بلکہ
حکم تقیہ بالمرہ منقطع نہین ہوا اور نہین ہوسکتا بلکہ وقت حاجت تقیہ تا روز قیامت باقی ہی اور اِسی جگہ سے ہی
کہ حسن بصری سے موافق روایت بخاری باب اکراہ مین منقول ہی اَلتَّقِیَّۃُ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ یعنی تقیہ تا قیامت جائز ہی
اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ جیسا کہ کنز العرفان مین اِسکے ساتھ تصریح کی گئی ہی اور مفسر تفسیر کبیر نے بھی بعد نقل کرنے اِس
قول کے کہا ہی کہ یہ قول اولیٰ ہی اِسلیے کہ دفع ضرر نفس سے بقدر امکان واجب ہی انتہیٰ اور یہ دلیل عقلی
جواز بلکہ وجوب تقیہ پر ہی جیسا کہ ہمارے علمانے ذکر کیا ہی لیکن البتہ بظاہر محل تعجب یہ ہی کہ شاہ صاحب نے
دلیل عقلی و نقلی کسی پر لحاظ نہین کیا اور یکبیر حکم انقطاع تقیہ دیا اور حال خوف و امن کو جدا نہ کیا اور معنی
تقیہ اور شرائط پر اُسکے توجہ نہ کی بلکہ جو خرابیان تقیہ کے ترک سے بعض اصحاب کبار کو پہونچین کہ وہ تجربہ اہل
اِسلام کو کافی ہین اُسے بھی یاد نکیا جیسا کہ کتاب خمیس و درمنثی مین بتصریح منقول ہی تیسرا ایراد جو سپیرا وارد ہوتا ہی
وہ یہ ہی کہ فریقین بمقام تبلیغ قائل جواز تقیہ انبیا کے نہین ہین اور تقیہ کا فی الجملہ جائز ہونا باعث اُسکے تجویز کا
ہر جگہ نہین ہوتا یہان تک کہ کارخانہ تبلیغ معطل ہوجاے اور ساتھ اِسکے یہ بات ہی کہ شیعون کے علما کے کلام مین
یہ بھی واقع نہین ہی کہ پیغمبرون نے جھوٹ یا کلمہ کفر کہین خود کہا ہی اور بسبیل تنزل یہ بات کہی جاتی ہی کہ کلام
تقیہ کا حقیقت کفر و کذب سے باہر ہی پس اُسمین کسی کو ملامت کرنے کا مقام نہین ہی اور دلیل اِسپر قول خداوند
علیم جو فرمایا ہی کہ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ
اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ فاضل زمخشری نے کشاف مین
کہا ہی کہ معنی آیہ یہ ہین کہ مفتری کذب نہین ہین مگر وہ اشخاص جو کافر ہوجائین بعد ایمان کے اور حق تعالیٰ نے
استثنا فرمایا اُسنے اُس شخص کو جو اکراہ کیا گیا ہو اور جبر سے اُسنے کہا ہو پس وہ حکم افترا سے خارج ہی بعد اِسکے
حق تعالیٰ فرماتا ہی لیکن وہ اشخاص کہ بخوشی خاطر اور دل سے اور انشراح صدر سے کلمہ کفر زبان پر لائین
پس اُنپر خدا کی طرف سے غضب نازل ہوگا لفظ فاضل زمخشری مَنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا مین یہ ہی کہ اَیْ طَابَ بِہٖ
نَفْسًا وَاعْتَقَدَہٗ یعنے جو کہ بطیب خاطر اور باعتقاد باطن تکلم بکلمہ کفر کرین وہ مورد غضب ربانی ہوتے ہین اور یہ
روایت کی ہی فاضل زمخشری اور قاضی بیضا اور دیگر مفسرین حضرات اہل سنت نے شان نزول مین اِس
آیہ کی بتفاوت قلیل منجملہ اِسکے روایت قاضی بیضا لکھی جاتی ہی کہ کفار قریش نے عمار صحابی رسول پر اور اُنکے باپ
یاسر اور ماں اُنکی سمیہ پر اجبار کیا اِسلیے کہ اسلام کو ترک کرو پس سمیہ کو دو اونٹون کے بیچ مین باندھا اور حربہ اُنکے

قولہ جیسا کہ کتاب خمیس و درمنثی مین بتصریح منقول ہی کتاب خمیس مین بیان اسلام حمزہ مین لکھا ہی کہ وہ مسلمان اُسوقت ہوا کہ جب ابوبکر کو کفار نے مارا تھا وقت اظہار دعوت نبی کے اور واقعہ یہ ہی ... [illegible]

قتل مین دخل کیا اور کہا کہ تو اپنے مردون کی محبت مین مسلمان ہوئی تھی اور مارڈالا انہین بعد اسکے اُنکے باپ یاسر
کو قتل کیا اور یہ دونون اوّل کشتگان اسلام ہین اور عمار نے جو جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے کلمات کفر کا از روے
اکراہ و جبر اپنی زبان سے کہا بعد اسکے یہ سرگذشت پیغمبر خدا کی خدمت مین عرض کی گئی اس طرح کہ عمار کافر ہو گئے
حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہین ہی عمار بھر گیا ہی ایمان سے از سر تا قدم اور ایمان عمار کے گوشت و خون مین در آیا ہی
بعد اسکے عمار حضرت کی خدمت مین آئے در حالیکہ روتے تھے حضرت اُنکی آنکھ سے آنسو پوچھتے جاتے تھے اور
فرماتے تھے کہ تیرے لیے کیا قباحت ہی اگر پھر آئین وہ اسی طرح چاہین تو جو کچھ کہا ہی پھر بھی کہنا اسکے بعد قاضی بیضاوی نے
کہا ہی کہ یہ قول اسکی دلیل ہی کہ بر وقت اکراہ کلمۂ کفر کا کہنا جائز ہی پس محض تکلم بکلمۂ کفر مقام خوف ہلاکت مین بنص قرآن
و روایات و اقوال فریق ثانی بھی نہ کفر ہی جیسا کہ مفسر بیضاوی نے کہا ہی وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى
اَنَّ الْإِيمَانَ هُوَ التَّصْدِيقُ بِالْقَلْبِ اور نہ افترا ہی بسبب قول فاضل زمخشری کے جو اُنھون نے کشاف مین کہا ہی
وَاسْتَثْنَى مِنْهُ الْمُكْرَهَ فَلَمْ يَدْخُلْ تَحْتَ حُكْمِ الْاِفْتِرَاءِ اور تفسیر مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا مین کہا ہی کہ اَیْ طَابَ بِهِ نَفْسًا وَاعْتَقَدَهُ
پس جبتک کہ اعتقاد کفر کا نہو صادق نہین آتا اور کذب و کفر عند الضرورت اُسکے حکم سے مستثنیٰ ہین اور قباحت سے
معرا ہین اور جو طعن کہ فاضل قوشجی اور شاہ صاحب دہلوی نے کی ہی بنا بر اس تقریر کے بیجا ہی کیونکہ فریقین کے
درمیان مین کفر و کذب کی تجویز مین عند الاکراہ کچھ فرق باقی نہین ہی مگر اسی قدر کہ اہل سنت تقیہ کے لیے رخصت
دیتے ہین اور اُسکے ترک کو سنت اور افضل جانتے ہین بنا بر اسکے جو مروی ہی کہ مسیلمہ کذاب نے دو شخصون کو
اصحاب بکبیر سے گرفتار کیا پس ایک سے پوچھا کہ محمد کو کیا جانتا ہی اُسنے کہا رسول خدا مسیلمہ نے کہا کہ مجھے کیا جانتا ہی
اُسنے کہا اسی طرح اُسے چھوڑ دیا بعد اسکے دوسرے سے پوچھا کہ محمد کون ہین کہا رسول خدا کہا میرے حق مین کیا کہتا ہی
اُسنے کہا مین بہرا ہون سنتا نہین پھر اُس سے وہی کہا اُسنے کہا کہ مین بہرا ہون پھر تیسری بار اسی طرح کہا اور اُسنے
وہی جواب دیا یہان تک کہ اُسنے قتل کیا پس جب یہ خبر جناب سید البشر کو پہونچی تو فرمایا کہ پہلے شخص نے عمل کیا
رخصت اور اجازت پر خدا تعالیٰ کی اور جسنے اظہار حق کیا اُسے مبارک ہو فقط لیکن واضح ہو کہ یہ قول ہی اور فعل
علما کا اُنکے جو سنا اور دیکھا گیا وہ محض تقیہ ہی چنانچہ شیخ علی خزین نے شیخ جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہی کہ اُنھون نے
تاریخ الخلفا مین ذکر کیا ہی کہ مامون عباسی نے اپنے نائب کو لکھا کہ سات شخصون کو میرے پاس بھیجدے اور اُنکے نام
لکھے منجملہ اُنکے محمد بن سعد کاتب واقدی تھا اور یحیی بن معین اور اسمعیل بن ابی مسعود تھے جب وہ ساتون نفر مامون کے
پاس حاضر آئے تو اُسنے امتحاناً قول قرآن کے مخلوق ہونے کا پوچھا اُنھون نے تصدیق کی یہ کہکر فاضل سیوطی نے
کہا ہی کہ ان سب کے طلب کرنے کا سبب یہ تھا کہ پہلے اُنھون نے جواب دینے مین توقف کیا تھا جب بلایا تو تقیہ کی
راہ سے اُسکے جواب مین کہہ دیا اور قاضی خان کے فتاوے مین مذکور ہی کہ ابراہیم نخعی خطبہ جمعہ کے سُننے کے بیچ مین کلام

کرتا تھا جب اُس سے کہا کہ یہ تو کیا کرتا ہی تو اُسنے کہا اِنِّي صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فِي دَارِي ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى الْجُمُعَةِ تَقِيَّةً یعنے مین
گھر مین نماز ظہر پڑھ چکا ہون تقیہ کی راہ سے نماز جمعہ مین آیا ہون اور جمہور نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ وہ
میراث مین عول کو باطل جانتے تھے جب اُنسے کہا گیا کہ زمان عمر مین کیون اِس البطال کا ذکر نکیا تو اُنھون نے
کہا کہ كَانَ رَجُلًا مَهِيبًا خِفْتُهُ یعنے اسکے ڈر سے مین نے نہ کہا تھا اور بخاری نے باب المداراۃ مع الناس مین
ابو درداء سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ ہم ایک جماعت کے منھ پر ہنستے تھے اور دل ہمارے اُنھین لعنت کرتے
اب اِس سے صاف ظاہر ہی کہ تقیہ اسلاف کا شعار تھا اور راقم رسالہ نے بادشاہِ ملک اودھ کی صحبت مین جسقدر
حضرات اہل سنت کو تقیہ کرتے دیکھا ہی اگر لکھون تو اُن حکایات سے براسہ ایک کتاب ہو پس حقیقت مین
اُنکے افعال سے بھی ظاہر ہی کہ رجحان محل خوف و ضرر مین اختیار تقیہ کو ہی لیکن یہ کہہ دیتے ہین کہ محل خوف مین بھی
ترک تقیہ راجح ہی اور علماے امامیہ کے نزدیک حکم رجحان تقیہ اور عدم رجحان تقیہ مین ایسے مقامات مین اختلاف
ہی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تفصیل لکھی جاے گی بالجملہ بعض روایات سے اہل عصمت کے اولویت تقیہ کی اِن مقامات مین
ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ تفسیر صافی مین حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ پوچھا اُن حضرت سے کہ گردن کا بڑھانا
اور مہیاے مرگ ہونا محبت مین جناب امیر علیہ السلام کے جبکہ ناصبین عداوت کا غلبہ ہو آپکے نزدیک محبوب تر ہی
یا تقیہ اُن حضرت نے فرمایا کہ رخصت تقیہ محبوب تر ہی آیا نہین سنا قول حق تعالیٰ کو اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ
بِالْاِيْمَانِ اور ظاہر تقریب استدلال باوصف اِسکے کہ آیہ کریمہ مین سوا استثنا کے کوئی اور بات جو دلالت رجحان
تقیہ پر رکھتی ہو نہین ہی یہ ہو کہ جب تقیہ بمقتضاے استثنا کے ایسے مواضع مین منظور ہو پس مصالح ملحوظہ تکمیل تقیہ مین
بے معارض کے موثر ہونگے اور کافی کلینی مین حبیب ابن بشیر سے جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ فرمایا
کہ میرے والد بزرگوار فرماتے تھے لَا وَاللّٰهِ مَا عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ التَّقِيَّةِ اور اِسی معنی مین اور بھی
روایات وارد ہوئی ہین اور بعض علما نے کہا ہی کہ شائد اِس ارشاد کی وجہ ابقاے نسل مومنین ہو اور فی الحقیقت
اگر زمانہ بنی اُمیہ و بنی عباس مین شیعہ کار بند تقیہ نہوتے تو یقینی بالمرہ استیصال ہوجاتا اور تعجب نہین ہی
کہ منشاء زیادہ طعن و تشنیع کا اب ہی تقیہ پر باوصف اِسکے کہ علماے حضرات اہل سنت قائل اور مجوز تقیہ ہین
بلکہ عامل تقیہ ہین جیسا کہ گذرا اسی لیے کہ تا عوام شیعہ اِس دارو گیر وافترا سے بسبب غیرت کے دل تنگ ہو کر جہان
تقیہ چاہیے وہان عوض اخفا کی ظاہر کرین اور اپنے تئین ہلاکت مین ڈالین کہ جس سے دشمنون کی آنکھین اور دل سرد
ہون اور ہرچند رخصت اذن کو کہتے ہین اور اذن تقیہ کے مباح ہونے کے جو معنی اعم بھی ظاہر ہی اور محبوب تر ہونا مشعر
استحباب کے واسطے ہی ولیکن اذن کا مشتمل ہونا اپنے معنی اعم مین جواز و لزوم کو بھی بہت آیا ہی اور اسی طرح محبوب تر
ہونا بھی استحباب و وجوب کو عام ہی پس تقیہ کے واجب ہونے کے ساتھ جو بقول حق تعالیٰ وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ

الی التہلکۃ ثابت ہو مگر اُس جگہ کہ استثنا کیا گیا ہو کوئی منافات نہین ہو اور واقع مین یہ ہو کہ تقیہ ایک حکم ہی
احکام الٰہی سے اور وہ بحسب شرائط مختلف بافراد مکلفین ہو اور اسی طرح بحسب مصالح اوقات اور اختلاف انواع
حالات اور ضرورات مثل شدت خوف او خفیف ہونا اُسکا اور پایا جانا مصلحت کا اُسکے کرنے مین اور ترک کرنا
اُسکا بخصوص تکالیف انبیا اور اوصیا کا ایک طریقہ پر نہین ہو اور ہر ایک جس طرح مامور ہوا اُس طرح وہ عمل مین لایا
اور اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈالنا مطلقاً ممنوع نہین ہو والا راہ خدا اور جہاد اعدا مین مارے جانے کا دروازہ بند
ہو جاتا اور جو عمدہ اور بزرگترین قربات ہو وہ ترک ہو جاتے اِس صورت مین مراد نہی سے جو کلام الٰہی مین وارد ہی
یہ ہو کہ بدون جہت شرعی اور حکم الٰہی کے اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالے اور یقینی ہلاکت اُسی کا نام ہو کہ جو بہیج شرعی
پر ہو اور مصداق خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ کا ہو نہ وہ موت کہ موافق احکام الٰہی ہو کیونکہ یہ موت سعادت ابدی اور
حیات ہی جیسا کہ حق تعالیٰ قرآن مین فرماتا ہو وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ
فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ یعنے گمان نکرو اُن شخاص کو کہ جو راہ خدا مین مارے گئے کہ وہ مردہ ہین بلکہ وہ
زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس کہ روزی دیے جاتے ہین نعمتہاے الٰہی سے اور خوش و خورم ہین اُس چیز سے جو
حق تعالیٰ نے اُنہین کرامت فرمائی ہو اور جب یہ سب کچھ سمجھا گیا تو اِس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہل سنت بھی
بمفاد آیہ اِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ کلمہ کفر و کذب کے ساتھ کلام کرنا تجویز کرتے ہین اور اُسے کفر اعتقادی
اور اُس جھوٹ بولنے سے جو برا ہو مستثنی کرتے ہین جیسا کہ تصریحات کلام فضلا کے اُنکے مذکور ہوے اب محل غور
و انصاف ہو کہ آیا انبیا جسوقت کہ حکم حتمی تبلیغ کا نہو اِس کلیہ مین داخل ہین یا خارج اگر داخل سمجھین جائین تو طعن
مشترک ہوتی ہو اور پیغمبرون کی شان اس سے بزرگ و بلند جانین تو معلوم ہوا کہ تجویز تقیہ مطلق کی مستلزم تجویز
تقیہ پیغمبران کی بروجہ خاص نہین ہو اور جب یہ ہوا تو یہ کیونکر کہا جا سکتا ہو کہ شیعون کے نزدیک بھی تقیہ پیغمبرون
پر اِس طرح خارج از بحث نہین ہو اور یہ کب شیعون نے کہا ہو کہ تقیہ ہر صورت مین اور ہر مقام پر جائز یا واجب
ہو اور اگر شیعون کا اعتقاد عموماً ایسا ہی ہوتا تو معرکہ حسینیہ مین جو روز عاشورا کربلا مین واقع ہوا کس طرح
ترک تقیہ کے قائل ہو جاتے اور اُسے جائز و روا رکھتے بالجملہ اب مناسب مقام یہ ہو کہ کچھ تفصیل تقیہ انبیا و
اوصیا کی لکھی جاے کہ جس سے حقیقت امر ظاہر ہو اور کسی کو شبہہ مین ڈالنے کا اور بہکانے کا موقع باقی نہ
رہے ان شاء اللہ تعالیٰ چوتھے یہ کہ جو شاہ صاحب نے تقیہ پیغمبران کو منع کیا ہو بظاہر اسکے معنی کچھ حاصل نہین ہوتے
کیونکہ حضرات اہل سنت ظاہر حال مین تو مطلق تقیہ سے انکار کرتے ہین اور نبی اور غیر نبی کسی کے لیے تقیہ کو
جائز نہین کہتے گو انکے کلام مین تصریح بجواز و وجوب کر جائین لیکن وقت فتویٰ دینے کے انکار ظاہر ہو جاتے ہین اور
علماے شیعہ تقیہ کو پیغمبرون پر فی الجملہ اور غیر نبی کے واسطے سوا اُن مقامون کے جو مستثنی کیے گئے ہین معنی کی حکم

جائز جانتے ہین جیسا کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ مین لکھا ہی کہ ایک قوم
اہل حق سے تقیہ نبی اور تقیہ امام مین تفرقہ کرتی ہی اس طرح سے کہ چونکہ نبی خود داعی ہوتا ہی اپنی نبوت کی طرف
پس اگر اُسکو جائز ہو کہ تقیہ کی راہ سے اپنی نبوت کو پوشیدہ کرے تو حجت خدا کی باطل ہو جاے گی بخلاف امام کے
کہ اُسکی امامت کا بیان پیغمبر کا عہدہ ہی پس اگر خوف سے دشمنون کے اپنی امامت کو پوشیدہ کرے تو کچھ نقصان
نہین ہی اور بعد اسکے ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ یہ کلام مجھے پسند نہین ہی بلکہ مین کہتا ہون کہ پیغمبر و امام کا
حال تقیہ کے بارے مین یکسان ہی پس جبکہ پیغمبر نے اپنی نبوت کو ظاہر کرکے موافق اپنے دعوے کے معجزہ ظاہر
کیا ہو اور اُسکے بعد پھر دشمنون کے خوف و غلبہ سے اگر اپنے پیغمبر ہونے کو پوشیدہ کیا ہو تو کوئی ضرر نہین ہی اور
اس سے مؤید وہ ہی جو صاحب مواہب نے روایت کی ہی قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنِ عَقِیْلِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَازَالَ النَّبِیُّ مُسْتَخْفِیًا
حَتّٰی نَزَلَتْ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فَخَرَجَ هُوَ وَ اَصْحَابُہٗ وَ قَالَ بَعْدَ کَلَامٍ قَالُوْا وَ کَانَ ذٰلِکَ بَعْدَ ثَلٰثِ سِنِیْنَ
مِنَ النُّبُوَّۃِ وَ هِیَ الْمُدَّۃُ الَّتِیْ اَخْفٰی رَسُوْلُ اللہِ اَمْرَہٗ فقط اور جناب سید مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ پیغمبر کو جائز
نہین ہی کہ جسکے ساتھ مرسل ہوا ہی اُسے چھپاے گو خوف قتل کا کیون نہو کیونکہ اُسے یقین حاصل ہی ساتھ اس
بات کے کہ حق تعالی نے اُسے پیغمبری پر اپنی مبعوث فرمایا ہی اور وہ اُسے بچانے والا ہی قتل سے اُس وقت تک
رسالت ادا کی جاے اور دعوت سنائی جاے نہین تو غرض بعثت ناقص ہو جاے گی بالجملہ پوشیدہ نہ رہے
کہ کلام اعلام اِس مقام پر خالی از اجمال نہین ہی پس جو کچھ کہ صدوق علیہ الرحمہ نے بعض اہل حق سے نقل کیا ہی
اگرچہ بحسب ظاہر اُس سے نفی تقیہ کی مطلقاً پیغمبرون سے سمجھی جاتی ہی لیکن اُنکی حجت جو ہی یعنے بطلان حجت خدا
کا اُس صورت مین کہ بسبب تقیہ کے ترک دعوت کرے اُسکی دلالت اسپر ہی کہ اظہار دعوت فی الجملہ واجب ہی
نہ ہر حال مین اور جبکہ اظہار دعوت قبل تقیہ کے پیغمبر کی طرف ہو چکی تو اظہار فی الجملہ جو واجب تھا ادا ہو چکا
پس کلام مطلق اُنکا محمول مقید پر ہوگا اور جناب علم الہدیٰ نے جو فرمایا ہی وہ بھی خالی اجمال اور تسامح سے نہین ہی
بدو وجہ پہلے یہ کہ مارے جانے سے ڈرنا اور محفوظ رہنے کا قتل سے یقین کرنا اِن دونون امرون مین بظاہر
منافات ہی دوسرے یہ کہ جو مقام اظہار دعوت کے واجب ہونے کا ہی وہان خوف قتل اور مارے جانے سے
محفوظ رہنے کے یقین کو کیا دخل ہی کیونکہ خوف قتل خواہ حال دعوت مین ہو یا بعد دعوت کے ہو اگر مجوز تقیہ کا ہو
تو اظہار دعوت سے مانع ہوگا اور اگر مجوز تقیہ کا نہو گا تو یقین محفوظ رہنے کا وقت دعوت بھی درکار نہین ہی
اور جو کچھ کہ سمجھا جاتا ہی یہ ہی کہ جس مقام پر اظہار دعوت نبی پر واجب ہو وہان خوف ہرگز مانع نہین ہی اگرچہ
مودی بقتل کیون نہو جیسا کہ حضرت جرجیس پیغمبر کی حکایت مشہور ہی اور وہان تقیہ مرتفع ہی خواہ اپنے محفوظ
رہنے کا نبی کو یقین ہو یا نہو اور جس جگہ کہ مقام جواز تقیہ کا ہی وہان خوف فی الجملہ کافی ہی خواہ وقت حاضر مین ہو

یا آیندہ کے لیے متصور ہو اور اسوقت کی عصمت کام نہ آئیگی تو گویا مراد علم الہدی رحمہ اللہ کی یہ ہی کہ ایسے مقام پر
کہ اتمام حجت واجب ہی مہلت اتمام کی دینا حق تعالی کے ذمہ مین لازم ہی گو رفع تقیہ مین اُسے دخل نہو کیونکہ ماہو معروف
ہی اور ثواب شہدا کا ہمیشہ باقی رہتا ہی اور مولانا ے طبرسی علیہ الرحمہ نے ذیل تفسیر آیہ وافی ہدایۂ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ
الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ لکھا ہی کہ جُبائی نے کہا ہی کہ یہ آیہ شیعیان امامیہ کے قول کے
باطل ہونے پر دلالت کرتا ہی جو وہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام پر تقیہ جائز رکھتے ہین اور یہ کلام جبائی کا خود باطل ہی
کیونکہ امامیہ امام پر تقیہ جائز نہین جانتے مگر اُس مادہ مین کہ جب دلیل قاطع جو علم کا مفید ہو قائم ہو اور خدا کی حجت
خلائق پر تمام ہو چکی ہو کہ کسی کو عذر و علت باقی نہو سب برطرف ہو چکے ہون اور اگر اس مرتبہ مین نہو اور بدون
امام کے اُسکی معرفت حاصل نہو سکے اور کوئی حجت قطعی اُسپر قائم نہو تو ایسے مقام پر امام کو تقیہ کرنا جائز نہین ہی اسی طرح
پیغمبر کے واسطے بھی ہی کہ جب حجت اور تبلیغ رسالت کو کسی حکم مین احکام شریعت سے بیان کر چکا ہو تو اُسوقت
مین جائز ہی کہ اگر مصلحت کا مقتضی دوسرے وقت مین ترک بیان اُسکا ہو تو کرے اور مولانا احمد اردبیلی علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہی کہ اس امر مین علماے امامیہ کے درمیان مین اختلاف نہین ہی اور
جو احتجاج جُبائی نے کیا ہی اُسکے جواب مین کہا ہی کہ تو یہ جانتا ہی کہ یہ آیہ دلالت نفی تقیہ پر نہین کرتا کیونکہ اس سے
زیادہ نہین ہی کہ یہ نفی بھی ایک مطلق ہی اور اس مطلق کو ممکن ہی کہ جب خوف و ضرر نہو تو اُسکے ساتھ مقید ہو جو خطاب
عموم کا ہی اور اِسکے ساتھ یہ بات ہی کہ شیعہ انبیا پر تقیہ تجویز نہین کرتے فقط لیکن اس عدم تجویز سے مراد اُنکی یہ ہی کہ
فی الجملہ تقیہ پیغمبرون پر جائز نہین ہی نہ مطلقًا اور کیونکر یہ نہو حالانکہ خود اُنھون نے کلام مولانا ے طبرسی کو جسمین
تجویز تقیہ کی فی الجملہ بہ نسبت انبیا کی تصریح کے ساتھ ذکر فرمائی ہی اور بعد اُسکے کہا ہی کہ اسمین کوئی خلاف درمیان
امامیہ کے نہین ہی اگر کوئی شخص کہے کہ شیخ مقداد نے کنز العرفان مین بہ جواب احتجاج حضرات اہل سنت جو وہ تحریم
تقیہ کے لیے کہتے ہین کہ اگر تقیہ جائز ہو تو چاہیے کہ پیغمبرون پر اظہار کلمہ کفر کا بھی جائز ہو کہا ہی کہ خارج ہے بالاجماع
اور اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ تقیہ پیغمبرون پر بالاتفاق جائز نہین ہی تو پھر کیونکہ علماے امامیہ اُسکے خلاف
کہتے ہین تو جواب مین کہینگے کہ اس کلام مین گفتگو اظہار کلمہ کفر مین ہی اور نفی خاص دلالت نفی عام پر نہین کر سکتی
پس متفق علیہ یہ ہی کہ کلمہ کفر کا کہنا پیغمبر کو جائز نہین ہی نہ مطلق تقیہ اور کیونکر یہ نہو حالانکہ ادلہ جواز تقیہ مین ذکر
کرنے دلیل وجوب دفع ضرر کے خود مقداد مرحوم نے کہا ہی لفظا انکا یہ ہی کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
یُحَیِّی ائمتہم یَوْمَ الحُدَیْبِیَۃِ وَاَعْطَاھُمْ اُمُوْرًا ھُوَ مُحَارِبٌ عَلَیْہَا فِی البَاطِنِ وَھُوَ قَرِیْبٌ مِنَ التَّقِیَّۃِ اور جو کچھ کہ اس عبارت مین شیخ
مرحوم نے افادہ فرمایا ہی وہ سچ ہی اور جواز تقیہ کے موئیدات سے ہی کیونکہ تقیہ مین جو کچھ کہ ظاہر مین مخالف شرع ہی اور
لازم شرعی نہین ہی اُسے بنظر ضرورت و مصلحت کے عمل مین لایا جاتا ہی اور اس مصالحہ مین بھی جو جنگ حدیبیہ مین

واقع ہوئی اسی طرح وہ شروط جو شرعی نہ تھے مرعی ہوئے کہ اُسکے لیے تاویل کی ضرورت پڑی جیساکہ فاضل
قسطلانی نے مواہب مین کہا ہی کہ اگر کہین کہ کیا مصلحت تھی جو پیغمبر خدا نے صلح حدیبیہ مین سہیل سے یہ شرط
قبول کی کہ اگر کوئی مسلمان ملک کفار سے بھاگ کر حضرت کے پاس آئے تو اُسے کفار پاس پھیر وا دین تو ہم کہینگے
کہ جو مصلحت اس صلح مین ملحوظ تھی اُسی کے ثمرات ظاہرہ سے یہ ہی کہ آخر کو مکہ کی فتح اور اہل مکہ کا مسلمان ہونا باحسن وجہ
جلوہ گر ہوا اور کس کثرت سے فوج فوج کفار کی آکر مسلمان ہوئی اور بخاری مین نقل کی ہی کہ جسوقت مصالحہ کے
شرائط طی ہوتے تھے ابو جندل سہیل کا بیٹا جو کفار کے ہاتھ پر گرفتار تھا طوق و زنجیر کے ساتھ اسفل مکہ سے بھاگ کر
مسلمانون مین آیا اُسوقت سہیل نے جو قریش کی طرف سے وکیل تھا حضرت سے کہا کہ یہ پہلی چیز اُنہین سے ہی
جسکے لیے ہم گفتگو کرتے ہین آپکو چاہیے کہ اسی شرط کے موافق ہمین پھیر دیجیے حضرت نے فرمایا کہ ابھی صلحنامہ لکھا
نہین گیا بعد اُسکے رعایت شروط کی ضرور ہوگی اُسنے کہا کہ خدا کی قسم اس صورت مین مصالحہ کو بگاڑ دونگا اور
ہرگز مین نہین کرتا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میری خاطر سے اسے چھوڑ دے اُسنے کہا ہرگز یہ بات ہوگی
پھر مکرر حضرت یہ فرماتے تھے اور وہ انکار کرتا تھا جبکہ ابو جندل مایوس ہوا تو اُسنے کہا کہ اے معشر مسلمین مین
مشرکون کی طرف پھرا جاتا ہون حالانکہ مسلمان ہو چکا ہون آیا تم نہین دیکھتے کہ کسقدر صعوبت و سختی مین نے
اُنکے ظلم سے کھینچی ہی ابن اسحٰق کہتا ہی کہ اُسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اُسے فرمایا کہ اِصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَاِنَّا
لَا نَغْدِرُ وَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَكَ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا یعنی صبر کر اور خاطر جمع رکھہ پس تحقیق کہ ہم قادر نہین ہین اور بتحقیق کہ اللہ تجھے
خوش کرے گا اور اس سختی سے نکالے گا بعد اُسکے صاحب مواہب نے کہا ہی کہ علما اس واقعہ ابو جندل کو دو
امرون پر حمل کرتے ہین ایک یہ کہ حق تعالی نے تقیہ کو مسلمانون کے واسطے جبکہ وقت خوف ہلاکت کا ہو مباح
کیا ہی اور رخصت دی ہی کہ دلمین ایمان کو چھپائین اور منہ سے کلمہ کفر کو کہین جبکہ توریہ اُس سے ممکن نہو پس ابو جندل
کا پھیرنا باوصف اذن تقیہ اُسے مرنے کو سپرد کرنا نہ تھا کیونکہ وہ اپنا کام تقیہ کی راہ سے نکال سکتا تھا دوسرے
یہ کہ اُسے اُسکے باپ کو سپرد کیا تھا اور غالب یہ بات ہی کہ باپ بیٹے کو اپنے مار نہین ڈالتا اور پھر اسکے ساتھ بھی یہ بات
ہی کہ تقیہ اُسے جائز تھا اور لیکین فتنہ پس دنیا محل آزمائش ہی اور حق تعالی اپنے بندون کو صبر مین آزماتا ہی انتہی
اور یہ کلام صاحب مواہب کا اس مقام پر دو وجہ سے مؤید ہی پہلے یہ کہ تجویز تقیہ کی جہان کہین کہ خوف ہو مطلقا
اُس سے سمجھی جاتی ہی دوسرے یہ کہ اس سے بالخصوص یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بسبب
دشمنون کے خوف کے اُن باتون کا التزام فرمایا جو شریعت مین جبکہ خوف نہو جائز نہین ہی اُسے عمل مین لائے اور
وہ تقیہ کے معنی مین صاف ہین اور بھی شیخ علی حزین نے بخاری سے کہ اُسنے عائشہ سے روایت کی ہی کہ کسی نے
اجازت طلب کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس حاضر ہو حضرت نے فرمایا اِئْذَنُوْا لَهٗ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ

ائذنوا

وَقَالَ اَخُ الْعَشِیْرَۃِ فَلَمَّا دَخَلَ اَلَانَ لَہُ الْقَوْلَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَہُ الْقَوْلَ فَقَالَ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ یُکْرِمُہُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِہٖ یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اجازت دو اُسے کہ وہ بدترین قوم ہی پھر جب وہ آیا تو اُس سے حضرت نے باتین بہت ملائمت سے فرمائین جس سے توجہ ظاہر ہوتی تھی اُسکے بعد مین نے کہا کہ پیغمبر خدا پہلے آپ نے کیا فرمایا تھا اور جب آیا تو پھر کلام کس طرح اُسکے ساتھ کیا یہ سنکر حضرت نے فرمایا بدترین ناس روز قیامت کو اپنے مرتبہ کی راہ سے وہ ہوگا جسکا اکرام کرین آدمی بسبب احتراز کے اُسکی برائیون سے اب اِس سے صاف ظاہر ہی کہ وہ مستحق اکرام نہ تھا مگر تقیہ کی راہ سے اکرام اُسکا اتقاؤ احتراز فرمایا اور اگر تقیہ کرنا پیغمبرون پر جائز نہوتا تو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کیونکر فرعون پاس تقیہ مین مدت دراز تک بسر فرماتے جیسا کہ بتصریح قاضی بیضاوی نے اُسے لکھا ہی اور جیسا کہ جب برادران یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ کو فروخت کیا اور وقت فروخت کہا کہ یہ ہمارا غلام ہی اُسوقت حضرت یوسف نے اِس خوف سے اپنی آزادی کو نظاہر کیا کہ مبادا مجھے مار ڈالین پھر یہ کیا تھا تقیہ ہی یا حقیقت امر ایسی ہی تھی فقط اور اکثر اوقات مین ورد پیغمبران سلف بھی فرصت ومہلت کو دیکھتے اور انتظار کرتے رہے ہین اور پھر حال ابتداے دعوت مین جسارت اظہار نبوت مین نہین کی یہانتک کہ اعوان وانصار جب بہم پہونچے اُسوقت اعلان کیا ہی یا کوئی حکم حتمی اور صادر ہوا ہو پس اِس سے خوب ظاہر ہوتا ہی کہ یہ بات کہ ابتداے دعوت مین تقیہ کی حاجت زیادہ ہی اور یہ بات کہ اگر پیغمبرون پر تقیہ جائز ہو تو ہدایت کا دروازہ بند ہو جاے مبنی اس امر پر معلوم ہوتی ہی کہ اچھی طرح غور نہین کیا گیا کیونکہ تقیہ کا لازم ہونا البتہ موقوف ہی عموم تقیہ پر اور علماے امامیہ یہ کب کہتے ہین کہ تقیہ ہر جگہ اور ہر حال مین لازم ہی پس ابتداے دعوت مین بھی انتظار فرصت اور مراقبہ بعثت پیغمبران اولوالعزم کا ثابت ہی اور اِسی جگہ سے یہ بات ہی کہ جہان مجامع اہل کفر وعدوان اور مظنہ ضرر اُنکے سرکشان سے تھا وہان اظہار دعوت سے احتراز واتقا فرماتے تھے جیسا کہ سیرت کلیم اللہ علیہ السلام سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہی اور وہ بہ بیان جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ ثابت ہی جیسا کہ کتاب حسام الاسلام مین جناب غفران مآب نے بہت تصریح وتفصیل سے لکھا ہی اور اِس امر سے در ہدایت کا بند ہونا بالمرہ لازم نہین آتا کیونکہ افعال واقوال پیغمبرون کے بھی مثل افعال و اقوال جناب حکیم علی الاطلاق منوط بمصلحت ومربوط بحکمت ہین کبھی پوشیدہ فرماتے ہین کسی وقت جب اعلان کا موقع ہوتا ہی اظہار فرماتے ہین اور ہر بات مین رعایت مصلحتون کی اور حکمتون کی فرماتے ہین اور اُسپر ثمرات جلیلہ مترتب ہوتے ہین جیسا کہ کلام صاحب مواہب سے بخوبی واضح ہوا اور موید ہی اُس سے جو کچھ کہ ثقۃ الاسلام نے کافی مین اپنی سند کے ذریعہ سے ابو بصیر سے روایت کی ہی کہ مین نے خدمت مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی عرض کیا کہ تقیہ دین خدا ہی فرمایا کہ ہان قسم ہی خدا کی کہ دین خدا سے ہی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا

أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ اور قسم خدا کی انہون نے چوری نہین کی تھی اور حضرت ابراہیم نے کہا تھا اِنِّی
سَقِیْمٌ اور نہ اُ قسم کہ وہ بھی بیمار نہ تھے اور عیون اخبار الرضا مین ایک روایت اِس مطلب کی مؤید ہی کہا ہی سہیل
بن قاسم نے کہ ایک شخص نے جناب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہین کہ
اُسنے کہا کہ پیغمبر خدا نے وفات فرمائی درحالیکہ تقیہ مین تھے یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ لیکن بعد نزول آیہ یَا اَیُّهَا
الرَّسُولُ بَلِّغْ الخ کے پس بسبب ضمانت خداوند عالم کے ہر تقیہ زائل ہو گیا تھا اور اشارہ فرمایا وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ
مِنَ النَّاسِ کی طرف لیکن چونکہ یہ آیہ موافق نصوص فریقین بخصوص تفویض عہد امامت جناب علی بن ابیطالب
علیہ السلام کے اور اُسکے باعلان اظہار فرمانے کو صادر ہوا ہی لہذا حضرت امام رضا علیہ السلام نے بعد اُس آیہ کی طرف
اشارہ فرمانے کے فرمایا لیکن قریش نے بعد جناب رسالتمآب جو کچھ چاہا کیا یعنے اُس عہد کی جو پیغمبر نے بحکم
الٰہی لیا تھا مخالفت کی اور اُس بیعت کو توڑا اور جو حق وصی مطلق کا تھا وہ اُنسے چھین لیا اور پہلے اُسکے پس احتمال
تقیہ کا ہی اور اِس حکم کو بطور یقین نہ فرمانا اور اُسمین اجمال کرنا بھی از روے تقیہ معلوم ہوتا ہی و لیکن احادیث
حضرات اہل سنت پیغمبر کے تقیہ فرمانے پر بلکہ باقی رہنا حضرت کا تا وفات بحال تقیہ صاف گواہی دیتے ہین
جیساکہ ملا علاء الدین گلستانہ نے کتاب منہج الیقین مین لکھا ہی کہ عجب تر یہ امر ہی کہ اہل سنت شیعون کو تشنیع
کرتے ہین کہ یہ اپنے ائمہ علیہم السلام پر تقیہ کی تجویز کرتے ہین حالانکہ خود صحاح مین اپنے پیغمبر خدا کے تقیہ کی روایت
ذکر کرتے ہین جیساکہ صحیح بخاری مین باب فضیلت مکہ معظمہ مین چار سند سے اور صحیح مسلم و ترمذی اور نسائی
اور موطاے مالک و جامع الاصول مین ابن اثیر سے منقول ہی کہ عبد اللہ بن محمد بن ابو بکر بن عبد اللہ بن عمر سے
کہا کہ عائشہ روایت کرتی ہین کہ حضرت پیغمبر نے اُنسے خطاب کیا کہ آیا نہین دیکھتی ہی کہ تیری قوم نے جب خانہ کعبہ کو
نئے سرے سے بنایا تو جن قواعد کے موافق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اُس سے کم کر دیا اُسوقت عائشہ نے
عرض کی کہ کیا سبب ہی کہ جس طرح حضرت ابراہیم نے بنایا تھا آپ پھر نہین بناتے حضرت نے فرمایا کہ اگر تیری
قوم قریب العہد بکفر نہوتی تو بناتا یعنے اندیشہ ہی اُنسے کہ مبادا کعبہ کے کھودنے سے اور از سر نو بنانے سے چونکہ
ابھی کامل الاسلام نہین ہوے منحرف ہو جائین اور فساد پیدا کرین اور اسی مضمون کو دوسری روایت سے
صحیح مسلم و بخاری سے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جواب عائشہ مین فرمایا کہ اگر ایسا نہوتا کہ قوم
تیری قریب العہد بہ جاہلیت ہی اور مین ڈرتا ہون کہ اُنکے دل انکار کر جائین تو ہر آئینہ دیوار خانہ کو داخل خانہ کعبہ
کرتا اور دروازہ خانہ کعبہ کو زمین کے برابر کرتا اور روایت مین بخاری سے منقول ہی کہ اگر تیری قوم قریب العہد
بہ جاہلیت نہوتی تو حکم کرتا کہ خانہ کعبہ کو گرا دیتے اور داخل کر دیتا مین خانہ کعبہ مین اُسے جسے اُنھون نے خارج
کر دیا ہی اور دروازہ خانہ کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازہ خانہ کعبہ کے لیے مقرر کرتا ایک شرقی اور دوسرا

غربی اور پہچانا خانہ کعبہ کو اُس اساس تک جو حضرت ابراہیم نے قرار دی تھی فقط اِسکے بعد فرمایا ہی ملّاے مرحوم نے کہ اِن روایات سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ایک جماعت قریش سے جو ظاہر مین مسلمان تھی تقیہ فرماتے تھے انتہی کلامہ اور اِسی جگہ سے جاننا چاہیے کہ اعلان وصایت مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی جسارت نفرماتے تھے اور اپنے نفس پر خائف تھے یہان تک کہ تاکید شدید اور وعدہ عصمت نازل ہوا اسوقت غدیر خم مین اعلان اِس امر ضروری کا فرمایا اور جس طرح سے کہ بخاری نے اپنے صحیح مین بعد آیہ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ اور بعد آیہ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً کے کہا ہی وَهِيَ تَقِيَّةٌ اور قول حسن بصری کو کتاب الاکراہ مین اِس طرح نقل کیا ہی اَلتَّقِيَّةُ بَاقِيَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاَنَّهٗ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ اور اس جگہ سے لائح ہوتا ہی کہ وقت اکراہ مین جب کوئی بقصد دفع ضرر بنیت کفر بانشراح صدر کفر کا اظہار کرے تو محل مواخذہ کا اُسے نہوگا اور جبکہ اِن مشائخ نے حکم تقیہ واکراہ کو پیغمبر کے ضرر سے مقید نہ کیا اور عام رکھا تو جیسا شیعون کے بعض عموم پر لازم آتا ہی اُسی طرح اُسپر بھی لازم آئیگا اور الزام مشترک الورود ہوگا یعنے اِس سے بھی لازم آتا ہی کہ پیغمبرون کو بھی کلمہ کفر کو وقت اکراہ مین کہنا جائز ہوگا اور اگر کلام مین اپنے مشائخ کے پیغمبرون کو مستثنی جانتے ہین تو شیعہ یہی کہہ سکتے ہین کہ انبیا تبلیغ کے لیے مامور ہین اُنکے واسطے اِس بات کے لیے اجازت نہین ہی کیونکہ بہت سی خصوصیات اُنکے واسطے ہین اور اگر ہو بھی تو دعوت کے وقت کے سوا ہوگا اور بطور توریہ ہوگا وہ بھی ایک قسم تقیہ کی ہی اور وہ کسی وقت مین مامور اِسکے ہونگے کہ اعلان وافصاح کرین اور کسی وقت مین پوشیدہ کرین کیونکہ کوئی ہمارے علما سے یہ تجویز نہین کرتا کہ پیغمبرون کو جھوٹ بولنا یا کلمہ کفر کا کہنا جائز ہی بلکہ مقداد علیہ الرحمہ نے کنز العرفان مین تصریح ساتھ اِس امر کے فرمائی ہی کہ پیغمبر اِس حکم سے بالاجماع خارج ہین اور جو حدیث حضرت صادق علیہ السلام پیشتر گذری وہ بھی دلالت اِس بات پر نہین کرتی کہ انبیا جھوٹ بول سکتے ہین کیونکہ توریہ ایک قسم تقیہ کی ہی اور وہ استعمال کرنا ہی اُس لفظ کا جسکے معانی متعدد ہون اور یہی ابہام اور ایہام بخوف اعدا ہو نہ اِس راہ سے کہ جھوٹ بولین بعض فضلاے حضرات اہل سنت نے اِس بات سے جو مشہور ہی کہ سب خوف معدوم ہین کسی سے نہ ڈرے سوا خدا کے یہ خیال کیا ہی کہ یہ منافی تقیہ کے ہی اور حدیث جو کافی مین ہی وَقُلِ الْحَقَّ فِي الْاَمْنِ وَالْخَوْفِ وَلَا تَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ یعنے جو کچھ حق ہی اُسے کہہ حال امن مین اور خوف دونون مین اور نہ ڈر کسی سے بجز خدا کے اپنا مستند گردانا ہی اور کہا ہی کہ پیغمبر اور امام کیونکر تقیہ کے کاربند ہو سکتے ہین فقط اور واقع مین یہی گمان از قبیل بعض الظن اثم ہی کیونکہ عدم خوف الا من اللہ کے معنی یہ ہین کہ مکلف کو چاہیے کہ ہر طرح مطیع فرمان پروردگار ہو شدت ورخا اور خوف ورجا سب مین خدا کے حکم کو مقدم جانین اگر خدا فرماوے کہ اپنے تئین آتش سوزندہ مین ڈال دے جیسا کہ جرجیس پیغمبر نے کیا اور جناب ابراہیم خلیل اور سبط رسول نبیل اعنے حسین بن مظاہر مظلوم

قابیل نے فرمایا آگ مین اپنے تئین ڈالدے اور اگر خدا حکم فرمائے کہ راہ تقیہ و مدارا کو اختیار کرے اور سنگ صبر و
تحمل کو برخلاف مقتضاے طبیعت اپنے سینہ پر رکھے اور ملامت قوم اور طعن و تشنیع سے کسی کے مبالات
نکرے بمفاد لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور قبطیون کے غلبہ کے زمانہ مین
اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے خلفاے سابق کے عہد مین اور دیگر ائمہ علیہم السلام نے
کیا جیسا کہ مولاناے طبرسی علیہ الرحمہ نے کتاب احتجاج وغیرہ مین روایت کی ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ فرمایا جناب
امیر علیہ السلام نے جبکہ حضرت کی قوم نے اُن حضرت کو طعن کی کہ مجھے سات پیغمبرون کی پیروی ہی پہلے نوح
علیہ السلام سے کیونکہ حق تعالیٰ نے اُنکے حال سے خبر دی کہ فرمایا ہی اَنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ دوسرے ابراہیم
خلیل علیہ السلام سے جبکہ کہا انھون نے وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تیسرے اُنکی خالہ کے بیٹے
لوط پیغمبر علیہ السلام سے جب اُنھون نے اپنی قوم کے واسطے کہا لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً چوتھے حضرت یوسف علیہ السلام
سے جب کہا انھون نے رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ پانچوین موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے جسوقت کہا تھا انھون نے
فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ چھٹے بھائی اُنکے ہارون سے جبکہ کہا انھون نے یَا ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ
وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ساتوین بھائی میرے پیغمبر خدا احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ سے جبکہ اُن حضرت نے غار کی طرف
دشمنون کے خوف سے تشریف لیگئے اور بعد ذکر کرنے ہر پیغمبر کے فرمایا کہ اگر یہ کلمات اور حالات خوف سے
نہ تھے تو قرآن شریف اور جو بات ظاہر ہی اُس سے انکار کرتے ہو اور اگر کہو کہ ہان اُن پیغمبرون کو ان امور کی طرف حاجت
بسبب خوف کے پڑی تھی تو جب نبی نے برعایت خوف وہ کیا تو وصی معذور تر ہی اُسکی رعایت کے لیے انتہی
اور اس مقام مین کوئی شک نہین ہی کہ جو شخص کہ اپنے فائدے اور نقصان کو نظر سے گرادے گا وہ حکم خدا کو مقام اُسپر
رکھیگا اور جہان ظاہر کرنے کا محل ہی وہان ظاہر کرے گا اور جہان بحکم خدا چھپانا ضرور ہوگا وہان چھپاے گا اور قدر
صادق آئیگا کہ سواے خدا کے کسی سے نہین ڈرتا اور خود قاضی بیضاوی نے تفسیر آیہ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً مین کہا ہی
اِلَّا اَنْ تَخَافُوْا مِنْ جِهَتِهِمْ مَا یَجِبُ اتِّقَاؤُهُ یعنی مگر یہ کہ ڈرو اُنکی طرف سے اُس بات کو کہ چھپانا اُسکا واجب ہو یہان تک
کہ کہا ہی مَنَعَ مِنْ مُوَالَاتِهِمْ ظَاهِرًا اَوْ بَاطِنًا فِی الْاَوْقَاتِ كُلِّهَا اِلَّا وَقْتَ الْمَخَافَةِ فَاِنَّ اِظْهَارَ الْمُوَالَاةِ حِیْنَئِذٍ جَائِزٌ كَمَا قَالَ عِیْسٰی كُنْ
وَسَطًا وَامْشِ جَانِبًا وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا لِسَخَطِهٖ بِمُخَالَفَةِ اَحْكَامِهٖ وَمُوَالَاةِ اَعْدَائِهٖ وَهُوَ تَهْدِیْدٌ عَظِیْمٌ
مُشْعِرٌ بِتَنَاهِی الْمَنْهِیِّ فِی الْقُبْحِ اب بغور دیکھنے سے اسکے کیسا یقین ہوتا ہی کہ کریمہ مذکور بتصریح قاضی بیضاوی
تقیہ کے جائز ہونے مین نص ہی اور یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ کہ دلالت اوپر مزید اہتمام کے خوف کے ساتھ خداے علام سے
رکھتا ہی مقارن اُسکے واقع ہی لیکن منافاۃ نہین ہی کہ صاف اُسکے معنی جو مفسر مذکور نے لکھے ہین یہ ہین کہ متعرض
واسطے سخط پروردگار کے اُسکے احکام سے مخالفت کرنے کی راہ سے نہو اور جو شخص کہ تقیہ کے جائز ہونے کے

مقام پر تقیہ کرے اسنے ہرگز مخالفت حکم خدا کی اور تعرض اسکے سخط و بیزاری کے ساتھ نہین کی پس اگر خوف خدا
تقیہ سے مانع ہوتا تو لازم آتا کہ حق تعالی نے دو حکم متناقض کو جمع فرمایا اور وہ محال ہے اور اسکے علاوہ دوسری طرح سے
جواب دینا ممکن ہے کہ کہین کہ خداوند عالم کے احکام مصالح اور حکمتون پر مبتنی ہین اور بنی آدم کو طرح طرح سے آزماتا ہے
چنانچہ ارشاد القلوب مین مروی ہے کہ حق تعالی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو زمان حیات پیغمبر خدا مین سات مقام پر
امتحان فرمایا اور وہ امتحانات متعلق شجاعت و دلیری سے تھے کہ غزوات و معرکہ ہاے مرد آزما مین حضرت کا پاے ثبات
قائم رہا نہ اور رہنے کا اسی طرح بعد وفات جناب رسالتمآب بھی سات مقام پر حضرت کا امتحان فرمایا اور یہ آزمائش متعلق
بصبر و تحمل تھی فَصَبَرْتُ وَفِي الْحَلْقِ شَجًى وَفِي الْعَيْنِ قَذًى اور یہ بات جو جانتے ہین انپر مخفی نہین ہے کہ جو دلیر و بہادر ہے
اُس سے بار صبر کا متحمل ہونا بہت دشوار ہوتا ہے بہ نسبت اسکے کہ بمقابلہ اشرار مین لڑکر جان دیدے لیکن حضرت نے دونون
حالتون مین جان بازی اور تحمل و بردباری کو خوف باری مین اور امتثال اوامر و نواہی الٰہی مین اختیار کیا لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ
لَائِمٍ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ بس ایسے بندگان مطیع کا خوف نہین ہے مگر خدا سے اور راہ خدا مین اگرچہ ظہور خوف کا
مجاہدہ کے اختیار کرنے مین زیادہ ہے لیکن مجاہدہ نفس کے ساتھ جہاد اکبر ہے اور کبھی یہ بعض فضلا تمسک کرتے ہین بعض
صحف قدسیہ سے جو از قسم احادیث اخبار کتاب امالی اور بحار مین منقول ہین اور انمین خطاب طرف جناب امام محمد باقر
علیہ السلام کی طرف فرمایا ہے حَدِّثِ النَّاسَ وَأَفْتِهِمْ وَانْشُرْ عُلُومَ أَهْلِ بَيْتِكَ وَصَدِّقْ آبَائَكَ الصَّالِحِينَ
وَلَا تَخَافَنَّ أَحَدًا إِلَّا اللهَ فَإِنَّهُ لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ اور اسی مین خطاب طرف امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہے
حَدِّثِ النَّاسَ وَأَفْتِهِمْ وَلَا تَخَافَنَّ أَحَدًا إِلَّا اللهَ وَانْشُرْ عُلُومَ أَهْلِ بَيْتِكَ وَصَدِّقْ آبَائَكَ
الصَّالِحِينَ فَإِنَّكَ فِي حِرْزٍ وَأَمَانٍ جسکے معنی لفظی یہ ہین کہ آدمیون سے حدیث بیان کر اور فتوے دے اور اپنے
اہلبیت کے علمون کو پھیلا اور اپنے پدران نیکوکارون کی تصدیق کر اور سوا خدا کے اور کسی سے نہ ڈر کہ کوئی تجھپر
راہ نہ پائیگا اور دوسرے خطاب مین علاوہ فقرات سابقہ کے ہے کہ تو امان مین ہے دشمنون کے ہاتھ سے پس اس جگہ پر
بعض فضلاے مذکور نے کہا ہے کہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ملک علام نے اُن دونون امامون کو تقیہ سے
باز رکھا اور اپنی نظر رحمت کو انکی حفاظت و صیانت کے لیے شر کفار و منافقین سے خلافت بنی اُمیہ اور حکومت
بنی عباس دونون کے وقت مین معین فرمایا پس جو کچھ کہ بعض مدعیان علم و دانش جان کا غذ و قلم پر یہ لکھکر ستم کرتے ہین
کہ فتاوے جعفریہ بہ نسبت اور فتاوے ائمہ علیہم السلام کے زیادہ تر محمول بہ تقیہ ہین اس سے چاہیے کہ مہمل ہو اور شاید یہ
شعر بھی انھون نے کتاب بعد حمد کا نہین پڑھا جعفری باش گر خدا خواہی - ورنہ در ہر طریق گمراہی - اور اگر پڑھتے تو جانتے
کہ مذہب تشیع کی نسبت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف زیادہ ہے اور اور ائمہ کی طرف نہین ہے فقط و لیکن
یہ بات بھی سوا ظاہر بینون کے اور نافہمون کے اہل حقیقت کی نظر مین بے حقیقت ہے کیونکہ یہ سمجھنا ایسا ہی کہ جیسا کوئی کہے

کہ حق تعالیٰ جو قرآن میں فرماتا ہے کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روز قیامت ملک کا
حصر خدا کے واسطے ہے اور روز قیامت کے سوا بادشاہ قہار کے واسطے ملک نہیں ہے یا کوئی کہے کہ حق تعالیٰ جو فرماتا ہے
قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اشیائے مذکورہ میں محرم محصور ہے اور جو انکے سوا ہو وہ مباح ہے یا جو خبر مستفیض قَالَ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ میں ہے اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جو اس کلمہ طیبہ کو کہے اگرچہ جملہ ضروریات اسلام کا منکر ہو
لیکن داخل بہشت ہوگا مگر ایسا نہیں ہے بالجملہ عمومات سے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ حصر ان مقامات میں اضافی ہے
اور نصوص وادلہ انکے سوا جو ہیں وہ تخصیص گو ان عمومات کے کافی ہوتے ہیں بالجملہ اسکے تعلیل میں یہ کہنا کافی ہے کہ مقام
وجوب اعلان میں انتفائے سبیل مراد ہے نہ غیر اسکے خصوصاً جبکہ ہوا دا اعلان ان دونوں بزرگواروں کے لیے اور حضرات کی
بہ نسبت زیادہ تھا فقط اور کوئی شک نہیں ہے اس بات میں کہ زمانہ ان دونوں اماموں علیہم السلام کا خصوصاً زمان
حضرت صادق علیہ السلام میں احکام حقہ بہت منتشر اور مشہور ہوئے اور ہزارہا روایات اور چار سو رسالہ احادیث کا
جنھیں اصول احادیث کہتے ہیں اور انھیں چار سو شخص نے کہ سب اصحاب امام تھے امام سے سنکر جمع و تصنیف کیا ہے اسی
زمانہ میں مشتہر و ظاہر ہوئے اور اسی جہت سے لقب آنحضرت کا فقیہ اہل البیت علیہم السلام ہے اور بہت جد و جہد
ہدایت خلق اور اظہار حق میں فرمایا رُوحِي فِدَاهُ وَقَلْبِي لَوْلَاهُ لیکن بعض مواد میں اگر بحکم خدا پوشیدگی فرمائی ہو اور
کاربند تقیہ و توریہ رہے ہوں تو یہ حکم نشر احکام کو قادح نہیں ہو سکتا اور بادشاہ علام کی بھی مراعات خوف کی منافی
نہیں ہے خصوصاً اگر آئندہ زمانہ کے خیال سے کہ جو اور ائمہ اور شیعوں پر سخت آنے والا تھا بحکم خدا احتیاط فرمائی ہو
تو محل تعجب نہیں ہے علاوہ اسکے اسی صحیفہ میں ہے کہ تصدیق کر اپنے آبائے صالحین کی اور کلام میں آنحضرات کے یقینی تقیہ
جا بجا ہے پھر اگر انکی تکذیب فرماتے تو منافی تصدیق ہوتا اور جب یہ ہوا تو انکے بھی کلام کا مشتمل ہونا تقیہ پر بخوبی ثابت ہے
اور جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا بحکم خدا خوف کفار سے تقیہ فرمانا اور حکم تقیہ کرنے کو دینا ثابت ہو چکا تو اب
تعجب بہ نسبت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے بیکار ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جیسا پیغمبر مطیع خدا تھے اور جو بحکم خدا مصلحت کے
موافق ہوتا تھا وہ کرتے تھے اسی طرح یہ بھی بزرگوار وقتاً فوقتاً کرتے رہے ہیں جب عہد بنی امیہ میں بحکم خدا المصلحت اتمام حجت
مناسب ہوا جناب امام حسین علیہ السلام نے تقیہ اٹھا دیا اور بظاہر جہاد فرما کر بدرجہ شہادت فائز ہوئے تا حجت خدا
تمام ہو اور دین خدا بالمرہ پوشیدہ نہ ہو جائے اور یہ کوئی نہ کہے کہ اگر دین حق کی طرف دعوت کرتے تو ہم آنحضرت کی مدد کرتے
اور جو عہد کرامت عہد امام حسن علیہ السلام میں کلمات استحقاق دین کے کہتے تھے اور اطاعت کا دم مارتے تھے انکا بھی حال
ظاہر ہو جائے اور جب حضرت کے رفع تقیہ اور شہادت سے حق ظاہر ہو گیا اور حجت قائم ہو گئی اور غدر و شقاوت
اس امت کے اشقیا کی کھل چکی اسوقت پھر جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو اس سے چارہ نہ تھا کہ مقامات خبریہ میں

تقیہ فرماتے تھے یہان تک کہ رفتہ رفتہ حکومت بنی امیہ ضعیف ہوئی اور زمانہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا اور جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہوا تو بوقت ان دونون بزرگوارون کو مثل اور حضرات کے تقیہ کی حاجت نہ رہی پس وہ
قول جو عبارت بعض صحف کی طرف منسوب ہی فَاِنَّہٗ لَا سَبِیْلَ لِاَحَدٍ عَلَیْکَ وَاِنَّکَ فِیْ حِرْزٍ وَّاَمَانٍ اضافی ہوگا جیسا
کہ آیہ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ الخ و لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ الخ مین ہی اور مذکور ہوا کیونکہ ملک کا خدا کے ساتھ مخصوص ہونا
کسی وقت کی تخصیص نہین رکھتا لیکن ظہور بطلان ملکیت و سطوت بندگان سرکشان روز قیامت کو ظاہر ہوگا والا سوا خدا کے
ہر وقت مالک ملک کوئی نہین ہی پس قصر باعتبار وضوح قصر ہی نہ باعتبار اصل ملک کے ساتھ متفرد ہونے کے ہی طرح
یہان بھی حرز و امان قصر اضافی ہی اور اسمین شبہہ نہین ہی کہ یہ بات کہ سوا خدا کے کسی سے نہین ڈرتے اعلان و کتمان دونون پر
جب بحکم خدا ہو صادق آتا ہی لیکن ظہور اسکا مقام اعلان مین زیادہ ہوتا ہی پس اس نص مین جو لَا تَخَافُ ان بزرگوارون کیطرف
خطاب ہی اس سے اگر قصر کی طرف جو باعتبار وضوح ہوتا ہی عمل کرین تو جو تعلیل مذکور ہوئی اسکے منافی نہوگا یا یہ کہ
لَا تَخَافُ مقام اعلان کے لیے وارد سمجھا جاے اور مشروط شروط کے ساتھ ہو جیسا کہ مقال لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ
مین ہی و لیکن اتفاق ان شروط کا ان دونون اماموں کے زمانہ مین بہ نسبت اور ائمہ کے زیادہ ہوا اور علم اہلبیت کا نشر بھی
عام ہی اس سے کہ نشر حکم تقیہ کا ہو یا بغیر تقیہ کا ہو بسبب فرمانے حضرت کے کہ اِنَّ التَّقِیَّۃَ دِیْنِیْ وَدِیْنُ اٰبَائِیْ پس اس
صورت مین حمل کرنا بعض روایات کا ان بزرگوارون کے بھی تقیہ پر منافی نشر احکام اہلبیت علیہم السلام کے نہوگا اور
جس شخص نے کہ ادعا نشر علوم کی کثرت کا ان بزرگوارون کے زمانہ مین کیا ہی تو ممکن ہی اسکا قول حمل کیا جاے اس کثرت پر جو
فِیْ حَدِّ نَفْسِہَا ہو نہ بہ نسبت طرف ان مواضع کے جو رفع تقیہ کے ہین ساتھ اس بات کے کہ فی الواقع اور ائمہ علیہم السلام سے
اسقدر احکام کہ جو ان دونون بزرگوارون سے یا جو انکے امثال مین ظاہر ہوے بسبب نہ ممتد ہونے زمانہ امامت کے اور مانع
ہونے دہر خوان کے ظاہر نہین ہوے پس رفع تقیہ ان دونون بزرگوارون کے کلام مین بہ نسبت اور ائمہ علیہم السلام کے
زیادہ ہی اور تقیہ اس زمانہ مین اگرچہ بہ نسبت کثرت کے قلیل ہی لیکن بہ نسبت اور ائمہ کے تقیہ کے زیادہ ہی کیونکہ اور حضرات بہت
کم مہلت پاتے تھے اور بسبب اسکے کہ انکے پاس حاضر ہونے مین بہت شدت اور سختی ہوتی تھی اسلیے آدمی رجوع بہت کم
کرتے تھے اور بہر حال ائمہ علیہم السلام رحمت کا انتظار و انتہاز فرماتے تھے اور تقیہ فرمانا انبیا اور ائمہ علیہم السلام کا فی الجملہ فریقین کی کتابون سے
ثابت ہوتا ہی بعد اسکے انبیا اور ائمہ کے تقیہ کی نفی مطلق کرنا ایسی بات ہی جسکے کچھ معنی نہین ہین فتدبّر اب واضح ہو کہ
کنز العرفان مین ہمارے اصحاب نے تقیہ کو تین قسمون پر تقسیم کیا ہی اور جناب سید سند اعلی اللہ مقامہ نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہی
کہ بعض فقہا نے تقیہ کو پانچ حکمتون کے ساتھ تقسیم کیا ہی لیکن وہ تین قسمین جو اصحاب کی تقسیم کے موافق ہین ایک وہ ہی
جو حرام ہی اور کہا ہی کہ وہ قتل نفس محترم ہی بدون استحقاق کے پس تقیہ ایسے مقام پر حرام ہی اور جناب سید سند نے فرمایا ہی کہ بعض
روایت مین مثل شراب کے پینے کے اور موزون پر مسح کرنے مین بھی حکم وارد ہی کہ تقیہ نہ کرے و لیکن تاویل کو محتمل ہی دوسرے وہ

تقیہ کہ مباح ہی وہ اظہار کلمہ کفر مین ہی کیونکہ ایسی جگہ پر تقیہ کرنا اور اُسے ترک کرنا دونون جائز ہین باستدلال قصہ عمار یاسر اور اُنکے
والدین کے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے دونون کو اچھا فرمایا تیسرے وہ تقیہ جو واجب ہی اور وہ سوا اُن دونون
قسمون کے ہی اور یہ خاص قسم ثانی کے بارے مین کہا ہی کہ اسمین اختلاف ہی کہ دونون باتون سے افضل کیا ہی تقیہ کرنا یا اُسے ترک کرنا
چنانچہ بعض نے کہا ہی کہ عمار کے والدین کا فعل بہتر تھا کیونکہ ترک تقیہ مین دین کا اعزاز ہی اور اُسکی مضبوطی ہی اور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ نے اُنکے حق مین جو مسیلمہ کے ہاتھ پر مقید ہو گئے تھے اور جسنے تقیہ کیا اور مارا گیا فرمایا تھا کہ جو مارا گیا اُسنے اظہار حق کیا پس اُسکے لیے
مبارک ہو اور جسنے تقیہ کیا تھا اُسکے لیے فرمایا تھا فَقَدْ اَخَذَ بِرُخْصَةِ اللهِ اور بعض علما کہتے ہین کہ فعل عمار یاسر کا اچھا تھا
اسلیے کہ قتل نفس معصومہ کا اچھا نہین ہی اور موید ہی اُسکے قول جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا جو عمار علیہ الرحمہ کی حمایت مین ہی
کہ اِنْ عَادُوْا لَكَ فَعُدْ لَهُمْ بِمَا قُلْتُ کیونکہ اقل مرتبہ امر کا استحباب ہی اور سوا اسکے حضرت نے اِس ارشاد کے بعد عمار کے حال پر
مہربانی بھی فرمائی یعنی اُنکی آنکھون کو بوسہ دیا اور شیخ مقداد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ موید ہی فضیلت اختیار تقیہ کو کریمہ وَلَا تُلْقُوا
بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور خبر کی روایت واحد ہی کہ اِس سے معارض نہین ہو سکتے فقط اور اِس اختلاف کی رو سے جناب
سید سند نے فرمایا ہی کہ بنا بر قول اول کے تقیہ مرجوح ہو گا تو مکروہ ہو گا اور بنا بر مذہب ثانی کے راجح ہو گا تو مندوب ہو گا
پس احکام خمسہ متحقق ہو گئے اور اِس جگہ پر ایک اشکال وارد ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ جو خبر کہ شرعاً محظور ہی وہ تحلیل کی ضرورت کی
محتاج ہی پس یہ کیونکر ہو سکے کہ کلمہ کفر کا کہنا جو سب سے زیادہ حرام ہی بے اِسکے کہ تقیہ کے واجب ہونیکا مقام ہو جائز ہو
اور جب یہ ہوا تو اب مکروہ و مندوب کیسا اور حل اُسکا یہ ہی کہ احکام شرعیہ سب مصالح کے ساتھ منوط ہین پس جبکہ مصلحت حفظ
نفس محترم کا یا اہلاک نفس محترم کا کہ وہ حرام کیا گیا ہی اور کلمہ کفر کا کہنا موافق اجازت شرعی کے جائز ہی اور مصلحت کلمہ طیبہ کے
احترام کے یا جو مرتبہ کلمہ طیبہ کا ہی آپس مین متعارض ہو جائین پس اگر تعارض اِس مرتبہ کا ہو کہ دونون برابر ہون تو اباحت متصور
ہوتی ہی اور جب ایک دوسرے سے فی الجملہ رجحان رکھتا ہو کہ اُسکے مقابل مین طرف ثانی کی مصلحت مضمحل نہو تو اُسکا
مندوب ہونا کراہت کے ساتھ ہو گا اور اگر مصلحت اُس دوسرے کی مضمحل ہو جائے تو اُسکا واقع کرنا راجح و واجب ہو گا
جیسا کہ پیغمبر و امام سے وقت واجب ہونے دعوت کے ترک تقیہ کا واجب ہی یا اختیار کرنا تقیہ کا اگر اُنھین مقامات مین
بہ نسبت سائر خلق کے واجب ہی اور اِن سب باتون مین استبعاد نہین ہی اور یہ بھی جاننا ضروری ہی کہ پیغمبر وجوب جواز اظہار
کلمہ کفر سے مستثنیٰ ہین کیونکہ یہ مسئلہ اجماعی ہی اور منافی غرض بعثت ہی پس بہ نسبت پیغمبرون کے تقیہ ایسے مقام پر قسم حرام مین
داخل ہو گا اور اسی طرح تقیہ کے واجب و جائز ہونے سے مقام وجوب دعوت اور اظہار نبوت مین انبیا مستثنیٰ ہین
اور یونہین یہ بزرگوار اِس حکم سے کہ کلمہ کذب کا کہنا واجب و جائز ہوتا ہی مستثنیٰ ہین بلکہ دور نہین ہی کہ اُنکا اتقا منحصر توریہ مین
ہو جو ایک قسم تقیہ کی ہی نہ تقیہ کرنا ایسے کلمہ سے جو محمل صحیح نہ رکھتا ہو اگر کوئی کہے کہ توریہ کو تقیہ نہین کہہ سکتے کیونکہ تقیہ اظہار
خلاف حق کا نام ہی خواہ قولاً ہو یا فعلاً ہو اور توریہ مین خلاف حق اظہار نہین ہی تو اُسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ تقیہ حقیقت مین

یہ ہے کہ حق کو پوشیدہ کرے عام اِس سے ہے کہ خلاف حق کو ظاہر کرے یا نہ کرے اور جس صورت مین کہ اظہار خلاف واقع کو
اُسمین معتبر رکھین تو یہ اظہار بھی عام ہوگا اِس سے کہ مخالفت مین نص ہو یا ظاہر یا دونون وجھون کا محتمل ہو اور جو محذور کہ
تقیہ مین متوہم ہوتا ہے اور جو صورت کہ اُسکے کرنے کو داعی ہوتی ہے وہ توریہ کے بھی جملہ افراد مین جاری ہوتی ہے لیکن ہرایک کے لیے
مقام لائق اُسکے ہوتا ہے اور از بسکہ انبیا بسبب اپنی شان بزرگ اور ذکاے فطنت کے ایسے مقامات مین قادر توریہ پر ہوتے ہین
تو وہ کرجاتے ہین لیکن اور شخاص امت مین سے پس اُنپر ہر وقت مین یہ امر دشوار ہوتا ہے پس اِسی واسطے خدا کی طرف سے سائر
خلق کو بسبب اُنکے عجز کے رخصت اِس بات کی دی گئی جسکی رخصت انبیا کو بسبب اُنکی قدرت کے نہین دی گئی اور اِسی جگہ
واضح ہوتا ہے کہ غیر نبی کو بھی جب تک اقتدار توریہ پر ہو تو تقیہ کو توریہ کے ساتھ مقدم کرے اُس تقیہ پر جو بغیر توریہ ہوتا ہے اور
بر تقدیر تنزل اگر تقیہ مطلق کی تجویز کا بھی ادعا کیا جاے جب بھی تو حضرات اہلسنت کو قدح فرمانا روا نہین ہے بسبب اُن فضلہ کے
جو گذر گئین اور جب یہ سب معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ پیغمبر و امام سے بیزاری کرنا بجبر اسکے کہ تقیہ کا مقام ہو حرام ہے لیکن مقام
تقیہ مین پس بنا بر شیخ مفید علیہ الرحمہ کی تصریح کے مباح ہے اور فضل ترک ہے اور شیخ مرحوم نے اِس ہدایت پر استدلال کی ہے جناب
علی بن ابیطالب کے قول سے کہ فرمایا آنحضرت نے اَمَّا السَّبُّ فَسُبُّوْا فَاِنَّہٗ لِیْ زَکٰوۃٌ وَّلَکُمْ نَجَاۃٌ وَاَمَّا الْبَرَاءَۃُ فَلَا تَبَرَّؤُا
مِنِّیْ فَاِنِّیْ وُلِدْتُّ عَلَی الْفِطْرَۃِ اور دوسری روایت مین ہے وَاَمَّا الْبَرَاءَۃُ فَمُدُّوْا دُوْنَہَا الْاَعْنَاقَ وَذٰلِکَ دَلِیْلٌ اَنَّہٗ فَضِیْلَۃٌ
خُصُوْصًا اِذَا کَانَ مَنْ یُّقْتَدٰی بِہٖ اور اِس روایت سے سب کا جواب واضح ہوتا ہے بے اسکے کہ ترک مین اُسکی فضیلت ہو بخلاف
تبرے کے کہ اُسکا ترک افضل ہے و لیکن روایتین مختلف ہین اور یعقوب بن سکیت علیہ الرحمہ نے جو متوکل کے ساتھ کیا کہ اُسکے
بیٹون کو حسنین علیہم السلام پر تفضل نہ دے اِسی قبیل سے ہے کیونکہ تفضیل فاسق کی اُن بزرگوارون پر قوت بیزاری اور تبرے
مین تھی بلکہ پیغمبر کی تکذیب ہوتی تھی کہ حضرت نے فرمایا تھا ھُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اور حکایت یعقوب بن سکیت
نحوی کی جیسا کہ قاضی نور اللہ مرقدہ نے مجالس المومنین مین لکھا ہے یہ ہے کہ جب فضائل یعقوب علیہ الرحمہ کے مشہور ہوے
تو غراب صحبت متوکل عباسی مین کہ ناصبی اور معین عداوت اہلبیت علیہم السلام تھا گرفتار ہوے اور چند دنون مین کہ
اُسکی مصاحبت مین تھے اور اُسکے مشمول عواطف ظاہری تھے اتفاقاً ایک دن اُس ملعون کے دونون بیٹے ایک کا نام
معتز اور دوسرے کا نام موید تھا اُسکے پاس آے اُسوقت متوکل نے یعقوب سے پوچھا یَا یَعْقُوْبُ اَیُّمَا اَحَبُّ اِلَیْکَ
اِبْنَایَ ھٰذَانِ اَمِ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اُسوقت یعقوب علیہ الرحمہ مین دین کی غیرت نے حرکت کی اور کہا وَاللّٰہِ اِنَّ قَنْبَرَ خَادِمَ
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْکَ وَمِنْ اِبْنَیْکَ اُسوقت متوکل نے حکم دیا کہ زبان اُنکی پس پشت سر سے نکال کر کاٹ ڈالے
اور اُنکو شہید کیا اور بعضون نے کہا ہے کہ متوکل نے اپنے غلامان ترکی کو حکم دیا کہ اُنکی پیٹ پر لاتین مارین جب اُنھین گھر اُٹھا کر
لیگئے تو دوسرے دن اُسکے انتقال فرمایا پس ابن دینار کا فرزندان متوکل کو حسنین علیہما السلام پر از روے تقیہ تفضل نہ کرنا
اِس جہت سے تھا کہ یہ تفضیل اِس حکم مین تھی کہ ائمہ علیہم السلام سے بیزاری اور پیغمبر خدا کی تکذیب اُس سے لازم آتی ہے کیونکہ آنحضرت نے

حکایت یعقوب ابن سکیت نحوی

فرمایا تھا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ انتہی محصل کلام رحمہ اللہ لیکن حاصل اسکا یہ ہو کہ بیزاری ائمہ علیہم السلام سے اور تکذیب بنی کفر ہی پھر جب تکلم کلمۂ کفر مع کتمان ایمان وقت ضرورت جائز ہوا تو کیا وجہ ہو کہ یعقوب علیہ الرحمہ نے ہلاکت نفس کو اپنے تقیہ پر ختیار کیا اور جواب اسکا دو طرح سے ہو ایک یہ کہ انھین یہ گمان ہوا کہ جیسا اور مقامات مین بھی اُن ملاعین کا یہ حال تھا کہ بعد اطلاع پانے اسکے کہ فلان شخص اہلبیت علیہم السلام سے دوستی رکھتا ہی تو کثر اغماض عین اور پہلوتہی بھی قتل سے اُسکے کر جاتے تھے اسی طرح اگر مین بھی اظہار صداقت کرونگا تو مجھسے بدرجہ اولی اس طرح پیش آئیگا کیونکہ میرے کمالات و فضائل کو جانتا ہی اور قدردان علم ہی اور ہمیشہ اپنی مصاحبت مین رکھتا ہی سو رد مراحم و شفاق اسکا ہون ان امور کی رعایت سے مجھسے درگذر کرے گا بلکہ پھر کبھی ایسا میرے سامنے بہ بے ادبی پیش نہ آئیگا جیسا کہ مقربان بادشاہ اپنے تقرب کے اعتماد پر اکثر وہ باتین کرجاتے ہین جو غیر مقرب نہین کرسکتے جیسا کہ راقم رسالہ کو کثر ایسا اتفاق ہوا کہ بہت سے امور مین خلاف ادب اور خلاف مقصود شاہی جوابات دیے لیکن چونکہ بادشاہ وقت قدردان علم و کمال تھے سوائے اغماض عین اور درگذر کے در پے انتقام نہین ہوے یا یہ کہ ہر وجوب حرمت کے لیے بھی حد ہی مثلاً عبادات واجبہ کے لیے مثل صوم و حج حد و شرط قدرت و استطاعت ہی اور جتناب کو حرام کھانے سے یہ حد ہی کہ بھوک کا اپنی ضبط کر سکے اور جب دیکھے گا کہ اب ضبط مین خوف ہلاکت ہی تو اسوقت اجتناب ساقط ہی اسی طرح تقیہ بھی بشرط امکان کرسکتا ہی نہ اسوقت کہ تاب ضبط و صبر بسبب ولولہ محبت و صداقت کے جاتی رہے پس ایسا ہی ان بزرگ کا حال ہوا کہ جب اُسنے وہ سوال کیا جسمین حسنین علیہما السلام کا نام جو بزبان نبی سرداران اہل بہشت مین آیا اسوقت دل دردمند ہوا اور آتش ولایت و محبت اہلبیت علیہم السلام کی مشتعل ہوئی ضبط و صبر اختیار سے جاتا رہا کلمہ حق کو مثل والدین عمار یاسر جاری کیا اور کچھ خوف ہلاکت نفس کا بمقام اپنی حمایت حرمت و احترام دوستان خدا اور اپنے سردارون کے نہ کیا اسلیے کہ قدرت ضبط اسوقت باقی نہ رہی تھی اور اُس ملعون کی بھی رگ حمیت کو شیطان نے حرکت دی اور مرتکب ہوا اُس امر کا جسکے کفار قریش مرتکب ہوے تھے پس حال یعقوب بن سکیت کا مثل حال والدین عمار اور حال متوکل کا مثل حال کفار قریش جنھون نے والدین عمار کو مار ڈالا مثل مسیلمہ کذاب جسنے مسلمان کو مار ڈالا تھا تصور کرنا چاہیے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ

فصل تیسری بیچ بیان تقبیہ صفات پیغمبرون کے ہی پہلے اُنمین کمال عقل و فطنت ہی محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی مین پیغمبر خدا سے روایت نقل کی ہی جسکا حاصل یہ ہو کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندون کو کوئی چیز عطا نہین فرمائی جو عقل سے بہتر ہو یہانتک کہ فرمایا کہ نہین بھیجا اُس خداے بزرگ نے کسی پیغمبر اور رسول کو جب تک کہ کمال عقل کو نہین پہونچ لیا اور عقل اُسکی اُمت کی عقل سے کامل تر ہوتی ہی اور محقق علیہ الرحمہ نے کتاب تجرید مین کہا ہی جسکا حاصل یہ ہو کہ وہ بھی واجب ہی پیغمبرون مین کمال عقل اور زیرک ہونا فہم کا اور تدبیر و راے کا قوی ہونا اور قوشجی نے اُسکی شرح مین کہا ہو کہ یہ اِس جہت سے ہو کہ جو کوئی ان صفات سے متصف نہو گا اُسکی پیروی مین اُمت میل و رغبت نہ کریگی

فصل تیسری بیان تتمہ صفات پیغمبران

اور اوامر و نواہی مین اُسکے مطیع و منقاد نہونگے تو فائدہ بعثت کا حاصل نہوگا اور بعض محقق نے فرمایا ہی کہ پیغمبر مین واجب ہی
کہ ایسی کوئی بات نہو جس سے آدمیون کی طبیعت کراہت و نفرت کرے مثل اسکے کہ باپ داداون کی قوم رذیل سے ہو اور
خسیس صناعتین کرتے ہون مثل حجام کے یا جولاہے کے اور امہات اُنکے پاک دامن ہون متصف ساتھ عصمت و
عفت کے ہون اور کسی بطن مین زنا سے نہ پیدا ہوے ہون اور آبا و امہات اُنکے جس سے کہ پیدا ہوے ہون وہ
مومنین و مومنات ہون اور درشت خوئی اور تند طبعی اور غضبناکی اور قساوت قلب و بدخلقی اور کینہ اور حسد رکھتے ہون
اور خلقت کے عیبون سے مثل اندھے اور گنگ ہونے کے اور جو اسکے مانند ہین پاک ہون اور علت اُبنہ کہ وہ بضم الف و
سکون بائے یک نقطہ مرض ہی امراض مقعد سے اور عبارت پشت و دبر دینے سے ہی نہ رکھتے ہون کیونکہ یہ بھی
بسبب تنفر خلق کا ہی کہ مرد عورت کا کام دے اور مردون کی جورو بنے اور اسی طرح چاہیے کہ نبی وہ بیماریان
جسے دیکھنے سے اورون کو تنفر ہو مثل برص و جذام کے یا سلس ریح کا اُس سے بھی مبرا ہو اور واضح ہو کہ علمائے امامیہ
ان جملہ امور مین بھی امام علیہ السلام کو حکم پیغمبر مین جانتے ہین اور اسی طرح واجب ہی کہ اُمور مکروہہ مثل اسکے کہ راہ مین
کھانا کھانا یا جو اسکے مثل ہو وہ بھی نبی سے صادر نہو تا کہ منفعت مبعوث ہونے کی حاصل ہو اور سب آدمی اُنکی بات پر
عمل کرین اور سب کی نظر مین اُنکی عزت و وقار جاگزین ہو انتہی کلامہ بالجملہ اصل ضابطہ انبیا کے منزہ ہونے کا
صفات ذمیمہ اور اُمور خسیسہ سے اور ثابت کرنا اُنکے لیے اخلاق کریمہ و امور شریفیہ کا یہ ہی کہ جو چیز لائق تنفر ہو جاے
یہ حضرات اُس سے بری ہون اور جو بات از قسم کرامت و شرافت ہو اُس سے موصوف و متجلی ہون تا کہ بعثت کا فائدہ مترتب
بر وجہ کامل ہو جیسا کہ عصمت مین محفوظ رہنا جمیع گناہان کبیرہ و صغیرہ سے عمداً اور سہواً قبل بعثت اور بعد بعثت اسی
بنا پر ہی کہ دیکھنے والون کو اعتماد اُنکے کلام پر ہو اور متنفر نہون تا خلاف غرض بعثت نہونے پاے اسی طرح جملہ امور مین
اُنکے ایسی بات چاہیے کہ کسی کو اُس سے تنفر نہو اور جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہی کہ اگر یہ دلیل تنفر کی علی العموم
تمام ہو جاے تو ادلہ عقلیہ مین اعم و اشمل ادلہ ہو اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ نے مصرح بیان کیا ہی کہ نبی مین منفرات
علی العموم سب ممتنع ہین و لیکن بعض اعلام نے ثبوت امر عام مین بحث و کلام کیا ہی اور بنائے کار کو تعمیم مین ادلہ سمعیہ اور
اجماع شیعہ پر رکھا ہی جناب آخوند مجلسی علیہ الرحمہ حق الیقین مین جو فرماتے ہین اُسکا حاصل یہ ہی کہ پیغمبر کو چاہیے کہ اپنی
اُمت سے افضل اور اعلم ہو کیونکہ مفضول کی تفضیل عقل کی رو سے قبیح ہی اور چاہیے کہ اُن سب علمون کا جسکی طرف
اُسکی محتاج ہی عالم ہو جاے اور صفات کمال سے چاہیے متصف ہو مثل کمال عقل اور زیرکی اور فطانت و قوت راے اور
عفت اور شجاعت اور کرم اور سخاوت اور اورون کی حاجت کو اپنے اوپر وقت احتیاج اختیار کرنا اور دین مین باغیرت ہونا
اور رافت اور رحم اور مروت اور تواضع اور نرمی اور مدارا اور ترک دنیا اور رعایت علما و صلحا و اہل دین کی اور منزہ ہونا
صفات ذمیمہ سے مثل کینہ و حسد و حرص و محبت دنیا اور حب مال و جاہ اور کج خلقی و نامردی اور اُن بیماریون سے مبرا ہونا

جو نفرت خلق کا سبب ہوتی ہین مثل اسکے کہ جذام رکھتا ہو یا سفید داغ بدن پر ہون یا اندھا ہو یا بہرا ہو یا گونگا ہو کہ مطلب نہ ادا کر سکتا ہو اور اسی طرح انکے آبا و اجداد مین بھی کوئی قدح نہ کر سکے مثل اسکے کہ اولاد زنا سے یا شبیہ زنان سے ہون اور باپ انکے خسیس و دنی نہون بلکہ صناعتہاے خسیسہ بھی نہ کرتے ہون مثل اسکے کہ کپڑا نہ بناتے ہون یا حجامی نہ کرتے ہون حمامی و بیطاری اور جو کہ صناعتہاے خسیسہ مین ہین اُسے نہ کرتے ہون اور جو باتین کہ مروت کے خلاف ہین جیساکہ بازارون مین راہ چلتے ہوے کھانا کھانا ہی اور جو اسکے مثل ہی اُنسے صادر نہ ہوتا ہو اور فرمایا ہی کہ یہ باتین بعض علماے ذکر کی ہین لیکن اسکے بعض مین کلام ہی اور اُن پیغمبرون کے باپ جو اجداد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہین ہمیشہ مسلمان رہے ہین جیساکہ بعد اسکے مذکور ہوگا لیکن سب پیغمبرون کے باپ کا مسلمان ہونا جیساکہ بعض کے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ چاہیے سب مسلمان ہون مگر میرے نزدیک ثابت نہین ہی اور دلیل عقلی و نقلی اسپر قائم نہین ہی اور بعضے اخبار کہ درباب حضرت خضر اور غیر انکے وارد ہوے ہین وہ اسکے خلاف پر دلالت کرتے ہین اور اس جگہ توقف اولی ہی انتہی کلامہ اور ظاہر ہی کہ اس کلام سے دلیل نفیہ عموماً تمام نہین ہوتی بالجملہ باجماع فرقہ امامیہ یہ امر محقق ہی کہ ہمارے پیغمبر خدا کے آبا و اجداد طاہر تھے ان سب امور سے بری لیکن یہ جو وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ ہی دلالت ظاہری کفر بعض آبا کے کرتا ہی کیونکہ ابراہیم جب دادا ہوے اور آذر انکا باپ ہوا جسکا کفر قرآن سے ثابت ہی تو دلالت ظاہر ہی اسکے وہ اجماع امامیہ کا منتقض ہوتا ہی لیکن واقع مین یہ آیہ ماول ہی اور تاویل اسکی یہ ہی کہ حق تعالی امر مشہور کی حکایت فرماتا ہی نہ امر حقیقی کی کیونکہ حقیقت مین حضرت ابراہیم کے باپ تارخ تھے جو مسلمان تھے نہ آذر لیکن چونکہ مشہور ابراہیم ہی آذر تھے اور انہین باپ کہتے تھے اسلیے موافق شہرت کے اور حضرت ابراہیم کے کہنے کے نقل فرمایا یہ کہ کلام عرب مین لفظ اب کا اطلاق چچا پر ہوتا ہی اسلیے موافق انکے اطلاق کے فرمایا اور یہ بات باقوال حضرات اہل سنت بھی ثابت ہی اگرچہ انکے یہان اسلام آباے نبی کا ضرور نہین ہی کیونکہ حضرت ابیطالب اور جناب عبدالمطلب کو کہ جد قریب پیغمبر خدا کے ہین کافر جانتے ہین لیکن پدر ابراہیم علیہ السلام مین مخالفت نہین کرتے اور یہ اعتراف انحضرت کا جو کچھ شیعہ کہتے ہین اسکی قوت کو دلیل کافی ہی چنانچہ فخر رازی نے زجاج سے نقل کیا ہی کہ نسب کے لکھنے والون مین خلاف اس امر مین نہین ہی کہ حضرت ابراہیم کے باپ کا نام تارخ تھا اور وہ شخص ملاحدہ سے ہی جو آذر کو پدر ابراہیم لکھتا ہی اور اصل غرض اسکی محل تحقیق نسبت مین لکھنے کی یہ ہو تاکہ قرآن مین طعن کرے اور توجیہ مین کئی وجہ ذکر کی ہین ایک اُس سے یہ ہی کہ اطلاق آب کا چچا پر مجاز و رد عرب مین آیا ہی جیساکہ حق تعالی حکایت مین اولاد یعقوب کی فرماتا ہی اِنَّهُمْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اور یہ معلوم ہی کہ اسمعیل یعقوب کے چچا تھے اور ساتھ اسی کی تصریح کی ہی فاضل نسفی نے بھی مدارک مین اور دلالت کرتا ہی اسپر قول حق سبحانہ تعالی کا اَلَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ بنا بر اُس تفسیر کے جو بعض مفسرین نے کہا ہی کہ مراد اُس سے یہ ہی کہ نقل کرایا جاتا تھا نور پیغمبر خدا کا سجدہ کرنے والون سے سجدہ کرنے والون کی طرف پس چاہیے کہ جملہ آبا حضرت کے مسلمان ہون اور اسپر ضرور ہوا کہ حضرت ابراہیم کے باپ بھی جو سلک اجداد مین انحضرت کے منسلک تھے

مسلمان ہون اور تائید کو کافی ہی ہمارے ہیں کہنے کے وہ روایت جو کتب حضرات اہل سنت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے
منقول ہی اور محصل اسکا یہ ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ ہمیشہ حق تعالی میرے نور کو یا روح کو اصلاب طاہرہ سے
ارحام طاہرہ کی طرف نقل فرماتا رہا یہان تک کہ لایا مجکو تمہارے عالم مین فقط۔ ولیکن جمیع انبیا کے آبا کا مومن ہونا پس چند
کہ ابو علی طبرسی نے مجمع البیان مین تفسیر کریمہ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا
مین کہا ہی کہ مراد باپ سے اس جگہ آذر ہی جو کہ جد مادری یا چچا حضرت ابراہیم کا تھا نہ تارخ جو حقیقی باپ آنحضرت کے تھے
کیونکہ اجماع طائفہ امامیہ کا اس بات پر ہی کہ جملہ انبیا کے آبا حضرت آدم علیہ السلام تک مسلمان و موحد رہے ہین لیکن بنظر
اُن اخبار کی دلالت کے جسکا ذکر آخوند علیہ الرحمہ نے فرما کر توقف کو حکم دیا ہی اور جناب غفران مآب نے عماد الاسلام مین
یہی کہا ہی یہ قول منقوض ہوتا ہی اور اگر اجماع طائفہ ثابت ہو جائے تو جیسا ضرورت آیہ کی تاویل کی ہوئی اسی طرح
اُن اخبار کو بھی تاویل کرنا ہوگا یا بمقابل اجماع کے وہ اخبار مطروح ہو جائینگے پھر محقق علیہ الرحمہ نے تجرید مین فرمایا ہی
جسکا حاصل یہ ہی کہ واجب ہی کہ پیغمبر منقصت سہو و نسیان سے مبری ہون اور قوشجی نے اسکی شرح مین کہا ہی کہ یہ اسلیے ہی کہ
تا وہ سہو نہ کرین اُن امر مین جسکی تبلیغ کے لیے مامور ہوتے ہین اور شاید کہ مراد اس سے یہ ہوگی کہ ہر بات مین سہو کی عادت
نہ ہو جائے انتہی اور یہ تخصیص فاضل قوشجی کی اور استبعاد کرنا بنظر اپنے مذہب کے ہی والا معروف اصحاب امامیہ مین وہی ہی
جو محقق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ پیغمبرون پر مطلقا سہو جائز نہین ہی اور تاویل فاضل قوشجی کی فرقہ امامیہ کے نزدیک ایسی
تاویل قول کی ہی جسکا کہنے والا اس سے انکار کرے کیونکہ باجماع فرقہ امامیہ پیغمبران گناہان کبیرہ و صغیرہ سے از روے
عمد و خطا و نسیان کے نبوت سے پہلے بھی اور بعد نبوت بھی منزہ ہین اور واجبات و محرمات و مکروہات کے سوا اور باتون مین
سہو کرنا انکا پس ظاہر اصحاب یہ ہی کہ اس سے بھی انہین منزہ جاننا امامیہ کے نزدیک اجماعی ہی مگر صدوق علیہ الرحمہ نے البتہ
سہو کی دو قسمین کی ہین ایک اسہاے شیطانی اس سے یقینی انکار کیا ہی دوسرے اسہاے رحمانی یعنی وہ سہو کہ خدا تعالے
اپنے بنظر کسی مصلحت کے پیغمبرون پر مسلط کرے جائز سمجھا ہی بخلاف حضرات اہلسنت کہ انکے یہان بعثت کے پہلے تو اصلا
ممتنع نہین جانتے اور بعد بعثت بعضے تبلیغ کے سوا صدور کبیرہ و صغیرہ دونون کو جائز کرتے ہین اور بعضے تخصیص
صغیرہ کی کرتے ہین باقی رہے وہ امور جو مباح ہین یا از روے عادت کے صادر ہوتے ہین انہین نبی سے سہو کا ہونا اصلا
ممتنع نہین جانتے اور اسے علما نے ہمارے ادلہ و براہین سے باطل کیا ہی اور قول صدوق علیہ الرحمہ کی تصدیق بھی
مختلف ہی چنانچہ بعض علما نے تصدیق کی ہی انکی اور اکثر علما ہمارے تصدیق نہین کرتے اور حق بھی ہی جیسا کہ انشاء اللہ
واضح ہوگا اور منشا قول صدوق علیہ الرحمہ کا بعض آیات و روایات ہین لیکن آیات پس وہ قول ہی خدا کا وَمَا
أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ اور سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ولیکن فاضل بیضاوی نے اسکی تفسیر مین کہا ہی إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ
منشا اسکا یُنسَخُ تلاوتہ اور مفسر تفسیر کبیر نے چند احتمال اس آیہ مین ذکر کیے ہین ایک یہ کہ مشیت کا ذکر تبرک کے لیے ہی

نہ استثناے حقیقی کے واسطے دوسرے یہ کہ استثنا اس بیان کے لیے ہو کہ اگر خدا چاہے تو اسے اُسکے نسیان پر رکھے کہ وہ قادر ہی اسپر تاکہ وہ حضرت یہ جانین کہ نسیان کا نہونا خدا کے فضل سے ہی یا یہ جانین کہ بیدار رہنے مین اور ثابت رہنے مین اپنے محتاج ہین اور یہ کہ استثناے حقیقی ہو جیسا کہ ایک روایت مین آیا ہی کہ ایک آیت کا پڑھنا نماز مین بھول گئے تھے یا اس بیان کے لیے ہی کہ تیر النسیان تھوڑا ہی زیادہ نہین ہی اور وہ بھی سوا واجبات کے اداب و سنن مین ہی بالجملہ احتمالات اول جنین استثنا غیر حقیقی پر محمول ہوا ہی موافق مذہب اکثر امامیہ کے ہی اور لیکن روایات جو منشا قول صدوق علیہ الرحمہ کے واقع ہوئی ہین انھی جملہ سے وہ ہی جو شیخ نے تہذیب الاحکام مین اپنی سند سے ابو بصیر سے روایت کی ہی کہ حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے دو رکعت نماز کی پڑھی اور بعد اُسکے اٹھ کھڑا ہوا اپنے کام کو چلا گیا حضرت نے فرمایا کہ چاہیے وہ نماز کو نئے سر سے پڑھے عرض کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نماز نئے سر سے کیون نہین پڑھی حضرت نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی جگہ سے حرکت نہین فرمائی تھی پس جسقدر نماز باقی تھی اُسے پڑھ لیا اور جمیل سے روایت کی ہی کہ کہا اُسنے پوچھا مین نے جناب ابا عبد اللہ علیہ السلام سے اُس شخص کے حال سے کہ اُسنے دو رکعت نماز کی پڑھی بعد اسکے اپنی حاجت کو چلا گیا حضرت نے فرمایا کہ استقبال صلوٰۃ کریگا یعنی نماز کو از سر نو ادا کریگا مین نے عرض کیا کہ پھر لوگ روایت کیا کرتے ہین اور اسکے بعد راوی نے حضرت کے سامنے حدیث ذی الشمالین کو بیان کیا یہ سنکر فرمایا کہ پیغمبر خدا اپنی جگہ سے نہین گئے تھے اور اگر بعد سہو اُس جگہ سے اور کہین جاتے تو حضرت بھی استقبال صلوٰۃ فرماتے اور اس روایت سے صاف بوے تقیہ ظاہر ہوتی ہی کیونکہ بحوالہ روایت اہل خلاف سوال کیا تھا پس کلام حضرت کا بر فرض تسلیم روایت ہی نہ موافق اُسکی تصدیق کے اور اُسکے ساتھ ممکن ہی کہ مراد اُس سے یہ ہو کہ پیغمبر خدا اپنے درجہ سے کہ عالم سہو ہی باہر نہین گئے تھے اور اگر معاذ اللہ سہو فرماتے اور تجاوز اپنے درجہ سے کرتے تو ضرور اعادہ فرماتے پس گویا یہ کلام حضرت کا ایک قسم توریہ کی ہی نہ حقیقی حالانکہ روایت ذی الشمالین مین جیسا کہ زید شحام نے روایت کی ہی یہ واقع ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا صَدَقَ ذُو الشِّمَالَيْنِ فَقَالُوا انکم لم تصل الا رکعتین فقام مابقي من صلوته یعنی آنحضرت نے جماعت اصحاب ماموین سے پوچھا کہ سچ کہتا ہی ذو الشمالین سب نے عرض کی کہ ہان آپنے نہین پڑھین مگر دو رکعتین یہ سنکر حضرت کھڑے ہوے اور نماز کو تمام کیا تو اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت نے عمداً کلام کیا اور بعد اُسکے تتمہ نماز کو بجالاے اور ظاہر ہی کہ کلام اجنبی مفسد نماز ہو اور یہ دوسرا قرینہ ہی اسپر کہ یہ کلام محل تقیہ مین جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہو اور ایک روایت تہذیب مین وارد ہی کہ آنحضرت نے پانچ رکعتین نماز کی بسبب سہو کے پڑھین اور جب بعد نماز ماموین نے حضرت کو آگاہ کیا تو حضرت نے دو سجدے سہو کے ادا کیے اور بعد اسکے فرمایا کہ انھین مرغمتان کہتے ہین بالجملہ ایسی روایات مستند صدوق علیہ الرحمہ کی ہین اور اگرچہ متعدد ہین لیکن مخالف احادیث مشہورہ ہین جسپر اجماع فرقہ امامیہ ہی اور اسکے معارض بھی جو موافق مشہور ہین وارد ہین اور وہ بھی مروی ہین جیسا کہ شیخ نے باسناد اپنے زرارہ سے نقل کیا ہی کہ کہا انھون نے کہ مین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

پوچھا کہ آیا پیغمبر خدا نے سجدہ سہو کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ نہین اور یقینی اسے حضرت عمل مین نہین لاے اور خود شیخ نے کہا ہی کہ یہ وہ حدیث ہی کہ مین اُسکے مضمون سے فتوی دیتا ہون اور وہ حدیثین کہ جنھین زیادہ مین نے کتاب مین نقل کیا ہی وہ موافق مذہب اہلسنت ہین اور سوا اسکے نہین ہی کہ غرض اُسکے نقل کرنے کی یہ ہی کہ جو حکم کہ اُن احادیث مین وارد ہی وہ معمول غیر نبی کے لیے ہی اور پھر کہا ہی کہ حدیث ذی شمالین کی مشتمل اوپر سہو نبی کے ہی اور وہ ایسی چیز ہی کہ عقل اُسے ممتنع جانتی ہی انتہی ملخص کلامہ اور جناب سید سند نے تفسیر نعمانی سے روایت کی ہی سمعیل بن جابر سے کہ امام معصوم ہی گناہون سے اور خطا و سہو نہین کرتا اور بھولتا نہین اور یہ احادیث مخالف مذہب حضرات اہلسنت اور معتقد بدلیل عقل و نقل و اجماع علماے شیعہ ہین پس انھین اصح و اقوی ہونا چاہیے اور صدوق علیہ الرحمہ نے جو اس امر مین مبالغہ کیا ہی یہان تک کہ کہا ہی کہ جو کوئی سہو کی پیغمبر و امام سے نفی کرے پس حد افراط و غلو مین داخل ہوگا یہ کوئی حدیث نہین ہی بلکہ یا اُنکے خیال کی بات ہی یا حسن ظن اپنے اُستاد کے ساتھ جو تھا اُس باعث سے اُنھین میلان اسطرف ہوا چنانچہ معین اس قول کے اپنے وہ کلام ابن ولید کو جو اُنکے شیخ ہین لائے ہین کہ اُنھون نے کہا ہی اول درجہ من الغلو نفی السهو عن النبی وآلہ والامام اور یہ قول شاذ و متروک ہی اور بلکہ مشتمل اوپر تفریط و تقصیر کے ہی جیسا کہ اور علما نے کہا ہی چنانچہ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر یہ حکایت صحیح ہو تو جو تجویز سہو کرتے ہین وہ پیغمبر و امام کی معرفت مین مقصر ہین اور جناب سید مرتضی علم الہدی نے اس کلام صدوق کو نقل کر کے جو فرمایا ہی کہ اُسے فاضل نعمانی نے نقل کیا ہی محصل اُسکا یہ ہی کہ جان تو کہ جو کچھ مین نے جسے حکایت کی ہی اُس خبر سے ہی کہ مین نے اُسے ثابت کیا ہی کہ اُسنے ایسا تکلف کیا جو اُسکی شان کے خلاف تھا اور رد یہ بھیجا اُسنے بسبب اس اظہار کے اپنے نقص و عجز کا جو اُسے علم نہین تھا اور اگر وہ اُن علما سے ہوتا جنھین خدا نے رشد کی توفیق دی تو ہرگز ایسی بات کا متعرض نہوتا اُس بات کے لیے جو اُسے اچھی نہین معلوم ہوتی اور اُسکی صناعت کی نہین ہی اور ہرگز مہتدی ایسی معرفت کے ساتھ نہوتا لیکن نفسانیت اپنے صاحب کو حق سے پھیرتی ہی پناہ مانگتے ہین ہم خدا سے اس بات سے کہ توفیق کو سلب کرے اور مانگتے ہین اُسی عصمت کو گمرہی سے اور طلب ہدایت کرتے ہین راہ چلنا راہ حق اور واضح مین فقط۔ اور خبر ذی شمالین کی نقل فرمانے کے بعد فرمایا ہی کہ یہ خبر اخبار احاد سے ہی جو مثمر علم کو اور موجب عمل کرنے کے نہین ہوتی اور جو شخص ایسے اخبار پہ عمل کرے تو اپنے عمل مین اعتماد اپنے گمان پر کرتا ہی نہ یقین پر کیونکہ اخبار احاد سے یقین نہین حاصل ہوتا ہی گمان ہوتا ہی کہ شائد ہو اور حق تعالی نے اتباع ظن سے منع فرمایا ہی اور بعد اسی کلام طویل کے کہا ہی کہ ہم انکار اس سے نہین کرتے کہ پیغمبرون پر غلبہ خواب کا نماز کے وقت ایسا ہوا ہی کہ وقت گذر گیا اور بعد اُسکے اُنھون نے قضا پڑھی ہی اور اسمین اُنکے لیے عیب و نقص نہین ہی اسواسطے کہ کوئی انسان نہین ہی کہ جسپر خواب غلبہ نہ کرتا ہو اور اسلیے کہ سونے والے پر کوئی عیب کی نسبت نہین کرتا اور ایسا حال سہو کا نہین ہی کیونکہ وہ نقص کمال انسان ہی اور وہ عیب ہی اس شخص کے لیے جسپر وہ طاری ہوتا ہو اور جیسا کہ وہ دوسرے کے فعل سے ہوتا ہی اسی طرح کبھی خود بھولنے والے کا

فعل ہوتا ہے اور خواب کبھی غیر فعل الٰہی نہین ہو سکتا پس وہ مقدورات عباد سے کسی وقت مین نہین ہو سکتا اور
اگر خواب مقدور عباد سے بھی ہوتا جب بھی عیب و نقص اُس سے متعلق نہوتا کیونکہ وہ سب آدمیون کے لیے عام ہے اور مگر
سہو کا ایسا حال نہین ہے کیونکہ اُس سے تحرز ممکن ہے اور ہم حکما کی سیرت پاتے ہین کہ وہ کبھی اپنے احوال و اسرار کو جس کسی کو
سہو و نسیان سے متصف پاتے ہین سپرد نہین کرتے اور جسے سوا اسکے اور امراض و اسقام عارض ہوتے ہین اُسے
سپرد کرتے ہین اور فقہا کو بھی پاتے ہین ہم کہ وہ ایسے شخص کی روایات کو جو صاحب سہو ہو طرح کرتے ہین مگر اُس حالت مین
کہ جب ناقل روایت مذکور اور بھی ایسا اُس نقل مین شریک ہو کہ جو صاحب لقظہ و فطنہ اور ذکاء و حذاقت ہو پس اس بات سے
جانا گیا کہ سہو اور خواب مین فرق ہے اور جب یہ جائز ہوا کہ پیغمبر نماز مین سہو کرتے ہین تو یہ بھی جائز ہو گا کہ روزہ مین بھی
سہو ہوتا ہو گا یہان تک ممکن ہے کہ دن کو ماہ مبارک رمضان مین حلقہ اصحاب مین بیٹھکر کھاتے و پیتے ہون اور وہ مشاہد
کرتے ہون اور استشعار اُس غلط کا آنحضرت پر کرتے ہون اور حضرت کو اُسپر متنبہ اور آگاہ کرتے ہون کہ تمسے یہ گناہ ہوا اور
جائز ہو کہ ماہ رمضان کے دن کو عورات کے ساتھ مقاربت کرتے ہون اسی طرح بہت سے امور ذکر کرکے کہا ہے کہ یہ
باتین ایسی ہین کہ جسکی طرف نہ کوئی مسلمان نہ غالی نہ موحد گیا ہے نہ کسی ملحد نے اُسے جائز کیا ہے اور وہ لازم آتی ہین
اُس شخص کے واسطے جس سے مین نے حکایت کی ہے اُس بات کی جو اُسنے فتویٰ دیا ہے کہ سہو پیغمبر کا خدا کی طرف سے ہے
اور نبی کے سوا اُنکی امت کا سہو اور سب آدمیون کا اُسکے غیر ہے اور یہ ادعاے محض ہے کہ جسپر کوئی حجت نہین ہے کہ کوئی
شخص عقلا مین سے اُسے سمجھے مگر یہ کہ ادعاے وحی کیا جاے اس بارہ مین اور اس سے ضعف عقل اُسکا ہر بات مین ظاہر ہوتا ہے
اور اسکے بعد زیادہ لائق تعجب یہ کلام اُنکا ہے کہ سہو نبی خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے کیونکہ شیطان کو پیغمبر پر
تسلط نہین ہے اور زعم مین اُنکے شیطان کا تسلط نہین ہے مگر اُنپر جو اُسکے مطیع ہین اور اُنپر جو مشرک ہین اور اتباع اُسکے
جو غاوین سے ہین بعد اسکے کہا ہے کہ یہ سہو جو شیطان کی طرف سے ہے وہ سب آدمیون کے لیے عام ہے سوا انبیا اور ائمہ
علیہم السلام کے پس اس سے معلوم ہوا کہ سب انسان اولیاے شیطان ہین اور وہ سب غاوون سے ہین اگر شیطان کو
اُنپر سلطان ہو اور سہو اُنکا بسبب شیطان کے ہو خدا کی طرف سے نہو اور جو ایسی باتین اس بارہ مین اپنے جہل سے کرے
وہ شمار اموات مین ہو انتہی کلامہ بعد اسکے فاضل مذکور نے کہا ہے کہ اگرچہ سید مرتضی علم الہدیٰ نے مبالغہ تشنیع مین
صدوق علیہ الرحمہ کے کیا ہے لیکن اس سے یہ بات نہین ہے کہ سید جلالت قدر صدوق کو نہ جانتے تھے یا وہ اُسے سمجھتے تھے یا
جانتے تھے کہ جو کچھ مین نے کہا ہے وہ واقع مین صدوق کے حق مین ہے ہان طریقہ علما کا ہمارے یہ ہے کہ مسائل اجتہاد مین
بعض بعض کی تغلیط کرتے ہین اور جو اُنمین سے کسی حکم کی طرف گیا اور اُسمین کلام کیا تو اُسکی مخالفت کرتے ہین اور اُسپر
طعن کرتے ہین اور مجروح کرتے ہین اور منسوب طرف تخبط عقل و فتویٰ کے کرتے ہین تاکہ کوئی اس حکم مین اُسکی متابعت
نہ کرے اور اُسے واجب جانتے ہین اور اس مسئلہ کو علما نے مسائل غیب سے استثنا کیا ہو ساتھ اس بات کے کہ یہ مسئلہ

اصولی ہو تو کیونکر طعن نہ کرین اُس شخص پر جو اُنکے مخالف اِس مسئلہ مین ہو والا سید مرتضیٰ اور شیخ مفید علیہما الرحمہ نے اخبار
واحکام مین صدوق علیہ الرحمہ پر اعتماد کیا ہی اور اُنسے نقل کی ہو اور اُنکی نقل پر اعتماد کیا ہی پھر کیونکر ہو سکتا ہو کہ اُنسے اخبار کو
قبول کرین اور اُنھین دین سے خارج ہونے کی طرف منسوب کرین پس اور کوئی وجہ اسمین نہین ہو مگر جو ہمنے کہی و مثل اُسکے
ہمنے مشاہدہ کیا ہی اپنے اُثق مشایخ اور اورع واتقا اور بعد اُنکے اغراض ومنافیات سے انتہیٰ اور شاید کہ مراد اُنسے جناب
اخوند مجلسی علیہ الرحمہ ہون اور یہ توجیہ فاضل نعمانی کی اور جو کچھ کہ آیندہ جواب مین سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے کہا ہو مطابق واقع
نہین ہی جیسا کہ واضح ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ بالجملہ جوابات فاضل نعمانی نے جو سید کے کلام کے دیئے ہین محصل اُسکا یہ ہو کہ
بہ نسبت اِن روایات کے احاد ہونے کے جو علم الہدیٰ نے احاد قرار دیکر فرمایا ہو کہ یہ موجب علم وعمل کی نہین ہوتین اُسکا
جواب پہلے یہ ہو کہ مدار اثبات احکام کا اِن زمانون مین اور جو پیشتر اِس سے تھا اِسی احاد پر ہو اور یہ اسواسطے کہ سید مرتضیٰ رحمہ اللہ
قریب العہد اپنے اجداد طاہرین علیہم السلام کے اعصار سے تھے اور اصول اربعمائۃ اور کتب خمسہ کے ہزارون نسخے تھے
اور وہ سب اُنکے پاس موجود تھے اور اُنکے اور جناب امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام کے بیچ مین اُسی قدر زمانہ گذرا جو زمانہ
جناب صاحب العصر علیہ السلام کے اور جناب موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام کے بیچ مین گذرا اور سید رحمہ اللہ کو ممکن تھا کہ احاد
ومتواتر کو پہچانتے تھے اور یہ کتب واصول اِسی حال پر زمانہ ابن ادریس علیہ الرحمہ تک باقی رہے جب اِنکا زمانہ ہوا تو وہ کتب
واصول باسباب مختلفہ برباد وضائع ہوے چنانچہ بعض اسباب ضیاع سے اُسکے یہ ہو کہ بعض کتب تو بادشاہون کے خزانے مین
داخل ہوکر پھر باہر نہ نکلے و بعض انھین اسباب سے یہ ہو کہ بعض سلاطین اور ائمہ جور نے بعض کو اُنکے جلا دیا اور بعض اُن
اسباب سے یہ ہو کہ جب شیعون نے دیکھا کہ یہ اصول اربعہ انھین کتب واصول سے مدون ومرتب ہین اور بہ نسبت اُن کتب
واصول کے مطلب اُس سے بسہولت حاصل ہوتا ہی تو اُن کتب واصول کا استعمال اور کتابت کو ترک کیا جو اُنکی بقا واستمرار کا
سبب تھا یہان تک کہ ہمارا زمانہ ہوا پس ہم اب اپنے زمانے مین تقریباً تیس نسخہ سے زیادہ اُن اصول کے نہین پاتے پس ہمارا
تو تمام اعتماد اخبار احاد پر ہو اور ہمنے تو سکونی اور نوفلی اور جو اُنکے امثال تھے اُنکی بھی خبر کو قبول کیا ولیکن دوسرا جواب یہ ہی
کہ پیغمبر کے سہو فرمانے کی حکایت قریب بیس سند کے مروی ہو اور اِسی مین مبالغہ وانکار ہو اُس شخص پر جو اُسکا انکار کرے
جیسا کہ ابو صلت ہروی سے منقول ہو کہ مین نے عرض کیا جناب امام رضا سے کہ یا ابن رسول اللہ سواد کوفہ مین ایک
قوم ہین کہ وہ اُسکا گمان کرتے ہین کہ پیغمبر سے سہو واقع نہین ہوا فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین خدا اُنپر لعنت کرے جو سہو نہین کرتا
وہ خدا ہی ایسا خدا کہ معبود بحق سوا اُسکے کوئی نہین ہی اور بالجملہ یہ مضمون بطرق صحیحہ اور حسان اور موثقات اور مجاہیل اور
ضعاف مروی ہو اور انکار اُس سے مشکل ہو فقط راقم رسالہ یہ کہتا ہو کہ جو فاضل نعمانی نے اِس مقام مین طول وبسط دیا ہی
سب کا سب ما نحن فیہ مین بے محل ہو اسواسطے کہ اعتقادات مین تحصیل یقین شرط ہو اور یہ مسئلہ سہو نبی اور ائمہ مسئلہ اصول
اعتقاد سے ہو اسمین تمسک باخبار احاد نہین چاہیے بلکہ دلائل عقلیہ وقطعیہ چاہیین اور بدلائل عقلیہ ونقلیہ اجماع فرقہ شیعہ

جواز سہو و خطا نبی اور ائمہ علیہم السلام کا ثابت ہوا ہی پس جو خبر کہ اسکے خلاف ہو تاویل اسکی واجب ہی وہر گاہ جو آیت کہ
کتاب اللہ مین مخالف دلیل عقلی ہو تو اسکی تاویل واجب ہی اسی طرح سے جو اخبار مخالف دلیل عقلی کے ہون اسکی تاویل
ضروری اور واجب ہی پر ظاہر ہی کہ کتاب اللہ مین لفظ ید کی اور وجہ اور ساق کی جناب باری تعالی کے واسطے وارد ہی
اور بالاتفاق سب علمای شیعہ اسکی تاویل کرتے ہین اسواسطے کہ حق تعالی بدلائل عقلیہ جسم و جسمانی ہونے سے منزہ ہی
باوصف اسکے کہ کتاب اللہ متواتر ہی اور اخبار اصول اربعماتہ اور کتب اربعہ یا خمسہ مین ہین ان مین سے اکثر و اغلب قسم احاد سے ہین
اور صحیح و حسن و موثق و ضعیف یہ سب قسمین اخبار احاد کی ہین اور اخبار احاد بنفسہا مفید الیقین کے نہین ہوتے ہین پس قیاس
کرنا فاضل نعمانی رحمہ اللہ کا مسئلہ اصولیہ کو اوپر مسئلہ فروعیہ کے قیاس مع الفارق ہی اور انکو بڑا اشتباہ ہوا ہی کہ انھون نے
یہ کہا کہ استنباط احکام شرعیہ مین انہین اصول اربعماتہ پر علما اعتماد کرتے تھے یہ انھون نے سچ کہا مگر اعتماد مسائل فروعیہ پر
کرتے تھے کسواسطے کہ مسائل اصولیہ مین تو یقین چاہیے اور وہ یقین حاصل نہین ہوتا مگر بدلائل عقلیہ یا خبر متواتر
یا غیر متواتر مقترن بقرائن مفیدہ یقین پس جو کچھ کہ فاضل نعمانی رحمہ نے جواب دلائل سید مرتضی رحمہ اللہ مین کہا ہی
سب ناتمام ہی اور نسبت سہو و خطا کی طرف ابن بابویہ رحمہ اللہ کی جیسا کہ اکثر علما نے کیا ہی اسہل ہی بہ نسبت اسکے
کہ نسبت سہو کی طرف جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ و ائمہ علیہم السلام کے کیجاے اور اخبار جو اس باب مین وارد ہوے ہین
دونون یعنی اثبات جواز خطا علی النبی کے ہی اور نفی جواز خطا کے بھی ہین اور جب دونون متعارض ہوے تو لابدی ہی ہمین
کہ جو اخبار کہ متضمن جواز خطا ہین انکی ہم تاویل کرین اور اقل تاویل یہ ہی کہ ہم کہین وہ سب اخبار محل تقیہ مین وارد ہوے ہین
یہ راست ہی فَلَا تَذْهَبْ يَمِيناً وَشِمَالاً اور جو روایت ابو صلت ہروی سے جواب ثانی مین اپنے لکھی اس سے تو رائحہ تقیہ بخوبی
ظاہر ہی کیونکہ اسنے اس جماعت سے سوال کیا جو سہو نبی کا انکار کرتے ہین اور ظاہر ہی کہ یہ شیعون کے سوا نہین ہو سکتے
کیونکہ حضرات اہلسنت مین کوئی انکار سہو نہین کرتا اور حضرت کا جواب مین یہ فرمانا بھی کہ اِنَّ الَّذِي لَا يَسْهُو هُوَ
اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یہ بعینہ نقل انکے قول کی ہی والا ملائکہ کا سہو و نسیان کتب احادیث خاصہ مین وارد ہی پھر
وہ بھی تو غیر اللہ ہین چاہیے سہو و نسیان کرین اور انکے سہو و نسیان کا کوئی شاہد نہین ہی اور یہ بات بھی لائق تعجب ہی
کہ ملائکہ کا سہو و نسیان کوئی تجویز نہین کرتا حالانکہ وہ مفضول ہین اور انبیا کے لیے سہو و نسیان کی تجویز ہوتی ہی
باوصف اسکے کہ وہ افضل ہین انسے اور یہ جو فاضل مرحوم نے فرمایا ہی کہ انکار اس سے مشکل ہی تو انکار اسوقت مشکل تھا جبکہ
روایات معارض اسکی نہوتین اور جب اسکے معارض بھی روایات ہین اور وہ موافق اجماع فرقہ حقہ کی اور اس سے معتضد ہین
تو اب انکار کیون دشوار ہوا اور اگر انکار خبر سے جو باوجود مخالف عقل و اجماع ہونے کے اور اسکے معارض خبر کے پاے جانے کے
مشکل ہی اور لائق طرح اور تاویل کے نہین تو وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ کے برابر تو کسی کی سند صحیح و قوی
و متواتر و موثق نہین ہی کہ کتاب اللہ ہی پھر اس سے انکار تو زیادہ تر مشکل ہوگا فافہم اور جو سید رہ نے فرمایا ہی کہ ہم

اس سے انکار نہین کرتے کہ پیغمبرون پر وقت نماز مین خواب غالب ہوتا ہی الخ اسکے جواب مین فاضل مذکور نے لکھا ہی کہ اس قول پر وارد ہوتا ہی کہ جب غلبۂ نوم کا اعتراف کیا تو متنازع فیہ کا اعتراف ہوچکا لیکن نقل کی راہ سے پس اسلیے کہ وہ اخبار جو حکایت سہو نبی پر دلالت کرتے ہین وہ اُن اخبار سے زیادہ ہین جو حکایت نوم اور قضاے صلوٰۃ پر دلالت کرتے ہین اور راقم رسالہ کے نزدیک یہ ایراد بھی اُنکا صحیح نہین ہی کیونکہ اُنھون نے اسمین یہ قیاس کیا کہ احادیث سہو نبی کی اور غالب آنے خواب کی آنحضرت پر دونون وارد ہوتی ہین لیکن احادیث سہو کی کثیر ہین اور احادیث خواب کی قلیل ہین لیکن فارق کو اُسکے نہ دیکھا اور وہ یہ ہی کہ احادیث سہو مخالف اجماع فرقہ امامیہ ہین اور اسکے معارض بھی روایات وارد ہوئی ہین لیکن احادیث غلبۂ نوم پس نہ وہ مخالف اجماع فرقہ ہی نہ حدیث اسکے معارض ہی پھر کیونکر یہ ترجیح درست ہوگی پس اس سے معلوم ہوا کہ فاضل موصوف کا قیاس کرنا قیاس فاسد ہی پھر کہا ہی فاضل ممدوح نے کہ لیکن عقل کی راہ سے پس اسواسطے کہ جو سید رہ نے غلبۂ نوم سے نقص کی نفی کی ہی اور سہو کے لیے عیب ہونے کا اثبات کیا ہی وہ خلاف طور عقل و عادت ہی کیونکہ جب تحرز غلبۂ سہو سے ممکن ہی اسی طرح تحرز زیادہ سونے سے بھی جو نماز کی قضا ہوجانے کا سبب واقع ہو ممکن ہی بلکہ خواب مین یہ تحرز امکن ہی کیونکہ وہ مقامات کہ جہان انسان کو گمان ہوتا ہی کہ اسمین نماز کے وقت خواب غالب ہوجائیگا مثل تعب شدید کے یا اُس بیداری کے جو آخر شب تک رہے ممکن ہی کہ کسی کو بٹھادے کہ اُسے نماز کے وقت پر جگادے مثل پیغمبر خدا کے کہ آپ کے اعوان لشکر مین بہت تھے جبکہ اُس صحرا مین آرام فرمایا جہان حاجت نماز کی قضا کی حفاظت ہوئی بخلاف سہو کے کہ اُسکے لیے کوئی وقت خاص نہین ہی کہ اسمین احتراز کرسکے اور یہ ظاہر ہی پوشیدہ نہین ساتھ اس بات کے کہ کلام صدوق تابع اخبار ہی اس بات مین کہ جسنے نبی سے سہو کرایا وہ خدا ہی اور اسوقت مین فرق خواب مین اور سہو مین نہوگا اس بات مین کہ دونون کو خدا نے اپنے پیغمبر مین پیدا کردیا ایک جگہ سہو کو پیدا کیا دوسری جگہ خواب کو غالب کیا فقط اور راقم کہتا ہی کہ یہ بھی تقریر اُسکی اچھی نہین ہی اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ مغز کلام سید کو نہین پہونچے کیونکہ مطلب علم الہدیٰ کا یہ ہی کہ نوم ایک حالت طبیعی ستہ ضروریہ سے انسان کے لیے ہی جسپر حیات و صحت انسانی منوط و مربوط ہی خواہ نفوس بشریہ ہون یا نفوس قدسیہ لیکن جب اس عالم ہیکل جسدانی بشری مین ہونگے تو بسبب اس جسم کے محتاج اسکی طرف ہونا ضروری ہوگا جیسا اور ماکل و مشارب ضروری ہین ہی اور جب انسان کچھ کھائیگا اور پیئے گا اور بخارات اسکے معدے سے رطب اٹھ کر دماغ کی طرف جائینگے اور تسدید مسالک روح کرینگے اُسوقت نوم غالب ہوگا اور کسی کو اس غلبہ سے نجات و انفکاک زندگی مین ممکن نہین ہی کیونکہ جب یہ حالت بیداری کی حال پر غالب آتی ہی اُسوقت انسان سوتا ہی تو واقع مین یہ ہی کہ اس سے ذی حیات کو تحرز محال ہی نہ وہ کہ جو فاضل نعمانی فرماتے ہین کہ امکن ہی شاید فاضل مذکور غلبۂ نوم سے نوم ثقیل جو بمعنی سبات ہی سمجھے ہین اور یہ مراد جناب سید سند کی نہین ہی کیونکہ عدم انفکاک امر ضروری سے متعلق ہوتا ہی اور وہ نوم طبیعی ہی نہ غیر ضروری کہ مرض ہی اور وہ اتفاقات سے کسی کو عارض ہوتا ہی اور پھر بعلاج اُس سے انفکاک ممکن ہی اور جو فاضل مذکور نے فرمایا ہی کہ اس سے تحرز نبی کو سہل تھا کہ لشکر ساتھ تھا

کسی کو حکم فرماتے کہ بٹھا رہے وقت نماز پر جگادے پھر کیون نہ کیا تو اول یہ کہان سے معلوم ہو سکتا ہی کہ ہم ایسا سوئینگے
کہ وقت نماز پر بیدار نہ ہونگے علاوہ اسکے یہ بھی محتمل ہی کہ بارادہ سونے کے نہ لیٹے ہون بلکہ شدت تعب سے ارادہ یہ ہو کہ
تھوڑی دیر تعب کو دفع کرینگے مگر حق تعالی نے راحت پہونچانے کو اپنے محبوب پر خواب کو مسلط فرمایا ہو اور پھر اس حالت مین
کہ جب خواب کا ارادہ ہی نہ تھا تو کیونکر تحرز اُس سے ممکن نہو سکتا ہی اور جو سید نے فرمایا کہ خواب عبث نہین ہی اور سہو نقص ہی یہ بات
بہت ظاہر ہی کیونکہ خواب امر طبیعی ہی اور نسیان امر غیر طبیعی از قسم امراض ہی اور امراض اگرچہ سب غیر طبیعی اور منافی کمال افعال ہین
لیکن بعض اُنمین مشہور بعیب ہین جیسا کہ بعض اُنکے جو مورث قبیح منظر ہین مثل برص و جذام وغیرہ کے کہ دیکھنے والے کے
تنفر کا سبب ہوتا ہی اور بعض اُنمین مضر حواس کو ہین جیسا کہ اندھا ہونا اور بہرا ہونا اور گونگا ہونا اور بے عقل ہونا اور
ان سب سے انبیا کا منزہ ہونا ضرور ہی اسی طرح سہو و نسیان بھی آفت حافظہ کی ہی اور سلامتی اُسکی کمال انسان ہی کیونکہ
وہ خزانہ ہی کہ جسمین مدرکات جمیع حواس کے جمع رہتے ہین اور اُسکی صحت سے سب حواس اور اُنکے مدرکات کی غایت مطلوب
صحیح تمام ہوتی ہی اور اُسکا صاحب لائق اعتماد ہوتا ہی اور اپنے تئین ہون سے بچا سکتا ہی اور ماؤف ہونا اُسکا مرض و عیب ہی
کہ پھر اُسکے صاحب کے اقوال و افعال پر اعتماد نہین ہو سکتا اور نبی کو ایسا ہونا چاہیے جو جمیع اُمت سے افضل اور جملہ
نقائص سے پاک ہو اور اس نقصان کے ساتھ یہ صادق نہین آسکتا فتدبر بعد اُسکے پھر فاضل مذکور نے کہا ہی کہ اور
وہ قول سید کا کہ ہمنے حکما و فقہا کو اس طرح پایا ہی الخ پس اُسکا جواب یہ ہی کہ حکما امانات و اسرار کو اپنے اُسے نہین سپرد کرتے
جو کثیر السہو ہو اور اسی طرح فقہا بھی اجتناب اُسکی روایت سے کرتے ہین جسپر سہو غالب ہو نہ یہ کہ جسے مورد خاص مین
سہو ہوا ہو اور اُسکے سہو کا باعث اس مورد مین وہ حکم ہوا ہو جسنے اُسے نبوت کو سپرد کیا فقط انتہی اور راقم رسالہ کے نزدیک
یہان بھی مطلب پر سید کے یا نہین پہونچے یا اغماض عین کیا ہی کیونکہ غرض سید کی یہ تھی کہ سہو و نسیان کا عیب ہونا ظاہر کیجیے
اور وہ بقول حکما و فقہا انھون نے ثابت کر دیا کہ دونون طائفے اس سے اجتناب کرتے ہین اب رہا یہ کہ وہ جب حد کثرت کو
پہونچے تو عیب ہی اور لائق اجتناب ہی ورنہ عیب نہین ہی اور نہ کوئی اجتناب کرتا ہی اس کہنے سے اُسکا فی الجملہ عیب ہونا اور
لائق اجتناب و احتیاط کے ہونا برطرف نہین ہوتا بلکہ اس جواب مین بھی جو سید نے فرمایا تھا اُسکا اقرار ہو چکا مگر اس شرط کے
ساتھ کہ جب زیادہ ہو لیکن کہنے والے کو یہان پہونچتا ہی کہ کہے کہ جیسا سہو و نسیان عیب و نقص صاحب کا اپنے اور لائق
اجتناب و قابل احتیاط سپرد امانت و نقل روایت کے لیے باعتبار کثرت عروض باعتراف فاضل نعمانی ہوتا ہی اسی طرح
وہ مورث عیب و نقص کا باعتبار مورد اپنے اور صاحب کے بھی ہو سکتا ہی مثلاً وہ شخص کہ عوام سے ہی اور منہمک امور دنیا
یا پرورش اعیال و اطفال مین اپنی ہی اگر کسی سے وعدہ کرے اور اُسے کبھی بھول کر مخالف وعدہ کرے تو کوئی اُسپر تعجب و سرزنش
نہین کرتا بخلاف اسکے کہ اہل علم و صلاح سے اور فارغ علائق دنیا سے اور ضابط اپنے اوقات و عادات کا ہو اُس سے خلف وعدہ
ظہور مین آے تو سب کو محل تعجب ہوتا ہی بلکہ مودی بشکایت اور ذہاب اعتماد کا اُسکے سبب ہوتا ہی پس نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کے

جو ہمیشہ مراقب عظمت الٰہی رہتا ہو حالت نماز مین کہ جو خاص وہ عبادت ہی جسمین حضور قلب کے لیے تمام ہمت کو
اپنی مامور فرمایا سہو ونسیان کا صادر ہونا ایسی بات نہین ہی کہ بعد اُسکے تعجب نہو خصوصًا عوام کے دل مین یہ بات
نہ آئے کہ جیسا یہ نماز مین بھول گئے اُسی طرح اُن باتون مین بھی کہ جسکا ہمین علم نہین ہی بھولتے ہونگے اور ساتھ اسکے پھر فائدۂ
بعثت کو خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر نقصان پہونچتا ہی فتدبّر بعد اسکے پھر فاضل مذکور نے کہا ہی کہ جو علم الہدیٰ نے فرمایا ہی
کہ اگر سہو نماز مین جائز ہو تو صوم مین بھی جائز ہو الخ اُسکا جواب یہ ہی کہ تجویز سہو کی پیغمبر پر صوم مین اور جو مثالین اور
کہی ہین اُنمین اگر اُمت پر رحم کرنے کے لیے ہو تو ہم اُنمین بھی تجویز کرینگے لیکن یہ جائز ہی واقع نہین ہوا اگر اُمت پر رحمت کے لیے
نہو بلکہ مشتمل اوپر ایک قسم کے نقص پر ہو تو ہم اُسے تجویز نہین کرتے خصوصًا تبلیغ مین کیونکہ سہو کا نقص اسمین ظاہر ہی
اور رد ہ اعتماد نبی کے وعد و وعید سے ہوتا ہی فقط راقم رسالہ کہتا ہی کہ اس جواب کا حال بھی ظاہر ہی کیونکہ سید کی مراد تو یہ ہی
کہ اگر سہو نماز مین جائز ہو تو صوم مین بھی جائز ہو اور اگر صوم مین جائز ہو تو اس جواز سہو سے یہ نقص لازم آتے ہین
جسمین رحمت اُمت کے لیے ہونے کے احتمال کی گنجایش ہی نہین بلکہ بے اعتماد ہونا اُمت کا جس سے اُنکی بربادی دنیا
و آخرت کی ہی اور گنجایش فساق کو نظیر دینے کے لیے اور سراپا نقص پر مشتمل ہونا اُسکا ظاہر ہی اب ہم اُسے تجویز کرتے ہین
کہنے کا محل باقی ہی نہین سوا اسکے جو آخر مین کہا کہ ہم نہین تجویز کرتے ہم اور جب اس کہنے کے سوا چارہ نہوا تو سید کا
کیا جواب دیا گیا سوا تسلیم کے فقط پھر فاضل نعمانی نے فرمایا ہی کہ لیکن قول جناب علم الہدیٰ ثم العجب الخ اسکا جواب
یہ ہی کہ کچھ مقام تعجب کا نہین ہی بعد اسکے کہ یہ بات اخبار صحیحہ مین وارد ہو چکی ہی اور حاشا کہ صدوق علیہ الرحمہ کبھی ایسی عظیم
بات پر جرأت نہ کرتے جب تک کہ کوئی اثر روایت نہ پاتے فقط راقم رسالہ کے نزدیک یہ جواب بھی یا قلت تدبیر سے کلام
جناب سید مین دیا گیا ہی یا دانستہ بعض کو لیا ہی اور بعض کو ترک کیا ہی کیونکہ کلام اور مراد کلام جناب علم الہدیٰ یہ ہی کہ
صدوق علیہ الرحمہ نے جو یہ فتویٰ دیا ہی کہ نبی کا سہو خدا کی طرف سے ہی اور سوا آنحضرت کے اُنکی اُمت کا اور سب آدمیون کا
سہو یہ غیر خدا کی طرف سے ہی اس ادعا پر کوئی حجت نہین ہی کہ جس سے دلالت صریح اسپر واضح ہو خبر جو وارد ہی اُس سے یہ معلوم
ہو سکتا ہی کہ نبی پر خدا نے سہو کو وارد کیا تھا لیکن یہ کہ اُنکے سوا سب اُمت نبی پر اور کافہ بشر پر کبھی خدا اثر سہو ظاہر
نہین فرماتا جسکو سہو و نسیان ہوتا ہی وہ فعل غیر خدا ہی اس مجموع پر کیا حجت ہی اور غیر نبی مین کون کون نہین شریک ہو جاتے
اسکا کیا اثبات فاضل نعمانی دیتے ہین علاوہ اسکے وہ یہ فرماتے ہین کہ اسپر حجت نہین ہی اور فاضل نعمانی انھین روایات
کی طرف اشارہ فرماتے ہین جنھین وہ حجت نہین جانتے بلکہ اخبار احاد اور مخالف اجماع سمجھتے ہین جو قابلیت حجت ہونے کی
اُنکے نزدیک نہین رکھتین پھر کیونکر اُسکا تعجب اس تصریح سے رفع ہو سکتا ہی فتامّل بعد اُسکے کہا ہی کہ لیکن دوسرا تعجب
علم الہدیٰ کا جو ہی اُسکا نقص بھی پوشیدہ نہین ہی کیونکہ صدوق علیہ الرحمہ نے اقتباس آیت کا ارادہ کیا ہی یا وہ خبر ہی کہ
اُسکے لفظ کو نقل کیا ہی بدون اسکے کہ ارادہ تفسیر معنی کا اُسکے کیا ہو اور معنی اُسکے شیطان کی اطاعت ہی اس امر مین جو وہ القا کرتا ہی

وسواس کا اور سوا ائمہ علیہم السلام کے اس سے کون خالی ہی مگر جنکے لیے اَلَّذِیْنَ ہُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ وَالْغَاوُوْنَ وارد ہوا ہی وہ
مومنین کے سوا اور فرقہ مین پس گویا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ شیطان کا سلطان مومنین اور غیر مومنین سب پر ہی
لیکن مومنین مین تو سلطان اُسکا اتنا ہی کہ وسواس یا جو اُسکے مشابہ ہی اُسکا القا کرتا ہی اور غیر مومنین مین نور سے ظلمت
کی طرف نکالتا ہی ساتھ اس بات کے کہ ہم موافقت صدوق علیہ الرحمہ کی نہین کرتے مگر اُس بارے مین جسمین نص صحیح
صریح ناطق ہی اور وہ اسقدر ہی کہ حق تعالی نے نماز مین پیغمبر کو بھلا دیا تھا فقط راقم رسالہ کے نزدیک یہ جو فاضل نعمانی نے
کلام سید پر بہ نسبت اُنکے تعجب ثانی کے وارد کیا ہی اور تفسیر و تاویل خاطر خواہ کرکے بنایا اُسکا عیب بھی ظاہر ہی کیونکہ کلام
مرتبہ و طرز بیان اور ہی اور کلام النسان کی شان اور منزلت اور ہی اقتباس کے واسطے مقام مناسب محل ضرور ہی علما کو
ایسی بات کہنی چاہیے کہ جو لائق دخل ایراد کے ہو اور یہ کلام صدوق علیہ الرحمہ اس مقام پر تعاجب تو سید نے اُسے کہا اور
پھر فاضل نعمانی کو حاجت اُسکی اصلاح کے لیے تاویل بعید کی پڑی کیونکہ مراد سید کی تعجب سے یہ ہی کہ جب اُنھون نے کہا
فتوی دیتے ہین کہ سہو نبی کا خدا کی طرف سے ہی شیطان کی طرف سے نہین ہی اسلیے کہ شیطان کو نبی پر سلطان نہین ہی اور
یہ زعم کیا کہ سلطان اُسکا انھین پر ہی جو اُسکے اولیا ہین اور اُسکے ساتھ مشرک ہین اور غاوین سے اُسکے اتباع ہین اور اُسکے بعد
کہا کہ یہ سہو جو شیطان کی طرف سے ہی یہ ہر بشر کے لیے باستثنائے انبیا و ائمہ علیہم السلام عام ہی تو اس سے نتیجہ یہ پیدا ہوا
کہ کل بشر اولیا شیطان ہین اور غاوون ہین اگر شیطان کو اُنپر سلطان ہو اور سہو اُنکا خدا کی طرف سے نہو تو اعتراض جو
سید نے فرمایا وہ ترکیب کلامی پر تھا جس سے نقص عظیم پیدا ہوتا تھا اور اسی طرح آیۃ کا بیان کب ہی جس سے اقتباس کیا ہی
آیۃ مین بعض اس بیان کا ہی نہ کل اور اعتراض سید کا تمام بیان پر ہی اور آخر وہ بیان ایسا ہی اور اعتراض اتنا قوی ہی کہ جسکے لیے
فاضل نعمانی نے ایسی مراد کلام صدوق علیہ الرحمہ سے تاویل مین پیدا کی جواز قبیل اَلْمُرَادُ لَا یُرَادُ مِنَ اللَّفْظِ ہی کیونکہ کلام
صدوق بیان مفصل ہی مجمل نہین ہی کہ حصول مراد مین تاویل کا محتاج ہو علاوہ اسکے جو فاضل نعمانی نے خود تاویل مین
کہا ہی وہ خود جیسا ہی ظاہر ہی کیونکہ فاضل مذکور نے کہا ہی کہ معنی اُس خبر کے شیطان کی اطاعت ہو اُس بات مین جو وہ وسواس
کا القا کرتا ہی اور سوا ائمہ علیہم السلام کے اس سے کون خالی ہی اور بعد تفسیر کی تمامی کے کہا ہی گویا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ
شیطان کا سلطان مومنین اور غیر مومنین سب پر ہی لیکن مومنین مین تو سلطان اُسکا اتنا ہی کہ وسواس کو یا جو اُسکے مشابہ ہی
اُسکا القا کرتا ہی اور غیر مومنین مین اُسکا سلطان یہ ہی کہ اُنھین نور سے ظلمت کی طرف نکالتا ہی تو آیا القاے وسواس شیطانی سے
مومنین پر اولیاء الشیطان کا اطلاق صادق آسکتا ہی اور اگر ہو سکتا ہی تو غیر ائمہ مین جمیع اصحاب نبی اور احباب ائمہ علیہم السلام
اور جملہ شہدا اور علما و صلحا آگئے پھر یہ سب اس لائق ہین کہ مصداق اولیاء الشیطان ہون اور جب پر اولیاء الشیطان کا اطلاق
ہو چکا پھر اُسپر مومن کامل یا مومن کا اطلاق بھی ہوگا اور آیا اس ادعا پر بھی کوئی حجت ہی کہ جس سے واضح ہو کہ پیغمبر نے
یا امام نے یہ فرمایا ہو کہ باستثنائے نبی اور ائمہ علیہم السلام طبقۂ اسلام یا فرقۂ مومنین لیکن سب اولیاء الشیطان ہین بعد

اسلیے کہ حق تعالی فرما چکا سورۂ اعراف مین اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اسکا اثبات اور جواب جب تک شہادت حجت از طرف فاضل نعمانی نہ گذرے اعتراض جناب علم الہدیٰ موافق کتاب اللہ اور موید بہ حجت ہرگز لائق دفع نہین اور کوئی عیب و نقص اسمین نہین ہی بعد اسکے فاضل مرحوم نے فرمایا ہی کہ جب یہ تو سمجھ چکا تو اب جان تو کہ غایت انکار علما رضوان اللہ علیہم کی سہو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تین امر ہین پہلے اجماع جیسے وہ نقل کرتے ہین دوسرے انکا قول کہ جب عقل و نقل متعارض ہون تو عقل کو تقدیم دینگے اور نقل کی تاویل کرینگے اگر ممکن ہوگا والا طرح کرینگے تیسرے وہ روایت ہی جیسے شیخ الطائفہ تغمدہ اللہ بن حماد نے اپنی اسناد سے ابی بکیر سے کہ اسنے زرارہ سے نقل کیا ہی کہ کہا اسنے کہ مین نے جناب ابو جعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا پیغمبر خدا نے دو سجدے سہو کے کبھی فرمائے ہین حضرت نے فرمایا نہین اور اسکو کوئی فقیہ نہین کرتا اور جواب ان امور ثلثہ سے پہلی بات کا یہ ہی کہ اجماع ممنوع ہی اسواسطے کہ صدوق علیہ الرحمہ اور انکے شیخ محمد بن حسن بن ولید نے اس انکار سہو سے صریحاً انکار کیا ہی اور بہت سے محدثین کا ظاہر یہ ہی کہ اسی طرف گئے ہین اسلیے کہ انھون نے ان اخبار کو جو شان سہو مین وارد ہوے ہین نقل کیا ہی اور نقل اس طرح کیا ہی کہ اسکے بعد اسکے رد کرنے سے متعرض نہین ہوے اور ایسی نقل کرنے سے ثابت ہوتا ہی کہ گویا موافقت کرتے ہین جیسا کوئی کسی بات پر سکوت کر کے موافقت کرتا ہی اور یہ حال زمان سابق کا تھا اور ان اوقات مین معاصرین سے محقق کاشانی اور بعض مجتہدین عراق نے بھی اسی راہ کو اختیار کیا ہی فقط راقم رسالہ کہتا ہی کہ جو فاضل نعمانی نے فرمایا ہی کہ زمان سابق اور حال مین بعض علما جنکا نام انھون نے لکھا ہی وہ مخالفت کرتے ہین تو اجماع ممنوع ہوگا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کیونکہ مراد اجماع منقول سے یہ ہی کہ ایک وقت خاص مین اصحاب ایک امر پر متفق ہو چکے ہین اور اسمین نزاع و خلاف واقع نہین ہوا نہ یہ کہ کسی وقت مین کسی نے خلاف نہ کیا ہو والا وہ تو ضروریات مذہب سے موسوم ہوگا اور ایسے اجماع سے استدلال غایت مین فاضل محقق کاشانی کے کلام مین بھی موجود ہی کہ جا بجا نقل دعوی اجماع بھی ہی اور ذکر اسکے خلاف کا بھی ہی علاوہ اسکے یہ شبہہ فاضل نعمانی کا بیکار ہی کیونکہ اہل اصول اجماع منقول کو جو کاشف قول معصوم کا ہی حجت احکام شرعیہ فرعیہ مین جانتے ہین نہ اصول اعتقاد مین یہان ادلہ قطعیہ کو جو مفید تیقین کو ہین حجت جانتے ہین اور وہ جملہ عقلا کا جو اولوا الالباب علمائے کرام سے ہین متفق ہونا ایک امر پر ساتھ تائید ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اور یہان یہ بات حاصل ہی کہ اخبار بھی عدم جواز سہو پر دلالت کرنے والے موجود ہین اور عقلا بھی سہو ممنوع ہی اور اکثر علمائے فحول کا بھی مختار یہی ہی کہ ہرگز سہو و نسیان نبی پر جائز نہین ہی اور مراد جناب سید کی یہان یہ اجماع ہی نہ وہ اجماع منقول جو مفید ظن کو اور مستعمل احکام فرعیہ کے استدلال مین ہوتا ہی وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ اور فی الواقع ایسی کثرت علمائے اعلام کی اس اتفاق مین ہی کہ اب جو کوئی خلاف اسکے کہتا ہی تو وہ کالعدم کے مرتبہ مین ہی کیونکہ جنکے نام فاضل مرحوم نے لیے وہ بمقابل علمائے منکرین سہو کے معدود اور معلوم النسب ہین اور یہ جو انھون نے کہا کہ بہت محدثین نے ان اخبار کو نقل کیا ہی بے اسکے کہ انکی رد کی طرف متعرض ہوے ہون تو وہ شیخ الطائفہ ہین گو انھون نے

تہذیب مین یہ اخبار نقل کیے ہین لیکن پھر یہ بھی لکھ دیا ہی کہ مین اسلیئے نقل کرتا ہون کہ جو کچھ اسمین ہی اُسکا حکم معمول بہ غیر تقیہ کے
لیے ہی پھر اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ نقل موافقت صدوق علیہ الرحمہ کے لیے نہین ہی جس سے کا الموافقۃ السکوتیہ نام رکھین
اور اگر محقق کاشانی کا اور بعض مجتہدین عراق کی موافقت اجماع کے منع پر حجت لاتے ہین تو شیخ بہائی علیہ الرحمہ کو دیکھنا چاہیے
اور مصنف بحار الانوار اخوند مجلسی علیہ الرحمہ کے قول کو دیکھین جو اُنکے اُستاد ہین کیونکہ جناب شیخ بہائی علیہ الرحمہ کے قول کو خود
اُنھون نے لکھا ہی کہ وہ فرماتے ہین جسکا محصل یہ ہی کہ سہو کی نسبت کو ابن بابویہ علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کرنا اولیٰ ہی
اِس سے کہ نبی کی طرف منسوب کرین اور جہان کہین کہ قول صدوق علیہ الرحمہ کو جو انھون نے فرمایا تھا کہ اگر خدا نے مجھے
توفیق دی تو ایک کتاب مستقل کیفیت سہو نبی مین لکھونگا نقل کیا ہی کہا ہی الحمد للہ الذی لم یحقق لتصنیف ذلک الکتاب
فقط اور طرفہ مضمون یہ ہی کہ اس کلام شیخ بہائی علیہ الرحمہ کو فاضل نعمانی اُنکے ظرائف پر حمل کرتے ہین اور جناب اخوند مجلسی نے
حیات القلوب مین جو فرمایا ہی اُسکا محصل یہ ہی کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے اور بعضے محدثین نے اگرچہ تجویز کیا ہی کہ حق تعالیٰ نے
بنظر مصلحت آنحضرت پر سہو وارد کیا تھا کہ نماز مین یا غیر اُسکے مین سوا اُسکے جو متعلق بہ تبلیغ رسالت ہی کہ اُسمین سہو کسی طرح
جائز نہین ہی سہو فرمایا ہی لیکن معظم علماے امامیہ رضوان اللہ علیہم اسکے قائل نہین ہوے ہین اور وہ کسی طرح سہو و نسیان کو
نبی پر جائز نہین جانتے اور وہ احادیث جو سہو کے واقع ہونے پر دلالت کرتی ہین اُسے تقیہ پر حمل تے ہین واللہ اعلم کذلک
حقیقۃ الحال اب بانصاف دیکھنا چاہیے کہ مجتہدین عراق وغیرہ مین بہتر شیخ بہائی علیہ الرحمہ و اخوند مجلسی علیہ الرحمہ سے
کون ہوا ہی جیسا کہ مشہور اور کتب اور تحقیقات اُنکی اُنکی جلالت قدر پر شاہد ہین علاوہ اسکے اس فتوے کا کہ نبی کو تبلیغ رسالت مین
سہو جائز نہین ہی اور اسکے سوا جائز ہی قول عصمت انبیا کے مخالف ہونا ظاہر ہی کیونکہ جب سہو جائز ہوا تو کسی طرح یہ نہین
ہوسکتا کہ عمداً اور سہواً قبل نبوت اور بعد نبوت اُنسے گناہ سرزد نہین ہوسکتا اور عصمت اُنکی مختار کافہ فرقہ شیعہ اثناعشری ہی
کہ جسمین صدوق علیہ الرحمہ و اُنکے شیخ اور محقق کاشانی اور کل مجتہدین عراق وغیرہ متفق ہین پھر کس طرح ہوسکتا ہی کہ یہ
دعوی اجماع منقول ممنوع ہو فتدبر پھر فاضل مذکور نے کہا ہی کہ لیکن دوسرا امر پس قول ابھی اُسمین بشتیر ہو چکا ہی اور یہ بات ہی
کہ دلیل عقلی مطلقاً مقدم نہین ہوتی بلکہ کبھی مقدم ہوتی ہی جب کہ موید بنقل ہو تو حقیقت مین وہ تعارض نقلین ہی والا
پس دلائل خود اپنے نفس مین تمام نہین ہین چہ جائیکہ اُنسے احکام شرعیہ کا اثبات کیا جاے فقط راقم رسالہ کہتا ہی کہ ضعف
اس قول کا بھی ظاہر ہی کیونکہ دلیل عقلی ایسی چیز ہی کہ اُسی کے ذریعہ سے خدا کو اور رسول کو جو شارع ہی پہچانتے ہین اثبات
احکام شرعیہ کیسا حق تعالیٰ نے اپنے لطف سے ایک حجت دلیل عقل کو پیدا کیا دوسرا حجت دلیل نبی و امام کو بھیجا اگر وہ
نہوتے تو کبھی ہدایت نبی کی موثر نہوتی جیسا کہ مجانین و سفہا کو کچھ فائدہ بعثت سے حاصل نہین ہوسکتا
لیکن شاید فاضل معظم الیہ دلیل عقلی سے مطلقاً ادلہ عقلیہ جو موافق ضوابط حکماے یونانین مین سمجھے ہین جس سے انکار تے ہین
تو ایسا نہین ہی بلکہ دلیل عقلی جو کہتے ہین اُسکی دو قسمین ہین ایک وہ جو موافق قوانین منطق اور اُنکی اصطلاح مین موسوم بحجت ہی

اور نیز یہ ابحاث احکام شرعیہ مین مداخلت چندان نہین ہی اور دوسرے وہ کہ موافق ضوابط شرعیہ ہی اور کلام علما مین
دلیل عقلی سے ہمیشہ یہ مراد ہی اور وہ لائق اسکے نہین ہی اور ان ادلہ کو یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ اپنے مرتبہ مین خود غیر تام ہین کیونکہ
اگر وہ غیر تام ہون تو احکام شرعیہ غیر معتبر ہو جائین اور اصول عقائد بے دلیل ہو جائین بلکہ وہ معتبر تام فی انفسہا ہین
اور انھین سے اثبات و تنقیح احکام شرعیہ کی ہوتی ہی مثلاً بیان توحید مین جو ادلہ عقلیہ کہ جناب امیر علیہ السلام نے بیان اثبات
واجب مین اور اسکے یگانہ ہونے مین فرمائی ہین کسکی مجال ہی کہ اُسے رد کر سکے یا اُسے کہہ سکے کہ غیر تام ہین اسی طرح جمیع
احکام شرعیہ کے لیے دلیل عقلی قول معصوم علیہ السلام ہی جبکہ موافق اُن ضوابط شرعیہ کے ہو جیسے اُنھون نے ضابطہ قرار دیا
اور ضابطہ اسکا مثلاً وہی ہی کہ متشابہ کو محکم پر مجمل کو اُنکے کلام مفصل پر جو حال تقیہ مین کلام فرمایا ہی اُسے اُس کلام پر جو غیر
حال تقیہ مین فرمایا ہی عرض کرین شاذ کو مجمع علیہ سے ملائین جیسے موافق ضابطہ شرعی پائین اسپر عمل کرین ورنہ تاویل کرین
یا توقف کرین یا طرح کرین سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا ہی زمان غیبت مین اور یہ وابستہ بعقل ہی اسی سے اسکا نام دلیل عقلی ہی
اور جتنے احکام شرعیہ ہین سب کے لیے قرآن اور کلام معصوم علیہ السلام جسے فاضل نعمانی دلیل نقلی کہتے ہین بعد اسکے کہ
مرتبہ یقین و صحت کو پہونچ جائے کہ یہ کلام خدا یا کلام معصوم ہی پس وہی دلیل عقلی ہی کہ اُس سے انحراف جائز نہین ہوتا
بسبب اُنکے واجب الاتباع ہونے کے لقولہ تعالی اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم اور فاضل مذکور نے
جو فرمایا کہ دلیل عقلی ہر جگہ مقدم نہین ہوتی بلکہ کبھی ہوتی ہی جب موافق نقل ہو یہ حکم اُس دلیل عقلی کا ہی کہ جو بطور حکما نظریات
صرفہ سے ہین فقط بعد اسکے فاضل نعمانی نے فرمایا ہی کہ لیکن تیسرا امر یعنی روایت شیخ الطائفہ پس اسکا جواب یہ ہی کہ روایت
ابن بکیر کی اور اسکے حال کی مشہور ہی اور روایت مشہور معارض اخبار صحیحہ کی نہین ہوتی ساتھ اس بات کے کہ اگر اُسکے
ظاہر سے قائل ہونا خلاف وجدان ہی یعنی اُسے دل نہین مانتا اور اسکے ساتھ اُسمین بھی تو تاویل جاری ہو سکتی ہی اس طرح کہ
کہین مراد حضرت کی یہ ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے سجدے سہو کے مثل اپنے غیر کے زیادہ اور بسبب اُسکے کہ
وساوس شیطانی اُنکی طرف منتہی ہوا ہو نہین فرمائے کیونکہ وہ ہمارے رحمن تھا فقط اور راقم رسالہ کے نزدیک یہ ہی
جواب خالی از ذہن نہین ہی کیونکہ یہ جو وہ کہتے ہین کہ روایت ابن بکیر مشہور ہی اُسے اخبار صحیحہ کے معارضہ کی قوت نہین اور
اُسکے ظاہر کو دل قبول نہین کرتا امر وجدانی کا دعوی ہر شخص کو پہونچتا ہی کہ کرے لیکن وہ بھی ایک قسم دلیل عقلی کی ہوگا
جیسے فاضل مرحوم ناتمام فرما آئے ہین لیکن وہ حدیث ایسی مشہور ہی جسکے لیے شیخ الطائفہ نے فرمایا ہی کہ یہ وہ حدیث ہی
کہ جسکے مضمون سے فتوی دیتا ہون اور وہ حدیثین کہ جنھین مین نے نقل کیا ہی کتاب مین وہ موافق مذہب اہلسنت ہین
اس صورت مین کیا وجہ کہ یہ حدیث اُسکے معارض نہو علامہ حلی علیہ الرحمہ نے نہج الحق و کشف الصدق مین اسی خبر
ذی الشمالین کو اور جو اسکے امثال ہین اُنکی سند سے بمقام الزام خصم نقل کیا ہی پھر اس مشابہت کے بعد بھی ابھی اُن اخبار کو
قوت اخبار صحیحہ کی باقی ہی اور جو تاویل اس حدیث کی فرماتے ہین کہ شاید مراد یہ ہو کہ حضرت نے سجدے مثل اپنے غیر کے

زیادہ اور باسہاے شیطانی نہین فرماے اِسکی گنجایش کہان ہی کیونکہ اسمین صاف یہ ہی کہ زرارہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے صاف یہ پوچھا کہ هَلْ سَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ قَطُّ قَالَ لَا وَلَا يَسْجُدُهُمَا فَقِيهٌ یعنی نہین سجدہ کیا اور نہ اُن سجدون کو کرتا ہی نہ کریگا کوئی فقیہ کیونکہ صیغہ مضارع کا ہی جو مشترک زمان حال و استقبال مین ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ مراد فقیہ سے یہان امام علیہ السلام ہین والا اور علما و فقہا کے لیے اُس سے نفی تو ہو نہین سکتی اِس صورت مین اگر فاضل نعمانی کی تاویل صحیح ہو کہ سجدے سہو کے حضرت نے فرماے ولیکن نہ بطور اپنے غیر کے تو ائمہ کے لیے بھی اِس سے ثابت ہوگا کہ سجدے سہو کے فرماتے تھے لیکن نہ مثل اپنے غیرون کے تو پیغمبر کے لیے نماز مین تو اسہاے رحمٰن اِسلیے تجویز کیا گیا کہ اُمت پر ترحم کی مصلحت ہی تو آیا وہ اِسہا ترحم کے لیے کافی نہین ہوا جب سب امامون سے سہو و نسیان نماز مین ہوے تو ترحم اُمت پر کامل ہو یہ خوب تاویل کی کہ جس سے سہو نبی تو ثابت کیا تھا لیکن ائمہ کا بھی سہو و نسیان ثابت کر دیا حالانکہ اِسکا اثر اخبار مین بھی نہ تھا فی الواقع یہ ایسی تاویل ہی جسکے لیے یہ کہنا صحیح ہی کہ تاویل القول بما لا یرضی بہ قائلہ اور سوا اِسکے اُس روایت مین فاضل نعمانی کی اُس تاویل کو کہان گنجایش ہی جو تفسیر نعمانی سے منقول ہی جابر ابن اسمٰعیل سے کہ امام معصوم ہی گناہون سے اور خطا و سہو نہین کرتا اور نہین بھولتا پھر جب امام علیہ السلام کا یہ حال ہی تو نبی کے لیے یہ فضیلت بطریق اولیٰ ثابت ہونی ضرور چاہیے فتدبر بالجملہ حقیقت یہ ہی کہ جو کچھ فاضل نعمانی علیہ الرحمہ نے جواب جناب علم الہدیٰ مین زور دکھایا یہ فی الواقع بے اصل ہین اور اِسکی کچھ ضرورت نہین تھی کیونکہ تجویز و اسناد اُس نقص کے جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کی طرف جس سے باب عصمت انبیا علیہم السلام مین خلل واقع ہوتا ہی اور اساس نبوت سست ہوا جاتا ہی بہت عظیم ہی بہ نسبت اُس الزام کے جو اِس فتویٰ دینے سے جناب صدوق علیہ الرحمہ کی طرف عائد ہوتا ہی کیونکہ صدوق معصوم نہین ہین اور غیر معصوم خطا و زلل مین مبتلا ہوتے ہین پس از بس نہین کہ یہ مثل خطاے اجتہادی ہو و لا غرو فان الجواد قد یکبو و السیف قد ینبو خصوصاً جبکہ وجہ بھی ظاہر ہو کہ اُنکے شیخ کا بھی یہی مسلک تھا اور اُس اعتماد و حسن ظن نے جو اُنکو اپنے شیخ کے ساتھ تھا اِسطرف مائل کیا اور کہا جو کچھ کہا اِس ایک بات سے اُنکی جلالت قدر اور جو منصب جلیل فقہ و حدیث مین اُنکو حاصل تھے کہ جس سے اعتماد چاہیے وہ زائل نہین ہوتا اور جناب علم الہدیٰ نے جو اِسکی رد مین مبالغہ فرمایا اِسکا منشا اول حمایت امر حق اور رفع کرنا نقص کا تھا جو بہ نسبت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اِس سے راجع ہوتا تھا دوسرے تنبیہ اورون کی تا کہ پھر کوئی علما سے موافق صدوق کے غفلت نہ کرے اور خائف ہو کہ جب باوصف اِس جلالت قدر صدوق علیہ الرحمہ کے علما نے یہ کچھ کہا اور راضی نہوے تو واے بر حال دیگران تیسرے جناب سید کو مقابلہ خصم کا رہتا تھا اور اُدھر سے شکست دعوی عصمت انبیا کے لیے اِن فقرون سے استدلال لایا جاتا تھا اِسلیے ضرورت اِسکی واقع ہوئی کہ اُسے اِسطرح دفع کیجیے کہ خصم جانے کہ وہ اُنکے مسلمات سے نہین ہی بلکہ مطروح و مردود ہی قابلیت اِسکی نہین رکھتا کہ اُسے اُنپر حجت تمام کرین پس ایسی میدان مین یہ چاہیے تھا کہ فکر کرتے اور مراد کلام اور مقام سخن کو سمجھتے اور عنان توسن بیان کو مضبوط پکڑتے نہ کہ چھوڑتے اور رد کرتے

اُسے جسکا صواب ظاہر ہی اور اُسکی تصحیح سے مذہب فرقہ کی تائید ہی اور بناتے ہین بات کو جس سے کتنا ہی تہلکہ واقع ہوتا ہی کہ باب عصمت پکڑتا ہی لائق انصاف ہی کہ جب سہو نسیان کو نبی کے لیے بھی تجویز کیا تو وہ دلیل عقلی جس سے تنزیہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی اُس نقص سے کرتے تھے وہ تو بمقابل خبر ساقط ہی ہوئی ایک ضعف تو اِس دعوے تنزیہ کو یہ عارض ہوا اور تجویز سہو و نسیان کی اپنے عموم پر تبلیغ رسالت اور غیر تبلیغ رسالت دونون کو شامل ہوئی بعد اُسکے اب یہ بات کہ تبلیغ مین نہین ہوتا غیر تبلیغ مین ہوتا ہی اِس تخصیص کے لیے روایت کے سوا اور کوئی مخصص نہین ہی اور خبر مخصص بہ نسبت اُن اخبار کی جنسے فقط سہو و نسیان کا ہونا اُنسے ثابت ہوتا ہی بہت کم بلکہ بمنزلہ شاذ و نادر ہی پھر اُسکا کیا نتیجہ ہو اور جب نسیان و سہو کے نبی سے صادر ہونے کے فی الجملہ قائل ہو چکے تو روایات حضرات اہلسنت سے جنمین سہو نبی کا ذکر ہی انکار کی کیا وجہ اور کہان گنجائش باقی ہی سوا اِسکے کہین کہ یہ خبر ہمارے یہان نہین ہی اور فقط اِس کہنے سے تقصی اور نجات دست خصم سے ممکن نہین کیونکہ اُنھین گنجائش ہوگی کہ وہ کہین کہ گو تمھاری اسناد مین سلسلہ اِس حدیث کا نہین ہی لیکن تمھارے اصول و ضوابط کے تو موافق ہی پھر کیون نہین تسلیم کرتے جیسا حال اور اخبار مین ہی اور اگر اُنھین تسلیم کیا جاے تو وہ خرابیان اُس سے عائد ہوتی ہین جو علامہ حلی علیہ الرحمہ نے نہج الحق و کشف الصدق مین کہا ہی اور اُسکا محصل یہ ہی کہ انبیا سب معصوم ہین اور امامیہ سب اِس طرف گئے ہین کہ انبیا معصوم ہین صغائر و کبائر سے اور جمیع معاصی سے منزہ ہین پہلے نبی ہونے سے اور بعد مبعوث ہونے کے بطور عمد و نسیان کسی طرح سے اُنسے معصیت نہین ہوتی اور ہر رذیلہ و نقص سے اور جو بات خساست پر مشتمل ہو اُس سے منزہ ہین اور اہلسنت نے اِس سے مخالفت کی ہی اور انبیا پر تجویز سہو کی کی ہی اور بعض نے کفر کی تجویز اُنپر کی ہی قبل بعثت کے اور بعد بعثت کے اور سہو و خطا کو اُنپر تجویز کیا ہی اور پیغمبر خدا کو منسبت دی ہی سہو کی طرف قراءت مین ساتھ اُس بات کے جو موجب کفر ہی پس کہا ہی کہ وہ حضرت نماز صبح پڑھتے تھے قرأت سورہ وَالنَّجْم مین جب پڑھنے کا مقام اِس آیہ کے پہونچا اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى تو وہان پر یہ پڑھا تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى مِنْهَا الشَّفَاعَةُ تُرْتَجٰى پس آیا وہ اِس لائق ہین جنسے شفاعت کی امید کی جاے پناہ بخدا اِس بات سے کہ ایسی بات کی طرف پیغمبر منسوب کیے جائین اور وہ موجب شرک ہی پس کیا عذر ہوگا کل کے روز پیغمبر خدا کے سامنے اور پھر اُسی کتاب مین کہا ہی کہ روایت کی ہی اُنھون نے کہ آنحضرت نے نماز ظہر کی دو رکعتین پڑھین پس اصحاب نے کہا کہ آیا نماز کو قصر فرمایا یا آپ بھول گئے اے پیغمبر خدا حضرت نے فرمایا یہ کیون کہتے ہو عرض کیا کہ آپنے دو رکعتین پڑھین حضرت نے اِس بات پر دو آدمیون سے گواہی طلب فرمائی جب اُنھون نے گواہی دی تو کھڑے ہوے اور نماز کو تمام کیا اور اُنھون نے صحیحین مین روایت کی ہی کہ آنحضرت نے سب کے ساتھ عصر کی نماز کی دو رکعتین پڑھین اور اپنے حجرے مین داخل ہوے بعد اُسکے بعض حوائج کے لیے نکلے تو بعض صحابیون نے یاد دلایا بعد اُسکے نماز کو تمام کیا پس کون سی منسبت اِس سے زیادہ ناقص تر ہی اور رونا رہ مین زیادہ ہی

کیونکہ وہ دلالت کرتی ہو اس بات پر کہ پیغمبر خدا نے عبادت پروردگار سے اپنے اعراض و اہمال کیا اور نماز کو چھوڑکر دوسرے کام مین مصروف و مشتغل ہوے اور اگر نعوذ باللہ ہوا بھی ہو تو خود اپنے سہو کا تدارک کیا اسی طرح بہت سے نقص پیغمبر خدا کی طرف منسوب کیے ہین چنانچہ صحیحین مین ابی ہریرہ سے روایت ہی کہ کہا اُسنے کہ ہمنے اقامت نماز کہی اور صفون کو نماز گذارون کی برابر کیا قبل اسکے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف لائین پس جب حضرت اپنے مصلے پر کھڑے ہوے تو یاد فرمایا کہ غسل جنابت نہین کیا پس ہمسے فرمایا کہ تم سب اسی جگہ اپنے مقام پر کھڑے رہو ہم سب کھڑے رہے اور حضرت تشریف لیگئے اور غسل فرمایا بعد اُسکے ہماری طرف تشریف لاے درحالیکہ پانی کی بوندین سر سے ٹپکتی تھین پس تکبیر کہی اور ہمنے سب نے نماز پڑھی اب عاقل کے دیکھنے کا مقام ہی کہ آیا ادنی شخص کا بھی حال اگر یہ کہا جاے کہ اُسکی نماز کا وقت داخل ہوا اور وہ صف نماز گذاران مین آگر کھڑا ہو گیا باوصف اسکے کہ جنب سے تھا تو وہ اِس کہنے کو اچھا نہ جانے گا اور واقع مین سبب اِسکا اور کچھ سوا اسکے نہین ہی کہ وہ شخص اپنے پروردگار کی عبادت مین تقصیر کرتا ہی اور مسارعۃ عبادت کی طرف نہین کرتا حالانکہ حق تعالی نے حکم مسارعۃ فرمایا لقولہ تعالے سَارِعُوا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اور کون مکلف اِس حکم کے قبول کرنے مین پیغمبر سے زیادہ تر لائق ہی اور روایت ذی شمالین کو اسطرح لکھا ہی کہ ایک بار نماز عشا کے لیے اور میرا اکثر گمان یہ ہی کہ نماز عصر کے لیے کہتے ہین کہ دو رکعتین پڑھین بعد اُسکے وہ حضرت کھڑے ہو کر اُس اینٹ تک جو مقدم مسجد مین تھی تشریف لیگئے اور ہاتھ اپنا اُسکی طرف رکھا اور اِس جماعت مین ابوبکر و عمر تھے پس اُن دونون صاحبون نے پیغمبر خدا سے خوف و شرم کر کے خود کچھ کلام نہ کیا اور جلدی چلے گئے پیشتر اِس سے کہ اور لوگ اِس عیب کو کھولین اور سب نے کہا کہ اے پیغمبر خدا آیا آپ نے نماز مین قصر فرمایا اور ایک شخص تھا کہ اُسے ذوالیدین کہتے تھے اُسنے کہا کہ اے نبی اللہ آیا بھول گئے آپ یا نماز مین قصر فرمایا حضرت نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ نہ مین بھولا نہ قصر کیا اُسوقت اُسنے کہا کہ بلکہ آپ بھول گئے اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ ذوالیدین نے سچ کہا پس کھڑے ہوے اور دو رکعتین پڑھین اور سلام ادا فرمایا اسکے بعد علامہ فرماتے ہین کہ اب صاحب عقل دیکھے کہ آیا ایسی بات کی نسبت پیغمبر کی طرف جائز ہی اور کیونکر فعل نبی سے جائز ہو کہ نسیان کے بعد پھر فرمائین کہ مین بھولا نہین کیونکہ یہ تو ایک سہو مین دوسرا سہو ہی الخ بالجملہ اُن وجوہ سے جناب سید اور اکثر علمانے اسکے رد کرنے کی طرف توجہ فرمائی اور اگر فاضل نعمانی بھی ایسا کرتے تو اول تائید و تقویت مسئلہ عصمت انبیا کے تھے اور ثانیا اکثر کی موافقت تھی اِس حمایت سے قول شاذ کو قوت دی گئی اسلیے راقم رسالہ کو اسکے رد کرنے کی ضرورت پڑی والا جلالت قدر فاضل نعمانی علیہ الرحمہ کی بھی ایسی نہین کہ اُنکے کلام کی تردید کا ارادہ کرتا بالجملہ لائق اعتماد اِس بارے مین جو مشتمل اوپر احتیاط کے ہی قول جناب غفران مآب علیہ الرحمہ ہی جسکا محصل یہ ہی کہ فرماتے ہین کہ میرے گمان مین یہ ہی کہ سہو حضرات پر جائز نہین لیکن چونکہ اعتقادیات مین کسی چیز کے ساتھ حکم کرنا بدون قطع و یقین کے حاصل کیے نہین ہو سکتا حکم حتمی مین توقف کرنا چاہیے اور اکتفا کیا جاے بیان مین اِس بات پر کہ قول عدم جواز سہو کا رجحان و اولی ہی

فقط اور جناب سید سند نے بھی حدیقہ سلطانیہ مین اس کلام کی نقل فرمانے کے بعد فرمایا ہی کہ والاخر کما افاد و لاریب فی صحۃ ھذا القول وعلیہ الاعتماد بل یمکن دعوی القطع بذلک انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ ورفی الواقع یہ ہی کہ عاقل کو زمان غیبت مین اس جگہ سے بہتر نہین ہی اور راقم رسالہ کا بھی یہی مختار ہی واللہ الہادی الی سبیل الرشاد باقی رہی تنزیہ پیغمبرون کی اُن امراض سے جنسے دیکھنے والون کو نفرت ہوتی ہی اور عدم جواز اسکا تجرید وغیرہ سے مذکور ہو چکا ہی کہ مشہور اماقیہ مین یہ ہی کہ انبیا اُس سے بھی بری ہون لیکن حضرت ایوب کا قصہ جسطرح سے کہ علی بن ابراہیم وغیرہ اور اُنکے سوا اور بھی علماؤن نے ذکر کیا ہی وہ دلالت اسکے خلاف پر کرتا ہی کیونکہ قمی نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے جو روایت کی ہی اُسکا محصل یہ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ایوب بسبب شکر نعمات جناب باری کے بلاؤن مین مبتلا ہوے کیونکہ اس بات سے شیطان کو حسد ہوا پس درگاہ خدا مین عرض کیا کہ ایوب جو تیرا شکر کرتے ہین وہ اسلیے ہی کہ تو نے اُنھین نعمتین دنیا کی دی ہین اگر اُنھین تو نعمات سے محروم فرماے تو پھر تیرا شکر نہ کرین پس مجھے اُنکی دنیا پر مسلط فرما دیکھ کہ اُنکا کیا حال ہوتا ہی جب اجازت پائی خدا کی طرف سے تو اُنکے مال کو اور اولاد کو ہلاک کیا بعد اُسکے اُنکے اعوان کو جمع کیا اور اُنکی زراعتون کو جلا دیا پھر خدا سے خواہش کی کہ مجھے اُنکے بدن پر آنکھ اور عقل کے سوا مسلط کر اُسکے بعد اُنکے جسم مین ہوا کہ تمام بدن اُنکا ایک قرحہ ہو گیا اور مدت تک اسی حالت پر رہے اور ہر حال مین شکر خدا سے غافل نہوتے تھے بلکہ اُنکا شکر زیادہ ہوتا تھا یہان تک کہ جسم مین اُنکے کیڑے پیدا ہوے پس جو کیڑا کہ اُنکے جسم سے باہر آجاتا تھا اُسے اُسکے مقام پر رکھ دیتے تھے یہان تک کہ بدبو اُنکے بدن مین پیدا ہوئی اور جس گانون مین رہتے تھے وہان والون نے اُنھین گانون سے نکال کر ایک خرابہ پر گانون سے باہر ڈال دیا بعد اُسکے حضرت یوسف کی بیٹی کہ اُنکا نام رحمت تھا وہ لوگون سے مانگ لاتی تھین اور حضرت ایوب کو جو اُنکے شوہر تھے دیتی تھین جب یہ زمانہ بلا کا زیادہ گذرا اور شیطان نے قوت صبر ایوب کو دیکھا تو جو اصحاب اُنکے کہ پہاڑون مین راہب تھے اُنکے پاس گیا اور کہا کہ اُس بندہ مبتلا سے پوچھین کہ وجہ ابتلا کی اُسکے کیا ہوئی وہ لوگ اپنے اشترون پر سوار ہو کر آے جب اشتر اُنکے قریب آے تو بسبب بدبوئی کے بھاگ گئے اُسوقت وہ سب پیادہ پا ہو کر آئے اور اُسکو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اسقدر ابتلا نہین ہی مگر کسی ایسے گناہ سے کہ ایوب ہمسے اُسے چھپاتے تھے ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ے عزوجل جانتا ہی کہ مین اُسکی خوشی و رضامندی چاہتا تھا اور جو عبادت کہ دشوار تر ہوتی تھی اُسے اختیار کرتا تھا پس ایک جوان نے اُن مین سے اُس کہنے والے سے کہا کہ تو نے پیغمبر پر طعن کی یہان تک کہ اُسنے اپنی عبادت کو ظاہر کیا اور کہا کہ خداوندا اگر مجلس عادل و حکومت مین اپنی بیٹھے تو اپنی حجت کو ظاہر کرون پس حق تعالی نے ایک ابر کو بھیجا اور فرمایا کہ مین حاضر و ناظر ہون اپنی حجت کو کہو پس اپنی طاعت و مشقت کو جو راہ خدا مین کی تھی ذکر کیا حق تعالی نے جواب مین فرمایا کہ طاقت اور توفیق اور اعانت کسنے تھی اُسوقت اپنے کہے سے پشیمان ہوے اور خاک اپنے منہہ مین ڈالی اور طلب عفو خدا سے کیا پس حق تعالی نے سب نعمتین اپنے اموال و اولاد سے پھر ایوب کو عطا فرمائین لیکن کتاب خصال مین مروی ہی کہ

ایوب بے اسکے کہ کوئی عصمت اُنسے ہوتی سات برس مبتلا رہے بار ہستیکہ انبیا معصوم ہین کوئی گناہ چھوٹا اور بڑا نہین کرتے ہین اور ٹیڑھی راہ پر نہین جاتے اور اُن بلاؤن کے ساتھ بدبوئی اُن مین نتھی اور صورت اُنکی متغیر نہوئی تھی اور پیپ و لہو اُنسے جاری نہوتا تھا اور نہ کوئی کثافت کی راہ سے اُنسے وحشت کرتا تھا نہ اُنکے بدن مین کیڑے پڑے تھے اور حق تعالیٰ کی شان اپنے پیغمبرون کے اور دوستون کے مبتلا کرنے مین یہی ہے اور لوگ اُنسے جو دوری کرتے تھے اُسکا سبب اُنکی فقیری اور حاجتمندی تھی کہ بسبب اُسکے اُنکی قدر نہ جانتے تھے اور یہ اُنھین نہ معلوم تھا کہ حق تعالیٰ اُنکی مشکل کو کھولنے مین پھر تائید فرمائیگا حالانکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے جسکا محصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ بلا پیغمبرون کی ہے بعد اُنکے اولیاؤن کی ہے پھر جو اُنکے مثل ہین پھر جو اُنکے مشابہ ہین اور اسکے سوا نہین ہے کہ مبتلا کرتا ہے خدا پیغمبر کو بلاے بزرگ مین تاکہ لوگ زیادہ خدا کی نعمت کو اُنپر مشاہدہ کرکے اُنھین کو خدا نہ قرار دین اور جانین کہ ثواب دو قسم پر ہے ایک استحقاقی ہے اور دوسرا وہ جو بسبب اختصاص کے ملتا ہے اور اُنکے ضعیف ہونے کو بسبب اُنکے ضعف کے اور فقیری کو اُنکی بسبب فقر کے حقیر نجانین اور جانین کہ بیمار کرنے والا اور صحت کا دینے والا خدا ہے کبھی ایسا ہے کہ بیماری کو عبرت کے واسطے کبھی سعادت کے لیے کبھی شقاوت کے باعث سے جسپر چاہتا ہے مسلط کرتا ہے اور وہ ان سب احوال مین عدل و حکمت کو ہاتھ سے نہین دیتا اور جو اصلح ہے وہی کرتا ہے اور اس حدیث سے جو موید بدلیل عقل ہے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی روایت تقیہ کی راہ سے اہل خلاف کی روایت کے موافق وارد ہوئی ہے پس اُس سے غافل ہونا نہ چاہیے

فصل چوتھی بیان مین طریق اثبات نبوت انبیا کے ہے

فصل چوتھی بیان مین طریق اثبات نبوت انبیا کے

جان تو کہ پیغمبر کے پہچاننے کے لیے اس سے بہتر بات نہین ہے کہ معجزات اور خوارق عادات اُنکے ہاتھ پر دعوی نبوت کے ساتھ جاری اور ظاہر ہون اور معجزہ کی تعریف مین جناب سید سند اعلی اللہ مدارجہ فی الجنۃ نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہے کہ معجزات اور خوارق عادات وہ اُمور ہین کہ بنظر طاقت بشری کے اُنکا وقوع محال عادی ہو اور بنظر قوت پروردگار کے وہ غیر ممکن نہین ہون بلکہ سہل و آسان ہون اور خدا کی غرض اُنکے اظہار سے پیغمبرون کے ہاتھ پر اُنکی تصدیق ہے تاکہ سب پر ظاہر ہو کہ یہ خدا کی طرف سے خلق کی ہدایت کرنے کو بھیجے گئے ہین اور یہ تعریف معجزے کی بہت صاف اور واضح اور محفوظ عن اعتراضات ہے اور جناب محقق علیہ الرحمہ نے تجرید مین فرمایا ہے کہ طریقہ نبی کے صدق کے پہچاننے کا معجزے کا ظاہر ہونا اُنکے ہاتھ پر ہے اور وہ ثابت ہوتا ہے ایک چیز کا جسکا وقوع عادت کے موافق جاری نہو یا معدوم و مفقود ہونا ایسی چیز کا کہ اُسکے مفقود ہو جانے کی عادت جاری نہو اور اس تعریف کے موافق حقیقت معجزہ کی نہین ہے مگر خارق عادت کیونکہ عادت وجودی اور عدمی دونون حالتون مین ماخوذ ہے پس محقق علیہ الرحمہ کا قول خرق عادت کے ساتھ اُس تعریف کے ضمن مین جو معجزے کے لیے ذکر فرمایا ہے اسطرح سے کہ وَهُوَ ثُبُوتُ مَا لَيْسَ بِمُعْتَادٍ أَوْ نَفْيُ مَا هُوَ مُعْتَادٌ مَعَ خَرْقِ الْعَادَةِ وَمُطَابَقَةِ الدَّعْوَى مستدرک ہوگا اور اسی لیے فاضل قوشجی نے کہا ہے وَاَمَّا قَوْلُهُ مَعَ خَرْقِ الْعَادَةِ لَغْوٌ مَحْضٌ وَلَعَلَّهُ مِنْ طُغْيَانِ الْقَلَمِ اور شارح بدخشی نے بھی اُنکی تبعیت کی ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ اُنھون نے محقق کے کلام کی مراد بھی نہین سمجھی کیونکہ ثبوت اُس چیز کا

جو معتاد نہو اور نفی اُسکی جو معتاد ہو اگرچہ لغت کی راہ سے خرق عادت کے معنی مین ہو لیکن عرف خاص بلکہ عرف عام مین
خرق عادت سے اعم ہے کیونکہ معتاد یہ ہو کہ آدمی ہر روز کھانا کھاتا ہو لیکن اگر تین دن کھانا نہ کھاے تو عادت کی نفی ہو جائیگی
اسی طرح پانی پینے کی سبکو عادت ہو اور بعضے آدمی پانی پینا زیادہ مدت تک ترک کر دیتے ہین لیکن اسکے ساتھ کوئی اُسے خرق عادت
نہین کہتا اور کسی کو ماکولات مین حشرات ارض کے اور گھانس کے کھانے کی عادت نہین ہی لیکن اگر کوئی اُسے کھاے
تو نہین کہینگے کہ اُسنے خرق عادت کیا اسی جگہ سے ہو کہ فقہ کی بحث صوم مین معتاد اور غیر معتاد کے کھانے سے بحث کرتے ہین
اسی واسطے محقق علیہ الرحمہ نے مع خرق العادت کے لفظ کو زیادہ کیا ہو کیونکہ خرق عادت عرف کے موافق مختص اُس امر
ظاہر کے ساتھ ہوتا ہو جو بدون عادت خدا کے واقع نہو سکے اور بندہ خود اُسے نہ کر سکے ہان اگر پہلے سے یہ فرماتے
تعریف معجزے مین کہ وھو ثبوت ما لم یکن یتوقع من العبد عادۃً تو قید سے خرق عادت کی مستغنی ہو جاتا اور
دوسری وجہ سے بھی کہنا ممکن ہو کہ عادت کی نفی کبھی معتاد ہوتی ہو اور کبھی غیر معتاد ہوتی ہو مثلاً ترک کرنا غذا کا بہ نسبت
کھانا کھانے کے اگرچہ نفی عادت کی ہو لیکن عادت سے باہر نہین ہو اور شعبدہ اگرچہ بہ نسبت عامہ خلق کی نفی عادت ہو
لیکن اہل شعبدہ کی بہ نسبت اُنکا معتاد پیشہ ہو پس اُسکا واقع ہونا بحسب حاجت یا صنعت عادات بشری کے
خلاف نہین ہو اور جب خلاف نہوا تو اُسے خرق عادت نہ کہینگے حاصل یہ ہو کہ جو کچھ کہ بندے سے اُسکا واقع ہونا خواہ
عادت کی راہ سے یا اُسکی مقتضاے طبیعت کے موافق ہو گو بطور نادر واقع ہوتا ہو لیکن خرق عادت مطلق مین
داخل ہوگا اور جو چیز کہ اُسکا وقوع بندے سے بحسب عادت بشری اور طبائع انسانیہ ممتنع بامتناع عادی ہو اگرچہ بنظر
قدرت خدا کے حیطۂ امکان سے باہر نہو وہ معجزہ اور خرق عادت ہو مثل مردے کے زندہ کرنے کے اور آب روان پر
راہ چلنے کے یا جو اسطرح ہو جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ در خیبر کو جو مین نے اُکھاڑا تو وہ بقوت باقیہ تھا
نہ بقوت جسمانیہ اور اسی طرح وہ چیز جو انسان کی قدرت کے موافق ہو لیکن بسبب اعجاز نبی کے اُسکی حیز قدرت سے
باہر ہو جاے مثل اسکے کہ ہاتھ کا اپنے پھیلانا بندے کے اختیار مین ہو لیکن جسوقت بادشاہ جبار نے چاہا کہ حرم محترم جناب
خلیل اللہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاے تو اُس سے نہو سکا اور اس قسم کو صرفہ کہتے ہین اور لیکن فائدہ قید مطابقت دعوے کا
پس وہ آمادہ تصدیق کے لیے ہو جیسا کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی شرح مین افادہ فرمایا ہو اور اُس سے مراد یہ ہو کہ جب مدعی
نبوت دعا کرے کہ میرے اعجاز سے یہ ہو کہ مین اندھے کی آنکھین روشن کر دیتا ہون تو اگر خرق عادت اُسکے قول کے مطابق
واقع ہو تو اُسکا مصدق ہوگا اور اگر بینائی کے عوض مین کسی اور حواس کو بھی آفت پہونچے مثلاً بہرا بھی ہو جاے تو یہ
خرق عادت اُسکی مکذب واقع ہوگی جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے حال مین مشہور ہو کہ کسی نے اُس سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نے ایک شخص کے لیے جسکی ایک آنکھ اندھی تھی دعا فرمائی اُسکی وہ آنکھ روشن ہو گئی پس مسیلمہ نے بھی ایسا ہی
ایک شخص تلاش کر کے بلایا اور دعا کی اُسکی دوسری آنکھ بھی اندھی ہو گئی اور اسی طرح منقول ہو کہ جب حق تعالی نے حضرت

ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو سرد و سلام فرمایا تو نمرود نے کہا کہ آگ میری ہیبت و خوف سے سرد ہو گئی ہو وقت ایک پارہ اُس آگ سے آیا اور اُسکی ڈاڑھی کو جلا کر چلا گیا اور اِسے فاضل قوشجی یہ سمجھے ہین کہ چاہیے معجزہ موافق دعوی کے ہو پس قید کا فائدہ احتراز کرامات سے ہو کیونکہ وہ مطابق دعوے کے نہین ہوتی کیونکہ بیان دعوی ہوتا ہی نہین اور جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ فاضل قوشجی نے کہا ہو کہ لیکن یہ قید ارہاص اور جھوٹے معجزے کو نکالتی ہی باوجود اِسکے کہ مصنف اُسے بھی معجزہ نام رکھتے ہین یعنی تعریف مطلق معجزہ سے یہ قید ارہاص معجزۂ کاذب کو نکالتی ہو پس تعریف مذکور جامع افراد معرف کی نہوگی اور پوشیدہ نہ رہے کہ جناب محقق نے جیسا کہ ارہاص و معجزہ کاذب کا نام اپنے کلام مین معجزہ رکھا ہو اِسی طرح کرامات کو بھی معجزے مین داخل کیا ہو پس اگر ارہاص کا نکل جانا اُنکی تعریف کے نقص کا سبب ہوگا تو کرامات کا نکلنا دوسرا نقص تعریف کا ہوگا کیونکہ مصنف نے فرمایا ہو کہ قصہ مریم وغیرہ سے یہ بات حاصل ہوتی ہو کہ معجزات کا ظاہر ہونا صالحین کے ہاتھ پر جائز ہو اور جو معجزات کہ نبی سے قبل نبوت صادر ہوے اُنسے یہ حاصل ہوتا ہو کہ وہ ارہاص تھے اور قصہ مسیلمہ اور فرعون سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ ظہور معجزات کا بالعکس اُنپر جائز ہو یعنی جیسا کہ معجزہ تصدیق مدعی نبوت کو مفید ہوتا ہو ویسا ہی یہ معجزہ جسپر جاری ہوا مفید اُسکی تکذیب کے لیے ہو اور جب یہ ہوا تو تفرقہ فاضل قوشجی کا تحکم ہوگا اور حق یہ ہو کہ معجزے کا اطلاق پیغمبر و اُنکے بھی پر بطور حقیقت ہو اور معجزہ کاذب اور کرامات وغیرہ پر بطور مشاکلت اور مجاز ہو اور جب ثابت ہو چکا تو تعریف حقیقت کے لیے ہوتی ہو نہ مجاز کے لیے پس کوئی ایراد و نقص اُسپر وارد نہین ہو سکتا لیکن لفظ دعوی کو اُنکے کلام مین مع مطابقت الدعوی نبوت و امامت سے عام سمجھنا چاہیے جیسا کہ شراح نے کہا ہو لیکن جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ اِس کلام سے یہ سمجھے ہین کہ جو ائمہ علیہم السلام سے خوارق عادات صادر ہون وہ کرامات ہین معجزات نہین ہین اور یہ تعجب کی بات ہو کیونکہ کلام محقق مین لفظ دعوی عام ہو اور تعمیم اُسکی لائق تر ہو ہان یہ گنجائش ہو کہ کوئی کہے کہ یہ بات اصطلاح کی ہو گو حقیقت خوارق عادت کی نبی اور ائمہ کی واحد ہو لیکن اُنکے خوارق کو ہم اپنی اصطلاح مین معجزہ کہتے ہین اور اُنکے خوارق کو کرامات کہتے ہین اور بعد اصطلاح قرار دینے کے پھر کسی کو مقام اعتراض اصطلاح پر نہین ہو اور کسی طرح ہو لیکن ارہاص خوارق عادات کا ظاہر ہونا ہو بعثت کے پہلے خواہ نبی کے ہاتھ پر جاری ہو خواہ دوسرے کے ہاتھ پر ہو جبکہ اِن خوارق کا ظہور اِن دوسرے کی طرف منسوب بسبب اِسکے ہو کہ وہ نبی کے باعث سے واقع ہوے اور کرامت ظاہر ہونا خوارق کا ہو دوستان خدا کے ہاتھ پر جو صلحا اور نیکوکار ہین درحالیکہ وہ مدعی نبوت یا امامت کے نہون اور بعضے خوارق کے ظاہر ہونے کو عام اِس سے کہ معجزے کا اطلاق اُسپر بطور حقیقت ہو یا مجاز غیر پیغمبر کے ہاتھ پر اور بعثت کے پہلے ممتنع جانتے ہین اِس گمان سے کہ غیر کا شریک ہونا اِس فعل مین منجر طرف عدم تمیز کے ہوتا ہو اور وہ اختصاص نبی کا معجزے کے ساتھ جو منشا معجزے کی دلالت کا ہو برطرف ہوتا ہو پس محقق رہ نے اِسی لیے اِن دونون امرون کے جواز اثبات کے لیے فرمایا کہ قصہ مریم اور غیرہ

اُنکے مثل آصف برخیا کے اِس بات پر دلالت کرتا ہی کہ خوارق عادت کا ظاہر ہونا غیر نبی کے ہاتھ پر اُسکے اظہار کرامت کے واسطے جائز ہی اور اِس سے لازم نہین آتا کہ وہ معنی اعجاز سے خارج ہو جاے اور نہ تنفیر نہ عدم تمیز نہ ابطال دلالت کا معجزے کے اور نہ اُسکا عام ہونا اِس سے لازم آتا ہی اور فرمایا ہی کہ معجزات ہمارے پیغمبر کے مثل ایوان کسریٰ کے پھٹ جانے کے اور دریاچہ کے خشک ہو جانے کے اور سرد ہو جانے اُس آگ کے جو فارس کے آتش خانہ مین دو ہزار برس سے روشن تھی اور کبھی خموش نہوئی تھی وقت ولادت باسعادت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ کے یہ باتین سب ظاہر ہوئین اور بھی قصہ اصحاب فیل کا اور اُس ابر کا جو آنحضرت پر سایہ ڈالتا تھا اور سنگریزون کا قبل نبوت کے آنحضرت پر سلام کرنا یہ سب دلالت ارہاص پر رکھتے ہین اور بعضے علمانے جو کرامات کے معجزہ ہونے سے انکار کرتے ہین اُنھون نے قصہ ہاے مریم اور آصف برخیا اور جو اُسکے مثل ہین اُنھین سلسلۂ ارہاص مین کھینچا ہی اسلیے کہ وہ از قبیل تمہیدات و تاسیسات کے نبی موعود کے لیے یا جو مبعوث ہو چکا ہی ہوتے ہین بہرکیف خارق عادت کا ظاہر ہونا غیر نبی سے لیکن نہ اُس مرتبہ کثرت کو کہ عادت امکانی کی حد کو پہونچ جاے ممنوع نہین ہی کیونکہ جب یہ معلوم ہوا کہ معجزہ بفضل الٰہی اور تائید سماوی واقع ہوتا ہی تو وہ دلیل مدعی کے صدق پر ہوگا لیکن چند شرط کے ساتھ کہ آیندہ مذکور ہونگی اور منجملہ اُنھین شروط کے یہ ہی کہ باوصف طلب معارضہ کے کوئی معارض نہ پایا گیا ہو اور اسی مقام سے مشہور جو تعریف معجزے کی ہی وہ یہ ہی کہ معجزہ وہ چیز ہی جو خارق عادت ہو اور مقرون ہو تحدی کے ساتھ یعنی معجزہ ظاہر کرنے والے نے اُسکے اظہار کے ساتھ معارضہ بھی طلب کیا ہو اور پھر کوئی معارض نہ پیدا ہوا ہو اور مخفی نہ رہے کہ مراد خارق عادت سے وہ امر ہی جو عادت کی راہ سے ممتنع ہو نہ یہ کہ مطلقًا مخالف عادت ہو کیونکہ اگرچہ باعتبار اصل لغت کے دونون کے معنی ایک ہین لیکن عرف مین خارق مخصوص اُس امر سے ہی جسکا وقوع انسان سے عادت کی راہ سے ممتنع ہو نہ یہ مطلقًا مخالف عادت ہو یا ممتنع عقلی ہو کیونکہ جو چیز کہ عقلًا ممتنع ہی وہ تو کسی طرح موجود ہو سکتی ہی نہین اور ممتنع عادی اگرچہ بنظر طبائع اور عادات انسانی ممتنع ہی لیکن حیز امکان سے باہر نہین ہی پس بنظر قدرت کاملہ قادر مطلق کے اور اُسکی معاونت کے واقع ہوتا ہی اور اُس سے غرض تصدیق پیغمبران حق کی ہوتی ہی اور تحدی کی تفسیر مین جو طلب معارضہ کیا گیا ہی اُسکی صورت اور مراد یہ ہی کہ جو شخص کہ اُسکے ہاتھ پر معجزہ ظاہر ہو وہ معجزے کے دیکھنے والون سے کہے کہ اگر تمھین میرے بارے مین کچھ شبہ و شک ہی اور میرے دعوے کے لیے تصدیق نہ کرتے ہو پس جو کام مین نے ظاہر کیا ہی تم بھی ظاہر کرو پس اگر وہ مثل اُسکے نہ کر سکین تو اب معارضہ متحقق نہوگا اور یہ جو کہا گیا کہ اِس صورت مین معجزے کا ظاہر ہونا حقیقت و صدق مظہر پر دلیل ہوتا ہی اُسکی وجہ یہ ہی کہ جب ایسی بات کہ خارق عادات ہو مدعی نبوت و امامت سے خدا کی تائید سے ظاہر ہو تو یہ امر نبی و امام کے صدق کی دلیل ہوتی ہی کیونکہ اگر وہ سچا نہو تو خداے علیم ایسے امر کو جو بے اُسکے اذن و معاونت کے کسی سے نہین ہو سکتا اُسکے ہاتھ پر جاری نہ کرتا و الا لازم آتا کہ خدا نے بُرائی کی طرف برانگیختہ کیا کیونکہ دعوی کاذب کے موافق پر اسکا اظہار

تحقیق معنی تحدی

بیان دلالت معجزے کا حقیقت اور صدق پر

گمراہی خلق کا باعث ہوتا ہی اور وہ حکیم علیم سے ممتنع ہی اور اگر بالفرض کوئی حیلہ کرنے والا اور مدعی کاذب کسی ایسے امر
غریب کو بطور مکر و فریب دہی خلق ظاہر کرے کہ اوروں سے ماتند اُسکے نہو سکے اور اُسکا راز سب پر پوشیدہ ہو تو
حق تعالی پر لازم ہی کہ کسی ایسے معارض کو بھیجے جس سے اُس مدعی کی تکذیب سب پر ظاہر ہو جاے اور اور دروازہ تصدیق کا
بند ہوتا ہی اور بعثت انبیا کا فائدہ معدوم ہوگا اور یہی وجہ ہی کہ پیغمبران برحق کے معجزے کے وقت باوصف طلب
معارضہ کوئی معارض ظاہر نہین ہوا اور کسی نے اُسکی قدرت نہین پائی کہ مثل اُسکے وہ کام کرکے دکھاتا اور اُسکا مقابلہ
کرتا بخلاف شعبدہ و سحر کے کہ وہ معجزے کے مقابل مین باطل ہو جاتا ہی یا کوئی اُسمین معارض پیدا ہو جاتا ہی جس سے
اُسکا اختصاص جاتا رہتا ہی اور اُسکی بے حقیقتی سب پر ظاہر ہو جاتی ہی جیسا کہ جب حضرت موسی علی نبینا و آلہ علیہ السلام نے
بحکم خدا اپنے عصا کو اژدہا کیا اور اپنی سفیدی کو ہاتھ کی ظاہر فرمایا جسے ید بیضا کہتے ہین تو ہر چند فرعون اور اُسکے اتباع
و اعوان نے سعی نامشکور تلاش و تجسس معارض مین بہت کچھ کی اور ساحرین کو جمع کیا لیکن کچھ نہو سکا اور اُنکا سحر
اعجاز موسوی کے مقابلہ مین مثل نقش برآب کے ہوگیا اور حق تعالی اُسے قرآن شریف مین نقل فرماتا ہی کہ حاصل اُس قصہ کا
یہ ہی کہ فرعون اور اُسکے جو اشراف قوم تھے اُنھون نے کہا کہ بدرستیکہ موسی جادوگر دانا ہی چاہتا ہی کہ تمھین ہمارے ملک سے
نکال دے پس کیا رائے ہی تمھاری اُسکے بارے مین سب نے کہا کہ موسی اور اُسکے بھائی کے کام کو تاخیر مین ڈال دے
اور آدمیون کو بھیجا کہ جاکر جادوگرون کو جو بڑے بڑے دانا ے کار ہین اُنھین لائین جب جادوگر آئے تو اُنھون نے
عرض کیا فرعون سے کہ اگر ہم غالب آجائین تو ہمارے لیے کچھ مزد و انعام ملیگا فرعون نے کہا کہ ہان ہر آئینہ تم میرے
مقرب ہوگے اُسوقت اُنھون نے حضرت موسی سے کہا کہ یا تم پہلے اپنے عصا کو چھوڑو یا ہم کچھ چھوڑین حضرت موسی
علیہ السلام نے یا اپنی کرامت نفس سے یا اسلیے کہ حق تعالی کی تائید پر اعتماد تھا فرمایا کہ تم چھوڑو پس جب اُنھون نے
چھوڑا تو جادو کیا آنکھون پر آدمیون کی اور آدمیون کو غلط مین واقع کیا اور خوف کو اُنکے دلون مین پیدا کیا اور ظاہر کیا
سحر بزرگ کو اور منقول ہی کہ موٹی موٹی رسیان اور لکڑیان لنبی لنبی ڈالی تھین گویا بڑے بڑے اژدہے تھے کہ صحرا کو
بھرے ہوے تھے اور بعضے بعضون پر سوار ہوگئے تھے اُسوقت فرماتا ہی کہ مین نے وحی کی موسی کی طرف کہ تو بھی
اپنے عصا کو چھوڑ دے پس وہ ایک سانپ کی صورت جلوہ گر ہوا اور ناگہان اپنے منہ مین نگل گیا اُسے جسے
جادوگرون نے بنایا تھا منقول ہی کہ حضرت موسی کے عصا کا اژدہا جتنی رسیان اور لکڑیان کہ ساحرون کی تھین
اُنھین نگل گیا اور بعد اُسکے جو جو وہان دیکھنے کو آئے تھے اور موجود تھے اُنکی طرف متوجہ ہوا پس سب کے سب بھاگے اور
ایک کے اوپر دوسرا گرا اور ایک جماعت اُنسے مرگئی پس ظاہر ہوا امر حق اور باطل ہوا جادو و جادوگرون کا اور معارضہ
اُنکا پس جتنے فرعون والے تھے وہ مغلوب ہوے اور ذلیل و خوار ہوکر بھاگ گئے پس سجدے مین گرے جادوگر گویا کہ
کسی نے اُنھین بے اختیار سجدے مین گرادیا اور کہا اُنھون نے کہ ہم ایمان لائے پروردگار عالم کی طرف جو پروردگار ہو موسی

ف بیان قصہ حضرت موسی ساحرون کے ساتھ فرعون کے سامنے اور غالب آنا حضرت موسی کا

فرق حیلہ و معجزہ مین

و ہارون ہی مروی ہی کہ کہا انھون نے کہ اگر فعل موسیٰ کا سحر ہی تو ہماری رسیان اور لکڑیان مفقود نہو جاتین اور یہی سبب ہی کہ قطب الدین راوندی نے حیلہ اور معجزات کے تفرقہ مین اور ابطال شعبدہ و مخاریق مین فرمایا ہی کہ صاحب حیلہ ظاہر کرتا ہی اُس امر کو جو برخلاف واقع کے ہی اور حیلہ نے اُسکے کُنہ کو چھپایا ہی جیسا کہ سامری نے حضرت موسیٰ کے زمانہ مین جسوقت گوسالہ بنایا تو اُسکے جسم مین جابجا شگاف قرار دیے تھے کہ بسبب ہوا کے آمد و رفت کے اُس سے آواز باہر آتی تھی انتہی بعض کلامہ اور جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہی کہ یہ بات اُس سے جو قرآن مین وارد ہی اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہی معلوم ہوتی ہی کہ سامری نے جبرئیل علیہ السلام کے قدم کے نیچے کی خاک لیکر گوسالہ مین داخل کی تھی کہ اُسکی تاثیر کے باعث سے آواز اُس گوسالہ سے نکلتی تھی کیونکہ یہ بھی محتمل ہی کہ اُس گوسالہ مین کئی آوازین ہون بعضے اُن شگافون کے ذریعہ سے اور بعض خاک کی تاثیر سے ہون لیکن راوندی علیہ الرحمہ نے تمثیل کے لیے ایک کو اُنمین سے ذکر کیا ہو پھر راوندی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی اور مثل اُسکے کہ شعبدہ کرنے والا دیکھنے والون کو دکھاتا ہی کہ کسی حیوان کو یا انسان کو اُسنے ذبح کر ڈالا اور حقیقت مین نہین مارتا لیکن بسبب سبکی اور سرعت حرکات کے جو حقیقت امر ہی اُسے آدمیون پر پوشیدہ کرتا ہی پس ظاہر کے دیکھنے والے جو ہین وہ گمان کرتے ہین کہ اُسنے ذبح کرنے کے بعد پھر زندہ کر لیا اور پیغمبرون کے معجزے ایسے نہین ہین کیونکہ وہ حقیقت واقعی نہین رکھتے اور معجزات امور حقیقت واقعیہ ہین کہ صاحبان عقل و دانش علم ضروری سے اُسے جانتے ہین کہ اُسمین گنجائش مکر و حیلہ کی نہین ہی اگرچہ اشرار مثل کفار کے انکار کرتے ہین لیکن دل اُنکے بھی یقین کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ مطابق واقع کے ہین جیسا کہ حق تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا اور اس بیان سے فاضل مذکور کے صاف واضح ہی کہ سحر تخییل بحت ہی جیسا کہ قول سبحانہ تعالیٰ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ اُسپر معین ہی اور ہمارے اس سے ظاہر قول معصوم علیہ السلام کا لَوْ كَانَ لِلسِّحْرِ حَقِيقَةٌ لَدَفَعُوا عَنْ أَنفُسِهِمُ الْمَوْتَ وَالْأَلَمَ واگر بالفرض کچھ حقیقت بھی اُسکے لیے ہوتی تو حق تعالیٰ کو بنظر اپنی علم و حکمت کے لازم ہی کہ جسوقت معجزے کے ظاہر ہونے کا وقت آئے تو جادوگرون کے جادو کو باطل کر دے اور اُنھین معارضہ سے باز رکھے اور اسی طرح جسوقت کسی امر کا جھوٹا ادعا کرین تو اُسے بھی باطل کرے تاکہ جھوٹ کو فروغ نہونے پائے یا کسی ایسے معارض کو پیدا فرمائے کہ اُسکا اختصاص اُس امر کے ساتھ باقی نہ رہے یا کسی اور راہ کے اشتباہ کو دفع کر دے اور اسی طرح اگر کوئی دوا جو اثر نادر رکھتی ہو اور ایک شخص اُسپر مطلع ہو کر کوئی بزرگ دعویٰ کرے تو اُسکے دفع کو بھی اُنھین امر مذکورہ سے کسی بات کا فرمانا ضرور ہی اور فاضل راوندی نے فرمایا ہی کہ یہ کہان سے معلوم ہوا کہ معجزات جناب انبیاءؑ اُدویہ ظاہر نہین ہوے کیونکہ ممکن ہی بعض دوائین ایسی ہون کہ جب جسم میت سے چھو جائے تو زندہ ہو جائے اور جب عصا کے اندر اُسے داخل کر دین تو وہ سانپ ہو جائے اور اگر کوئی حیوان بے زبان کو اُسے کھلا دین تو اُسے گویا کر دے اور جب کوئی اُسے کھالے تو اُسکی فصاحت و بلاغت بڑے مرتبہ کو پہونچ جائے اور اس کلام مین یہ ہی کہ اوّل ایسی ادویہ کہ جس سے مردہ زندہ ہو جائے اور لکڑی حیوان ہو جائے اور بے زبان کھا کر ناطق ہو جائے دیکھی نہین گئین تو گویا جن ادویہ

کہ علاج کی عادت اطبا کو ہی انکی بہ نسبت اور اس مسئلہ حکمت کی بہ نسبت کہ تبدیل ماہیت ممکن ہی یا نہین محال
عادی ہی اور بر تقدیر تسلیم کہہ سکتے ہین کہ اس سے خالی نہین ہی کہ اُنکی راہ بسبب مجری عادت سب آدمیون کو بتائی ہی کہ وہ بھی اُسے
دریافت کر سکتے ہین یا ایسی راہ اُنکی نہین رکھی بر تقدیر اول چاہیے بلکہ لازم آتا ہی کہ اُسے اور بھی معارضہ مدعی اعجاز کا کرین اور
اُسکے دعوے کو باطل کرین اور اُسکا معجزہ بسبب معارض کے پاے جانے کے مصداق معجزے کا نہو گا اور بر تقدیر ثانی
جبکہ علم اُس دوا کی تاثیر کا مدعی رسالت ہی کے ساتھ مخصوص ہو اور رسول کے سوا دوسرا اُسے نہ جان سکے تو ایسی دوا اُسپر
ظفریاب ہونا بھی معجزہ ہو گا پس دلیل صدق مدعی پر ہو گی حاصل یہ ہی کہ در صورت مدعی رسالت کے جھوٹے ہونے کے
حق تعالی پر لازم ہی مکلفین کو معارضہ پر اُسکی تمکین عطا فرماے اور جب مدعی رسالت سچا ہو تو مکلفین کو تمکین معارضہ سے
نہ دے اور انھین باز رکھے جیسا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے لیے ہوا کہ باوصف اسکے کہ حضرت نے اقصر سورہ
کے لیے بھی معارضہ اُسوقت مین طلب کیا کہ جماعت کثیر کفار عرب کی فصاحت و بلاغت مین کامل تھی لیکن کسی سے معارضہ
نہو سکا پھر راوندی نے کہا ہی بیان مین کہ جادو اور حیلہ جو جادوگرون اور شعبدہ بازون کے بناے ہوتے ہین جب
اُنکی تفتیش کامل کی جاے تو واضح ہوتا ہی اور انجام مین کھل جاتا ہی خصوصاً علما اور اذکیا پر کہ یہ امر اسکا مخفی ہی اسی لیے
اُسمین تعلیم و تعلم کو گنجائش ہی اور اُسکے لیے ایک مثل بھی ذکر کی ہی کہ حیلہ کرنے والے مرغی کے انڈے کو لیکر سرکہ مین تر کرتے ہین اور
جب دو تین روز اُسپر گذر گئے تو اُسکے اوپر کا پوست نرم ہو جاتا ہی اسی طرح کہ جتنا چاہین اُسے طول مین زیادہ کر لین بعد اُسکے
ایسے ایسے شیشہ مین کہ سر اُسکا تنگ ہو اُتار دیتے ہین اور ٹھنڈا پانی اُسپر ڈالکر حرکت دیتے ہین یہان تک کہ وہ انڈا اپنی ہیئت
اصلی پر چند ساعت کے بعد رجوع کرتا ہی اور سخت ہو جاتا ہی کہ توڑنا اُسکا دشوار ہو جاتا ہی پس جو بے عقل و نادان ہین وہ اُسے
دیکھکر جانتے ہین کہ معجزہ بھی ایسا ہی ہو گا حالانکہ معجزے کی شان اُس سے بلند ہی اور بھی کہا ہی کہ جادوگر رسیون مین اور
لکڑیون مین پارے کو چھپا دیتے ہین کہ تابش آفتاب کے وقت جب پارہ گرم ہو تو اُسمین حرکت پیدا ہو اور دیکھنے والون کی
نظر مین بسبب حرکات اور روشنیون کی حقیقت امر مشتبہ ہو جاتی ہی بخلاف پیغمبرون کے معجزے کے کہ اُسمین دشمنان دین
اور منکرین رسالت نے کیا کیا تجسس شناخت مین حیلہ کے نہ کیے اور کس کس طرح نہ چاہا کہ سر خفی اُسکا ظاہر ہو جس سے
معجزات کو حیلہ ٹھہرائین اور ناقص کرین لیکن کبھی کوئی ظفریاب نہوا اور حقیقت کو اُسکی دریافت نہ کر سکے انتہی کلامہ علاوہ ازین بعض
احادیث سے ایسا مستفاد ہوتا ہی کہ حق تعالی نے جس زمانہ مین کسی پیغمبر کو مبعوث کیا ہی غالباً کوئی معجزہ اُسے اُس جنس سے
کرامت فرمایا ہی کہ اُسوقت مین اُسکے جاننے والے زیادہ تھے اور وہ جنس اُسوقت شایع و مشہور تھے تا کہ حجت اُنپر تمام ہو جیسا کہ
حضرت موسی کے زمانہ مین مدار جادو پر تھا حق تعالی نے اُنھین عصا اور ید بیضا اور وہ معجزات جو اُس سے مشابہ ہون کرامت فرماے
اور جادوگرون نے اور جو فن شعبدہ و سحر کے آگاہ تھے ہمہ تن معارضہ کو پیغمبر بر حق کے اور تفتیش حال مین کیا کیا فکر و سعی نکی
کہ تا خطا و غلط کی نسبت حضرت موسی علیہ السلام کی طرف کرین اور کوئی حیلہ و مکر پا جائین کہ اُس سے سب کو آگاہ کرین لیکن کچھ

بنایا یہان تک کہ سب سے زیادہ اور پہلے اُسی جماعت نے جانا اور اقرار کیا کہ جو کچھ موسی معجزہ ظاہر کرتے ہین وہ سحر نہین ہو
اور سجدہ کیا اور ایمان لاے اور جب حضرت عیسی ابن مریم مبعوث ہوے تو کہنہ بیماریان بہت تہین اور چرچا علاج و معالجہ کا
زیادہ تھا اور اکثر طبیبان حاذق مثل جالینوس وغیرہ کے تھے پس حضرت کا معجزہ مردے کو جلانا اور اندھے کی آنکھ کا روشن
کردینا اور مبروص کو صحت دینا قرار دیا تاکہ افعال اُمت کے اُنکے مشابہ ہو اور اُسی جنس سے ہو لیکن فعل بشر کے
نوع سے نہو اسی طرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانے مین کہ عرب کا مدار فصاحت و بلاغت پر تھا اور
فنون فصاحت کے ماہر حد حصر سے زیادہ تھے تو ظاہر ترین معجزہ آنحضرت کا قرآن شریف کو قرار دیا کہ جسکی فصاحت
ایسی ہو کہ اُسکے چھوٹے سورے کے بیچ کوئی معارضہ مین مقابلہ نہ کرسکا اور ملا نادری نے کہا ہو کہ شعبدہ اور جو
اُسکے مانند ہو وہ حیلہ جویان اراذل کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہو بخلاف معجزے کے کہ وہ اشرف عقلا اور اہل ورع اور
اہل دیانت سے ظاہر ہوتا ہو اور اُسکی بزرگی سب پر واضح ہوتی ہو اور جعل اور ساختگی کا احتمال ارباب انصاف کے
نزدیک اُسمین نہین ہوتا بلکہ علم ضروری تھوڑی فکر سے اُسکے ساتھ اُنکو بہم پہونچتا ہو اور کوئی اُس سے انکار نہین کرتا مگر
جو دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہو اور تمام اس بیان و کلام سے یہ جانا گیا کہ خلاصہ اس سب کا یہ ہو کہ تصدیق انبیا کا مدار
معجزات بینہ اور بینات متیقنہ کے ظاہر ہونے پر ہو کہ انسان اُسپر قدرت نہین رکھتا اور سحر و شعبدہ اُس سے مناسبت
نہین ہو چنانچہ اخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے حق الیقین مین فرمایا ہو اُسکا محصل یہ ہو کہ جو کوئی دعوی مرتبہ بلند کا کرے
تو محض اُسکے دعوے سے یقین کرنا نہین چاہیے جیسا کہ کہا ہو ۔ ای بسا ابلیس آدم روے ہست ۔ پس بہر دستے نباید داد دست
مثل اُسکے کہ کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ مین بادشاہ کی طرف سے تمپر حاکم ہون تمہین چاہیے کہ میری اطاعت
کرو تو فقط اُسکے کہنے سے کوئی اِسے قبول نہین کرتا جب تک کہ وہ کوئی حجت بادشاہ کی طرف سے مثل فرمان سند خط مہر
یا طمغاے خدمت کہ وہ مخصوص بادشاہ کی ہو نہ رکھتا ہو اور معجزہ اُسی کے مثل ہو کیونکہ معجزہ وہ فعل ہو کہ انسان اُسکے
کرنے سے عاجز ہو اور اُسکے مجری عادت کے برخلاف ہوتا ہو اور دعوی پیغمبری کے مقارن ظاہر ہوتا ہو اور کوئی یہ
نہ سمجھے کہ جناب اخوند صاحب نے تخصیص معجزے کی پیغمبر کے ساتھ عموماً فرمائی ہو بلکہ سبب اس تخصیص کا خصوصیت
مقام ہو والا امام علیہ السلام مین بھی یہی تقریر جاری ہو پھر فرمایا ہو جناب اخوند صاحب نے کہ پس اگر کوئی فعل ایسا ہو
کہ انسان سے صادر ہوسکے تو وہ معجزہ نہین ہو مثل صنائع غریبہ اور ارباب شعبدہ کے حیلون کے موافق کہ اُسے انسان کرتے ہین
اور ایک دوسرے سے سیکھکر عمل مین لاتا ہو خاص فعل خدا نہین ہو اسی طرح اگر فعل خدا بھی ہو لیکن موافق عادت کے ہو
وہ بھی معجزہ نہین ہو مثل اُسکے کہے جیسکہ آفتاب کے طلوع کا وقت آئے کہ میرا معجزہ یہ ہو کہ مین اب آفتاب کو ظاہر طالع کرتا ہون
اور اگر دعوی پیغمبری کے ساتھ نہو تو اُسے کرامت کہتے ہین مثل حضرت مریم کے مائدے کے اور جب کوئی شخص پیغمبر کا دعوی
کرے اور کہے کہ خدا نے مجھے ریاست دین و دنیا کے واسطے خلائق پر بھیجا ہو اور میرے تصدیق قول پر دلیل یہ ہو کہ مین چاند کو

دعو کرتا ہون یا یہ کہ مردے کو زندہ کرتا ہون اور اُسی وقت وہ امر واقع ہوجاے تو البتہ ہم جانینگے کہ وہ سچا ہے کیونکہ حق تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور علم اُسکا ہر چیز کو احاطہ کیے ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین پھر اگر یہ کہنے والا جھوٹا ہو تو دعویٰ اُسکا قبیح ہوگا اور ہمکو اُسکی اطاعت کرنا قبیح ہوگا پس خداے عز وجل نے سب کو قبیح کے ساتھ بر انگیختہ کیا ہوگا اور فعل قبیح خدا پر محال ہے جیسا کہ مبحث عدل مین معلوم ہو چکا اور چاہیے کہ معجزہ مطابق مدعی ہو تا کہ پیغمبر کی صداقت پر دلالت کرے اور اگر موافق نہو تو اُسکے کذب پر دلالت کریگا جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا ایک قصہ اُس شخص کا جسکی ایک آنکھ روشن تھی اور ایک کور تھی اور مسیلمہ کی دعا سے جو روشن تھی وہ بھی کور ہوگئی نا کور ہو چکا اور دوسرا قصہ یہ ہے کہ اُس سے کہا لوگون نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آب دہان مبارک کو اپنے خشک کنوئین مین ڈالا اور وہ پر آب ہوگیا یہ سنکر اُس ملعون نے بھی ایسے کنوئین مین جسمین پانی کم تھا آب دہن اپنا ڈالا وہ کنوان خشک ہوگیا اور ایسے معجزہ مکذبہ کہتے ہین انتہی کلامہٗ اور واضح ہو کہ یہ دو قسمین معجزے کی ایک مصدقہ اور دوسرا مکذبہ جو ہوئین تو نہ باعتبار شخص مدعی صادق اور کاذب کے کیونکہ معجزہ نہ فعل صادق کا ہے نہ کاذب کا بلکہ وہ فعل خدا ہے کہ مدعی صادق کے ہاتھ پر ایسے فعل کو ظاہر فرماتا ہے جو اُسکی تصدیق کی دلیل ہوتا ہے اسی طرح مدعی کاذب کے ہاتھ سے ایسے فعل کو ظاہر کرتا ہے جیسے اُسکی تکذیب پر دلالت واضح کرتا ہے فقط۔

فصل پانچوین ذکر نبوت جناب خاتم الانبیاء والمرسلین اعنے حضرت ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم صلواۃ اللہ علیہ وآلہ المعصومین مین ہے

فصل پانچوین ذکر نبوت جناب خاتم الانبیاء والمرسلین

اور اسمین چند فائدے ہین فائدہ پہلا تعیین و تشخیص نفس نفیس آنحضرت کے ہے اور وہ دو راہون سے ہوتا ہے ایک نسب شریف کے ذکر سے دوسرے آنحضرت کے شمائل کے بیان سے پس جان تو کہ نسب شریف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ والد بزرگوار حضرت کے عبد اللہ ذبیح ہین جو بیٹے عبد المطلب کے ہین اور وہ ہاشم کے بیٹے ہین اور وہ عبد مناف کے بیٹے ہین جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین صاحب مواہب سے کہ علماے حضرات اہلسنت سے ہین نقل کیا ہے کہ عالم مذکور نے لکھا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بفتح میم بن قصی بضم قاف وفتح صاد و تشدید یا بن کلاب بکسر کاف یا مصدر ہو یا جمع ہو بن مرہ بضم میم و تشدید راے مہملہ بن کعب بفتح کاف و سکون عین بن لوئی بضم لام وفتح ہمزہ و تشدید یا بن غالب بن فہر بکسر فا و سکون ہا بن مالک بن نضر بفتح نون و سکون ضاد معجمہ بن کنانہ بکسر کاف و دو نون بن خزیمہ بخاے معجمہ و زاے منقوطہ لفظ تصغیر بن مدرکہ بضم میم و سکون دال مہملہ و کسرہ را و تا اور شاید کہ وہ مبالغہ کے لیے ہے یا نقل ہے بن الیاس بکسر ہمزہ بعض کے قول کے موافق اور بفتح ہمزہ موافق قول بعض کے یاس سے ہے جو عربی مین امید و رجا کی ضد ہے اور ہمزہ وصل کے واسطے ہے اور یہ قول صاحب مواہب کے نزدیک صحیح تر ہے بالجملہ وہ بیٹے مضر کے بفتح میم وفتح ضاد معجمہ بن نزار بکسر نون و زاے معجمہ بن معد بضم میم وفتح عین مہملہ اور بعضے تصحیح مین اُسکے میم کا فتح اور عین کا سکون کہتے ہین بن عدنان بفتح عین و سکون دال اور شاہ عبد الحق دہلوی سے نقل فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ یہان تک حضرت کا نسب شریف ارباب سیر و تاریخ مین اور اصحاب علم انساب مین متفق علیہ ہے اور اُسکے اوپر

معلوم نہین ہو لیکن یہ بالاتفاق ہو کہ وہ حضرت اولاد اسمعیل پیغمبر مین ہین اور ابراہیم اور نوح اور ادریس اور شیث علیہم السلام حضرت کے اجداد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین ہین ابن عباس سے روایت ہو کہ اُنھون نے کہا کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اپنے نسب شریف کا ذکر فرماتے تھے تو عدنان سے زیادہ نہ فرماتے تھے اور بعد اُسکے توقف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ نسابون نے جھوٹ کہا ہو انتہی کلامہ اور جناب اخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب مین فرمایا ہو کہ مشہور حضرت کے نسب مین عدنان تک ہو اور بعد اُسکے فرمایا ہو کہ بن آدد بن اود بن الیع بن الیسع بن سلامان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم الخلیل علیہما السلام بن تارخ بن ناخور بن سروع بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن البارذ بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم اور روایت ام سلمہ مین عدنان بن آدد بن زید بن شری بن اعراق الثری ہو بعد اسکے ام سلمہ نے کہا کہ زید ہمیسع ہو اور شری بنت ہو اور اعراق الثری اسمعیل ہین اور بنا بر روایت ابن بابویہ کے عدنان بن ادد بن اود بن زید بن یقدد بن یقدم بن ہمیع بن بنت بن قیدار بن اسمعیل ہین اور سوا اسکے اور بھی روایتین ذکر کی ہین کہ بعضے کہتے ہین کہ عابر ہود علیہ السلام کا نام ہو اور اخنوخ ادریس علیہ السلام اور والدہ ماجدہ پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کی آمنہ ہین جو بیٹی وہب کی کہ وہ پسر عبد مناف پسر زہرہ پسر کلاب تھے تکمیل یہ جگہ اس بات کو چاہتی ہو کہ تھوڑا سا احوال حضرت کے نور کا اور اسی طرح کچھ حالات حضرت کے اُن اجداد کا جو مشہور ہین بیان کیا جاے پوشیدہ نہ رہے کہ بعض روایات فریقین مین وارد ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی یعنی پہلے سب سے جو پیدا کیا خدا نے وہ میرا نور تھا اور بعض روایات مین آیا ہو کہ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ العَقْلُ اور اُسمین بھی احتمال کیا ہو کہ مراد عقل سے نور محمدی ہو جیسا کہ جناب اخوند مجلسی رہ نے اپنے رسالہ اعتقادیہ مین اور ملا صالح مازندرانی نے افادہ فرمایا ہو اور فاضل کاشانی نے اُسکے ساتھ یقین کا اظہار کیا ہو اور بعض روایات مین اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ القَلَمُ یعنی جسے پہلے خدا نے پیدا کیا وہ قلم تھا اور بعض مین اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ المَاءَ یعنی پہلے جو خدا نے پیدا کیا وہ پانی تھا اور مثل اسکے وارد ہوا ہو اور شیخ عبد الحق دہلوی نے پہلی روایت کی تصحیح کی ہو چنانچہ خلاصہ کلام اُنکا یہ ہو کہ جان تو کہ اول مخلوقات اور واسطہ صدور کائنات کا اور واسطہ پیدا ہونے عالم اور آدم کا نور محمد اور جوہر ذات اُنکی ہو صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہو کہ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی اور سب مکونات علوی اور سفلی اُس نور سے اور اُس جوہر سے پیدا ہوے ہین اور ارواح و اشباح اور عرش و کرسی اور لوح و قلم اور بہشت و دوزخ اور فرشتے اور آسمان اور انسان اور جنات اور آسمان و زمین اور دریا اور پہاڑ اور درخت اور جملہ مخلوقات اُس سے پیدا ہوے ہین اور کیفیت مین صادر ہونے کے اس کثرت کے اُس وحدت سے اور ظاہر ہونے مین ان مخلوقات کے اُس جوہر سے عبارات اور تعبیرات غریبہ لاے ہین اور یہ کہا ہو کہ محققین کے نزدیک اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ العَقْلُ ثابت ہوا ہو اور حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ القَلَمُ کو بھی کہا ہو کہ مراد اس اول سے یہ ہو کہ بعد عرش اور پانی کے جو پہلے پیدا ہوا وہ قلم تھا کیونکہ یہ قرآن مین وارد ہو کہ

تکمیل بیان مین حضرت کے نور کے اور اجداد کرام کے

کہ کَانَ عَرشُہٗ عَلَی المَاءِ اور کہا ہی کہ عرش سے پہلے پانی کو خلق فرمایا ہی اور وارد ہوا ہی کہ جب قلم پیدا ہوا تو حق تعالی نے
اُس سے فرمایا کہ لکھ اُسنے عرض کیا کہ کیا لکھون فرمایا کہ لکھ جو کچھ پیدا ہو چکا ہی اور جو کہ ہونے والا ہی ابتک پس معلوم ہوا کہ قلم سے
پہلے بھی کچھ پیدا ہو چکا تھا اور کہا ہی کہ وہ جو اُس سے پہلے پیدا ہوے عرش و کرسی اور ارواح ہین اور نور کی خلقت اُس سے بھی
پہلے ہی الخ اور شارح مواقف سے فاضل نعمانی نے اخبار ثلثہ کی وجہ جامع اس طرح نقل کی ہی کہ معلول اول اس حیثیت سے
کہ وہ واسطہ ہو انہی انوار کے افاضہ کا اس طرح کہ اُس سے یہ جاننا چاہیے کہ وہ مجرد ہی اور اس جاننے سے اُسکی ذات اور اُسکا
مبدا کا تعقل ہو تو وہ نام رکھا جاتا ہی ساتھ عقل کے اور اس حیثیت سے کہ وہ واسطہ جملہ موجودات اور نقوش علوم کے
صادر ہونے کا ہو نام رکھا جاتا ہی ساتھ قلم کے اور اس حیثیت سے کہ وہ متوسط افاضہ انوار نبوت کا ہو نور جناب سالتمآب ہی
انتھی کلامہ لیکن یہ توجیہ بنا بر مذاق حکما کے جاری ہوتی ہی کہ وہ سلسلہ تولید حوادث کو عقول عشرہ کے اور افلاک کے ساتھ
منوط جانتے ہین فقط لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ یہ مضامین ہمارے بھی روایات مین وارد ہین لیکن اُن مین روایات مین
اختلاف ہی اور قدر مشترک ان امور کے لیے اضافی اور نسبت ہی اور کچھ منافات نہین ہی اور نور محمدی کا پیدا کرنا سب کائنات کے
پیدا کرنے کے پیشتر ہے یا سب سے برتر ہی اور جو خصوصیات کہ اخبار احاد مین منقول ہین اُنکا علم علیم خبیر کو ہی یا ائمہ علیہم السلام
اُسے جانتے ہین کیونکہ بعض روایات سے حضرت کے نور کا تقدم جملہ مخلوقات سے لائح ہوتا ہی جیسا کہ کتاب کافی مین ہی
کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جابر تحقیق کہ خدا نے پہلے جو خلق فرمایا تو محمد اور عترت کو اُنکی جو ہدایت کرنے والی ہی
پیدا کیا پس یہ سب اشباح نورانی خدا کے سامنے تھے اور مثل اُسکے ہی جو ابن بابویہ رہ نے بسند اپنی حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالی نے نور مقدس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو
خلق فرمایا پہلے اسکے کہ آسمانون کو اور زمین اور عرش و کرسی اور لوح و قلم اور بہشت و دوزخ کو پیدا کرتا اور پہلے اسکے کہ
کسی اور پیغمبر کو پیغمبران سے پیدا کرتا اور مدت تقدم مذکور کی باعتبار سال مشہور کے چار لاکھ چوبیس ہزار برس تھی اور
اُس نور کے ساتھ بارہ حجاب تھے حجاب قدرت و حجاب عظمت الخ الحدیث اور بعض روایات سے تاخر خلقت عرش سے
مستفاد ہوتا ہی جیسا کہ کافی مین ہی قَالَ اَبُو عَبدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ العَقلَ وَھُوَ اَوَّلُ خَلقٍ مِنَ الرُّوحَانِیِّینَ عَن یَمِینِ العَرشِ
ملا محسن نے کتاب وافی مین لکھا ہی کہ عقل جوہر ملکوتی نورانی ہی کہ خدا نے اُسے نور عظمت سے اپنے پیدا فرمایا ہی اور اُسی کے ساتھ
آسمانون کو اور زمینون کو اور جو کچھ اُنکے جرم مین اور اُنکے درمیان مین ہی خیرات اور نیکیون سے قائم کیا ہی اور اُسی کی جہت سے
سب کو جو اس عالم مین ہین خلعت ہستی اور وجود پہنایا ہی اور بواسطہ اُسی کے دروازے کرم و بخشش کے کھلے ہین اور اگر
وہ نہوتے تو ہم سب عدم کی تاریکی مین ہوتے اور دروازے نعمتون کے ہمیشہ بند ہوتے اور وہ اول مخلوق ہی
روحانیون سے جو عرش کے داہنے پر ہین اور وہ بعینہ نور ہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور روح ہی آنحضرت کی
جس سے شاخین نکلی ہین انکی اوصیاے معصومین کے انوار کی اور ارواح پیغمبران و مرسلین سلام اللہ علیہم اجمعین کی

بعد اُسکے پیدا کی گئی اُنکی شعاع سے اُنکے شیعون کی ارواح جو شیعہ کہ پیدا ہو چکے ہین اول مین ور جو شیعہ پیدا ہوں گے
آخر مین فرمایا ہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ پہلے جو خدا نے پیدا کیا وہ میرا نور تھا اور دوسری روایت مین ہی
کہ میری روح تھی اور حدیث قدسی مین ہی کہ اگر تو نہوتا تو کبھی آسمانون کو پیدا نہ کرتا اور اس معنی مین بہت سی احادیث
وارد ہوئی ہین انتھی کلامہ لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ اولیت مطلقہ کے لیے اس جگہ ایک معنی لطیف اور بھی ہی اور وہ یہ
کہ تقدم سے مراد علت غائی کا تقدم ہو کہ علم مین مقدم اور وجود مین بعد ہو فتدبر جناب اخوند علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی
جسکا حاصل یہ ہی کہ وہ سب یعنی نبی اور ائمہ علیہم السلام مقصود ہین ایجاد عالم وجود مین اور مخصوص ہین ساتھ شفاعت کبریٰ اور
مقام محمود کے اور معنی شفاعت کبریٰ کے یہ ہین کہ وہ حضرات وسایط ہین فیوض الٰہی کے اس عالم مین اور آخرت کے عالم مین
کیونکہ وہی قابل ہین واسطے فیوضات الٰہیہ کے اور جمایت قدسیہ کے اور انھین کے طفیل سے رحمت خدا کی سب
موجودات پر فائض ہوتی ہی اور اس قول سے بھی علت غائی ہونا ان حضرات کا مستفاد ہوتا ہی جس سے تقدم
رتبی ظاہر ہوتا ہی اور وہ احادیث کہ جنمین تصریح اسکی ہی کہ اس وجود مین عبادات الٰہی بھی کرتے تھے وہ اس احتمال کے
منافی نہین ہین کیونکہ وجود دو طرح پر ہی ایک وجود روحانی اور دوسرے وجود جسمانی اور علت کا وجود جسمانی نہو تو ہی
نہ روحانی جیسا کہ بطریق متعددہ عبداللہ ابن عباس سے منقول ہی کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ
حق تعالیٰ نے پیدا کیا میرے نور کو عرش کے نیچے بارہ ہزار سال پہلے خلقت آدم سے پس جب آدم کو پیدا کیا
اور اُس نور کو صلب آدم مین ڈالا پس وہ نور ایک صلب سے دوسرے صلب مین منتقل ہوتا تھا یہانتک کہ
ہم صلب عبداللہ و ابوطالب مین جدا ہوے پس حق تعالیٰ نے مجھے اُس نور سے پیدا فرمایا اور بسندہاے دیگر
معاذ بن جبل سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ بدرستیکہ حق تعالیٰ نے پیدا کیا مجھے اور علی و فاطمہ و
حسن و حسین علیہم السلام کو سات ہزار سال پہلے دنیا کے پیدا کرنے کے معاذ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا پھر آپ کہان تھے
فرمایا کہ عرش کے آگے ہم تھے تسبیح و تحمید و تقدیس و تمجید خدا کرتے تھے معاذ نے عرض کی کہ کسکے مثال تھے فرمایا کہ
چند اشباح نور کے تھے پھر جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ ہماری صورت کو پیدا کرے تو ہمین چند عمود نور کی طرح بنایا اور
آدم کے صلب مین جگہ دی پس باہر نکالا ہمین ہمارے آبا کے اصلاب اور امہات کے ارحام کی طرف اور نہین پہونچی ہمین
وہ نجاست شرک و زنا کی جو زمان کفر مین تھی اور بسند معتبر جناب امام جعفر صادق سے منقول ہی کہ محمد اور علی و نور تھے
قریب خداوند عالم کے دو ہزار برس پہلے اس سے کہ خداے تعالیٰ خلائق کو پیدا فرماے پس جب فرشتون نے دیکھا تو ایک
اصل پایا اور اُس سے ایک شعاع روشن تھی کہ وہ اُس اصل کی شاخ تھی پس کہا انھون نے کہ خداوندا یہ نور کیا ہی اُنپر وحی
نازل ہوئی کہ یہ ایک نور ہی میرے انوار سے کہ اصل اُسکی پیغمبری ہی اور فرع اُسکی امامت ہی الخ اور دوسری سند انھین
حضرت سے منقول ہی کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسالتمآب سے خطاب فرمایا کہ اے محمد بدرستیکہ پیدا کیا مین نے تجھے اور

علی کو ایک نور یعنی روح بے بدن پہلے اس سے کہ آسمانون کو اور زمین کو اور عرش و دریا کو پیدا کرتا پس ہمیشہ تم
تہلیل و تمجید کرتے تھے اور بسند معتبر جناب ابی ذر رہ مین منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ مین اور علی
ایک نور سے پیدا ہوے اور عرش کی جانب راست ہم دونون تسبیح خدا کرتے تھے دو ہزار برس پہلے اس سے کہ حق تعالی نے
آدم کو پیدا کیا پس جب آدم کو پیدا کیا تو ہمارے نور کو انکی پشت مین رکھا اور جب آدم بہشت مین ساکن ہوے تو ہم
انکی پشت مین تھے اور جب نوح کشتی پر سوار ہوے تو ہم انکی پشت مین تھے اور جب ابراہیم آگ مین ڈالے گئے تو ہم
انکی پشت مین تھے اور ہمیشہ ہمین پشتہاے پاکیزہ اور رحم ہاے مطہر مین حق تعالی جگہ دیتا آیا یہان تک کہ صلب
عبد المطلب مین پہونچے اُس نور کے دو ٹکڑے کیے مجھے صلب عبد اللہ مین اور علی کو صلب ابو طالب مین ڈالا
الخ الحدیث اور اخبار فریقین مین وارد ہی کہ مین اُسوقت سے پیغمبر ہون کہ آدم مٹی اور پانی مین تھے اور بعض روایات مین
اسطرح ہی کہ آدم روح و جسد کے درمیان تھے اور اس مضامین کی احادیث بہت ہین اور اس اختلافات مین جمع کی
صورتین متعدد ہین مختصر یہ ہی کہ جیسا خلق ایجاد کے معنی پر آیا ہی اسی طرح بمعنی تقدیر بھی آیا ہی یہان تک کہ جناب سید نے
حدیقہ سلطانیہ مین بعض شارحین شمائل ترمذی سے نقل فرمایا ہی کہ کہا ہی اُسنے کہ بعضون نے کہا ہی کہ خلق بمعنی تقدیر
حقیقت ہی اور بمعنی ایجاد مجاز ہی اگرچہ استعمال اُسکا دوسرے معنی مین بہت ہی اور ہر چند کہ حقیقت مین یہ بات نہوں لیکن
لفظ خلق کے دونون معنون مین شائع ہونے مین تامل نہین ہی اور جب یہ ہوا تو محتمل ہی کہ بعض روایات مین خلق تقدیر کے
معنی پر ہو اور تقدیر اعم ہی اس سے کہ تقدیر علمی ہو یا عبارت لوح محفوظ مین لکھنے سے اور فرشتون پر ظاہر کرنے سے ہو اور
بعض روایات مین ایجاد نور اور ایجاد روح کے معنون پر ہو اور یہ لازم نہین ہی کہ نور و روح سے ایک معنی مراد ہون کیونکہ
نور کو اصلاب و ارحام مین رکھنا دلالت کرتا ہی کہ غیر روح ہی اور جب یہ واضح ہو چکا تو جو اختلافات کہ مدت تقدم مین وارد ہین
اُسمین ممکن ہی کہ بحسب مراتب تقدیر و ایجاد ہو اور پہلے ہونا جیسا محتمل ہی کہ حقیقی ہو اسی طرح محتمل ہی کہ پہلا ہونا بھی اضافی ہو
اور شرف و فضیلت کے مقام پر ایسے بیان نادر نہین ہین اور بعض اعداد مثل سبعہ و سبعین کے محاورہ عرب مین مطلق کثرت کے
واسطے بھی آتے ہین لیکن تقادیر کا حمل کرنا تقادیر علمی پر یقینی مستبعد ہی کیونکہ علم الہی ازلی اور غیر محدود ہی اور اسمین اختصاص
ایک شخص کا دوسرے کی بہ نسبت نہین ہو سکتا پس کتابت لوح مین قلم نور سے مراد ہوگی یا خلق نور ہی مثل اشباح کے
قبل عالم ارواح کے یا خود عالم مراد ہو یا حضرت کے نور کا وجود کسی اور عنوان سے مقصود ہوگا اور چونکہ شبح کے معنی اصل
لغت مین کالبد کے ہین اس سبب سے مراد ایک جسم لطیف ہی جو مشابہ اجسام ظاہریہ کے ہو بمنزلہ اُسکے نمونہ کے پس مناسب
تعبیر کی خبیر بصیر پر پوشیدہ نہوگی اور یہ مراد بعض اخبار سے بھی مستفاد ہوتی ہی جیسا کہ وارد ہی خلق اللہ محمداً و عترتہ
اشباحُ نورٍ بین یدی اللہ قلت وما الاشباح قال ظل النور ابدان نورانیۃ بلا ارواح یعنی خدا نے پیغمبر اور ائمہ ہدی علیہم السلام کو
بطور اشباح نور اپنے سامنے پیدا فرمایا راوی نے عرض کیا کہ اشباح کیا ہین فرمایا کہ نور کا سایہ اور ابدان نورانیہ بلکہ ارواح لطیفہ

اور ظاہر یہ ہے کہ بنظر زودی کے سمجھانے کے جسم لطیف کو مختلف بیانون سے اور کسی طرح مناسبات و ملائمات ارشاد فرمایا
کیونکہ سایہ لطیف تر ہوتا ہے اس جسم کا سایہ ہے اور پس اسی جہت سے اسے سایہ کہتے ہین اور نور جسم لطیف شفاف ہے
پس اس جہت سے اگر اسے ابدان نوریہ کہین تو اچھا ہے اور روح ایک جوہر شریف ہے اجسام ذوی العقول سے پس وہ انوار
مقدسہ باین مناسبت حق ہین ساتھ اسکے کہ بلفظ ارواح تعبیر کیے جائین ورنہ حقیقت ان اشباح و انوار کی طاقت
بشری سے باہر ہے جس کسی نے جو کچھ کہا ہے یا کہیگا بطور احتمال ہوگا اور علم حقیقی اسکا خدا کو ہے اور جناب سید سند نے شارح شمائل
ترمذی سے نقل فرمایا ہے کہ انھون نے کہا کہ ارواح اجساد کے پہلے پیدا کی گئی ہین اس صورت مین قول حضرت کا کنت نبیا و آدم بین
الماء والطین اشارہ طرف حضرت کی روح کے ہوگا یا کسی حقیقت کی طرف آنحضرت کی حقائق سے یہ ایما واقع ہوا ہے کیونکہ حضرت
کی حقیقت کو سوائے خدا کے کوئی نہین پہچان سکتا یا وہ پہچانے جسے اسنے اسکا علم عطا فرماکر برگزیدہ کیا ہو اور حق تعالیٰ جسکو قوت
جیسی اور جو چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے ویسی حقیقت دیدیتا ہے پس حقیقت حضرت کی نبوت کے ساتھ فائز ہوئی اور اسم مبارک
آپ کا عرش پر لکھا گیا تاکہ فرشتے اور جو مخلوقات وہان انکے سوا تھین وہ اس کرامت کو حضرت کی جو خدا کے سامنے ہے جانین
پس مراد یہ ہو کہ یہ روح اور وہ حقیقت جسکی کنہ معلوم نہین ہو سکتی اسی وقت سے کہ حضرت کا نور خلق ہوا موجود تھے
اگرچہ جسم شریف وجود مین متاخر ہوا پس اوصاف کمالیہ آنحضرت کے ابتداے پیدائش نور سے آپ کے پہلے ہین انمین تاخیر کو
دخل نہین ہے اور متاخر نہین ہے مگر تکون نور وجود جسد شریف کا حضرت کے اور انتقالات اصلاب و ارحام مین انتہی ملخصاً اور
فی الواقع یہ تقریر شارح مذکور کی بہت متین اور لائق مدح ہے اور ہمارے اخبار کے بھی منافی نہین ہے بہرطور ثابت ہوا کہ فضیلت
تقدم وجود نور کی یا روح دونون کی حضرت کے واسطے ایسی مخصوص ہے جو اور پیغمبرون کے اور مخلوقات کے لیے نہین ہے سواے
انکے جنکو حق تعالیٰ نے انکی فرع مقرر فرماکر شریک اصل تقدیم خلق مین کیا ہو لیکن اس سے یہ اعتقاد کرنا کہ پیغمبر اور ائمہ علیہم السلام
موثر اور موجد اور مدبر ہین اسکے جو اس عالم مین پایا گیا ہے پس یہ کفر ہے اور فلاسفہ کے قول سے مشابہ ہے جو وہ کہتے ہین
کہ واحد سے سوا واحد کے اور کچھ صادر نہین ہوتا پس اس واحد کو واسطہ صدور کثرت کا جانتے ہین جیسا کہ قریب اسکے
قول شارح مواقف کا نقل کیا گیا ہے اور اسی طرح یہ قول مشابہ بقول صوفیہ ہے کہ وہ بھی مظہر واحد کو مظاہر انوار و ظہورات کا
قرار دیتے ہین اور مشابہ ہین مفوضہ کے ساتھ جو خلق و رزق و تدبیر عالم کو کہتے ہین کہ خدا نے محمد و علی اور سب ائمہ کو سپرد
فرمایا ہے اور یہ سب کفر ہے خواہ آنحضرات کو مستقل فاعل جانین یا فاعل مستقل خدا کو اور انھین بمنزلہ آلات کے قرار دین
کیونکہ حق تعالیٰ غنی بالذات اور محتاج طرف وسایط و آلات کے نہین ہے اور یا قایل تفویض کے ساتھ ہون پس یہ سب
باطل ہے اور یہ بطلان ضروریات دین سے ہے ہان ان بزرگوارون کی برکات سے یہ عالم قائم ہے اور اسی جہت سے نسبت
مجازی بعض نصوص مین کہ جو اخبار احاد سے ہین وارد ہوئی ہے جیسا کہ باب اول مین مذکور ہوئین اور قریب اسکے ہے
وہ روایت کہ جو فاضل نعمانی نے عبداللہ بن مسعود سے کہ اسنے پیغمبر خدا سے نقل کیا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ پوچھا مسعود نے

آنحضرت سے کہ مین نہین جانتا کہ آپ اور علی علیہ السلام دونون مین افضل کون ہے حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جا مین سامنے بیٹھ گیا بعد اُسکے فرمایا کہ جان تو کہ حق تعالیٰ نے مجھے اور علی بن ابیطالب کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا دو ہزار برس پہلے اور مخلوقات کے پیدا کرنے سے کہ اُسوقت تسبیح و تقدیس و تہلیل کرنے والا کوئی نہ تھا اور جب چاہا کہ سب خلق کو پیدا فرماے تو میرے نور کو پھاڑا اور اُس سے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور مین قسم ہے خدا کی کہ آسمانون سے اور زمین سے بہتر و بزرگ ہون اور نور علی بن ابیطالب کو شگافتہ کیا پھر اُس سے عرش و کرسی کو پیدا کیا اور علی بن ابیطالب علیہ السلام بزرگ ہین عرش و کرسی سے اور شگافتہ کیا نور حسن کو اور خلق فرمایا اُس سے لوح و قلم کو اور قسم ہے خدا کی کہ حسن بزرگ ہے لوح و قلم سے اور شگافتہ کیا نور حسین کو اور اُس سے پیدا فرمایا بہشتون کو اور حور عین کو اور حسین قسم ہے خدا کی کہ بزرگ ہے بہشت و حوران عین سے بعد اُسکے تاریکی نے مشرق و مغرب کو سیاہ کیا اور فرشتون نے خدا سے شکایت کی اسلیے کہ اُنسے اِس تیرگی کو دفع کرے پس حق تعالیٰ نے ایک کلمہ خلق فرمایا اور اُس کلمہ سے روح کو پیدا کیا بعد اُسکے دوسرا کلمہ فرمایا اور اُس دوسرے کلمہ سے نور کو پیدا کیا پس اُس نور کو اِس روح کے ساتھ ملا کر عرش کے آگے اپنے کھڑا کیا پس جمیع مشارق و مغارب روشن ہوے پس وہ فاطمہ زہرا ہے اور اِسی لیے زہرا کے ساتھ نام رکھی گئین الخ الحدیث اور اِسی مضمون کو تبفاوت یسیر جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ تمامی خلق کو پیدا کرے تو میرے نور کو شگافتہ فرمایا اور اُس سے عرش کو پیدا کیا پس عرش میرے نور سے ہے اور میرا نور خدا کے نور سے ہے اور میرا نور عرش سے افضل ہے بعد اُسکے میرے بھائی علی بن ابیطالب کے نور کو شگافتہ فرمایا اور اُس سے فرشتون کو پیدا کیا اور علی کا نور نور خدا سے ہے اور علی افضل ہین فرشتون سے بعد اُسکے میری بیٹی فاطمہ کے نور کو شگافتہ فرمایا اور اُس سے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا پس آسمان و زمین میری بیٹی کے نور سے مخلوق ہین بعد اُسکے میرے فرزند حسن کے نور کو شگافتہ کیا اور اُس سے آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا پس آفتاب و ماہتاب میرے فرزند حسن کے نور سے پیدا ہوے ہین اور حسن کا نور نور خدا سے ہے اور حسن آفتاب و ماہتاب سے افضل ہین بعد اُسکے نور حسین کو شگافتہ فرمایا اور اُس سے بہشت اور حور العین کو پیدا کیا پس بہشت اور حور العین نور حسین سے ہین اور حسین کا نور نور خدا سے ہے اور حسین افضل و بہتر ہے بہشت اور حور عین سے الخ بالجملہ ان اخبار سے یہ ظاہر ہین سمجھا جاتا ہے کہ انوار مقدسہ ان بزرگوار ون کے اصل و سبب ہین خلق مخلوقات کے لیے جیسا کہ حیوان سے بچہ یا انڈا یا نطفہ یا انسان سے آواز و کلام یا بلغم یا اور فضول پیدا ہوتے ہین کہ وہ بمنزلہ اصل کے اُسکے ہوتا ہے اور جو اُس سے نکلتا ہے اور خارج ہوتا ہے وہ بمنزلہ شاخ کے ہوتا ہے اور حقیقت مین اصل کے شریک ہوتا ہے لیکن واقع مین یہ اعتقاد یہان کرنا اور اِس سے مراد جاننا نہین چاہیے کیونکہ اول یہ اخبار احاد ہین جو مفید اعتقاد نہین دوسرے یہ کہ واقع مین جو یہ مضامین وارد ہوے ہین وہ از قسیم استعارات اور مجازات ہین کہ دلالت مزید اختصاص اور علو مرتبہ پر اُنکے کرتے ہین نہ از راہ حقیقت اور اِس مقام مین

اگر کوئی قیاس کرے کہ جسطرح یہ اشیاے مذکورہ اُن حضرات کے انوار سے پیدا ہوئی ہین اسی طرح ان حضرات کے انوار انور ذات خدا سے پیدا ہوے ہین تو یہ قیاس باطل ہی کیونکہ حق تعالی مخصوص ہی ساتھ اس بات کے کہ نہ اُس سے کچھ پیدا ہوا ہی اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہی کما قال عزّ من قائل لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ جناب سید سند نے ایک روایت حضرت امام حسین علیہ السلام سے نقل کی ہی حاصل اُسکا یہ ہی کہ کوئی کثیف چیز خداے تعالی سے پیدا نہین ہوتی مثل فرزند اور بول و غائط و منی و بلغم اور جملہ کثافات کے جو مخلوقین سے پیدا ہوتی ہین اور نہ کوئی لطیف چیز مثل کلام و آواز و نور بصر کے اُس سے پیدا ہوئے ہین اور نہ حوادث اُس سے اُٹھتے ہین مثل پسینے کے اور خواب و خطورات قلبی اور غم و اندوہ و شادی کے اور نہ خود وہ کسی سے پیدا ہوا ہی نہ کسی چیز سے باہر آیا ہی جیسا کہ سب اشیاے کثیفہ عناصر سے اپنے باہر آتی ہین مثل حیوانات کے اور گھانس کے اور نباتات کے کہ زمین سے اُگتے ہین اور پانی کی طرح کہ چشمہ سے نکلتا ہی نہ مانند چیزہاے لطیف کے کہ اپنے مرکز سے نکلتی ہین جیسا کہ بینائی آنکھ سے نکلتی ہی اور سُننا کان سے ظاہر ہوتا ہی الخ اور بیچارہ ناکہ ترجمہ لفظ اشتقاق کا ہی اُسپر دلالت نہین کرتا کہ حضرات العیاذ باللہ مادہ و ہیولے اجسام کے ہین جیسا کہ متصوفہ پر لازم آتا ہی کیونکہ یہ سب ان سب مراتب کو تنزلات وجود مطلق اور وجود حق پر حمل کرتے ہین اور مٹی اور کوزہ اور دریا اور امواج کی مثال لاتے ہین بالجملہ ایسے استعارات جنکی کنہ حقیقت معلوم نہو جہان جہان کہین واقع ہون وہان اپنی طرف سے کسی معنی کی تعیین نہ کرنا بہتر ہی اور ایسی جرأت وجسارت سے جو مورث خسارہ ہو احتیاط ضروری ہی بلکہ ایسی حدیثون کے علم کو حوالہ بخدا او رسول کرنا باعث سلامتی دین و ایمان کا ہی جیسا کہ آیات و احادیث مین وارد ہی تتمیم بیان مین اس امر کے کہ حضرت کے آباے طاہرین سب مومن و موحد تھے اور کچھ کچھ احوال اُن حضرت کے آبا و اجداد کا جو مشہور ہین جاننا چاہیے کہ اجداد حضرت کے سب موحد تھے دل اُنکے نور ایمان سے نورانی تھے اور نجاست کفر سے صاف و پاک تھے اور یہ مسئلہ فرقہ حقہ امامیہ مین اتفاقی ہی کسی نے اسمین اختلاف نہین کیا ہی مگر حضرات اہل سنت مین مختلف فیہ ہی چنانچہ جناب سید سند نے فرمایا ہی کہ مواہب لدنیہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ محققین اہل سنت قائل ہوے ہین کہ عبد اللہ باپ آنحضرت کے کافر تھے اور اسی طرح عبد المطلب کے لیے جو جد عالی مقدار حضرت کے ہین تکفیر کرتے ہین اور مذہب منصور اسی کو گنتے ہین اور اُسکے اثبات مین سعی کرتے ہین یہان تک کہ بعض فضلا نے اُنکے لکھا ہی کہ اس مسئلہ مین بحث اس جہت سے کہ مشتمل اوپر استخفاف و ایذاے پیغمبر خدا کے ہی ترک کے لائق ہی جیسا کہ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ مین اُسکا اعتراف کیا ہی کیونکہ پہلے تطویل کلام اس جگہ نقض و ابرام کی ساتھ بہت کے ہی اور اپنے زعم مین اثبات کفر حضرت کے آبا کا نعوذ باللہ بمفاد بعض روایات مسلم کے کہا ہی اور متمسک اس روایت سے ہین کہ جو ایک شخص سے مروی ہی کہ اُسنے آنحضرت سے عرض کیا کہ میرا باپ کہان ہی فرمایا آگ مین ہی جب وہ چلا تو اُسے طلب کیا اور فرمایا کہ بدرستیکہ میرا باپ اور تیرا باپ دونون آگ مین ہین اور روایت بریدہ سے استدلال کرتے ہین کہ کہا اُسنے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ حضرت آمنہ کی قبر پر تشریف لیگئے

تتمیم بیان مین اسکے کہ آباے طاہرین آنحضرت کے سب مومن تھے

اور روئے حاضرین نے وجہ گریہ پوچھی فرمایا کہ مین نے خدا سے اجازت مان کی خبر پر جانے کی چاہی حکم ہوا بعد اُسکے
اُنکی مغفرت کو طلب کیا اُسکی رخصت نہوئی اسلیے مین رویا پس سب حاضرین ایسا روئے کہ ایسا رونا کبھی کسی نے
نہین دیکھا تھا بعد اُسکے شیعہ جو استدلال مین آیات واحادیث آنحضرت کے آبائے طاہرین کے بری ہونے پر کفر سے
نقل کرتے ہین اُنکا ایک جواب جو بہت بے حقیقت و رکیک ہے اپنے زعم باطل مین دیکر کہا ہے کہ ھذا اما تبتنی
من البحث فی مسئلة والدیه وکان الاولی ترک ذلک وانما جرنا الیه ما وقع من المباحثة بین علماء العصر فانحذ به
الحذر من ذکرهما بما فیه نقص فان ذلک یوذی النبی ولا ریب ان اذاه کفر یقتل فاعله لو یتب عندنا انتہی کلامہ
بعد اُسکے جناب سید سند نے فرمایا ہے کہ سبحان اللہ یہ شخص حکم اثبات کفر آبائے کرام مین آنحضرت کے تھا اور خداوند نے اُسی کی زبانی
اُنکا کفر ثابت کیا کون سا نقص اس سے زیادہ ہے کہ کفر سے نسبت بلکہ اُسکا اثبات حضرت کے آبا کی طرف کیا جائے اثبات کفر مین
کچھ خوف نہین کرتے نقص کے اثبات مین ڈراتے ہین اور جب مطلق نقص کی نسبت حضرت کے آبائے طاہرین کی طرف
باقرار زبانی فاضل مذکور کے مستلزم پیغمبر خدا کی اذیت رسانی کا سبب ہے اور اذیت کا پہونچانا پیغمبر کو مستلزم کفر ہے اور
اُسکے فاضل کا قتل کرنا واجب ہے تو نسبت کفر کے کرنا تو بطریق اولی اُسکا سبب ہوگا مگر یہ کہین کہ ہمنے اب توبہ کی ہے سے
پھر یہ کہان ہوسکتا ہے انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ حقیقت امر یہ ہے کہ ایسی بات مین ان فضلا کو یہ جرات کرنی لائق
تعجب ہے کیونکہ اگر مخالفت علمائے امامیہ کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یوہین ہے تو نبی کے بارے مین تو کوئی وجہ
مخالفت کی نہین ہے سب مسلمان اقرار شہادتین مین جسطرح متحد ہین اُسی طرح تنزیہ مین رذائل سے و اثبات فضائل مین جناب
رسالتمآب کے لیے یکدل و زبان ہونا چاہیے اور اگر بالفرض بعض روایات کے ذریعہ سے اثبات کفر کا بہ نسبت آبائے
طاہرین پیغمبر خدا کے کرتے ہین تو اول یہ اخبار بہت شاذ اور اُسکے معارض روایات اُنکے یہان بھی موجود پھر اُنھین اخبار کی
تاویل کیون نہین فرماتے جیسا کہ ہمین کلام کو طول دیا اُسی طرح تاویل اخبار مذکورہ مین بھی زور علم دکھاتے کیا آبائے نبی کا
اثبات ایمان جو بشہادت قرآن واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ ثابت اور ظاہر ہے اثبات ایمان فرعون سے بھی جو
مدعی الوہیت ہوا اور کتب سماویہ اُسکے ذکر کفر پر مشتمل ہین اور اہل ادیان سب بکثرت فرق اُسکے کفر پر گواہ مین زیادہ مشکل ہے
پھر تعجب افزا یہ بات ہے کہ اُسکے اثبات ایمان کے لیے بعض اہل سنت نے ایک مستقل کتاب لکھی اور آیات قرآنی کی تاویل کی
لفظ عذاب کو جو اُسکے حال مین واقع ہوا ہے مشتق عذوبت سے جو شیرینی کے معنون پر ہے کیا گیا اور ایمان اُسکا بزور علم ثابت کیا
یہان نہ حمایت اسلام و دینی مسلمین کی ثواب کا شوق نہ تاذی پیغمبر کا اس النقص سے خوف مانع ہوا مباحثہ علمائے عصر سے
اسقدر غصہ تیز ہوا کہ مطلق اخبار متفق علیہ بین الفریقین سے چشم پوشی اختیار کی آخر حضرات اہل سنت سے او بھی تو علما
اور فضلا نامی ہین جنھون نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ پیغمبر نے فرمایا ینقلنی اللہ من اصلاب الطاهرین الی ارحام
المطہرات حتی اخرجنی فی عالمکم هذا یعنی ہمیشہ حق تعالی مجھے نقل فرماتا رہا پشت ہائے پاکیزہ سے طرف رحم ہائے طاہرہ کے

یہان تک کہ ظاہر فرمایا مجھے تمھارے اس جہان مین امام رازی نے اس روایت کی نقل کرنے کے بعد اُسکے تقریب
ولادت مین جو کہا ہی محصل اُسکا یہ ہی کہ مشرکین نجس ہین پس اگر آنحضرت کے آباے ظاہرین شرک رکھتے ہوتے تو طہارت کے
ساتھ موصوف نہوتے اور امامیہ کے طریقہ کے موافق روایات کثیرہ اسپر دلالت کرتی ہین جیساکہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے
اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہی کہ اُسنے کہا کہ سنا مین نے امیر المومنین علی سے کہ فرماتے تھے کہ عبادت نہین کی میرے
باپ نے نہ میرے دادا عبد المطلب نے نہ ہاشم نے نہ عبد مناف نے کسی وقت مین کسی بت کی اور اصول کافی مین
اُنکی سند سے حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہی کہ حق تعالیٰ نے نور محمد و علی کو اُسوقت پیدا کیا کہ کسی اور چیز کو خلق
نہین فرمایا تھا اور پشت ہاے پاکیزہ مین اُنھین جاری کیا درحالیکہ وہ پاک و پاکیزہ تھے یہان تک کہ وہ علیحدہ ہوے
پاکیزہ تر دو مین کہ وہ عبد اللہ اور ابو طالب علیہما السلام ہین اور حدیث معتبر مین حضرت صادق سے منقول ہی کہ
جبرئیل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ پر نازل ہوے اور کہا کہ حق تعالیٰ تمپر سلام بھیجکر فرماتا ہی کہ حرام کیا مین نے آگ کو
اُس پشت پر کہ جس سے تم زمین پر آئے یعنے عبد اللہ اور اسی طرح اُس شکم پر کہ جسنے تمھین اُٹھایا یعنی آمنہ اور اُس کنار و
گود پر کہ جس نے تمھاری کفالت کی یعنی ابو طالب اور حضرات اہلسنت سے سوا اُن صاحبون کے جو تکفیر آباے نبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بناء بخدا قائل ہوے ہین بعض ایسے بھی ہین مثل صاحب کتاب احکام کے کہ اُنھون نے حضرت کی
پاس خاطر سے کہا ہی محصل اُسکا یہ ہی کہ ہم امیدوار ہین کہ عبد المطلب بطوع و رغبت داخل بہشت ہونگے اور نجات پاوینگے
ولیکن العیاذ باللہ ابو طالب نجات نہ پاوینگے اسلیے کہ اُنھون نے زمان بعثت کو پایا اور ایمان نہ لاے انتھی کلامہ اور پوشیدہ
نہ رہے کہ یہ بھی خلاف واقع ہی کیونکہ جو روایت متفق علیہ من الفریقین اس سے پہلے نقل کی گئی اُسکے خلاف ہی اور انشاء اللہ
عنقریب بتفصیل اسلام حضرت ابو طالب بیان ہوگی اور جو شخص کہ آنحضرت کے آباے طاہرین کے شمائل سے آگاہ ہی وہ جانتا ہی
کہ نور محمدی اُنکی پیشانی سے ظاہر و درخشان تھا اور اُنکی سیرت و حالات کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ ہر حال مین
وہ ہدایت کنندہ و با ایمان تھے بالجملہ جاننا چاہیے کہ حضرت کے والد بزرگوار کو ذبیح اسلیے کہتے ہین کہ حضرت نے
فرمایا ہی کہ انا ابن الذبیحین یعنی مین ہون فرزند دو ذبیحون کا اور یہ فریقین کی روایت ہی اور عیون اخبار الرضا علیہ السلام مین
مروی ہی کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ مین بیٹا دو ذبیحون کا ہون ایک عبد اللہ اور ایک اسمٰعیل جو جد الاجداد آنحضرت کے تھے
لیکن اسمٰعیل اسپر وہ ایسے فرزند حلیم تھے کہ حق تعالیٰ نے اُنکے ساتھ بشارت دی ابراہیم کو اور جب ابراہیم اُنکے ساتھ
مشغول اعمال حج ہوے تو کہا اُنھون نے کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ ذبح کرتا ہون مین تمھین پس نظر کرو کہ کیا
تمھاری راے مین آتا ہی اور کیا مصلحت دیکھتے ہو کہا اے باپ جسکا حکم آپکو ہوا ہی اُسے بجا لایئے پایئے گا مجھے صبر
کرنے والون سے اگر خدا چاہے جب ابراہیم نے اُنکے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حق تعالیٰ نے فدیہ کیا اُسکا ایک گوسفند سیاہ کہ
کہ سیاہی مین کھاتا تھا اور سیاہی مین پیتا تھا اور سیاہی مین نظر کرتا تھا یعنی دیکھتا تھا اور سیاہی مین راہ چلتا تھا اور سیاہی مین

پیشاب کرتا تھا اور سیاہی مین فضلہ امعا کا اپنے گراتا تھا اور اس روایت کو تفسیر صافی مین محقق کاشانی نے نقل کیا ہی
اور جناب سید سند نے بھی حدیقہ سلطانیہ مین نقل کیا ہی اور اسکی تاویل مین فرمایا ہی کہ مراد اس سے یہ ہی کہ ایسے سبزہ زار مین
اُسنے تربیت و پرورش پائی تھی کہ جہان وہ بیٹھتا تھا یا اُٹھتا تھا یا کھاتا تھا یا پیتا تھا اور اسی طرح جملہ افعال جہان اُس سے
سرزد ہوتے تھے وہ سب مقامات سرسبز و شاداب تھے اور جو سبزی کہ نہایت تیرگی ہو اُسے کبھی تعبیر مین سیاہ کہتے ہین اور
یا مراد اُس سے یہ ہی کہ ہم اعضا اُسکے یعنی منھ اور آنکھین اُسکی اور اِسی طرح سب اعضا اُسکے سیاہ رنگ تھے انتہی کلامہ
اعلی اللہ مقامہ پھر محصل روایت سے یہ ہی کہ وہ گوسفند چالیس برس پیشتر اپنے فدیہ ہونے سے باغہاے بہشت مین
چرا تھا اور اسکی خلقت رحم مادر سے نہین ہوئی بلکہ حق تعالی نے فرمایا کہ پیدا ہو جا وہ موجود ہوگیا اِسلیے کہ فدیہ اسمٰعیل ہو
پس جو گوسفند کہ منی مین قربانی کیا جاتا ہی وہ روز قیامت تک فدیہ اسمٰعیل کا ہی فقط واضح ہو کہ جو مراد مذکور ہوئی شاید
ایسا ہی ہو کیونکہ احتمال ہی کہ الفاظ روایت کے قرینہ سے استنباط کیا گیا ہی کیونکہ بول و براز کا بہشت مین ہونا کیسا مگر یہ
بہشت دنیا مراد ہو غرض یہ صفت گوسفند مذکور کی روایت مین وارد ہوئی ہی اور معصوم اپنے کلام کی مراد خوب جانتے ہین
چاہے وہ حقیقی معنون مین ہو یا استعارہ ہو کسی حالت سے اس مقام پر ذبیحین کے بیان سے جو بطور اخبار خاصہ وارد ہوا ہی
مطلب تھا تو ایک ذبیح کا آباے حضرت سے حال بیان ہوا دوسرے ذبیح کہ عبد اللہ پدر قریب آنحضرت کے ہین اُنکا
قصہ جو جناب سید سند نے لکھا ہی یہ ہی کہ عبد المطلب نے حلقہ در کعبہ سے لپٹ کر دعا کی تھی کہ حق تعالی دس فرزند مجھے
کرامت فرماے اور نذر کی تھی کہ اگر خداوندا تو نعمت مجھے دے تو ایک کو مین قربانی کرونگا جب حق تعالی نے دس فرزند
اُنھین عطا فرماے تو اُنھون نے کہا کہ خدا نے اپنے وعدہ کو وفا فرمایا مین بھی اپنی نذر پر وفا کرونگا بعد اُسکے اپنے بیٹون کو
خانہ کعبہ مین داخل کیا اور تین بار قرعہ اُنکے نام پر ڈالا ہر بار قرعہ عبد اللہ کے نام پر نکلا جو والد بزرگوار آنحضرت کے تھے
اور اپنے باپ کے نزدیک اور اولاد مین اُنکی گرامی تر تھے اُسوقت عبد المطلب نے عبد اللہ کو اپنے ساتھ لیا اور اُنھین
زمین پر لٹایا اور اُنکے ذبح کا ارادہ کیا جب یہ خبر بزرگان قریش کو پہونچی تو سب مجتمع ہوے اور حضرت عبد المطلب کو اس سے
منع کرنے لگے اور زنان عبد المطلب نے جمع ہو کر رونا باواز بلند شروع کیا اُسوقت عاتکہ نے جو عبد المطلب کی بیٹی تھی اُنسے
عرض کیا کہ اے باپ تم اپنے عذر کو جو تمہارے اور خدا کے بیچ مین ہی تمام کرو عبد المطلب نے کہا کہ اے بیٹی کیونکر عذر کو
تمام کرون تو صاحب برکت ہی اپنی راے کو بیان کر عاتکہ نے کہا کہ اے باپ یہ اونٹ جو تمہارے ہین حرم مین چرتے ہین
اُنکے اور اپنے فرزندون کے بیچ مین قرعہ ڈالو اور زیادہ کرتے جاؤ یہان تک کہ حق تعالی راضی ہو جاے پس عبد المطلب نے
اپنے اونٹون کو حاضر کیا اور دس اونٹ اُنمین سے جدا کیے اور اُنکے اور عبد اللہ کے بیچ مین قرعہ ڈالا قرعہ عبد اللہ کے
نام پر آیا پھر دس اونٹ زیادہ کیے اور پھر قرعہ عبد اللہ کے نام پر آیا یہان تک کہ سو اونٹ تک جب ہوے تو قرعہ
اونٹون کے نام پر آیا اور سب قریشون نے آواز تکبیر کے ساتھ بلند کی یعنی باواز بلند اللہ اکبر کہنے لگے یہان تک کہ

پہاڑ ملنے لگے انکی آوازون سے ہلنے لگے تھے عبد المطلب نے فرمایا کہ جب تک تین بار قرعہ اونٹون کے نام پر نہ آئے مین
عبد اللہ کے ذبح کرنے سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اسکے بعد پھر دو بار قرعہ ڈالا گیا اور اونٹون کے نام پر نکلا اسوقت زبیر
اور ابو طالب نے اور انکی بہنون نے عبد اللہ کو عبد المطلب کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچا اور اسوقت حال یہ تھا کہ جلد
روے نورانی کی انکے بسبب گھسیٹنے کے چھل گئی تھی پس اس گوہر یکتا کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ مین پھراتے
اور سونگھتے تھے اور انکی سلامتی کے سجدے درگاہ خدا مین ادا کرتے تھے اور خاک کو انکی روے مبارک سے انکے
پاک کرتے تھے اور عبد المطلب نے حکم دیا کہ اونٹون کو مقام حزورہ پر جو صفا و مروہ کے بیچ مین ہے ذبح کرین اور کسی کو منع
نہ کرین جسکا جی چاہے انکا گوشت لے اور یہ از جملہ سنتہاے عبد المطلب ہے جسے حق تعالے نے اسلام مین جاری فرمایا
کہ ہر مرد مسلمان کی دیت سو اونٹ ہوے بالجملہ حضرت کے ابن الذبیحین سے موسوم و مخصوص ہونے کی وجہ مین اکثر
روایات فریقین مین اسی مضمون سے قریب واقع ہوئی ہین اور چونکہ آوازہ حسن و جمال اور نور و ضیا ان مقرب خدا کا
کمال مرتبہ پر مشہور تھا اور یہ بھی قصہ ذبح و فدا کا باعث زیادتی اشتہار کا ہوا تو زنان قریش آرزومند وصال کی انکے تھین
اور از بسکہ اہل کتاب نے بادراک بعض علامتون کے جانا کہ پیغمبر آخر الزمان بپشت مبارک عبد اللہ سے پیدا ہونگے
اس جہت سے انکی عداوت و مخالفت مین سرگرم ہوے اور انکے ہلاک کرنے کی فکر مین بیٹھتے تھے اور ہمیشہ آثار غریبہ اور امور
عجیبہ کا انسے مشاہدہ کرتے تھے اور خائب و خاسر ہو کر پھر آتے تھے ایک روز عبد اللہ شکار کو گئے تھے ایک جماعت کثیر
دست بشمشیر شام کی طرف انکے قتل کرنے کے ارادے سے پہونچی وہب بن مناف جو باپ آمنہ کے تھے جو مادر گرامی
پیغمبر خدا کی ہین انھون نے اس صحرا مین دیکھا کہ بہت سے سوار جو اہل جہان سے یہان کی مشابہت نہین رکھتے وہ غیب سے
مددگاری کو آنحضرت کی ظاہر ہوے اور ان دشمنون کو حضرت کے دور کیا جب وہب نے یہ دیکھا اور اپنے گھر مین آئے
تو اپنی زوجہ سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ آمنہ کو عبد اللہ کے ساتھ تزویج کرون اس مطلب کو میرے بعضے دوستون کے
ذریعہ سے عبد المطلب کی جناب مین پہونچانا چاہیے چونکہ عبد المطلب بھی چاہتے تھے کہ عبد اللہ کی تزویج ہو اور تفحص
کرتے تھے کہ اگر کوئی عورت ایسی ہو کہ شرافت نسب و حسب و عفت کی اُسے حاصل ہو تو اُسکے ساتھ انکی تزویج ہو چونکہ
آمنہ کو ان صفات کے ساتھ متصف پایا راضی ہو کر انکے ساتھ تزویج کر دی منقول ہے کہ عبد اللہ ایک عورت پر بنی اسد
گذرے کہ نام اسکا رقیقہ جو صیغہ تصغیری تھا جب اسنے عبد اللہ کو دیکھا تو عاشق ہو گئی اور کہا کہ جو تمھارے سو اونٹ
نحر ہو گئے وہ میرے ذمہ ہین عبد اللہ نے اسکے احسان کو نہ قبول کیا دوسرے روز ایک عورت کے پاس سے کہ وہ
خثعمیہ سے تھی گذرے کہ اسے علم کہانت مین مہارت تمام تھی اور مالدار تھی اسنے اپنے مال سے انھین بہت فریب دیا
لیکن عبد اللہ نے اس سے بھی دوری کی اور کہا کہ مین پہلے گھر پہونچون اور رمی جمرات کر لون پھر آؤنگا جب گھر مین گئے
اور جناب آمنہ سے ہمصحبت ہوے تو نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ جناب آمنہ کے شکم مبارک کی طرف منتقل ہوا جب

دوسرے وقت عبد اللہ پھر اُس عورت کی طرف سے گذرے تو اُس عورت نے اُس نور کو نہ پایا عبد اللہ سے پوچھا کہ جب سے مجھسے ملاقات ہوئی تھی اُسکے بعد تمنے کسی عورت سے صحبت کی تھی اُنھون نے کہا ہان خثعمیہ نے کہا کہ اب مجھے تجھسے کچھ کام نہین ہی تیری پیشانی مین ایک نور دیکھا تھا اِسلیے مین چاہتی تھی کہ وہ نور میرا ہو جاے اب وہ اور کی قسمت مین گیا لیکن عبد المطلب پس نام اُنکا شیبہ ہی اور یہ نام اُنکا اِسلیے ہوا کہ پیدا ہونے کے وقت اُنکے سر مین سفید بال پیدا ہوے تھے اور بعضون نے وجہ اِس تسمیہ کی یہ کہی ہی کہ شیبتہ الحمد سے ہی بسبب کثرت فعال جمیلہ کے جو اُنسے صادر ہوتے تھے اور اِس سبب سے لوگ اُنکی تعریف و توصیف بہت کیا کرتے تھے اور بعض مورخین نے اُنکا نام عامر کہا ہی اور کنیت اُنکی ابو الحارث ہی کہ بڑے اولاد کے نام سے ہی کہ اُسکا نام حارث تھا لیکن عبد المطلب کا وجہ تسمیہ کیا ہی پس اِسمین چند وجہین ذکر کی ہین مشہور تر اُنمین وجہ یہ ہی کہ اُنکے والد ایک وقت مین مدینہ گئے تھے اور وہان متزوج ہوے تھے اور ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جب مطلب ہاشم کے بھائی مدینہ مین گئے اور وہان اُس لڑکے کو اُنھون نے دیکھا کہ صورت و سیرت مین خوب اور بے نظیر ہی تو کہا اُنھون نے کہ یہ لڑکا مجھسے مشابہ ہی کسکا ہی تو جو جانتے تھے اُنھون نے کہا کہ ہاشم بن عبد مناف کا لڑکا ہی یہ سنکر مطلب نے اُسے اُٹھا لیا اور اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا لیکن بسبب اِسکے کہ پوشاک اُنکی میلی تھی اور ہیأت شکستہ تھی تو جو پوچھتا تھا تو یہ کہہ دیتے تھے کہ میرا غلام ہی اِس جہت سے اُنہین عبد المطلب کہنے لگے اِسکے سوا اور بھی وجوہ ہین کہ جناب سید سند نے اُسے حدیقہ سلطانیہ مین لکھا ہی مین نے وجہ مشہور پر اکتفا کیا بالجملہ مروی ہی کہ جب حضرت ہاشم نے سلمی کی خواستگاری کی تو گوہر شاہوار نطفہ جناب سید المرسلین شکم طاہر سلمی مین منتقل ہوا جب اِس نور کی حاملہ ہوئین تو اُنکی پیشانی نورانی سے شعاع اِس نور کا ظاہر ہوتا تھا اور مدینہ کی عورتین اُنکے جمال کے مشاہدہ کو آیا کرتی تھین اور اُنکی روشنی اور چمک سے حیران ہوتی تھین اور سلمی جب درخت اور پتھر اور ڈھیلے کے پاس گذرتی تھین وہ اُنپر سلام بھیجتا تھا اور مبارکباد و اکرام کرتا تھا اور ہمیشہ جانب راست سے اپنے ایک آواز سنا کرتی تھین کہ السلام علیک یا خیر البشر اور اِن امور عجیبہ کو ہاشم سے کہا کرتی تھین اور اپنی قوم سے چھپاتی تھین یہان تک کہ ایک رات کو سنا اُنھون نے کہ ایک منادی نے پکار کر کہا کہ بشارت ہو تجھے کہ حق تعالی نے تجھے ایسا فرزند عطا فرمایا ہی کہ جو اہل شہر اور اہل صحرا سب سے بہتر ہی اور بعد اُسکے ہاشم نے چند روز مدینہ مین رہ کر پھر سلمی کو وداع کیا اور کہا کہ مین سپرد کرتا ہون تجھے وہ امانت جسے حق تعالی نے آدم کو سپرد کیا اور آدم نے شیث کو سپرد کیا اور بزرگان دین ہمیشہ اِس نور کو ایک دوسرے کو سپرد کرتے آئے یہان تک کہ یہ نور بزرگوار مجھ تک پہونچا اور بزرگی ہماری بسبب اِسکے زیادہ ہوئی اور اب مین اِس نور کو بحکم خدا تیرے سپرد کرتا ہون اور تجھسے عہد و پیمان لیتا ہون کہ اِس نور کی بہت حفاظت کرنا اور میری غیبت مین یہ فرزند پیدا ہو تو چاہیے کہ تیرے پاس آنکھ سے زیادہ بزرگ اور جان سے زیادہ عزیز ہو اور اگر ہو سکے تو ایسا کر کہ کسی کی آنکھ اُسپر نہ پڑ سکے کہ اُسکے دشمن اور حاسد یہود وغیرہ سے بہت ہین اور اگر مین اِس سفر سے زندہ نہ پھرون اور میرے مرنے کی

خبر سُننا تو اُسکی محافظت اور نگہداشت مین تقصیر نہ کرنا اور جب سن شباب کو یہ پہونچے تو اُسے حرم خدا مین جو مکہ ہی
بھجوا دینا اور یہ چاہے اُسکے دور نہ کرنا کہ حرم خدا ہماری عزت و نصرت کا گھر ہی سلمی نے کہا کہ مین نے دل و جان سے قبول کیا
تو نے میرے دل کو اپنی جدائی سے درد مین ڈالا خدا ے تعالی تجھے جلد پھر آنا میرے پاس نصیب کرے بعد اُسکے ہاشم
باہر گئے اور اپنے اور دوسرے عزیزون سے کہا کہ موت ایسی راہ ہی کہ کسی کا اُسمین اختیار نہین ہی اور سب اُس سے لاچار ہین
مین تمسے غائب ہوتا ہون اور نہین جانتا کہ تمھاری طرف پھر کر آؤنگا یا نہین پس تمھین وصیت کرتا ہون بعد اُسکے وصیتین
اپنی بیان کین اور مُطلب کو اپنا جانشین قرار دیا اور فرمایا کہ خانہ کعبہ کی کنجیان اور سقایت حاج و زمزم کی اور ہمارے
دادا نزار کا علم اُسے سپرد کرین اور اپنے فرزند کے لیے وصیت کی اور شام کی طرف متوجہ ہوے جب قصد کو پہونچ چکے
اور شغل تجارت سے سلمی کے لیے اور ہدیون کے خریدنے سے فارغ ہوے چاہا کہ اب مدینہ کی طرف پھرین ناگاہ اُنکی اجل
پہونچی پس ایک کاغذ طلب کیا اور بعد نام خدا کے اُسپر لکھا کہ یہ نامہ ہی بندہ ذلیل کی طرف سے اُسوقت مین کہ مولاے
جلیل نے اُسے فرمان طلب بھجوایا اور جان اُسکی کشاکش مرگ مین تھی اور لکھا اُسمین اور وصیت کی اُسمین اپنے فرزند کے
احترام کے لیے اور اُسکے حق کی رعایت کے لیے سلمی کے بارے مین بعد اُسکے کہا کہ مجھے لٹا دو پھر نظر آسمان کی طرف ڈالی
اور کہا کہ مدارا کرو ای میرے خدا کے بھیجے ہو واسطے نور محمد مصطفے کے جسکا مین حامل تھا جب یہ کہا تو آسمانی سے
عالم بقا کو رحلت فرمائی جب یہ خبر سلمی کو مدینہ مین پہونچی اور حضرت کے جو عزیز کہ مکہ معظمہ مین تھے اُس سے آگاہ ہوے تو
رسم تعزیت کو اُنکی بجالاے اور جب وقت وضع کا سلمی کے پہونچا تو جو درد عورتون کو ہوتا ہی وہ اُنھین پہونچا اور ایک آواز
ہاتف کی اُنھون نے سنی کہ اُسے دیکھنے والون کی آنکھ سے پوشیدہ رکھ تاکہ تمام روے زمین اُس سے سعادت مند ہو
پس موافق اُسکے وہ عمل مین لائین دروازے بند کر دیے ناگاہ دیکھا کہ ایک پردہ نور کا آسمان سے لیکر زمین تک اُنکے آگے
ڈالا گیا تاکہ شیاطین اُنکے پاس نہ آئین بعد اُسکے شیبۃ الحمد پیدا ہوے اور نور محمدی اُنسے ساطع تھا اور اُسی وقت
ہنسے اور جب اُنھین اُٹھایا اور دیکھا تو ایک سفید بال اُنکے سر مین دیکھا اور اسی سبب سے شیبۃ الحمد اُنکا نام رکھا
اور سلمی نے اُنکے پیدا ہونے کو پوشیدہ کیا ایک مہینے کے بعد جو عورتین اُنکے رشتہ قرابت مین تھین وہ آگاہ ہوئین اور
مبارک باد کو اُنکی آئین اور اُس مولود کے احوال عجیبہ سے متعجب ہوئین جب دو مہینے کے ہوے اور راہ مین یہودون نے
اُنھین دیکھا اور دیکھتے تھے تو اندوہ و کینہ سے بیتاب ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ جو نور کہ اُس سے ساطع ہی وہ نور
محمدی ہی کہ عنقریب جلوہ گر ہوگا اور اُنکے دین کو زائل کریگا حاصل یہ کہ یوماً فیوماً قوت و شوکت اور متانت و صباحت
شیبۃ الحمد کی زیادہ ہوتی جاتی تھی یہان تک کہ سرحد جوانی کو پہونچے اپنے چچا کی خدمت مین پیام بھیجا اور بہت شکایتین
کہلا بھیجین کہ ای فرزندان عبد مناف اپنی عترت سے تمنے غفلت کی ہی اور اپنے گھر کے چراغ کو دوسرون کے گھر مین جلایا ہی
جب مُطلب کو معلوم ہوا اُسی وقت سواری آپ نے طلب کی اور تنہا سوار ہو کر مدینہ کو روانہ ہوے جب مدینہ مین پہونچے

تو شیبۃ الحمد کو لڑکون مین مدینہ کے کھیلتے دیکھا پس بعلامت نور محمدی اُنھین پہچانا اونٹ کو اپنے بٹھایا اور کہا کہ ای
یادگار برادر میرے پاس آؤ پس شیبہ اُنکے پاس آئے اور کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ میرے چچا ہو اُنھون نے کہا کہ
مُطّلب ہون یہ کہکر اُنھین گود مین لیا اور خود بھی سوار ہوے اور شیبہ کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیا اور مکہ کی طرف
روانہ ہوے پس شیبہ نے کہا کہ ای میرے چچا جلد چلو کہ مین ڈرتا ہون کہ میری مان کے قرابت دار مطلع ہو کر مجھے
نہ چھوڑین اور چھین لے جائین یا قوم یہود سے کہ ہمیشہ آزار رسانی کے میرے درپے پھرتے ہین کوئی آسیب و اذیت
پہونچائین مُطّلب نے کہا کہ کچھ غم نہ کھاؤ کہ حق تعالی اُنکی شر سے بچائیگا جب یہود مطلع ہوے کہ تنہا شیبۃ الحمد کو لیکر
روانہ ہوے ہین تو اُنکے مارنے کی آرزو مین ستر آدمی اُنسے ہتھیار باندھکر اُنکے پیچھے سے روانہ ہوے جب گھوڑون کی
ٹاپون کی آواز کان مین آئی تو شیبہ نے کہا کہ ای چچا راہ پھیر دو مُطّلب نے کہا کہ تیری پیشانی راہنمائی کرتی ہی جہان
مین جاؤنگا اِس نور کے نشان پر پہونچینگے شیبہ نے عرض کیا کہ اُس نور کو چھپا دیجیے تین تہ کرکے کپڑا پیشانی پر شیبہ کی
ڈالا لیکن اُس چمک مین کچھ فرق نہ آیا مُطّلب نے کہا کہ یہ نور نہین چھپ سکتا لیکن جسنے اِس نور کو کرامت فرمایا ہی
وہ تجھسے خوف و ضرر کو بھی دفع کریگا شیبہ نے چچا سے کہا کہ مجھے اونٹ سے اُتار دو کہ مین تمھین قدرت خدا
دکھاؤن جب زمین پر اُتارا خاک پر اُنھون نے سجدہ کیا اور اپنے منھ کو خاک پر ملا اور دعا کی جب یہود پہونچے تو ایسا خوف
عظیم و ہیبت شیبہ کی اور اُنکے چچا کی اُنپر طاری ہوئی کہ صف باندھکر کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ چاہتے ہین کہ یہ برکت ہمارے
شہر سے باہر نہ جاے اور اِنکی مان سلمی تک ہم اُنھین پہونچاوین شیبہ نے کہا کہ تمسے سوا دشمنی کے مین کبھی نہین دیکھتا اب جو
قدرت خدا تمپہ ظاہر ہوئی تو تملق کرتے ہو پس وہ نامراد ہو کر پھرے بعضون نے اُنمین سے کہا کہ جادو کیا کیونکہ ہم کیا ارادہ رکھتے تھے
اور کس طرح پھرے پھر دوبارہ تنگی تلوارین کھینچ کر ان دونون بزرگوارون کی طرف پھر آئے مُطّلب نے کہا کہ تمھارا مطلب
ظاہر ہوا اور جہاد تمسے واجب ہوا یہ کہکر کمان اپنی پکڑی اور چند تیر اُنکی طرف مارے جس سے چند یہود دُشمن دین سے واصل بجہنم ہوے
پس جب اُنھون نے یہ دیکھا تو ایک بار سب نے ملکر اُنپر حملہ کیا مُطّلب نے خدا کا نام لیکر اُنسے لڑنا شروع کیا اور شیبہ نے
تضرع و زاری درگاہ جناب باری مین آغاز کی ناگاہ دور سے ایک غبار پیدا ہوا اور گھوڑون کی ٹاپون کی صدا اور
ہتھیارون کی قعاقع پیدا ہوئی اور بہادران اوس اور خزرج قوم سلمی سے شیبہ کے لینے کو پہونچے جب سلمی نے
دیکھا کہ مُطّلب یہود سے مشغول محاربہ ہین تو آواز دی اُنھین کہ واے ہو تمپر یہ کیا کردار ہی آؤ اُنکو سنکر یہود بھاگے مُطّلب نے
جو منشاء فساد قوم یہود تھا کہ بلاطیہ اُسکا نام تھا اُس سے کہا کہ ای دشمن خدا اب کہان جاتا ہی اور دونون قبیلون کے بہادر
یہودون پر گرے اور سب کو قتل کیا کوئی نکل کر جانے نہین پایا اُسوقت سلمی کو اپنے فرزند کی ہلاکت کا ڈر ہوا اور اپنی قوم کو
قتل سے منع کیا اور مُطّلب سے کہا کہ تو کون ہی جو میرے فرزند کو مجھسے جدا کرتا ہی مُطّلب نے کہا کہ مین اُسکا چچا ہون
امیدوار ہون کہ حق تعالی اُسے صاحب حرم و پیشواے اُمم کرے اُسوقت سلمی نے کہا کہ ای فرزند اب تجھے اختیار ہی پس

شیبہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ ای مان تمھاری جدائی سے ڈرتا ہون اور خانہ خدا کی مجاورت چاہتا ہون اُسوقت
سلمی روئین اور کہا کہ تیری خواہش کو اپنی خواہش پر اختیار کرتی ہون مجھے نہ بھولنا اور وداع کیا اور مُطلب سے
سفارش کی کہ اُسکی تزویج جلد کر دینا اور آپس مین عہد و پیمان ہوا مطلب نے کہا کہ ای کریمہ تو نے احسان کیا ہی ہمیں جب تک
مین زندہ رہونگا تیرے حق کو نہ بھولونگا بعد اُسکے مطلب نے شیبہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوئے
جسوقت مکہ مین داخل ہوے تو آفتاب جمال شیبہ سے پہاڑ تک مکہ کے منوّر ہو گئے اور اہل مکہ کو اُس روشنی سے حیرت ہوئی
اور اپنے اپنے گھرون سے باہر نکلے اور مطلب سے پوچھا کہ یہ کون ہی کہ جسے اپنے ہمراہ لاے ہو بمصلحت وقت اُنھون نے
کہا کہ یہ میرا غلام ہی اسی سبب سے شیبہ کا عبد المطلب نام ہو گیا بعد اُسکے اُنھیں اپنے گھر مین لاے ایک مدت تک
اُنکی حقیقت امر سے کسی کو مطلع نہ کیا لوگ دیکھتے تھے اور نور سے اُنکے تعجب کرتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ پیغمبر خدا کے
دادا ہونگے بعد اسکے اُنکا مرتبہ قریش مین بہت بڑھا اور ہر بات مین قریش اُنسے برکت طلب کرتے تھے اور ہر بلا و مصیبت مین
اُنسے پناہ چاہتے تھے اور ہر قحط و شدت مین حضرت کے نور سے توسل کرتے تھے اور حق تعالی اُس شدت کو اُنسے دفع فرماتا تھا
اور معجزات باہرہ اُس نور سے ظاہر ہوتے تھے یہان تک ملخص حیات القلوب کا ہی جو جناب اخوند مجلسی رہ نے بذریعہ اپنی اسناد
و تحقیقات کے لکھا ہی فقط اور کتب حضرات اہلسنت مین بھی اسکے شواہد موجود ہین جیسا کہ جناب سید سند نے جو تقریر مین
شاہ عبد الحق دہلوی سے نقل فرمایا ہی اور ملخص اُسکا یہ ہی کہ جب مطلب نے وفات پائی تو ریاست اہل مکہ کی عبد المطلب کے ساتھ
قرار پائی اور منصب کعبہ کے حج کرانیکا حجاج کو اور پانی پلانیکا اُنھین مفوض ہوا اور سب اہل مکہ اُنکے مطیع و منقاد ہوے اور
تعظیم و احترام اُنکا کرتے تھے اور عبد المطلب اس سے تھے کہ اُنسے بوے مشک اذفر ظاہر ہوتی تھی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ کا نور پیشانی سے اُنکی روشن تھا اور جب اہل مکہ کو کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو جبل ثبیرہ پر جو بفتح تاے مثلثہ و کسرہ موحدہ
و سکون تحتانیہ ایک پہاڑ کا نام کوہ ہاے مکہ سے ہی اُنھین لے جاتے تھے اور خدا سے اُنکا وسیلہ کرتے تھے اور جب گرانی
و قحط ہوتا تھا تو اُنسے پانی طلب کرتے تھے اور برکت نور محمدی سے حاجت اُنکی بر آتی تھی اور مہم سر ہو جاتی تھی یہان تک کہ
فاضل مذکور نے کہا کہ جب ابرہہ ملک یمن سے آیا اور سفید ہاتھی خانہ کعبہ کے گرانے کو لایا اور عبد المطلب کو اُسکی خبر پہونچی تو
فرمایا کہ ای گروہ قریش کچھ نہ ڈرو کہ اس گھر کے لیے پروردگار ہی کہ اُسے محفوظ رکھتا ہی مین اُسکا حافظ نہین ہون اور جب
ابرہہ مکہ مین آیا اور اُسنے عبد المطلب کے منھ کی طرف دیکھا تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور جب ہوش مین آیا تو سجدہ کیا عبد المطلب کے واسطے
اور کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو حقیقت مین سردار قریش ہی اور مروی ہی کہ جب عبد المطلب حاضر ہوے تو ابرہہ نے سفید
ہاتھی کو جو کعبہ کے گرانے کے لیے اپنے ساتھ لایا تھا طلب کیا جب اُس ہاتھی نے عبد المطلب کو دیکھا تو عبد المطلب کے لیے
سجدہ کیا اور یہ بات اُس سے جدید ظاہر ہوئی کیونکہ مثل اور ہاتھیون کے اُسکی عادت سجدہ کرنے کی نہ تھی کبھی اُسنے ابرہہ کو کہ
جو بظاہر بادشاہ تھا اُسکا سجدہ نہین کیا تھا اور حق تعالی نے اُس ہاتھی کو گویا کیا اور اُسنے کہا کہ سلام ہو اُس نور پر جو تیری

پشت مین ہے ای عبد المطلب اور یہ کہکر وہ ہاتھی اٹھ کھڑا ہوا ہرچند اُسکے سر مین مار الیکن اُسنے اطاعت نہ کی پھر لاچار ہو کر
یمن کی طرف پھر گئے بعد اُسکے حق تعالیٰ نے بھیجا ابابیل کو جو مشابہ طائر خردہی دریا کی طرف سے اور ہر ایک کے پاس
تین تین سنگریزے تھے ایک چونچ مین اور دو دونون پاؤن مین اور ہر ایک بقدر دانہ عدس تھا اور یہ سنگریزہ نہ ہوتا تھا
کسی پر مگر یہ کہ وہ زمین پر گر پڑتا تھا اور ابرہہ کے بدن پر اور منھ پر یہ سنگریزہ پڑا تو اُس سے اُسکی انگلیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
گر پڑین اور زرد آب اور چربی اور خون بدن سے اُسکے جاری ہوا اور دل اُسکا پھٹ گیا فَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ
اور یہ قصہ آنحضرت کے معجزات سے ہی جو نبوت کے پہلے ظاہر ہوا اور اِس قسم کے معجزات کو ارہاصات کہتے ہین اور
علی بن ابراہیم قمی رہ نے کہا ہی کہ سورۂ فیل حبشہ کے بارے مین نازل ہوا جبکہ وہ ہاتھی لائے تھے کہ اُس سے خانۂ کعبہ کو
گرادین پس آئے جب دروازۂ مسجد کے قریب لائے تو عبد المطلب نے کہا کہ آیا تو جانتا ہی کہ کیا کیا چاہتے ہین اُسنے
اپنے سر سے اشارہ کیا کہ مین نہین جانتا عبد المطلب نے کہا کہ تجھے اِسلیے لائے ہین کہ تو خدا کے گھر کو گرادے آیا تو
اِس کام کو کرے گا اُسنے سر سے اشارہ کیا کہ کبھی نہ کرونگا پس ہرچند کوشش وہیروی اُنھون نے بہت کی کہ مسجد مین
وہ داخل ہو لیکن اُسنے نہ مانا پس اُسپر سب نے ملکر حملہ کیا اور تلوارون سے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پس حق تعالیٰ نے
اُنپر بہت سے پرندے بھیجے کہ بعض بعض کے پیچھے تھے اور سنگریزے پتھر اور مٹی کے لیے ہوے تھے ہر طائر پاس تین کنکریان تھین
ایک ایک چونچ مین اُنکے تھی اور دو دو چنگل مین اُنکے تھین اور ہر کنکریا اُنپر سے پھینکتی تھی اِسی طرح کہ سر پر اُنکے گرتی تھی اور
جاے براز سے اُنکے نکلتی تھی اور بدن کو اُنکے خراب کرتی تھی اور جناب اخوند مجلسی رہ نے حیات القلوب مین فرمایا ہی
کہ از جملہ معجزات متواترہ نور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کہ جو زمان حضرت عبد المطلب مین ظاہر ہوا قصہ اصحاب فیل ہی
چنانچہ بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب ابرہہ بن صباح نے کہ حبشہ کا بادشاہ تھا
ارادہ کیا کہ خانۂ کعبہ کو خراب کرے اور مکہ معظمہ کے حوالی مین پہونچا تو اہل مکہ کے مال کو غارت و تاراج کیا منجملہ اُسکے
عبد المطلب کے بھی اونٹ غارت مین آے بعد اُسکے عبد المطلب نے بادشاہ مذکور سے آنے کی اجازت لیکر
اُسکے پاس گئے اُسوقت وہ ایک تخت پر بیٹھا تھا کہ وہ دیبا کے قبہ مین رکھا تھا جب پہونچے تو اُسپر سلام کیا جب اُسکی نظر
عبد المطلب پر پڑی تو اُنکے حسن و نور و مہابت و وقار سے حیران ہوا اور پوچھا کہ آیا تمھارے باپ دادا مین بھی
یہ حسن و جمال تھا عبد المطلب نے کہا کہ ہان بعد اُسکے ابرہہ نے کہا کہ تم سب مخلوقات سے بہتر ہو بسبب فخر و جمال کے
لائق ہی کہ اپنی قوم کے سردار ہو بعد اُسکے حضرت عبد المطلب کو اپنے تخت پر بٹھایا اور اُسکا ایک ہاتھی بہت بڑا
سفید تھا کہ اُسکے دونون دانتون کو انواع جواہر سے مرصع کیا تھا اور اُس ہاتھی کے باعث سے وہ بادشاہون سے
مباہات کرتا تھا پس اُسکے حکم سے اُس ہاتھی کو طرح طرح کی زینت اور طرح طرح کے لباس و زیور سے آراستہ کر کے
عبد المطلب کے سامنے لائے جب وہ عبد المطلب کے قریب آیا تو اُسنے سجدہ کیا اور ہرگز کبھی اپنے بادشاہ کو سجدہ نہ کیا تھا

اور قدرت خدا اور اعجاز نور جناب رسالتمآب سے زبان عربی فصیح مین عبدالمطلب پر سلام کیا اور کہا کہ سلام ہو تجھپر
اے نور بہترین خلائق اور اے جد بہترین پیغمبران تیرے لیے عزت و شرف ہے اور ہرگز تو مغلوب نہوگا جب ابرہہ نے یہ عجیب
حالتون کا مشاہدہ کیا تو ڈرا اور گمان کیا کہ یہ جادو ہے حکم کیا کہ ہاتھی کو پھیر لے جاؤ اور حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ تم
کس کام کے لیے آئے ہو مین نے تمھاری سخاوت اور شرف و بزرگی کا آوازہ سنا ہے اور جو کچھ تمھارا اجلال و مہابت دیکھا
اُسکی رو سے مجھپر لازم ہے کہ جو حاجت کہ مجھسے طلب کرو وہ روا کرون عبدالمطلب نے کہا کہ تمھارے اصحاب نے میرے
اونٹون کو لوٹ مین لے لیا ہے وہ مجھے پھیر دو ابرہہ کو یہ گمان تھا کہ یہ مجھسے کہینگے کہ خانہ کعبہ کو خراب نہ کرو جو میرا اصل
ارادہ ہے جب انکی زبانی اونٹون کا قصہ سنا تو غصہ مین آیا اور کہا کہ تم میری نظر سے گر گئے مین اسلیے آیا ہون کہ جو تمھارا
خانہ شرف و مکرمت اور تمھاری قوم کا ہے کہ اُس گھر کے باعث سے ساری دنیا پر فخر کرتے ہین اور ہر سال لوگ ہر طرف سے
حج کرنے کو آتے ہین اُسے خراب کرون اُسکے لیے تو کچھ نہین کہتے اپنے اونٹون کے لیے مجھسے کہتے ہو اور طلب کرتے ہو
عبدالمطلب نے کہا کہ مین اُس گھر کا صاحب نہین ہون مین اپنے مال مین تجھسے کلام کرتا ہون وہ گھر ایسا صاحب
رکھتا ہے کہ سب سے زیادہ قادر ہے اور اپنے گھر کی حفاظت کے لیے وہ خود اولی ہے بعد اسکے ابرہہ نے حکم کیا کہ اونٹون کو
عبدالمطلب کو پھیر دو یہ اپنے اونٹون کو لیکر مکہ کو پھر گئے اور ابرہہ وہ بڑا ہاتھی اور بہت سا لشکر اپنے ہمراہ لیکر حرم
کی طرف متوجہ ہوا جب قریب حرم کے پہونچا وہ فیل سفید حرم مین داخل نہو سکا زمین پر لیٹ گیا اور جب ہاتھی کو مارتے پیچھے
اور جبر کرتے تھے وہ لیٹ جاتا تھا بعد اسکے عبدالمطلب نے اپنے غلامون کو حکم فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ جب عباس آئے
تو کہا اسے نہین بلاتا یہان تک کہ عبداللہ آئے کہا اے فرزند ابو قبیس جو پہاڑ ہے اسپر چڑھ جاؤ اور دیکھو دریا کی طرف اور
جو کچھ تمھین دکھائی دے اُس سے مجھے خبر دو جب عبداللہ پہاڑ پر گئے تو دیکھا کہ جانوران پرندہ قسم ابابیل سے مثل سیلاب کے
یا شب تاریک کے اُس طرف منھ کیے ہوئے آتے ہین اور وہ سب کوہ ابو قبیس پر آنکر بیٹھین اور وہان سے اُڑ کر
سات شوط خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور سات بار صفا و مروہ کے بیچ مین سعی کی بعد اسکے عبداللہ نے عبدالمطلب سے
خبر کی کہ اُسکے بعد وہ چڑیان حبشہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوئین بعد اسکے عبدالمطلب نے اہل مکہ سے فرمایا کہ جاؤ
اُنکی لشکرگاہ کی طرف اور مال غنیمت کو اُٹھا لاؤ جب اہل مکہ اُنکے مقام لشکر پر گئے تو دیکھا کہ عذاب الٰہی سے بسبب
اُن چڑیون کے وہ سب ہلاک ہو کر مثل بوسیدہ لکڑی کے پڑے ہین اور مثل اُن چڑیون کے اُسسے پہلے کسی نے نہین دیکھا تھا
اور بعد اُسکے بھی پھر نہین دیکھا حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر روایات اِسی مضمون کی اور اور مضامین کی جنسے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت عبدالمطلب کو اطلاع اُمور مغیبہ کی ساتھ ہوتی تھی اور حال پیغمبر مبعوث سے آگاہ تھے اور اعتقاد نور نبوی کا سا
رکھتے تھے اور خوارق عادات اُنسے ظاہر ہوتے تھے گو اِسکی نسبت آنحضرت کے ساتھ ارہاصات کے قبیل سے ہین لیکن
یہ ظہور دلالت اِسپر ضرور کرتا ہے کہ مرتبہ اُنکا خدا کے نزدیک بلند ہے اور جناب سید سند نے حدیقہ مین فرمایا ہے کہ بلکہ اُنکا

انبیاے سابق کے لیے بعض روایات سے لایح ہوتا ہی چہ جاے ایمان پس جو لوگ کہ انکے ایمان مین شک کرتے ہین
انکا قول سُننے کے قابل نہین ہی جیسا کہ جناب اخوند صاحب نے حیات القلوب مین بھی فرمایا ہی کہ علماے امامیہ کا
اجماع اِسپر منعقد ہی کہ باپ و ماں پیغمبر خدا کے اور سب دادا اور دادیاں حضرت کی جناب ابوالبشر آدم تک موحد و
دیندار تھے اور کبھی حضرت کا نور پشت اور رحم مشرک مین نہین رہا اور حضرت کے نسب مین اور آبا و اُمہات حضرت کے
نسب مین نہین ہوا اور ان مضامین پر احادیث متواترہ طرق خاصہ و عامہ سے دلالت کرتی ہین بلکہ احادیث
معتبرہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت کے اجداد سب پیغمبر اور حاملان دین خدا تھے اور فرزندان اسمٰعیل کہ حضرت کے
اجداد تھے وہ اوصیاے ابراہیمؑ تھے اور ہمیشہ بادشاہی مکہ کی اور حجابت کعبہ کی اور تعمیر اسکی اُنسے متعلق رہی ہی
اور تمام خلق کے مرجع تھے اور ابراہیمؑ کی ملت اُنکے درمیان مین تھی اور شریعت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سے
شریعت ابراہیم کی فرزندان اسمٰعیل مین منسوخ نہین ہوئی اور یہ اِس شریعت کے حافظ تھے اور ایک دوسرے کو
وصیت کرتا تھا اور پیغمبرون کے آثار کو ایک دوسرے کو سپرد کرتا تھا یہان تک کہ عبد المطلب تک یہ سب پہونچے
عبد المطلب نے ابو طالب کو اپنا وصی کیا ابو طالب نے کتابین اور آثار انبیا اور اُنکی امانتین بعثت کے بعد پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ کو سپرد کین جناب سید سند نے ایک حدیث معتبر جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہی کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے یا علی عبد المطلب نے ایام جاہلیت مین پانچ چیزین اپنا طریقہ و سنت قرار دی تھی
کہ حق تعالی نے اُسے اسلام مین جاری فرمایا اور ظاہر مراد اُسکی یہ ہی کہ جب وقت شیوع جاہلیت خلق مین تھا
اُسوقت پانچ چیزون کو اِس شریعت سے جسکے موافق خود عمل کرتے تھے تازہ کیا تھا اِس جہت سے وہ منسوب
حضرت کی طرف ہوئین پہلی یہ کہ باپ کی ازواج کو فرزندون پر حرام کیا تھا پس حق تعالی نے قرآن مین موافق اسکے
حکم فرمایا وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ دوسری یہ کہ ایک گنج پایا تھا کہ اُسکے پانچوین حصہ کو راہ خدا مین دیا تھا
پس خدا نے بھی وہی حکم بھیجا یاد اِعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ تیسری یہ کہ جب چاہ زمزم کو کھودا تو
کھودنے والے کو حاج کے پانی پلانے کی خدمت اِس کنوین سے سپرد کی پس حق تعالی نے بھی بھیجا یا کہ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ
الْحَاجِّ چوتھی یہ کہ آدمی کے مارنے کی دیت سو اونٹ مقرر کیے تھے بعد اُسکے حق تعالی نے بھی اسی حکم کو بھیجا پانچوین
یہ کہ طواف مین قریش کے نزدیک کوئی عدد معین نہ تھا عبد المطلب نے سات شوط مقرر کیے خدا نے بھی ایسا ہی
فرمایا اے علی عبد المطلب ازلام سے قمار بازی نہ کرتے تھے اور بتون کو سجدہ نہ کرتے تھے اور جو جانور کہ بت کے نام سے
یا بتون کے واسطے مارا جاتا تھا اُسے نہ کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ مین اپنے باپ ابراہیم کے دین پر باقی ہون
فقط جاننا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا سن شریف بہت کم تھا کہ پہلے حضرت کے والد بزرگوار اور اُنکے بعد
والدہ ماجدہ نے آنحضرت کی انتقال فرمایا اُنکے بعد تربیت و کفالت حضرت کی جناب عبد المطلب سے جو دادا حضرت کے تھے

متعلق رہی جب ان بزرگوار نے بھی انتقال فرمایا تو انکے بعد جناب ابوطالب نے جو حضرت کے چچا تھے حضرت کی تربیت اپنے ذمہ لی روایت ابن عباس مین وارد ہی کہ جب عبداللہ نے انتقال فرمایا تو فرشتون نے بارگاہ احدی مین عرض کیا کہ اِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا بَقِيَ نَبِيُّكَ يَتِيمًا فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا لَهٗ حَافِظٌ وَّنَصِيْرٌ یعنی ای آقا اور سردار ہمارے تیرا پیغمبر تنہا اور یتیم باقی رہگیا ہی اسکے جواب مین حق تعالی نے فرمایا کہ مین اسکا حفاظت کرنے والا ہون اور مدد کرنے والا ہون روایت مین وارد ہوا ہی کہ جناب صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ پیغمبر خدا اسن طفولیت مین والدین کی طرف سے اپنے یتیم کیون ہوے فرمایا اسلیے کہ تا کسی بشر کا حق حضرت پر نہو لیکن یہ روایت ایک شخص سے ہی کہ نام اسکا ابوحبان ہی اور حضرات اہلسنت سے ہی بہ تقدیر صحت روایت شائد مراد یہ ہو کہ چونکہ حق باپ مان کا حقوق بشری مین سب سے زیادہ ہی اور اسکا مقتضی یہ ہی کہ اولاد انکی اطاعت و خدمت سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور یہ امر بہ نسبت جناب پیغمبر خدا کے شایان نہ تھا اسلیے حق تعالی نے نہ چاہا کہ ایسا حق حضرت کے ذمہ مین رہے فقط اور اسمین بھی اختلاف علما نے کیا ہی حضرت عبداللہ اور جناب آمنہ نے کسوقت وفات پائی چنانچہ تحقیق شاہ عبدالحق دہلوی سے کہ انھون نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ جناب آمنہ کے بطن شریف مین تھے جو عبداللہ نے وفات پائی اور صاحب مواہب نے کہا ہی کہ دو مہینے حمل کے مدت کو گذرے تھے حضرت کے جو عبداللہ نے انتقال کیا اور فاضل مذکور نے اس قول کو راجح جانا ہی اور کہا ہی کہ بعض کہتے ہین کہ حضرت جھولے مین تھے اور عمر شریف اٹھائیس مہینے کی تھی اور بعض نے کہا ہی کہ سات مہینے کی عمر تھی اور بعض نے دو مہینے کہے ہین اور اس روایت کو فاضل دہلوی نے قوی جانا ہی اور بنا بر روایت حیات القلوب کے جو جناب مجلسی رہ نے ابن شہر آشوب سے کی ہی واضح ہوتا ہی کہ جب جناب آمنہ کی تزویج حضرت عبداللہ کے ساتھ واقع ہوئی تو دو سو عورتین اس حسرت مین مر گئین اور جب زمانہ انتقال نور کا شکم جناب آمنہ کی طرف قریب پہونچا تو اس مرتبہ زیادتی اشراق و اشتعال مین اس نور کی پہونچی کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ عبداللہ کے منھ کی طرف اچھی طرح دیکھ سکے اور جس درخت اور پتھر کی طرف سے گذر جاتے تھے وہ سجدہ کے لیے جھک جاتا تھا اور کہا ہی انھی نے کہ جب عبداللہ بہشت کے راہی ہوے تو دو مہینے پیغمبر خدا کی عمر شریف سے گذرے تھے اور ایک روایت مین سات مہینے اور ایک روایت کے بموجب یہ ہی کہ حضرت پیدا نہ ہوے تھے کہ عبداللہ نے مدینہ مین وفات پائی اور جب جناب آمنہ نے وفات پائی تو چار برس عمر شریف سے گذرے تھے اور بعض روایات مین دو برس چار مہینے وارد ہوے ہین اور موضع وفات جناب آمنہ کا مقام ابوا ہی جو مکہ و مدینہ کے بیچ مین منزل ہی اور حیات القلوب مین جو روایت بمقام رضاع پیغمبر خدا مین منقول ہوئی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جب جناب آمنہ نے انتقال فرمایا تو چار مہینے عمر شریف سے گذرے تھے اور یہ روایت حضرت کے سن رضاع سے مناسب ہی اور اسکے پہلے جو مذکور ہوا وہ ظاہر مین حلیمہ کے دودھ پلانے سے مخالف ہین کیونکہ چار برس یا دو برس چار مہینے کے بعد

پھر ضرورت دودھ پلانے کی نہین ہوئی مگر یہ کہ حیات مین جناب آمنہ کی کسی ضرورت کے باعث سے حلیمہ سے دودھ پلوایا ہو جیسا کہ شہر لڑکون کی ماؤن کو موانع دودھ پلانے سے عارض ہو جاتے ہین اور قریب اِس سے ہی جو حدیث معتبر جناب سید سند نے حدیقہ مین جناب امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہو کہ جب حضرت رسولؐ پیدا ہوے چند روز گذرے کہ آنحضرت کو دودھ میسر نہ آیا کہ نوش فرماوین اُسوقت ابوطالب اپنی چھاتی اُنکے منھ مین دیتے تھے اور حق تعالیٰ اُسمین دودھ پیدا فرماتا تھا چند روز اسی طرح دودھ نوش فرمایا یہان تک ابوطالب نے حلیمہ کو تلاش کر کے بہم پہونچایا اور حضرت کو اُنکے سپرد کیا اور ابن عباس سے منقول ہو کہ کعبہ معظمہ کے آگے کسی کے لیے مسند نہین بچھاتے تھے مگر عبد المطلب کے لیے اور کوئی اُنکی اولاد سے اُس مسند پر بلحاظ اُنکے جلال و اکرام کے نہ بیٹھتا تھا لیکن جسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ تشریف لاتے تھے اور چاہتے تھے کہ اُس مسند پر بیٹھین اور چچا آنحضرت کے چاہتے تھے کہ اُنھین منع کرین تو عبد المطلب کہتے تھے کہ چھوڑ دو میرے فرزند کو کہ اُسکی شان و مرتبت بڑی ہو اور قریب ہو کہ تمھارا سردار بزرگ ہوگا اور مین نور سعادت کو اُسکی پیشانی مین مشاہدہ کرتا ہون اور تمام خلائق کا پیشوا ہوگا یہ کہکر حضرت کو اُٹھا لیتے تھے اور اپنی گود مین بٹھاتے تھے اور ہاتھ کو پشت مبارک پر پھیرتے تھے اور مکرر بوسے لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہرگز اِس سے بہتر اور پاکیزہ بو سونگھنے مین نہین دیکھا ہو مین نے اور ایسا کسی کا بدن پاکیزہ و نرم تر مین نے نہین پایا ہی اور چونکہ عبد اللہ اور ابوطالب دونون بھائی ایک مان کے پیٹ سے تھے اسلیے ابوطالب کی طرف منھ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اے ابوطالب اِس فرزند مین بزرگی کی شان ہو پس اِسکے دامن مین چنگل مار اور اِسکی محافظت کر کہ یہ تنہا ہو اور اپنے باپ اور مان سے جدا ہو گیا ہو اور اُسکے لیے مثل مہربان بھائی کے ہو جاؤ کہ اُسے کوئی بُرائی نہ پہونچنے پاوے پھر اُنھین اپنی گردن پر سوار کرتے تھے اور سات شوط کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے اور جب چھ برس عمر شریف سے آنحضرت کے گذرے تو آمنہ نے کہ مان تھین آنحضرت کی مقام ابوا مین جو منزل درمیان مکہ و مدینہ کے ہو انتقال فرمایا اور یہ سفر مادر حضرت نے اسلیے کیا تھا کہ حضرت کو اُنکی خالوؤن پاس جو قوم بنی عدی سے تھے لیے جاتی تھین پس جب حضرت باپ اور مان دونون کی طرف سے یتیم ہو گئے تو شفقت عبد المطلب کی زیادہ از سابق بہ نسبت حضرت کے بڑھ گئی اور جب زمانہ وفات عبد المطلب کا آیا تو پیغمبر خدا کو اپنے سینہ پر بٹھایا اور بوسے لیے اور روے بعد اُسکے ابوطالب کی طرف منھ کر کے کہا کہ اے ابوطالب محافظت کر اِس تنہا کی کہ اُسنے باپ کی بو نہین سونگھی اور شفقت مادر کا ذائقہ نہین چکھا چاہیے کہ اِسے اپنے کلیجہ کا ٹکڑا جانتا اور مین نے اپنی سب اولاد مین اُسکی خدمت کرنے کو تجھے اختیار کیا ہو کیونکہ باپ اُسکا تجھسے ہم مادر تھا اے ابوطالب اگر اُسکی جلالت و رفعت کے ظاہر ہونے کے ایام کو پائیگا تو جانیگا کہ مین نے اُسے پہچانا تھا اُسکی ناتوانی اور بیکسی کے وقت مین کوشش اور مددگاری کرنا ہاتھ سے اور دل سے اور زبان سے قسم خدا کی وہ بہت جلد تمھارا سرگروہ ہوگا اور بادشاہی اور بزرگی ایسی اُسے نصیب ہوگی جو ہمارے آبا و اجداد مین کسی کو میسر نہین ہوئی کیونکہ اے فرزند میرے

وصیت کو تو نے قبول کیا ابو طالب نے عرض کی کہ ہان قبول کیا مین نے اور خدا کو اپنے اقرار پر گواہ لیتا ہون بعد
اسکے عبد المطلب نے ابو طالب کا ہاتھ پکڑا اور اقرار کو محکم کیا بعد اسکے کہا کہ اب موت مجھپر آسان ہوئی بعد اسکے بار بار
پیغمبر خدا کے بوسے لیتے تھے اور کہتے تھے کہ گواہی دیتا ہون کہ مین نے اپنی اولاد مین کسی کا بوسہ نہین لیا جو تجھسے زیادہ
خوشبو اور خوشبو ہوا اور کاش کہ مین تیرے زمانہ بزرگ کو پاتا بالجملہ اسی حالت پر عبد المطلب تھے کہ حضرت کی
روح مقدس بہشت کی طرف منتقل ہوئی حضرت عبد المطلب کی عمر مین اختلاف کیا ہی بعض کہتے ہین کہ ایک سو
دس برس کے سن مین وفات پائی اور بعض ایک سو چالیس برس کہتے ہین چنانچہ مواہب لدنیہ مین اسی قول کو
لکھا ہی اور اسوقت آٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر شریف سے حضرت پیغمبر خدا کے گذرے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ چھ برس
اور بعض نے نو برس اور بعضون نے دس برس کہے ہین بالجملہ بعد جناب عبد المطلب کے حسب وصیت ابو طالب نے
آنحضرت کو اپنی جان سے زیادہ عزیز کیا اور گھڑی بھر بھی رات دن مین اُنسے جدائی نہ کرتے تھے اور اپنے پہلو مین انھین
سلاتے تھے اور کسی کو اپنے سوا اُنپر امین نہ کرتے تھے پس ابو طالب کفیل و مددگار حضرت کے رہے صاحب مواہب نے
کہا ہی کہ پیغمبر خدا کی کفالت ابو طالب نے کی اور اُنکا نام عبد مناف تھا اور عبد المطلب نے حضرت کی کفالت کے لیے
انھین وصیت کی تھی اسلیے کہ وہ عبد اللہ کے شفیق تھے اور صاحب عمدة الطالب نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی کہ
ابو طالب کا نام عبد مناف تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ عمران نام تھا اور یہ ضعیف روایت عیسیٰ طرسوسی نسابہ کی ہی
اور بعض کی تحقیق یہ ہو کہ نام اُنکا کنیت اُنکی ہو لیکن قول اول کو صحیح جانا ہی اور بھی صاحب مواہب نے روایت کی ہی
عساکر سے کہ اُسنے حلیمہ سے اور اُنھون نے عرفطہ سے کہ کہا اُسنے کہ میرا ورود مکہ مین ایک سال ہوا اور اہل مکہ قحط سے
بہت خستہ حال تھے پس ابو طالب سے سب نے خشک سالی کا حال اور قحط اور تباہی عیال کو اپنی عرض کر کے درخواست
کی کہ آپ پانی برسنے کے لیے دعا کیجیے پس ابو طالب گھر سے باہر نکلے اور ایک لڑکا آفتاب جمال اُنکے ساتھ تھا اور گرد غلام تھے
پس ابو طالب نے اُسے اپنی گود مین لیا اور اپنی پشت کو خانہ کعبہ سے لپٹایا اور پناہ لی اُس لڑکے کے ساتھ اور
اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور اُسوقت تک آسمان مین ابر نہ تھا پس مجرد اسکے ہر طرف سے ابر متوجہ ہوا اور پھیلا اور اسقدر
پانی برسا کہ نالے اور گڑھے بھر کر بہنے لگے اُسوقت مین ابو طالب نے قصیدہ کہا اور اُسمین یہ شعر تعریف مین کہا
وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ اور ذکر کیا اُسمین قصہ کو کہ کفار چاہتے ہین کہ محمد کو مجھسے لے لین
اور خدا اِس امر سے غافل نہین ہی اور مین نہین دونگا اُسے جب تک کہ بہت سے سر جدا نہو جائین اور لاشین نہ گرین
اپنی اولاد و ازواج کو بھول جائین اور صاحب مواہب نے کہا ہی کہ ابن التین نے کہا ہی کہ ان شعرون مین ابو طالب کے
اشعارہ اِس امر کا ہی کہ وہ مسلمان تھے اور یہ مفہوم ہوتا ہی کہ وہ پیغمبر کی پیغمبری کو پہچانتے تھے اور اس مضمون پر دلالت صریح
کرتی ہی وہ روایت جسے کافی مین جناب صادقؑ سے نقل کیا ہی اور حاصل اُسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ ابو طالب کی مثال

تحقیق عمر عبد المطلب

تحقیق اسم ابو طالب

اصحاب کہف کی ہو کہ ایمان کو پوشیدہ کرتے تھے اور شرک کو ظاہر کرتے تھے پس اُنھین حق تعالی نے اُنکا ثواب عطا فرمایا
دو بار یعنی دو چند ثواب دیا اور فاضل کاشانی نے کہا ہی تفسیر صافی مین کہ اُسکے سوا نہین ہی کہ اظہار شرک اور اخفاء ایمان
ابو طالب اِسلیے کرتے تھے کہ تا اِس پردہ مین پیغمبر کی مددگاری پر قادر ہون جیساکہ اور روایات سے مستفاد ہوتا ہی
اور جو کچھ کہ اِس مقام پر فریقین کے کلام سے ذکر کیا گیا ہی اُس سے ایمان ابو طالب بخوبی ظاہر ہوتا ہی پس جو کچھ کہ بعض
حضرات اہلسنت آیہ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ کی تفسیر مین کہتے ہین کہ یہ آیہ شان ابو طالب مین نازل ہوا ہی بسبب
ایک روایت کے کہ اُسکے وہ خود روایت کرنے والے ہین یہان تک کہ کتاب احکام مین کہا ہی کہ ہم اُمید رکھتے ہین کہ
عبد المطلب بہشت مین داخل ہونگے اِلا ابو طالب کہ اُنھون نے زمانہ بعثت کو بھی پایا اور معاذ اللہ ایمان نہ لائے
اِنتہی کلامہ ولیکن فی الواقع یہ ہی کہ بعد وارد ہونے اُن اخبار و روایات کے جو مذکور ہوئین پھر ایسی بات کو کہنا نہین چاہیے
واِلا محمول اوپر تعصب اور خلاف واقع کے ہوتا ہی اور جو علی بن ابراہیم نے اِسکے مثل کہا ہی وہ بھی یا محمول تقیہ پر ہی
یا خود روایات عامہ سے ہی اور یہ صریح دلالت کرتا ہی جو جناب سید سند نے نقل فرمایا ہی جناب صادق ؑ سے کہ
آنحضرت سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ گمان کرتے ہین کہ ابو طالب کافر تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہین ابو طالب کیونکر کافر
ہو سکتے ہین حالانکہ وہ کہتے تھے کہ شعر اَلَمْ تَعْلَمُوا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِيًّا كَمُوسٰى خُطَّ فِي اَوَّلِ الْكُتُبِ یعنی آیا نہین جانتے ہو کہ
مین نے پایا ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو پیغمبر مثل موسیٰ کے کہ لکھا تھا وہ اول مین کتابون کے کتاب مواہب مین حافظ ابو الفضل
بن حجر نے نقل کی ہی کہ اُسنے سیرہ ابن اسحاق سے کہا اُسنے کہ ابو طالب کا اِن اشعار کو کہنا اور معرفت اُسکی مبعوث کے ساتھ
اخبار کثیرہ مین وارد ہوئی ہی کہ وہ فرقہ شیعہ کا متمسک ہی اِس امر مین کہ ابو طالب مسلمان تھے اور کہا ہی اُسنے کہ علی بن حمزہ
بصری نے ایک جزء تالیف کیا تھا کہ اُسمین ابو طالب کے اشعار جمع کیے تھے اور وہ گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان تھے اور
اسلام کی حالت مین وفات پائی اور حشویہ کا فرقہ گمان کرتا ہی کہ وہ حال کفر مین مرے اِنتہی کلامہ اور خود حافظ نے
دلالت کو اِن اشعار کی اپنے دعوے پر منع کیا ہی اور حقیقت یہ ہی کہ قطع نظر اُن روایات و اشعار کے جو حضرت ابو طالب کے
ایمان پر دلالت کرتے ہین جو شخص کہ تتبع کرے گا اُنکے احوال مین کہ کفالت و تربیت جناب رسالتمآب کی کس طرح کی اور
حفاظت و حراست پیغمبر کی کس سیرت سے کرتے تھے اُس سے اِسی بات سے واضح ہو جائیگا کہ وہ جناب متصف
با یمان تھے اور نور ایمانی سے خانہ دل منور و مملو تھا اور کیونکر ہو سکتا ہی کہ جسکے نور کو حق تعالی نے ہمیشہ پشت ہای
طاہرہ اور ارحام پاکیزہ کے سوا نہین رکھا خود اُسکو کافر کے گھر مین رکھتا اور کس مدت دراز تک نجاسات ماکولہ و
مشروبہ و ملبوسہ مین اُسے مبتلا اور آلودہ کرتا مَا ذٰلِكَ الظَّنُّ بِهٖ اور ساتھ اِسکے یہ بات ہی کہ جناب صادق ؑ نے فرمایا
کہ جب ابو طالب نے وفات پائی تو جبرئیل پیغمبر جلیل پر نازل ہوے اور کہا کہ تمھارا پروردگار سلام تمپر نازل فرماتا ہی
اور حکم کرتا ہی کہ تم مکہ سے باہر جاؤ حجون پہاڑ کی طرف کیونکہ اب کوئی تمھارا مددگار و کفیل مکہ مین باقی نہین ہی فقط

اور بھی انھین حضرت سے ماثور ہی کہ جبرئیل آئے نے کہا کہ اے محمد خداوند عالم تم پر سلام بھیجتا ہی اور فرماتا ہی کہ مین نے حرام کیا
آتش جہنم کو اُس پشت پر جسنے تمھین زمین پر پہونچایا اور اُس رحم پر جسنے تمھین ایام حمل مین اُٹھایا اور اُس کنار پر جسنے
تمھاری کفالت و تربیت کی پس صلب عبد اللہ کا صلب ہی اور شکم جسنے تمھین اُٹھایا وہ آمنہ بنت وہب کا شکم ہی اور
وہ کنار جسنے تمھاری کفالت کی کنار ابو طالب ہی فقط۔ لیکن جب بعض علماے اہلسنت والدین نبی جلیل الشان کی تکفیر
کرتے ہین تو ابو طالب کی تکفیر کی شکایت بیکار ہی اور کچھ محل تعجب نہین ہی شاہ عبد الحق دہلوی نے فی الجملہ مقولہ سابق سے
تنزل کیا ہی اور کہا ہی کہ روضۃ الاحباب مین اخبار موت ابی طالب کے بحالت کفر نقل کی ہین اور یہی کہا ہی کہ پیغمبر خدا
ابو طالب کے جنازے کے ساتھ چلے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے میرے چچا جو حق صلہ رحم تھا وہ تم بجالاے اور
میرے حق مین تقصیر نہین کی خداے تعالی تمھین جزاے خیر دے اور یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ و رَحِمَہٗ
بالجملہ قصہ ابو طالب غرابت سے خالی نہین ہی اور اسی طرح وہ جو وارد ہی کہ ابو طالب نے کہا کہ مین مرتا ہون ملت
عبد المطلب اور ہاشم اور عبد مناف پر اور پیغمبر نے فرمایا ہی کہ عبد المطلب اور اُنکی قوم سب آگ مین ہین اور متاخرین نے
اثبات کیا ہی کہ آنحضرت کے اجداد سب پاک اور صاف تھے نجاست شرک سے اور کمتر یہ بات کہ اس مسئلہ مین توقف
کرین انتہی کلامہ اور جناب سید سند نے حدیقہ مین فرمایا ہی کہ فاضل دہلوی کا توقف اسلیے ہی کہ وہ راکب سفینہ
اہلبیت نہین ہین والا حق ظاہر و آشکار ہی او مَا اَہْلُ البَیْتِ اَبْصَرُ بِمَا فِی البَیْتِ ہین اور اُن سب نے اسلام اور ایمان ابو طالب کو
ثابت کیا ہی جیسا کہ ابن اثیر نے اپنی کتاب جامع الاصول مین کہا ہی کہ اہلبیت علیہم السلام زعم کرتے ہین کہ ابو طالب
مسلمان مرے اور مصنف کتاب مقصد اقصی نے کہ کتاب مستقصی کا ترجمہ ہی کہا ہی کہ باتفاق ائمہ اہلبیت کا اسپر کہ ابو طالب نے
بحالت اسلام وفات پائی اور کتاب بشارت المصطفیٰ مین منقول ہی کہ ایک روز جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب
محلہ رحبہ مین بیٹھے تھے اور گرد حضرت کے اجتماع مردم تھا پس ایک شخص معاندین سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اُسنے کہ آپ تو
اس مرتبہ پر ہون اور باپ آپ کے آتش دوزخ مین معذب ہون یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ خداے تعالی تیرے منھ کو
توڑے قسم اُس خدا کی کہ جسنے محمد کو برسالت مبعوث فرمایا باپ میرا ایسا ہی کہ اگر شفاعت کرے گنہگارون کی تو
حق تعالی اُنکی شفاعت کو قبول فرماے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ باپ میرا آگ مین ہو اور مین بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا
ہون قسم خدا کی ابو طالب کا نور قیامت کے دن سب نورون کو پوشیدہ کرے گا مگر انوار خمسہ اہلبیت علیہم السلام کو بالجملہ
ابو طالب عبد المطلب کے وصی تھے اور اُنکے بعد خلق پر بمنزلہ حجت کے تھے لیکن نہ وہ حجت کہ پیغمبر پر بھی حجت ہون
جناب موسی کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ابو طالب سے محجوج تھے یعنی محکوم تھے فرمایا نہین
لیکن ابو طالب پاس وصایاے پیغمبران سابق بطور امانت سپرد تھین پس اُنھون نے اُنکو حضرت کے سپرد فرمایا الخ
بالجملہ فرقہ حقہ امامیہ باتباع ارشاد اہلبیت علیہم السلام سب اس امر مین متفق ہین کہ حضرت ابو طالب والا مرسے کفر و شک سے

منتظر تھے اور ہنوز اسلام و ایمان دل اُنکا منور تھا اور جانشین باتمکین جناب عبد المطلب کے تھے اور بحالت ایمان
انھون نے انتقال فرمایا اور وہ بہشت مین ہین ور اہل حق کو ہکا اتباع ضروری ہی فقط اور اجداد سے حضرت کے ہاشم ہین
اُنکے حال مین شاہ عبد الحق دہلوی نے کہا ہی کہ نام اُنکا عمرو ہی اور ہاشم انھین اسلیے کہتے ہین کہ ہشم کے معنی روٹی کے
ٹکڑے کرنے کے ہین اور جسنے پہلے اپنی قوم کو ایام گرانی مین شکستہ کہ غذاے معروف ہی کھلائی وہ تھے اور انھین عمرو العلی بھی
کہتے تھے بسبب اسکے کہ صاحب مرتبہ بلند تھے اور وہ ایک مرد صاحب جمال اور صاحب جاہ و ثروت تھے چار بیٹے اُنکے تھے
ایک کا نام اسد تھا یہ مادر علی مرتضیٰ کے باپ ہین دوسرے نضلہ تیسرے حنفی چوتھے عبد المطلب کہ پیغمبر کے دادا ہین
اور انکی اولاد سوا عبد المطلب کے اور کسی سے نہ رہی بالجملہ ان حضرت کا حال اور مقامات و کیفیت انتقال جناب
عبد المطلب کے احوال مین مذکور ہو چکا ہی ولیکن عبد مناف پس شاہ عبد الحق نے کہا ہی کہ اُنکا نام مغیرہ ہی اور کنیت
انکی ابو عبد الشمس ہی اور اُنکے بھی چار بیٹے تھے ایک ہاشم جو پیغمبر کے دادا اور عبد اللہ کے باپ ہین جو والد بزرگوار جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہین دوسرے عبد شمس کہ جو بنی اُمیہ کے دادا تھے تیسرے نوفل جو جبیر بن مطعم کا دادا ہی
چوتھا مطلب جو جد اعلاے امام شافعی ہی اور کہا ہی کہ عبد شمس اور ہاشم توام پیدا ہوے تھے اور شانے ان
دونون کے آپس مین پلٹے ہوے تھے ہر چند سعی کی کہ آپس سے جدا ہون لیکن جدا نہوے یہان تک کہ انکے اولیاؤن نے
تلوار سے ایک کو دوسرے سے جدا کیا اسی جہت سے انکی اولاد کے بیچ مین عداوت اور تلوار چلی آتی ہی اسی طرح
روضۃ الاحباب مین مذکور ہی اور مشہور سب مین یہ بات ہی کہ ان دونون کی پشتین آپس مین ملی ہوئی تھین انھین تلوار سے
جدا کیا انتہی کلامہ لیکن اس جگہ موافق مذہب حق امامیہ کے دو باتون مین جو مذکور ہوئین بحث و کلام ہی ایک
خاص کر کے انکی عبد مناف کے ساتھ موسوم ہونے کی وجہ مین کہ اس توجیہ سے امامیہ کے عقیدہ کے موافق جو وہ
ایمان آبائی حضرت کے قائل اور معتقد ہین موافق نہین ہوتا چنانچہ جناب سید سند نے حدیقہ مین فرمایا ہی کہ اسی لیے
بعض افاضل نے اس تسمیہ مین استشکال کیا ہی اور کہا ہی کہ ہو سکتا ہی اہل جاہلیت سے مماشاۃ و تقیہ کی راہ سے ایسا
اتفاق ہوا ہوگا لیکن اس نام کا رکھنا قصے سے جو عبد مناف کے باب مین ممنوع ہی کیونکہ جائز ہی کسی غیر نے یہ نام
رکھا ہو اور قرینہ اسپر یہ ہی کہ اصل نام انکا مغیرہ ہی پس اگر کسی اور نے عبد مناف نام انکا رکھا ہو تو مستغرب نہین ہی بلکہ
مصنف کتاب عمدۃ الطالب نے تصریح کی ہی کہ یہ نام اُنکی مان نے رکھا تھا اور جب اس کتاب کے مصنف نے کہ
کہ وہ بھی علماے حضرات اہلسنت سے ہین اُنکے والد بزرگوار کو اس نام رکھنے سے بری کیا تو اب اُن صاحبون کو
اس تسمیہ سے یا جو اُسکے مثل ہو حجت لانا نہین چاہیے اب رہا یہ کہ مان نے آنحضرت کی تو یہ نام رکھا تھا اسکا جواب یہ ہی کہ
یہ قول کتب متفق علیہ نہی کیونکہ فقط قول صاحب کتاب عمدۃ الطالب کا کچھ حجت نہین ہی بلکہ جیسا محتمل یہ ہی کہ مان نے یہ نام
رکھا اسی طرح یہ بھی محتمل ہی کہ اور کسی نے عزیزون سے یا غیرون سے یہ نام رکھا ہو اور ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب مین

فرمایا ہے سُمّی بذٰلک لانہ علا واخاف واسمہ المغیرۃ اگرچہ اسمین بھی کلام کو دخل ہے کیونکہ اس تقدیر پر بھی چاہیے کہ مناف نام ہو نہ عبد مناف لیکن یقیناً یہ قول اسکا مؤید ہے کہ یہ نام اسم حقیقی نہین ہے بلکہ از قبیل القاب مستعارہ ہے کہ بسبب جلالت قدر کے اُس سے پکارے گئے مگر یہ نہین ثابت ہوتا کہ یہ نام اُنکے والد بزرگوار نے رکھا ہو فقط دوسرا امر جسمین بحث ہے یہ ہے کہ بنی اُمیہ کی نسبت عبد الشمس کی طرف کلام علماے حضرات اہل سنت سے ظاہر ہوتی ہے اور اسی جہت سے بنی اُمیہ کو وہ قرشی جانتے ہین لیکن یہ امر تمھارے یہان ثابت نہین ہوا بلکہ مشہور یہ ہے کہ امیہ قریش سے نہ تھا عبد الشمس کا غلام رومی تھا کہ اُسے اُمیہ کہتے تھے بعد اُسکے عبد الشمس کی طرف منسوب ہوگیا اسی لیے بنی اُمیہ کی نسبت قریش کی طرف ہونے لگی والاصل اُنکی روم ہے اور یہ عرب مین جائز تھا کہ غلام منسوب طرف آقا کے ہوتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بھی ایسا فرمایا ہے جیسا کہ زید بن حارثہ کلبی کے بارے مین ہوا اور اسے صاحب مجمع البحرین نے کہا ہے اور شیخ حسن بن علی بن حسین طبرسی نے کتاب کامل بہائی مین حکم یقین کا اُسکے ساتھ دیا ہے اگرچہ مستند اپنا نہین لکھا لیکن مؤید ہے اُس سے وہ کلام جو جناب امیر علیہ السلام نے مکاتبہ معویہ کے جواب مین لکھا ہے اَمّا قولک اِنّا بنو عبد مناف فکذٰلک نحن ولٰکن لیس اُمیّۃ کھاشم ولا حرب کعبد المطّلب ولا ابو سفیان کابی طالب ولا المھاجر کالطلیق ولا الصریح کاللصیق ولا المحق کالمبطل ولا المؤمن کالمدغل یعنی یہ قول تیرا کہ ہم اولاد عبد مناف سے ہین پس ہم بھی اسی طرح ہین لیکن امیہ مثل ہاشم کے نہین ہے اور حرب مثل عبد المطلب کے نہین ہے اور نہ ابو سفیان مثل ابو طالب کے ہے نہ مہاجر یعنی وہ شخص جسنے غرض دینے کے واسطے اپنا وطن چھوڑا ہے مثل طلیق یعنی وہ شخص جو قید ہو کر آیا ہو اور اُسے رہا کیا ہو ہو سکتا ہے اور نہ صریح یعنی صحیح النسب مثل لصیق کے یعنی نسب خلقی نہو ہو سکتا ہے نہ محق مانند مبطل کے ہے نہ مومن برابر مدغل کے ہے ہیثم بن علی بن میثم نے شرح نہج البلاغہ مین فرمایا ہے کہ صریح وہ شخص ہے کہ جسکا نسب خالص ہو اور لصیق وہ شخص ہے کہ جو اپنے باپ کے سوا اور کے نسب مین مل گیا ہو جیسا کہ لے پالک اور متبنّی کا حال ہے اور اسے زبان عرب مین دعی کہتے ہین اور ظاہر بھی ہے اور ابن ابی الحدید نے اِس مقام پر تاویل بعیدیہ کی ہے کہ صریح سے مراد صریح الاسلام ہے اور لصیق وہ ہے جو ایسا نہو لیکن بنا بر اس تاویل کے تکرار بیکار لازم آتی ہے کیونکہ فقرۂ آخر ولا المؤمن کالمدغل کے بھی تو یہی معنی ہین علاوہ اسکے جو معنی کہ میثم نے کہے ہین انھین قوت اس روایت سے زیادہ حاصل ہے جس سے میثم اور ابن ابی حدید دونون نے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے عمرو عاص سے مکاتبہ لکھنے کے بارے مین مشورہ کیا اور اثناے مشورہ مین کہا الستا بنی عبد مناف قال بلٰی ولٰکن لھم النبوۃ دونک یعنی کیا ہم اولاد عبد مناف نہین ہین عمرو عاص نے کہا کہ ہان لیکن اُنکے لیے بنوت ہے یعنی فرزند حقیقی ہین جو تمھین نہین حاصل ہے فقط ۔ اور اگر کوئی کہے کہ یہ معنی اُس وقت صحیح ہوتے ہین کہ لفظ بنوت بتقدیم باے موحدہ تحتانی نون پر پڑھا جاے اور جائز ہے کہ بتقدیم نون باے موحدہ پر پڑھین تو پھر یہ معنی کیونکر صحیح ہونگے بلکہ اُس وقت مین معنی یہ ہونگے کہ عمرو عاص نے کہا کہ ہان سچ ہے کہ تم بھی اولاد عبد مناف ہو لیکن اُنکے واسطے پیغمبری ہے جو تمھارے لیے نہین ہے

تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اسوقت مین معنی صحیح ہوتے کہ علی بن ابیطالب پیغمبر ہوتے والا نہیں النبوۃ صحیح ہوتا نہ لہم النبوۃ
پس مراد اس جواب کی ظاہرہ وہی ہے کہ نبوت حقیقی اُنکے لیے ہے نہ تمھارے لیے فقط و لیکن اجداد مشہورین آنحضرت سے
قصے جو ہین اُنکا نام قصیٰ کی تصغیر ہے جسکے معنی دور کے ہین اور یہ نام اِسلیے ہوا کہ وہ بلاد قضاعہ مین اپنے گروہ سے
دور پڑ گئے تھے جبکہ اُنکی مان فاطمہ اُنکے حمل سے باردار ہوئین اور انھین مجمع بھی کہتے ہین اِسلیے کہ اُنھون نے قبائل
عرب کو جو وقت استیلا اور غلبہ خزاعہ کے مکہ معظمہ سے جدا اور متفرق ہو گئے تھے پھر جمع کیا جب کہ قصی پھر مکہ مین آئے
اور مکہ کو خزاعہ کے ہاتھ سے نکالا تو پھر عرب کے قبائل کو اُسمین جمع اور آباد کیا اور کہتے ہین کہ قصی نے ایک گھر بنایا تھا
اور دار الندوہ اسکا نام رکھا تھا کہ جب قریش کو کوئی مہم درپیش ہوتی تھی تو اُس گھر مین جمع ہوتے تھے اور مشورہ کرتے تھے
اور ندوہ لغت مین بات کرنے کے ہے اور ندی اور نادیہ مجلس کے معنون پر اِسی سے آیا ہے اور اصل نام قصی کا زید ہے
جیسا کہ عمدۃ الطالب مین وارد ہے فقط و لیکن کلاب پس یا وہ مصدر ہے مکالبت کے معنی پر جو ہم معنی منازعت اور
مخاصمت ہے عرب کہتے ہین کالبت العدو مکالبۃ نازعتہ وخاصمتہ یا کلب کی جمع ہے کہ اُسے نام رکھا جیسا کہ اور
فرزندون کے نام بر نام رکھتے ہین مثل اسد کے مشہور ہے کہ ایک اعرابی سے پوچھا کہ تم اپنے فرزندون کے برے نام مثل
کلب و ذیب کیون رکھتے ہو اور غلامون کے اپنے اچھے نام مثل مرزوق و رباح کیون رکھتے ہو کہا کہ فرزندون کے نام
بدشمنون کے لیے رکھتے ہین اور غلامون کے نام اپنے پکارنے کو رکھتے ہین بالجملہ یہ واضح رہے کہ وجہ تسمیہ
عبد مناف مین بھی کہا گیا اور کہتا ہون کہ برے نام جو حضرت کے اجداد کے مشہور ہین اُنمین محتمل یہ ہے کہ یا وہ ازراہ تقیہ
اور مماشاۃ کے اپنی قوم کے ساتھ ہین اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرات کے والدین نے اصل نام اچھے رکھے ہون لیکن دوسرون نے
جو نام بد رکھے وہ مشتہر ہو گئے ہون جیسا کہ یہ اکثر ہر جگہ ہوتا ہے کہ اصلی نام والدین کے رکھے نہین مشہور ہوتے بلکہ اُسے
کوئی نہین جانتا اور غیر والدین کے رکھے نام جنسے اکثر صغر سنی مین پکارتے ہین مشہور ہو جاتے ہین جیسا کہ اُنکے لیے بھی
بعضون نے کہا ہے کہ اصل نام کلاب کا عمرو تھا واو کے ساتھ اور بعضون نے کہا ہے کہ حکیم نام تھا اور صاحب عمدۃ الطالب نے
کہا ہے کہ کلاب اُنکا نام نہین ہوا مگر اِسلیے کہ وہ شکار کو بہت دوست رکھتے تھے اور کہتے ہین اُنھون نے بہت جمع کیے تھے
کتے جنسے شکار کرتے تھے اور جب اُنکے کتے قریش پر سے گذرتے تھے تو وہ کہتے تھے ھٰذا کلاب ابن مرۃ اور قصد کرتے تھے
حکیم کو پس یہ نام اُنپر غالب ہو گیا اور یہ مصدق ہے اُسکے جو کہا گیا کہ ایسے نام اجداد حضرت کے اُنکے والدین کے رکھے
نہین ہین فقط و لیکن مغیرہ بن کعب پس اُنکے حال مین شاہ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے کہ وہ پہلے شخص ہین جو روز
جمعہ قریش کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے تھے اور بعثت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ کو یاد دلاتے تھے اور انھین آگاہ کرتے تھے
کہ وہ میری اولاد سے ہونگے اور سب کو حکم کرتے تھے اُنکی اطاعت کے لیے اور حضرت کے ساتھ ایمان لانے کو اور
اِس مضمون کے اشعار کہا کرتے تھے ازانجملہ ایک یہ شعر اُنکا ہے یا لیتنی شاہد فحواء دعوتہ اذا قریش تبغی الحق خذلانا

یعنی کاش کے مین اوسوقت موجود ہوتا جسوقت کہ وہ حضرت بحکم خدا دعوت فرمائینگے اور قریش انکار حق سے بسبب اپنی
نادانی کے کرینگے فقط اور لیکن لوئی بن غالب پس یہ نام تصغیر لاے کی ہی اور لاے کے معنی شدت و سختی کے ہین جو ہوش مین ہو
فقط اور لیکن فہر پس ایک جماعت نے مورخین سے لکھا ہی کہ انکا لقب قریش تھا اور قریش کو انھین کی طرف منسوب
کرتے ہین اور جو کہ فہر کا بیٹا نہو اُسے قرشی نہین کہتے بلکہ کنانی کہتے اور اکثر اہل تاریخ و سیر سے اس امر پر متفق ہین کہ قریش
نضر بن کنانہ کا لقب ہی اور انکی اولاد کو قرشی کہتے ہین اور قریش کے ساتھ نام رکھنے کی وجہین متعدد ذکر کرتے ہین لیکن جو
مشہور ہو وہ یہ ہی کہ قریش ایک دابہ یعنی جانور کا نام ہی کہ وہ زمین پر چلتا ہی اور بڑا جانور ہی مچھلیان بہت کھاتا ہی اور اسکے
سوا دواب مین کوئی مچھلی نہین کھاتا اور وہ سب دواب پر غالب ہی کسی سے مغلوب نہین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ لفظ
قریش مشتق قرش سے ہی جسکے معنی اجتماع کے ہین عربون کو قریش اسلیے کہا کہ وہ سب حرم مین مجتمع رہتے تھے یا اس قرشی سے
مشتق ہی جو اکتساب کے معنون پر ہی کیونکہ انکی صناعت سوداگری تھی یا تقریش سے مشتق ہی جو تجسس و تلاش کے معنی ہی
اور اسکا سبب یہ ہی کہ وہ لوگ حج کے وقت فقرا کے حال کی تفتیش کرتے تھے اور انھین کچھ دیتے تھے فقط اور لیکن مدرکہ
پس انکا نام عامر ہی یا عمرو ہوگا بعضون نے کہا ہی کہ ایک روز وہ ایک خرگوش کے پیچھے دوڑے اور اُسے پکڑ لیا
اسلیے انکے والد نے انکا نام مدرکہ رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ جو عزت و شرف کہ انکے آبا و اجداد کو حاصل تھی وہ ان سب کے
جامع تھی اسلیے انھین مدرکہ کہتے تھے اور باے قرشیہ بالفتح کے لیے ہی اور صاحب کتاب روضۃ الاحباب کا یہی مختار ہی
فقط۔ اور لیکن الیاس پس یہ اول وہ ہین جنھون نے اونٹون کو قربانی کے لیے بیت الحرام مین ہدیہ دیا اور بیت حج مین اپنی
پشت سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی تلبیہ فرمانے کی آواز سنا کرتے تھے فقط اور لیکن مضر پس وہ اول ہین جنھون نے
اونٹون کے فدا کی بنا ڈالی اور سب سے زیادہ خوش آواز تھے اپنے زمانے مین اور دین اسلام پر موافق ملت ابراہیم کے تھے
جیسا کہ مدارج النبوت مین ہی لیکن یہ تعجب ہی کہ مصنف کتاب نے یہ نام کتاب کا رکھا اور درجات نبی کو نہ پہچانا جب
تو اسلام کی تخصیص ایک شخص کے ساتھ آباے نبی سے کی اور حقیقت یہ ہی کہ سب حضرت کے بزرگ مومن و موحد تھے
جیسا کہ اوپر مذکور ہوا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب سے منقول ہی کہ فرمایا قسم ہی خدا کی عبادت نہین کی میرے
باپ نے اور نہ میرے دادا عبد المطلب نے نہ میرے دادا ہاشم نے نہ عبد مناف نے کسی بت کی بلکہ سب نماز
کرتے تھے اور حضرت ابراہیم کے دین پر تھے اور لیکن نزار پس یہ نام ماخوذ ہی نزر سے جو کم کے معنی پر ہی اور اسکا یہ سبب ہی
کہ جب یہ بزرگوار پیدا ہوے اور انکے والد نے نور محمدی کی طرف دیکھا کہ انکی دونون آنکھون کے بیچ مین تھا تو خوش ہوے
اور مساکین کو کھانا دیا اور کہا کہ یہ سب حق مین اس فرزند کے کم ہی اور کنیت انکی ابو ربیعہ ہی و مومن بلد مین کتاب بحار الانوار کی
مروی ہی کہ جب حجاج بن یوسف لعین نے سنا کہ امام زین العابدین اپنے جد بزرگوار امیر المومنین سے حدیث مشتمل اوپر
بشارت خروج مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کی اور اسکے قتل کرنے کو تراسی ہزار مین سو منافقین بنی امیہ اور انکے انصار کو

نقل کرتے ہین تو وہ لعین غصہ مین آیا اور مختار کے مارنے کے درپے ہوا اور بہت سے منافقین کو ایک کے بعد دوسرے کو
مامور کیا کہ مختار کو قتل کرین اور وہ سب اُسکے مارنے سے عاجز ہوتے تھے تو اُسوقت مختار نے کہا کہ تو میرے مارنے پر
قدرت نہین رکھتا ہی اے حجاج وا ے ہو تجھپر تجھے یاد نہین ہی کہ نزار بن معد بن عدنان نے شاپور ذوی الاکتاف سے کیا کہا تھا
جب کہ اُسنے عرب کے قتل پر کمر ہمت اپنی چست باندھی تھی اور چاہتا تھا کہ کوئی عرب کی قوم سے باقی نہ رہے چونکہ نزار
بہت پیر ولاغر ہو گئے تھے دربار مین نہ جا سکتے تھے اسلیے اُنھون نے اپنے بیٹون سے کہا کہ مجھے ایک زنبیل مین رکھکے شاپور کی
راہ مین ڈال دو جب شاپور نے دیکھا تو پوچھا کہ کون ہی نزار نے کہا کہ مین ایک مرد عرب کی قوم سے ہون چاہتا ہون
تجھ سے پوچھون کہ تو عرب کو کیون مارتا ہی حالانکہ کوئی تیرا گناہ اُنھون نے نہین کیا ہی تو نے گناہ گارون کو اسلیے مارا
کہ تیری عملداری مین اُنھون نے فساد کیا تھا عرب کہ اس کام سے بری ہین اُنکے مارنے کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ مین نے
کتابون مین دیکھا ہی کہ عرب سے ایک مرد پیدا ہوگا اُسے محمد کہتے ہونگے اور وہ ادعاے نبوت کریگا اور دولت
بادشاہان عجم کو برباد کریگا اسلیے مین عرب کی قوم کو مارتا ہون کہ تا اُسکے پیدا ہونے کی نوبت نہ آے اُسوقت
نزار نے کہا کہ جو کچھ تو نے کتابون مین پایا ہی دو حال سے خالی نہین ہی یا یہ کہ وہ کتابین جھوٹون کی ہین پھر اگر جھوٹی
بات ہی تو بے گناہون کے مارنے پر کیون جسارت اور جرات کرتا ہی یا وہ سچون کی کتابین ہین اور اگر ایسا ہی تو بہت جلد
حق تعالی قادر ہی اُس شخص کی اصل کی حفاظت کریگا اور وہ اُس اصل سے پیدا ہوگا اور تو اُسکے ابطال پر قوت نرکھیگا
اور یقینی قضاے الہی نافذ ہوگی اور حکم اُسکا جاری ہوگا اگرچہ تمام عرب سے ایک بھی باقی رہ جاے پس شاپور نے کہا
کہ تو سچ کہتا ہی ہذا نزار یہ مقالہ شاپور ہی یعنی یہ مرد لاغر ہی اور ایسا ایسا کہتا ہی بعد اُسکے قتل عرب سے باز آیا اور یہ روایت بھی
کمال عقل وفراست اور دین و دیانت نزار پر دلالت کرتی ہی اور لیکن معد بن عدنان پس اُنکے باپ کے دو بیٹے تھے
ایک کا عد نام تھا اور دوسرے کا معد نام تھا حضرت کے اجداد مین معد ہین عد نہین ہین یہان تک حال جو حضرت کے
اجداد مشہورین کا معلوم تھا وہ لکھا گیا اور اسے جاننا چاہیے کہ اسی طرح سب اجداد طاہرین آنحضرت کے نجاست کفر و
شرک سے منزہ اور نور ایمان و اسلام سے منور تھے گو حضرات اہلسنت اس سے مخالفت کرین لیکن اس مخالفت کو
کبھی صحیح نہ جاننا چاہیے بلکہ اُنکی اصل وجہ یہ ہی کہ جب شیعون نے امامت کی شرائط کو مثل شرائط نبوت کے جانا تھا
اور یہ فضائل بجز ائمہ اثنا عشر کے جو ہم نسب اور حقیقی قائم مقام نبی ہین دوسرون مین جو اُنکے غیر ہین پاے نہ جا سکتے
اسلیے اُس طرف سے ان امور سے انکار ہوا بلکہ اسی لیے اثبات کفر مین آنحضرت کے آبا و اجداد کے بہت کچھ تلاش و سعی
کی گئی و لیکن الحق یعلو ولا یعلی کسی طرح چھپ نہین سکتا اور جا بجا خود اُنکے علما کی کتابون مین حق تعالی نے اپنے
نبی کے اکرام و اعزاز کے لیے ایسا کچھ کہا اور لکھوا دیا کہ جس سے وہ تمام کوششین باطل ہو جاتی ہین اور اُسی سے
اہل حق استدلال کرتے گئے چنانچہ خود فاضل عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوت مین بیہقی سے روایت کی ہی کہ فرمایا

پیغمبر خدا نے کہ مین پیدا نہین ہوا مگر نکاح اسلام سے فقط اب کہان کسی بات کی گنجائش ہی سوا اسکے کہ سب اجداد
وجدات گرامی آنحضرت کے مسلمان ور منزہ شرک وکفر سے جانین اور اسی کا اعتقاد کرین ور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب سے
مروی ہی کہ فرمایا کہ ہمیشہ خدا ہمکو پشت ہاے پاکیزہ سے ارحام طاہرہ مصفا و مہذب کی طرف نقل فرماتا رہا اور جب سے
دو شاخین نکلتی تھین مگر یہ کہ جو شاخ بہتر ہوتی تھی ہم اسمین ہوتے تھے فقط اب اسکے بعد کسی مورخ کے قول پر عتماد کرنا
یا اخبار موضوعہ پر کان رکھنا نہین چاہیے اَهْلُ الْبَيْتِ اَبْصَرُ بِمَا فِي الْبَيْتِ وَاِنَّ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ وَاٰلِهِ الْمَعْصُوْمُوْنَ حَقٌّ
لَا رَيْبَ فِيْهِ ذٰلِكَ تَمَّ الْاَمْرُ الْاَوَّلُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لیکن امر ثانی کہ تشخیص شخص آنحضرت کی بذریعہ شمائل شریف ہی پس پہلے اسکے
احوال ولادت باسعادت کو آنحضرت کے جو مبدا ظہور شمائل ہی جاننا چاہیے اور بعد اسکے ذکر شمائل لکھونگا انشاء اللہ تعالیٰ
تاکہ ترتیب ذکر کے موافق ترتیب طبیعی کی ہو پس جان تو کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ جناب آمنہ والدہ شریفہ
آنحضرت کی شب جمعہ ہیجدہم ماہ جمادی الآخر کو حامل ہوئین ور آنحضرت کا نور پشت جناب عبد اللہ ذبیح سے کہ
والد بزرگوار آنحضرت کے تھے شکم طاہر جناب آمنہ کی طرف منتقل ہوا اور بعض روایات مین آیا ہی کہ حاملہ ہوئین
مادر شریفہ آنحضرت کی ایام تشریق مین قریب جمرہ وسطی کے عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر مین پس اسوقت مین
ابتدا جسم انور کے بننے کی ظاہر ہوئی اور ولادت باسعادت آنحضرت کی سترھوین کو ماہ ربیع الاول کے واقع ہوئی
اور یہ امر باجماع علماے امامیہ ثابت ہی فقط محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے اسمین خلاف کیا ہی اور اکثر اہلسنت
بارھوین شہر مذکور کو حضرت کی ولادت نقل کرتے ہین اور بعض آٹھوین یا دسوین کو اسی مہینے کی کہتے ہین اور ماہ مبارک
رمضان مین بھی ولادت کی نقل کرتے ہین مگر وہ نادر ہی ولیکن محمد بن یعقوب کلینی پس وہ کہتے ہین کہ ولادت آنحضرت کی اسوقت
واقع ہوئی کہ ماہ ربیع الاول سے بارہ راتین گذر چکین تھین اس سال مین کہ کفار ہاتھی خانہ کعبہ کے خراب کرنے کو
لاے تھے اور معذب ہو چکے تھے سنگریزون کے عذاب سے روز جمعہ کا تھا اور وقت زوال تھا کہ آفتاب جمال باکمال
دنیا مین تابندہ ہوا اور دوسری روایت سے قریب طلوع فجر کے ہی چالیس برس پہلے بعثت سے اور ولادت
باسعادت مکہ معظمہ مین شعب ابیطالب مین واقع ہوئی اور مصنف کتاب عدد قویہ سے جناب سید سند نے نقل فرمایا ہی
کہ لکھا اُنھون نے کہ ولادت آنحضرت کی قریب طلوع صبح روز جمعہ ہفدہم ماہ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور متفق علیہ امامیہ مین یہی ہی
اور جناب آخوند صاحب نے خلاف کلینی علیہ الرحمہ کو تقیہ پر حمل کیا ہی بسبب موافق ہونے انکی روایت کے واسطے
عامہ کے قول کے اور جناب سید سند نے فرمایا ہی کہ یہ مستبعد ہی کیونکہ کلینی زمان تقیہ مین نہ تھے اور اپنی کتاب مین اکثر مواضع
جملہ احکام مین جب تقیہ نہین کیا تو خاص اس حکم مین تقیہ کے کیا معنی ہان یہ محتمل ہی کہ بعض روایات تقیہ پر بسبب اسکے
کہ انکے راویون پر وثوق تھا انھین اعتماد کیا ہو اور ان روایات کو تقیہ پر حمل کرنے کو متنبہ نہوے اور اُنکے مفاد کے موافق
حکم دے دیا ہو معہذا اہل سنت اکثر حضرت کی ولادت کو روز دوشنبہ مین کہتے ہین بعض نے جمعہ کو کہا ہی اور روایت

کلینی مین خاص یوم جمعہ ہی اور یہ مخالف اُنکے گھر کے ہی مگر یہ کہہ سکتے ہین کہ اُسوقت بھی بعض کے نزدیک روایت جمعہ روز جمعہ شاید مشہور ہوگئی فقط اور کہتے ہین کہ سات برس نوشیروان کی بادشاہی مین باقی تھے جب ولادت حضرت کی واقع ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ نوشیروان کا بیٹا ہرمز بادشاہ تھا جب سرور کائنات پیدا ہوے اور طبری نے کہا ہی کہ نوشیروان کی بادشاہی کو بیالیس برس گذرے تھے اور مشہور روایت مشہور کہ حضرت نے فرمایا کہ مین بادشاہ عادل کے زمانے مین پیدا ہوا ہون اور بعضون نے بحساب ماہ غیر عربی لکھا ہی کہ شباط رومی کی بیسوین تھی اور بعضے کہتے ہین کہ غرہ یا بائیسوین یا اٹھائیسوین تاریخ نیسان رومی کی اور بعضون نے ماہ رومی کی بحساب ماہ فارسیان تھی اور ساعت سعید بحساب منجمین ولادت باسعادت کی یہ تھی کہ غفر منازل قمر سے طالع تھا اور وہ بفتح غین معجمہ و سکون فا تین تارے چھوٹے چھوٹے ہین منازل قمر سے اور مواہب لدنیہ مین کہا ہی کہ سب پیغمبرون کا مولد بھی منزل قمر یہی کے طلوع مین پیغمبر پیدا ہوتے رہے ہین اور ابو معشر نے کہ بڑا منجم اور ریاضی دان تھا زائچہ ولادت باسعادت کا اسطرح لکھا ہی کہ طالع ولادت آنحضرت کا بیسوان درجہ جدی کا تھا اور مشتری اور زحل عقرب مین تھے اور مریخ اپنے گھر مین کہ حمل ہی تھا اور آفتاب شرف مین تھا برج حمل مین اور زہرہ حوت مین تھا اپنے شرف مین اور عطارد بھی حوت مین تھا اور قمر اول میزان مین تھا اور راس جوزا مین تھا اور ذنب قوس مین تھا اور ولادت باسعادت حضرت کی اپنے گھر مین واقع ہوئی اور اُس گھر کو حضرت نے عقیل ابن ابیطالب کو عطا فرمایا تھا اور جناب سید سند نے لکھا ہی کہ بعض منجمین نے جو ماہر اس فن کے ہین ساعت سعید ولادت کو حضرت کی بحساب اپنے علم کے بہت نیک و مبارک جانا ہی بعض ثقات نے احباب راقم رسالہ سے بیان کیا کہ اُنکے باپ سے کہ وہ بھی مومن تھے اور مداخلت کچھ قواعد نجوم سے رکھتے تھے ایکبار ہفتدہم ماہ ربیع الاول کو ایک زائچہ لکھا اور اُسے لیکر ایک عالم ہنود کے پاس شہر اودھ مین کہ اُسوقت وہ اس علم مین کامل مشہور تھا گئے اور کہا کہ شب کو ایک لڑکا پیدا ہوا ہی کہ زائچہ ولادت اُسکا یہ ہی مین چاہتا ہون کہ اُسکے احکام تم لکھوا دو اُسنے دیکھا اور بہت تامل و غور کے بعد کہا کہ یہ اجتماع کواکب کبھی نہین ہوا اور جب سے دنیا شروع ہوئی اور جب تک تمام ہوگی نہ ایسا اجتماع ہوا نہ ہوگا مگر ایکبار یہ کہکر پھر حساب کیا اور وہ مدت بتائی کہ اُسوقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولادت باسعادت کو اُتنا ہی زمانہ ہوا تھا اور کہا کہ یہ ایک لڑکا اِس ساعت مین پیدا ہوا ہی اُنھون نے کہا اگر پیدا ہو تو کیا ہو کہا کہ اس ساعت کا مولود زندہ نہ رہیگا اور اگر رہیگا تو جمیع مخلوقات خدا کا مالک ہوگا اور برگزیدہ خلق اور مقرب بارگاہ خدا ہوگا اور ہر بدی سے منزہ ہوگا چونکہ یہ بھی ایک اقرار فضیلت ہی کہ زبان غیر سے ہوا اسلیئے اِسکا نقل کرنا مناسب جانا باجملہ وہی ہی کہ جس شب کو نور حضرت رسالت پناہ نے جناب آمنہ کے شکم مبارک کی طرف انتقال فرمایا جسقدر بت روے زمین پر تھے وہ اُلٹ گئے اور کسی بادشاہ کا تخت باقی نہین رہا کہ سرنگون نہو جاے اور کوئی گھر اُس شب کو باقی نہین رہا کہ اُسمین

روشنی نہ معلوم ہوئی ہو اور اِسی طرح ہر سرا کا حال اور کوئی حیوان زمین پر چلنے والا نہ تھا مگر یہ کہ گویا ہوا اور وحوش مشرق نے
وحشیان مغرب کو بشارت دی ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب مین حمل رسول خدا سے
حاملہ ہوئی تو کچھ علامت حمل کی اپنے مین نہ پائی تھی جیسا کہ عورات کو عارض ہوتی ہین اور وہ سبب اُنکے ستادی ہونیکا
اور بے رونقی کا ہوتی ہین اور خواب مین دیکھا مین نے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا اُسنے کہ تو حامل ہوئی اُس
شخص کے ساتھ جو سب آدمیون سے بہتر ہی اور جب پیدا ہونیکا وقت آیا تو اِس آسانی سے پیدا ہوے کہ مجھے
کسی طرح کی اذیت نہین ہوئی اور پہلے اپنے دونون ہاتھ زمین پر رکھے بعد اُسکے تشریف فرما ہوے اُسکے بعد ایک
ہاتف نے آواز دی کہ بہترین بشر تجھسے پیدا ہوا ہی اُسے خداوند یگانہ صمد کی حفظ و پناہ مین دے شر سے ہر ظالم اور
حاسد کی کعب الاخبار سے مروی ہی کہ کہا اُسنے کہ مین نے بہتر کتاب آسمانی پڑھی ہی اور صحف دانیال کو پڑھا ہی لیکن
سب مین پیغمبر خدا کی ولادت کا ذکر اور اُنکی عترت کی ولادت کا ہی اور نام آنحضرت کا معروف ہی سب کتابون مین
اور کسی پیغمبر کے پیدا ہونے کے وقت فرشتے آسمان سے نہین اُترے سواے عیسیٰ و احمدؐ کے اور بہشت کے پردون کو
کسی عورت کے لیے نہین گرایا مگر مریم اور آمنہ کے لیے اور فرشتے کسی عورت کے وقت حاملہ ہونے کے موکل نہین ہوے
مگر مادر مسیح اور مادر احمدؐ کے لیے اور علامت حمل کی عالم بالا پر آنحضرت کی یہ تھی کہ جس شب کو آمنہ آنحضرت کے حمل سے
حاملہ ہوئین تو منادی نے ساتون آسمانون مین ندا دی کہ تمھین بشارت ہو کہ درِ شاہوار نطفہ خاتم انبیا نے صدف
عصمت و جلالت مین قرار پکڑا اور سب زمینون مین اور دریاؤن مین اِس خوشخبری کی ندا پہونچائی گئی اور سب بہشتون کو
شب ولادت مین آنحضرت کے زینت دی گئی اور یاقوت سرخ اور مروارید بے بہا کے قصر بناے گئے اور مین نے سنا ہی
کہ اُس روز کوئی پہاڑ دنیا مین نہین رہگیا مگر یہ کہ اُسنے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ آواز بلند کی انتہی کلامہ
جناب اخوند صاحب رہ نے حق الیقین مین فرمایا ہی کہ خاصہ و عامہ نے بہت سے طریقون سے روایت کی ہی کہ شب میلاد
کثیر الاسعاد مین آنحضرت کے شیاطین کو آسمان پر جانے کی ممانعت ہوئی اور اِسی سے شہب آسمان پر ظاہر ہوے اور
اِس کثرت سے تھے کہ دیکھنے والون کو خوف ہوا کہ کہین قیامت برپا نہو جاے اور کاہنون کا علم برطرف ہوا
اور جادوگرون کا سحر ضعیف ہوگیا اور جو بت کہ زمین پر تھا منہ کے بھل زمین پر گر پڑا اور طاق کسریٰ کہ جسے بادشاہ
عجم نے بہت مضبوطی سے بنایا تھا اور اب تک باقی ہی کانپ گیا اور چودہ کنگرے اُسکے گر پڑے اور بیچ مین سے
ٹوٹ کر زمین تک دو حصہ ہوگیا اور اب تک سواے اِس شکستگی کے کہین اور سے وہ نہین ٹوٹا اور جو قصر کہ دجلہ پر بنایا تھا
وہ خراب ہوگیا اور پانی اُسمین جاری ہوگیا اور وہ دریاچہ ساوہ کہ جسے پوجتے تھے وہ اُسی رات کو خشک ہوگیا
اور اب بجاے اُسکے نمک زار ہی کہ کاشان سے وہ قریب ہی اور وہ فارس کا آتشکدہ کہ جسکی ہزار برس سے پرستش ہوتی تھی
اور آگ اُسکی کبھی نہ بجھی تھی اُسی رات کو بجھ گیا اور سماوہ کا رودخانہ کہ سالہاے سال سے خشک تھا اُسمین پانی جاری ہوگیا

اور اُس رات کو ایک نور حجاز کی طرف سے ساطع ہوا اور اُسنے تمام عالم مین ظہور و انتشار پایا اور ہر بادشاہ کا تخت
سرنگون ہوا اور سب بادشاہ اُسدن گنگ تھے کسی کی زبان سے بولا نجاتا تھا اور فرشتگان مقرب و ارواح پیغمبران
وقت ولادت حضرت کے دولت سرا مین حاضر ہوئین اور رضوان خازن بہشت حورون کے ساتھ اُترے کہ سب کے
ہاتھون مین آفتابے اور طشت بہشت کے سونے اور چاندی کے تھے اور جناب آمنہ کے لیے شربتہاے بہشتی لائین
کہ اُنھین پلایا اور حضرت کو ولادت کے بعد بہشت کے پانی سے نہلایا اور بہشت کے عطر و خوشبوئیون سے معطر کیا
اور مہر نبوت کو پشت مبارک پر حضرت کی چسپان کیا کہ اُسکا نقش ہو گیا اور پارچہ حریر سفید مین جو بہشت سے لائے تھے
حضرت کو پیچید کیا اور اُنھین سب دحانیون کو دکھایا اور اُنھین آگاہ کیا اور سب ملائکہ آسمانون کے حضرت کی
خدمت مین حاضر ہوے اور سلام حضرت پر کیا اور حضرت کی ساعت ولادت مین چارون رکن کعبہ معظمہ کے
جدا ہوے اور حجرہ مقدسہ کی طرف چارون نے سجدہ کیا اور اور غرائب و معجزات جو اُسوقت مین اور اُسکے بعد
ایام نشو و نما مین حضرت سے ظاہر ہوے وہ اِس سے زیادہ ہین کہ کوئی شمار کر سکے تھوڑا اُسمین سے حیات القلوب مین
مذکور ہی اِنتہیٰ کَلَامُہٗ اَعلَی اللہُ مَقَامَہٗ اور ملا معین نے معارج النبوت مین جو تاریخ لکھی ہی اُسمین صفیہ بنت عبد المطلب سے
نقل کیا ہی کہ وہ کہتی ہین کہ شب ولادت مین حضرت کی مین قابلہ کی جگہ کام کرتی تھی حضرت کی ولادت کے وقت
ایک روشنی نور کی ایسی ظاہر ہوئی کہ چراغ کے نور پر بھی غالب ہو گئی اور اُس رات مین مین نے چھ علامتین مشاہدہ کین
ایک جب یہ زمین پر تشریف لاے تو سجدہ کیا دوسری یہ کہ سر مبارک اُٹھایا اور بزبان فصیح اور عبارت صریح فرمایا کہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اِنِّی رَسُوْلُ اللہِ تیسری یہ کہ گھر کو اُنکے نور سے روشن دیکھا چوتھی جب مین نے موافق عادت کے چاہا
کہ غسل دون تو ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے صفیہ اپنے تئین مشقت مین نہ ڈال کہ مین نے اُسے غسل دیکر بھیجا ہی
پانچوین یہ کہ ختنہ کیے ہوے پیدا ہوے تھے اور ناف کٹی ہوئی تھی چھٹی یہ کہ جب مین نے چاہا کہ اُنھین کپڑے مین
موافق عادت کے لپیٹون تو پشت پر اُنکی خاتم نبوت کو دونون شانون کے بیچ مین دیکھا کہ اُسمین لکھا ہوا تھا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کتاب روضۃ الواعظین مین روایت کی ہی کہ شیطان نے وقت ولادت
باسعادت آنحضرت کے اپنی اولاد کو پکارا کہ وہ سب اُس پاس جمع ہوے اور کہا کہ اے ہمارے سردار کیا سبب ہی کہ
تو نے اپنے مقام سے حرکت کی اُسنے کہا کہ واے ہو تم پر اول شب سے اِسوقت تک مین آسمان کا حال متغیر پاتا ہون
ضرور کوئی حادثہ بزرگ واقع ہوا ہی کہ جب سے عیسی بن مریم آسمان پر گئے ایسا واقعہ نہین ہوا پس چاہیے کہ تم سب جاؤ
اور دنیا مین پھرو اور تفحص کرو کہ کون سی نئی بات حادث ہوئی ہی جس سے یہ تغیر مین دیکھتا ہون پس یہ سنکر جملہ شیاطین
متفرق ہوے اور دنیا مین خوب پھر کر آئے اور کہا کہ ہمنے کچھ نہین پایا اُسوقت اُس ملعون نے کہا کہ اِسکی خبر لانا میرا کام ہی
یہ کہکر دنیا مین داخل ہوا اور بہت جلد حرم مکہ معظمہ تک پہونچا دیکھا اُسنے کہ فرشتے اطراف حرم کو گھیرے ہوے ہین چاہا

روایت صفیہ بنت عبد المطلب

حکایت شیطان با ابالیس

بیان احوال رضاعت آنحضرت کا

کہ حرم کے اندر داخل ہوئے کہ فرشتون نے آواز دی پھر ابعار اُسکے چڑیا کے برابر چھوٹا ہوگیا اور چھوٹا ہوکر کوہ حرا کی طرف سے داخل ہوا جبرئیل نے فرمایا پھر جا ای ملعون اُسنے کہا کہ ای جبرئیل ایک حرف تمسے پوچھتا ہون یہ بتاؤ کہ آجکی شب زمین پر کیا واقع ہوا ہی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کہ بہترین پیغمبران ہین آج پیدا ہوے ہین اُسنے پوچھا کہ آیا میرا بھی حصہ اُنمین ہی جبرئیل نے کہا کہ نہین کہا اُنکی امت مین میرا حصہ کچھ ہی کہا ہان شیطان نے کہا کہ اب مین بس خوشی اور خوش ہوا پس واقعی یہ ہی کہ جسوقت آنحضرت نے رحلت اس جہان سے فرمائی حصہ شیطان کا اِس اُمت سے ظاہر ہوا پہلا جلسہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ہوا وہی بنیاد فساد کی اِس اُمت مین اور ابتدا مخالفت خدا اور رسول کی تھی اور اب دیکھیے کہ کسکے ہاتھ سے اُس امت کو نجات کب حق تعالی عطا فرماتا ہی بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ شیطان آگے سات آسمان تک جاتا تھا اور اخبار سماویہ کو گوش زد کرتا تھا جب حضرت عیسی بن مریم پیدا ہوے تو تین آسمانون سے جانیکا ممنوع ہوا چار تک جاتا تھا جب جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ پیدا ہوے تو سب آسمانون سے اُسے جانیکی ممانعت ہوئی اور شیاطین کو تیر شہاب سے دفع کرنا شروع ہوگیا بالجملہ بعد ولادت موافق عادت اطفال دودھ سے غذا نوش فرمانے لگے موافق روایت جناب آخوند صاحب جو حیات القلوب مین لکھا ہی جب عمر شریف چار مہینے کی ہوئی تو جناب آمنہ نے کہ حضرت کی والدہ شریفہ تھین انتقال فرمایا اور وہ سردار کائنات بے ماں اور باپ کے ہوے تین روز تک شدت مصیبت مین انتقال مادر معظمہ کے آپ نے کچھ تناول نہین فرمایا برابر روتے رہے اور دادا حضرت کے عبد المطلب بیتابی کرتے تھے بعد اُسکے اپنی صاحبزادیون کو کہ عاتکہ و صفیہ تھین بلایا اور کہا کہ اس میرے فرزند کو چپ کراؤ اور دودھ پلانے والیان اُنکے [illegible] عاتکہ شہد حضرت کو کھلاتی تھین اور جتنی عورتین بنی ہاشم کی کہ دودھ رکھتی تھین اور پلاتی تھین سب کو بلایا کہ شاید کسی کی چھاتی قبول کرین یہان تک کہ چار سو ساٹھ عورت زنان اکابر قریش سے عبد المطلب کے گھر مین جمع ہوئی اور کسی کی چھاتی نہ لی اور اضطراب فرماتے تھے اُسوقت عبد المطلب بہت غمگین ہوکر گھر سے نکلے اور خانہ کعبہ مین گئے اور پناہ کعبہ مین بیٹھے کہ دفعتہً ایک آدمی بہت بوڑھا قریش سے کہ اُسکا نام عقیل بن ابی وقاص تھا آیا اور آثار حزن و ملال کے عبد المطلب مین دیکھکر سبب پوچھا عبد المطلب نے اپنے تردد و تشویش کی وجہ کو بیان کیا عقیل نے عبد اللہ بن حارث کی بیٹی کی کہ حلیمہ اُنکا نام تھا بہت تعریف کی اور کہا کہ میرے گمان مین کوئی عورت عورات قریش سے عقل و فصاحت اور صباحت و شرافت مین اُسکے مثل نہین ہی اور وہ دودھ رکھتی ہی جب عبد المطلب اُسکے اوصاف پر مطلع ہوے تو اپنے غلام کو کہ شمردل اُسکا نام تھا سرخ ناقہ پر سوار کرکے قبیلہ بنی سعد بن بکر کی طرف کہ چھ فرسخ پر مکہ سے تھا بھیجا اور فرمایا کہ عبد اللہ بن حارث عادی کو جلد میرے پاس لاوے غلام گیا اور بہت تھوڑی دیر مین لیکر پھرا کہ اُسوقت بزرگان قریش عبد المطلب کی خدمت مین حاضر تھے جب عبد المطلب نے اُنھین آتے دیکھا تو اُنکے استقبال کے واسطے اُٹھے اور اُنھین گلے لگایا اور اپنے پہلو مین بٹھایا اور کہا کہ

ای عبد اللہ مین نے تمھین اسواسطے بلایا ہی کہ محمد پوتا میرا چار مہینے کا ہی اور مان اسکی مر گئی ہی اور اسکی مفارقت مین روتا ہی
اور اضطراب کرتا ہی اور کسی کی چھاتی نہین لیتا مین نے سنا ہی کہ تمھاری بیٹی ہو کہ دودھ رکھتی ہی اگر مصلحت جانو تو
محمد کے دودھ پلانے کو اُسے بلواؤ اگر اُسکا دودھ قبول کر لے تو مین تمکو اور تمھارے کنبہ کو مالدار کر دونگا عبد اللہ
اس مژدہ کو سنکر بہت خوش ہوے اور اپنے قبیلہ کی طرف پھر گئے اور حلیمہ کو بشارت دی حلیمہ نے غسل کیا اور اپنے تئین
معطر کیا اور پوشاک فاخرہ پہنی اور اپنے باپ عبد اللہ کے ساتھ جناب عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوئین جب عبد المطلب
حلیمہ کو لیکر عاتکہ کے گھر مین آے اور جناب رسالتمآب کو حلیمہ کی گود مین دیا حلیمہ نے اپنے پستان جب حضرت کے منہ مین
دینے کو نکالے حضرت نے اُسے قبول نہ فرمایا اور پستان راست کی طرف رغبت فرمائی چونکہ وہ چھاتی اُنکی خشک تھی کہ کبھی
کسی لڑکے نے اُس سے دودھ نہین پیا تھا اسلیے حلیمہ وہ چھاتی نہ دیتی تھین کہ اگر اُس چھاتی مین دودھ نہونے سے رغبت
نہ فرمائین تو مطلب حاصل نہوگا اسلیے بار بار پستان چپ کو دیتی تھین اور حضرت اضطراب فرماتے تھے اور پستان جانب
راست کی طرف رغبت کرتے تھے یہان تک کہ حلیمہ نے کہا کہ ای فرزند یہ تو سوکھی چھاتی ہی چوسکر دیکھ لو آپ ہی جانوگے کہ وہ خشک ہی
یہ کہکر پستان راست حضرت کے دہن شریف مین دی مجبور ہوکے آپ نے اُسے منہ مین لگایا برکت دہن سے ایسا دودھ اُس سے
جاری ہوا کہ کنارہ دہن سے بہتا تھا اُسوقت حلیمہ بھی متعجب ہوئین اور کہا کہ ای میرے فرزند بہت متعجب ہی تمھارے حال سے
مجھے مین خداوند آسمان کی قسم کھاتی ہون کہ بارہ لڑکون کو مین نے اسی پستان چپ سے دودھ پلایا ہی کبھی ایک بوند کسی نے
اس چھاتی سے نہین چکھی اب تیری برکت سے اُسمین سے دودھ ٹپک رہا ہی اُسوقت عبد المطلب بہت خوش ہوے اور
کہا کہ ای حلیمہ اگر تم میرے پاس رہو تو بقدر امکان دون اور بہت انعام و اکرام کرون لیکن جب سمجھے کہ اُنھین یہان رہنے سے
کراہت ہی تو کہا ای حلیمہ دو شرطون کے ساتھ اپنے فرزند کو تمھارے سپرد کرتا ہون ایک یہ کہ اسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کرنا اور اُسکی حفاظت و حراست سے غافل نہونا حلیمہ نے کہا کہ جسوقت سے اُنکے نور پر نظر پڑی ہی ایسی محبت
میرے دل مین پیدا ہوئی ہی کہ تمھاری سفارش کی حاجت نہین ہی عبد المطلب نے فرمایا کہ دوسری شرط یہ ہی کہ ہر جمعہ کو
اُنھین میرے پاس لاکر دکھا جانا کہ مجھے اُس سے جدائی کی طاقت نہین ہی حلیمہ نے قبول کیا بعد اسکے حلیمہ ہمیشہ نئی نئی
باتین آنحضرت کی دیکھتی تھین اور معجزات اُس جناب کے روز بروز اُنپر ظاہر ہوتے جاتے تھے ایک روز حلیمہ کو معلوم ہوا
کہ حضرت صحرا کی طرف تشریف لیجانا چاہتے ہین پس پوشاک فاخرہ پہنائی اور اپنے بیٹون کو وصیت کی کہ بہت حفاظت
اور رعایت کے ساتھ ہمراہ حضرت کے جاکر صحرا کی سیر دکھلاؤ جب سید انبیا نے قدم صحرا مین رکھا میدان اور پہاڑ
تمام ان کلاں سے حضرت کے روشن ہوے اور جس پتھر اور ڈھیلے پر سے کہ گذرتے تھے وہ باواز بلند ندا کرتا تھا کہ
السَّلامُ عَلَیْكَ یَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَامِدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَحْمُودُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبُ الْقَوْلِ الْک
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خوشحال اُسکا جو تیرے ساتھ ایمان لاے اور عذاب خدا اسپر نازل ہو جو تیرے ساتھ کفر

اِنکار کرے یا کسی ایک حرف کو بھی اُس سے رد کرے جو تو اپنے پروردگار کی طرف سے لائیگا اور حضرت اُنکے سلام کا جواب فرماتے تھے فقط۔ روایت یہ بڑی ہی اور بہت سے معجزات پر مشتمل ہی لیکن بقدر حاجت ہر مقام کے اُسے نقل کیا گیا اور اسی روایت مین قصہ بعد ولادت شکم مبارک کے شق کرنے کا بھی مفصل مذکور ہی اور اسی طرح وہ قصہ حضرات اہلسنت کی بھی کتابون مین مصرح ہی جناب سیار سنار نے لکھا ہی کہ اُنکی بعض روایات سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ یہ امر بہ نسبت جمیع انبیا کے واقع ہوا ہی چنانچہ کتاب مواہب سے روایت کو نقل فرمایا ہی کہ لکھا ہی اُسنے کہ خبر تابوت مین وارد ہی کہ اُسمین ایک طشت تھا کہ اُسمین پیغمبرون کے دل دھوئے جاتے تھے لیکن راقم رسالہ کو تعجب ہی کہ اس روایت کی نقل و تصدیق کے بعد پھر بھی عصمت انبیا مین اُنحضرات کو انکار و تامل کا مقام باقی رہگیا اور ابن بابویہ نے کتاب امالی مین ابن عباس سے کہ اُنھون نے اپنی والدہ سے اور اُنھون نے حضرت آمنہ سے حدیث بہت بڑی کہ جو مشتمل اوپر بیان ولادت باسعادت اُنحضرت کے ہی نقل کی ہی حاصل اُسکا یہ ہی کہ جناب آمنہ فرماتی ہین کہ جب وہ حضرت پیدا ہو چکے تو مین اُنھین اپنی گود مین لیے بیٹھی تھی ناگاہ ایک جوان کشیدہ قامت بہت نورانی اور خوش لباس کو دیکھا مین نے گمان کرتی ہون مین کہ عبدالمطلب تھے پس وہ میرے پاس آئے اور اُنحضرت کو مجھسے لے لیا اور اُنکے ساتھ ایک طشت سونے کا مرصع زمرد کے ساتھ تھا اور ایک کنگھی سونے کی تھی بعد اُسکے شکم مبارک کو اُنحضرت کے شق کیا اور دل حضرت کا باہر نکالا اور اُس سے ایک سیاہ نقطہ کو نکال کر دور کیا بعد اُسکے ایک کیسہ ریشمی سبز رنگ نکالا کہ اُس سے سفید زیرے کی بو آتی تھی اُسے دل مین بھرا اور پھر دل کو اُسی جگہ پر رکھا اور اپنا ہاتھ شکم مبارک پر پھیرا اور اُنحضرت سے باتین کرنے لگا پس اُنحضرت نے باتین کین اور مین نہین سمجھی کہ اُس جوان نے کیا کہا مگر اسقدر سمجھی کہ کہا اُسنے کہ فِی اَمَانِ اللّٰهِ وَحِفْظِهٖ وَكَلَائَتِهٖ فقط لیکن یہ قصہ ایسا ہی کہ جسمین اتفاق علما کا ہمارے نہین ہی بعضے اثبات و تصحیح کرتے ہین اور بعضے انکار کرتے ہین چنانچہ جناب اخوند صاحب نے حیات القلوب مین کہا ہی کہ قصہ شکم مبارک کے شگافتہ کرنے کا ایسا ہی کہ بعض علمائے ہمارے اُس سے انکار کیا ہی اور وہ اگرچہ صریحًا احادیث معتبرہ شیعہ مین وارد نہین ہوا لیکن اُسکی نفی بھی نظر سے نہین گذری اور بعضے اخبار جلد اول مین گذرے کہ حقیقت پر اُسکے دلالت کرتے ہین پس یقین کرنا اِسمین کہ یہ واقع ہوا یا نہین ہوا چاہیے احتمال کے مرتبہ مین اِسے چھوڑنا بہتر ہی فقط اور لیکن شمائل با فضائل اُنحضرت کے پس جاننا چاہیے کہ ابو علی محمد بن احمد بن علی الفتال نیشاپوری نے کتاب روضۃ الواعظین مین حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ ایک شخص خدمت مین اُنحضرت کی مسجد کوفہ مین اُسوقت حاضر ہوا کہ تلوار پر تکیہ فرمائے بیٹھے تھے پس عرض کیا کہ حلیہ اور وصف حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ کا بیان فرمائیے لیکن اِس طرح کہ گویا صورت حضرت کی مین دیکھ لون حضرت نے فرمایا کہ اچھا رنگ مبارک حضرت کا سفید اور سرخی اُسپر غالب تھی آنکھین سیاہ تھین اور بال سیدھے تھے سیاہی پتلے پتلے بالون کی سینہ کے بیچ مین سے ناف تک کھنچی ہوئی تھی

رخسار مبارک بہت ہموار و نرم تھے سینہ کے اور شکم مبارک کے بال جس طرح باریک شاخ درخت کی ہو ظاہر تھے شکم مبارک مین اور سینہ مین حضرت کے اُن بالون کے سوا کچھ نہ تھا کفِ دست اور کفِ پا حضرت کے گوشت سے بھرے ہوے تھے گڑھا اُسمین نہ تھا جب حضرت راہ چلتے تھے تو قدم کو زمین پر کھینچتے نہ تھے بلکہ پاؤن حضرت کے زمین سے اِسطرح جدا ہوتے تھے کہ گویا نیچے زمین پر چلتے ہین یا کسی پتھر سے پاؤن جدا ہوتا ہے اور جب دو جانبون مین سے کسی ایک جانب کی طرف ملتفت ہوتے تھے تو سارا جسم شریف اُس طرف کو پھر جاتا تھا قامت شریف نہ چھوٹا تھا نہ بڑا تھا متوسط تھا پسینہ کی بوندین پیشانی مبارک پر موتی کی طرح ظاہر ہوتی تھین پسینے کی بو حضرت کی مشک اذفر سے زیادہ خوشبو تھی مثل آنحضرت کا نہ پہلے دیکھا نہ بعد آنحضرت کے دیکھا یعنی جو پہلے حضرت کے پیدا ہوے تھے اور جو بعد حضرت کے پیدا ہوے کسی کو مثل حضرت کے حسن و جمال مین نہ دیکھا اور حدیث معتبر مین حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی بزرگی آنکھون مین اور مہابت و خوف حضرت کا دلون مین دیکھنے والون کے معلوم ہوتا تھا اور روے مبارک سے حضرت کے مثل چودھوین رات کے چاند کے نور چمکتا تھا قد شریف حضرت کا بہ نسبت قامت متوسط کے تھوڑا سا بلند تھا اور سر مبارک حضرت کا بزرگ تھا اور بال حضرت کے نہ بہت گھونگروالے تھے اور نہ بہت سیدھے تھے اور کان کی لو سے اکثر اوقات مین زیادہ نیچے نہوتے تھے اگر زیادہ بڑھ جاتے تھے تو اُنکے بیچ مین سے شگافتہ فرما کر سر کے دونون طرف چھوڑ دیتے تھے اور رنگ مبارک سفید و نورانی تھا کشادہ پیشانی تھے حضرت اور ابرو بہت باریک اور مقوس تھے یعنی مثل کمان تھے اور ملے ہوئے نہ تھے لیکن یہ وصف اختلافی ہے اِس روایت مین ملنے کی نفی ہے اور بعض روایت مین وارد ہے کہ ملی ہوئی تھی اور پیشانی اقدس مین ایک رگ تھی کہ وہ غصہ کے وقت مین بھر کر ظاہر ہو جاتی اور ابھر آتی تھی اور بینی مبارک باریک اور کشیدہ تھی اور بیچ مین سے تھوڑی سی ابھری ہوئی تھی اور اُس سے نور چمکتا تھا ریش مبارک حضرت کی با انبوہ یعنی گھنی تھی اور کنارے اُسکے سیدھے تھے اُلٹے ہوے نہ تھے دہن مبارک بہت چھوٹا نہ تھا اور دندان مبارک سفید و براق و نازک و کشادہ تھے باریک باریک بال سینہ کے بیچ سے ناف تک اُگے تھے گردن حضرت کی صفائی اور نور اور سیدھی ہونے مین ایسی تھی کہ جیسے اُن صورتون کی ہوتی ہے جنھین چاندی سے بنایا ہو اور صیقل کیا ہو اعضاے بدن سب معتدل اور قوی اندام و خوشنما تھے سینہ اور شکم مبارک دونون برابر تھے آپسمین اور دونون استخوان کتف کے بیچ مین گڑھا تھا اور ہڈیون کے سرے جو بند ہاے بدن مین ظاہر ہوتے ہین وہ قوی اور موٹے تھے اور یہ علامت ازروے علم قیافہ شجاعت و قوت کی ہے اور عرب مین ممدوح ہے بدن حضرت کا سفید اور نورانی تھا اور سینہ کے بیچ مین سے ناف تک باریک سیاہ خط تھا بالون کا مثل اسکے کہ جب چاندی کو صیقل کرین اور اسکے بیچ مین صفائی کی زیادتی سے خط سیاہ دکھائی دے اور چھاتی پر اور اطراف سینہ پر اور شکم مبارک پر حضرت کے بال سے خالی تھا اور ہاتھون پر اور

وذراع پر حضرت کے بال تھے اور بند دست حضرت کے دراز و بڑے تھے اور کف مبارک کشادہ تھے الخ اور جناب
سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہو کہ کہا اُسنے کہ مین نے کتاب انجیل مین جو حضرت
عیسیٰ پر وارد ہوئی تھی پڑھا ہو کہ حق تعالیٰ نے اُنکے ساتھ وحی فرمائی کہ ای عیسیٰ ای فرزند پاک بتول کے اہل سوریا کو
پہونچا کہ مین ہون وہ خداوند دائم جسکے لیے زوال نہین ہو اور تصدیق کرو اُس پیغمبر کی میرے جو صاحب شتر اور صاحب
زرہ اور عمامہ اور عصا ہو اور کشادہ چشم اور بہن پیشانی ہو اور واضح الخدین اور کشیدہ بینی اور کشادہ دندان ہوگا اور
گردن اُنکی ابریق نقرہ کی ہوگی اور بائین گردن سے اُسکے نور ایسا ساطع ہوگا کہ گویا سونا اُسپر ملا ہوا ہو اور باریک بال
اُسکے سینہ سے ناف تک اُگے ہونگے اور سب پیٹ اور سینہ پر اُسکے بال نہونگے اور گندم گون ہوگا اور جب جماعت کیساتھ
نکلے گا تو سب پر زیادتی رکھتا ہوگا اور سب سے ظاہر ہوگا اور مُنھ پر اُسکے عرق مثل موتی کے جاری ہوگا اور مشک کی بو
ہمیشہ اُس سے آتی ہوگی اور اُسکا مثل کسی نے نہ اُسکے پہلے دیکھا ہوگا اور نہ پھر کوئی بعد اُسکے دیکھیگا بہت خوشبو ہوگا
اور بہت عورتون کے ساتھ نکاح کرے گا اُنکی نسل بہت کم ہوگی اور نسل اُسکی اُسکی بیٹی سے کہ وہ بابرکت ہو پہونچیگی
کہ اُسکا گھر ایسے بہشت مین ہوگا کہ جہان آزار و محنت نہین ہو اور وہ اُس بیٹی کو آخر زمان مین کفالت و پرورش کرے گا
جیسا کہ زکریا نے تری مان کی کفالت کی اور اُس سے دو فرزند پیدا ہونگے کہ شہید ہونگے اور بات اُس پیغمبر کی قرآن ہوگی
اور دین اُسکا اسلام ہوگا پس طوبیٰ ہو اُسکے لیے جو اُسکے زمانہ بعثت کو پاے اور اُسکے زمانہ تک پہونچے اور اُسکے کلام کو سُنے
حضرت عیسیٰ نے عرض کی کہ خداوندا طوبیٰ کیا ہو خدا نے وحی فرمائی کہ ایک درخت ہو بہشت مین کہ مین نے اُسے اپنے
دست قدرت سے بویا ہو کہ وہ سب بہشتون پر سایہ ڈالتا ہو اور جڑ اُسکی رضوان سے ہو اور پانی اُسکا چشمہ تسنیم سے ہو
اور ایک چشمے سے ہو کہ جو سردی مین کافور ہو اور ذائقہ مین زنجبیل ہو جو کوئی اُس چشمے سے ایک شربت پی لے پھر کبھی
پیاسا نہو حضرت عیسیٰ نے عرض کی کہ خداوندا مجھے اُس چشمے سے پانی دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ای عیسیٰ پانی اُسکا سب
خلائق پر حرام ہو جب تک کہ وہ پیغمبر اور اُسکی اُمت اُس سے پانی نہ پی لین ای عیسیٰ تجھے آسمان پر اُٹھاؤن گا اور پھر آخر زمان مین
تجھے زمین پر بھیجون گا تاکہ اُس پیغمبر کی اُمت سے عجائبات کا مشاہدہ کرے اور دجال ملعون کے مارنے پر مددگاری کرے
اور تجھے اُنکی نماز کے وقت پر بھیجونگا کہ اُنکے ساتھ تو نماز کرے بدرستیکہ وہ اُمت مرحومہ ہو فقط یہان تک کچھ تھوڑا سا
بیان شمائل با فضائل حضرت کا ہوا جس سے تعین شخص حضرت کی ہو سکتی ہو اب مناسب مقام یہ ہو کہ معجزات بدن
شریف کے لکھون کہ وہ بھی مشخصات حضرت کے ہین بسبب مخصوص ہونے ساتھ جسم شریف حضرت کے اور وہ معجزات یعنی
اگرچہ بہت ہین لیکن جہان تک کہ دیکھنے والون کی سمجھ مین آئے اور اُنھون نے اُسکو بسبب تکرار مشاہدہ کے شمار کیا اور
مندرج تاریخ و سیر مین ہوے چوبیس ہین جیسا کہ جناب اخوند صاحب نے کتاب حق الیقین مین اُنھین محدود کیا ہو
اور بیان اُسکا یہ ہو پہلا معجزہ بدن کا حضرت کے یہ ہو کہ ہمیشہ پیشانی انور سے نور ساطع رہتا تھا مثل چاند کے

بیان بعض معجزات حضرت

پیشانی نورانی اُن معدن انوار کی درودیوار کو روشن کرتی تھی اور جب دست مبارک کو بلند کرتے تھے تو دسون انگلیان
شمع روشن کی طرح روشنی دیتی تھین؛ ورحیات القلوب مین اخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ حدیث معتبر مین حضرت امام
جعفر صادق ؑ سے منقول ہی کہ جو کوئی شب تاریک مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھتا تھا تو روے انور سے حضرت کے
ایسے نور کا مشاہدہ کرتا تھا کہ جیسا نور چاند سے ظاہر ہوتا ہی اور کہا ہی کہ ایک شب عائشہ کی سوئی جاتی رہی تھی
جب حضرت دولتخانہ مین داخل ہوے تو حضرت کی روشنی مین اُنھون نے سوئی اپنی دیکھکر اُٹھالی اور فرمایا ہی کہ روایت
کی ہی کہ ایک شب کو اندھیرا بہت تھا وہ حضرت راہ مین تشریف لیے جاتے تھے اور دست مبارک بلند فرماتے تھے
اور انگشتان مبارک سے نور تابندہ ہوتا تھا اور اُسی کی روشنی مین راہ چلتے تھے دوسرے حضرت کے بدن سے
بوے خوش آتی تھی اور وہ خوشبو ایسی تھی کہ جس راہ سے حضرت تشریف لیجاتے تھے تو سب پہچانتے تھے کہ وہ
حضرت ادھر سے تشریف لیگئے ہین بسبب اُس خوشبو کے جو مخصوص حضرت کے بدن سے آتی تھی اور جو پسینا
حضرت کا جمع کر رکھتے تھے وہ سب عطرون سے بہتر ہوتا تھا اور اُسے اور خوشبوئیون مین داخل کرتے تھے ایک دن
پانی کا ڈول بھر کر حضرت کے پاس لاے ایک کف پانی کا اُسمین سے لیکر مضمضہ فرمایا اور اُس پانی مین ڈول کے
ڈالدیا وہ سب پانی مشک سے زیادہ خوشبو ہوگیا تیسرے یہ کہ اگر آفتاب مین بیٹھتے تھے یا راہ چلتے تھے تو سایہ حضرت کا
زمین پر نہ پڑتا تھا چوتھے یہ کہ جسکے ساتھ حضرت راہ چلتے تھے اگر وہ کیسا ہی بلند قامت ہو لیکن بقدر ایک سر گردن کے
اُس سے بلند تر معلوم ہوتے تھے پانچوین یہ کہ ہمیشہ آفتاب مین جب راہ چلتے تھے تو ابر سر اقدس پر سایہ کرتا تھا
اور حضرت کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور مصنف مدارج النبوۃ نے بیان خصائص مین حضرت کے لکھا ہی کہ ابر کا سایہ کرنا
حضرت پر ہمیشہ نہوتا تھا بلکہ اوقات متعددہ مین واقع ہوا ہی پہلے اُسوقت ہوا تھا کہ جب کم سنی مین اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ
حضرت نے سفر شام فرمایا ہی تو راہب بحیرا نے پہچانا تھا اور بنابراس قول کے وجہ سوم اور پنجم مین جو بظاہر منافات
معلوم ہوتے تھے یعنی سایہ نہوتا تھا آفتاب مین بیٹھنے سے اور راہ چلنے مین اور ابر کا سایہ ہمیشہ رہتا تھا تو اب وہ منافات
نہ رہے کیونکہ ابر کا سایہ ڈالنا اِس صورت مین دوامی نہوا بلکہ اکثریہ ہوگا نہ دائمی اور اب منافات نہین ہوسکتے منافات
اُسوقت ہوتے جو دونون عام ہوتے کیونکہ جب ابر کے سایہ مین رہے تو اب آفتاب مین بیٹھنا اور راہ چلنا اُسمین کیونکر
ممکن ہی اور جب ابر کے نیچے ہوے تو سایہ کیونکر پڑے اور اگر یہ کہا جاے کہ نہین دونون وجہین عام ہین یعنی ہمیشہ
آفتاب مین بیٹھنے اور راہ چلنے مین سایہ نہوتا تھا اور ہمیشہ ابر سر پر سایہ فگن رہتا تھا جیسا کہ اِس روایت مین وارد ہی
اور اخوند صاحب نے اُسے بطور عام لکھا ہی تو اُسکی تاویل بظاہر بطریق تسلیم تعمیم یہ ممکن ہی کہ یہین مراد یہ ہی کہ ابر کا سایہ
سر اقدس پر رہتا تھا تمام جسم شریف پر نہ رہتا تھا اور یہ خاصہ تمام جسم کا تھا کہ باوجود آفتاب کے نیچے بیٹھنے کے
اور راہ چلنے کے سایہ نہ پڑتا تھا چھٹے یہ کہ کوئی پرند کبھی سر اقدس پر سے حضرت کے اُڑکر نہ جاتا تھا اور کوئی جانور

مثل مکھی اور مچھر وغیرہ کے جنکی عادت ہی کہ انسان کے بدن پر بیٹھتے ہین وہ حضرت کے بدن شریف پر نہ بیٹھتے تھے ساتوین یہ کہ حضرت پشت کی طرف سے اسطرح دیکھتے تھے کہ جیسا کوئی اپنے منہ کے سامنے کی چیز کو دیکھے یہان پر وہم ہوتا ہی کہ رویت کی شرائط سے مقابلہ مرئی کا ہی پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ خلاف شرط رویت دیکھا جاے لیکن اسکا جواب یہ ہی کہ ممکن ہی کہ حق تعالی قوت باصرہ کو جس جسم مین چاہے خلق فرماے اور جب بنظر قدرت خدا یہ ممکن ہوا تو ہو سکتا ہی کہ حق تعالی نے اِس قوت کو حضرت کے جسم شریف مین فائض فرمایا ہو کہ اُس جہت سے مشاہدہ فرماتے ہون اور اِسمین کچھ محال لازم نہین آتا البتہ محال یہ ہی کہ قوت باصرہ مختص ایک جانب کے ساتھ ہو اور پھر غیر مقابل کو دیکھین اور یہ دعوی کسی نے نہین کیا آٹھوین یہ کہ خواب و بیداری حضرت کی برابر تھی نیند کے باعث سے قوی اور حواس حضرت کے ادراک سے معطل نہوتے تھے فرشتون کی باتین حضرت سُنتے تھے اور لوگ نہ سُنتے تھے اِسی طرح فرشتون کو دیکھتے تھے اور لوگ نہ دیکھتے تھے اور جو کچھ لوگون کے دلون پر گذرتا تھا وہ سب حضرت پر ظاہر ہو جاتا تھا حضرت سب کے مافی الضمیر کو جان لیتے تھے نوین یہ کہ بوے بد حضرت کے مشام مبارک تک نہ پہونچتی تھی دسوین یہ کہ آب دہن جس کنوئین مین ڈال دیتے تھے اُسمین برکت پیدا ہو جاتی تھی اور پانی سے بھر جاتا تھا اور جس دردمند پر مل دیتے تھے اُسے شفا ہو جاتی تھی اور جس کھانے مین ہاتھ ڈال دیتے تھے اُسمین برکت اور زیادتی ہوتی تھی تھوڑے سے کھانے سے بہت سے آدمیون کا پیٹ بھر دیتے تھے چنانچہ جابر ابن عبد اللہ انصاری کے تھوڑے جو سے جو وزن مین ایک صاع تھا اور ایک بزغالہ سے سات سو آدمی کو سیر فرمادیا گیارھوین یہ کہ جتنی زبانین دنیا مین ہین سب کو سمجھتے تھے اور سب زبانون مین بات کرتے تھے بارھوین یہ کہ محاسن شریف مین سترہ بال سفید تھے کہ وہ آفتاب کی طرح چمکتے تھے تیرھوین یہ کہ مہر نبوت پشت مبارک پر منقوش کی تھی وہ اپنی روشنی مین آفتاب کے نور سے زیادہ تھی چودھوین یہ کہ انگلیون سے پانی اسطرح جاری ہوا کہ جماعت کثیر اُس سے سیراب ہوگئی پندرھوین یہ کہ اشارۂ انگشت سے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا اور وہ معجزہ انشاء اللہ عنقریب مفصل بیان ہوگا اِس جگہ پر ذکر اُسکا اسلیے کہ معجزہ متعلق بہ بدن شریف تھا مجملاً لکھا گیا سولھوین یہ کہ سنگریزے حضرت کے ہاتھ مین خدا کی تسبیح کرتے تھے اور اُسے سب سنتے تھے سترھوین یہ کہ ختنہ کیے ہوے اور ناف بریدہ پاک و صاف الائش خون وغیرہ سے پیدا ہوے اور وقت ولادت پاؤن کی طرف سے ولادت ہوئی نہ سر کی طرف سے اور جب زمین پر تشریف لاے تو مشک کی بو ظاہر تھی اور تمام عالم کو معطر کیا اور کعبہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تو ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اقرار خدا کی وحدانیت کا اور اپنی رسالت کا فرمایا بعد اُسکے جسم شریف سے ایک ایسا نور ساطع ہوا کہ جسنے مشرق و مغرب عالم کو روشن کیا اٹھارھوین یہ ہی کہ کبھی حضرت کو احتلام نہین ہوا اور نہ کبھی شیطانی خواب دیکھا انیسوین یہ کہ جو فضلہ کہ حضرت کے جسم مبارک سے جدا ہوتا تھا اُس سے مشک کی

ہوآتی تھی اور کوئی اُسے نہ دیکھتا تھا بلکہ زمین بحکم خدا ے آسمان فرزمین اُسنے نگل جاتی تھی بیسوین یہ کہ جس چارپایہ پر
کہ حضرت سوار ہوتے تھے وہ قوی ورا ہوار ہو جاتا تھا ضعیف و پیر نہوتا تھا اکیسوین یہ کہ قوت مین کوئی حضرت سے
برابری نہ کرسکتا تھا بائیسوین یہ کہ سب مخلوقات خدا حضرت کی حرمت کی رعایت کرتی تھی اور جس درخت
اور پتھر پر کہ حضرت گذرتے تھے وہ جھک جاتا تھا حضرت کی تعظیم کے واسطے اور حضرت پر سلام کرتا تھا اور جب
سن شریف چھوٹا تھا تو چاند حضرت کا جھولا جھلاتا تھا تیئیسوین یہ کہ زمین نرم پر راہ چلتے تھے تو پاؤن کا نشان
نہ بنتا تھا اور سخت پتھر پر راہ چلتے تھے اُسپر نشان قدم بن جاتا تھا چوبیسوین یہ کہ حق تعالیٰ نے ایسی مہابت حضرت کی
لوگون کے دلون مین ڈال دی تھی کہ باوجود اُس تواضع اور شکستگی اور شفقت و مرحمت کے جو حضرت مین تھی مجال
کسی کی نہ تھی کہ درشت نظر روے مبارک پر کرسکے اور جو کافر و منافق کہ حضرت کو دیکھتا تھا ڈر کے مارے کانپتا تھا
اور دو مہینے کی راہ سے حضرت کے رعب کا اثر کافرون کے دل مین پیدا ہوتا تھا فقط انتہیٰ کلامہ چونکہ ذکر معجزہ
مہر نبوت کا آگیا تو اگر کوئی شخص کہے کہ جب معجزات اور بھی تھے تو یہ معجزہ کیون ہوا کیونکہ سب کا فائدہ تصدیق
نبوت ہی ہے پھر اس تخصیص کی کیا ضرورت تھی تو جواب اسکا یہ ہو کہ اِس معجزے مین حق تعالیٰ کے اشارات و بشارتین
پوشیدہ تھین کہ وہ کتب سابقہ مین ہو چکی تھین چونکہ سب کے بعد حضرت کی بعثت کا زمانہ ہوا اور انبیاے سابقین
سب نے مختلف بشارات دیے تھے اسلیے حق تعالیٰ نے سب معجزے حضرت کو عنایت فرماے کہ تا اُسکے ذریعہ سے
ہر نبی کی امت موافق اپنے نبی کے بشارت کے امتحان کرکے تصدیق کرے اور اجتماع معجزات کثیرہ کا حضرت کے علو مرتبت پر
بنسبت انبیاے سابق کے دلالت کرے اسی طرح یہ مہر نبوت کا معجزہ بھی ایسا ہی تھا کہ اسکے لیے اشارتین و بشارتین پہلے
ہو چکی تھین جیسا کہ قصہ راہب بحیرا مین مذکور ہی کہ قریش کا قافلہ جب مقام بحیرا مین پہونچا اور وہ حضرت ابو طالب کے ساتھ
ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے اور ابر حضرت پر سایہ کیے تھا بحیرا جو بموجب بشارات سابقہ کے ہمیشہ منتظر خوشی کا
رہتا تھا اور آپکے حالات کو سب سے پوچھا کرتا تھا ابر کے سایہ کرنے کو دیکھکر متعجب ہوا سب اہل قافلہ کی دعوت کی
اور سب کو کھانا کھلانے کو بلایا ابو طالب حضرت کو گھر مین چھوڑ کر گئے بحیرا نے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا جہانتک تھا وہین رہگیا
اُسوقت اُسنے جانا کہ اِن قافلہ والون مین سے کوئی ایسا بھی ہی کہ جو اس مجلس مین نہین آیا ہی بعد اُسکے حضرت کو بلایا تو
دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا حضرت کے ساتھ آتا ہی اور سر مبارک پر حضرت کے سایہ کیے ہی جب قافلہ عقبہ جبل کے اوپر آیا تو بحیرا نے
ہر درخت و پتھر سے سنا کہ وہ کہتا ہو السلام علیک یا رسول اللہ اور شانے کے بیچ مین مہر نبوت کو اُسی ہیئت کے ساتھ
دیکھا جو آسمانی کتابون مین پڑھا تھا پس اُسپر بوسے دیے اور ایمان لایا جناب سید سند نے کتاب ارشاد القلوب دیلمی سے
نقل فرمایا ہی کہ مہر نبوت مین دو سطرین قلم قدرت سے لکھی تھین پہلی سطر مین تھا لا اِلٰہ اِلّا اللہ اور دوسری سطر مین تھا
محمد رسول اللہ اور اس سے بہتر تشخیص شخص کو آنحضرت کی از روے شمائل اور کیا ہوگا کہ حق تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت سے

پشت مبارک پر حضرت کی اعزاز نبوت کا اختصاص بعد اظہار اپنی توحید کے نقش فرمایا تھا پس وہی ہمارے نبی
آخر الزمان ہین جنھین حق تعالیٰ نے اپنے بندون کے جاننے اور پہچاننے کو لکھا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اسی جگہ مین ختم کرتا ہون بیان تشخیص شخص حضرت کو والحمد للہ اولاً و آخراً فائدہ بیان وقت بعثت مین حضرت کے
اور کیفیت اسکی اور کچھ بیان اُن معجزات کا جو اُسوقت ظاہر ہوے۔ جاننا چاہیے کہ اگرچہ موافق حدیث
مشہور مین الفریقین کے جسکا حاصل یہ ہے کہ مین پیغمبر اُسوقت سے ہون کہ آدم مٹی اور پانی مین تھے نور اقدس حضرت کا
جب سے پیدا ہوا فائز بمدارج نبوت تھا لیکن بعثت ظاہری اور حکم تبلیغ رسالت کا موافق مصلحت و حکمت الٰہی
حضرت کے واسطے اُسوقت ہوا کہ جب چالیس برس سن شریف سے گذر چکے تھے جناب اخوند صاحب نے حیات القلوب مین
فرمایا ہے کہ علماے شیعہ کا اجماع اِسپر ہے کہ ستائیسوین ماہ مبارک رجب کو حضرت مبعوث ہوے اور حضرات اہلسنت مین
اختلاف بہت ہے چنانچہ بعضے سترھوین اور بعض اٹھارھوین اور بعض چوبیسوین ماہ رمضان کی کہتے ہین اور بعض
بارھوین ربیع الاول کی نقل کرتے ہین اور اِسکے سوا اور بھی اقوال ہین اور فی الواقع یہ ہے کہ جو اخوند صاحب نے
کہا ہے اور جناب صادق علیہ السلام سے حدیث معتبر مین وارد ہے کہ نوروز کا دن تھا جبکہ جبرئیل پیغمبر خدا پر نازل ہوے
اور مدارج النبوت مین ہے کہ جب چالیس برس کا سن شریف ہوچکا تو آفتاب نبوت نے مطلع عنایت سے طلوع کیا
اور اس نور کا ظہور جب ہوا و بقول صحیح دوشنبہ کے دن آٹھوین یا تیسری تاریخ ربیع الاول کی تھی اور عام الفیل سے
اکتالیسوان برس تھا اور خبر مین آیا ہے کہ جب زمانہ ظہور نبوت کا قریب پہونچا تو تنہائی اور گوشہ گزینی حضرت کو محبوب ہوئی تھی
یعنی اکثر خلوت مین تنہا بیٹھے تھے اور اختلاف کیا ہے کہ اِس خلوت مین حضرت کی عبادت فکر کے ساتھ تھی یا ذکر کے
ساتھ تھی اور مختار یہ ہے کہ عبادت ذکر کی فرماتے تھے قلبی اور لسانی یعنی دل اور زبان مین دونون سے ذکر خدا کرتے تھے
اور شریعت ابراہیم پر عمل کرتے تھے یا جو کچھ کہ حضرت کے نزدیک کسی شریعت کا اچھا ہونا اور پیغمبرون کی شریعتون سے
باستحسان عقل ثابت ہوجاتا تھا اُسپر عمل فرماتے تھے انتہی کلامہ تنبیہ جاننا چاہیے کہ فرقہ امامیہ کے محققین مین
یہ امر ثابت و مختار ہے کہ پیغمبر خدا ہمارے اپنی بعثت کے پہلے سے پیغمبر تھے تابع کسی نبی کے انبیاے سابق سے نہین رہے
بلکہ اپنی شرع کے موافق کہ جو بالہام و تائید الٰہی اور رہنماے فرشتگان مقرب صمدی اُسے جانتے تھے عمل فرماتے تھے
اگرچہ اسکی تبلیغ کے اورون پر مامور نہ تھے اور بعد بعثت خود بھی عمل فرماتے تھے اور سب کو اُسپر عمل کرنے کو بحکم خدا
امر فرماتے تھے اور کبھی حضرت نے باستحسان عقل اور اجتہاد و راے اور قیاس پر عمل نہین فرمایا یہ مذہب حضرات
اہلسنت کا ہے جیسا کہ مدارج النبوت کے محصل عبارت سے واضح ہوا اور مؤید ہے اِس سے وہ جو جناب اخوند صاحب نے
حق الیقین مین افادہ کیا ہے کہ محصل اسکا یہ ہے کہ خلاف واقع ہے اس امر مین کہ قبل بعثت پیغمبر خدا عمل کسی نبی کی شریعت کے
موافق فرماتے تھے یا نہین چنانچہ بعضے کہتے ہین کہ کسی کی شریعت کے پابند نہ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ تھے

بیان مین وقت بعثت با معجزات جو اسوقت ظاہر ہوئے

تنبیہ بیان مین اس بات کے کہ حضرت قبل بعثت بھی کسی پیغمبر کے تابع نہین رہے

اور بعض نے توقف اِس مسئلہ مین کیا ہی اور جو یہ کہتے ہین کہ اور نبی کی شریعت کے پابند تھے انمین بھی اختلاف ہی
چنانچہ بعض اُنکے کہتے ہین کہ شریعت نوح کے پابند تھے اور بعضے کہتے ہین شریعت ابراہیم کے پابند تھے
اور بعض شریعت موسیٰ اور بعض شریعت عیسی اور بعض جملہ شرائع کے موافق کہتے ہین کہ عمل فرماتے تھے لیکن فقیر کے
نزدیک یہ ہی کہ بعد بعثت کے تو حضرت نے یقینی اپنی شریعت کے سوا دوسرے نبی کی شریعت کے موافق عبادت
نہین کی اور حضرت کی شریعت جملہ شریعتون کی ناسخ ہی اِسی لیے جب کوئی سوال کرتا تھا تو جب تک وحی نہ آلے
جواب نہ فرماتے تھے اور ہرگز کسی بات مین کتابہاے سابق سے تمسک نہین فرمایا اور جو زنا کار کی حد مین سنگسار
کرنے کے حکم کی خبر توریت سے دی وہ یہود پر اتمام حجت کے لیے تھا اور اُنکے قول کی تکذیب کو فرمایا تھا اور تا کہ وہ جانین
کہ انھین ہماری بھی کتابون کا علم ہی نہ یہ کہ یہ حکم باتباع توریت فرمایا تھا اور جن آیات قرآنی سے حضرت کی متابعت
اور انبیا کے ساتھ نکلتی ہی وہ محمول اسپر ہین کہ مراد اُس سے اصول دین ہی کہ وہ جمیع ادیان کا متفق علیہ ہی اور موافقت
سب کے ساتھ تبلیغ رسالت مین اور اور مشقتون پر تحمل و صابر ہونے مین ہی نہ متابعت فروع مین اور لیکن بعثت کے پہلے
پس مدلول اخبار اور ادلہ عقلیہ کا زیادہ یہ ہی کہ وہ حضرت اہتمام عبادات مین اور تتبع مکارم اخلاق مین اور محرمات اور
برے آداب سے اجتناب سب سے زیادہ فرماتے تھے اور یہ کب ہو سکتا ہی کہ سب خلق تو سن حداثت سے مکلف
شریعتون کی ہو اور خدا کی عبادت کرے اور اشرف مخلوقات چالیس برس کے سن تک کسی عبادت کے ساتھ
مکلف نہو اور اپنے دین کی راہ نہ جانے اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ جو عبادات طرح طرح کی حضرت سے صادر ہوتی تھی وہ
اورون کی شریعت کی متابعت کے ساتھ ہون اور اِسکی کئی وجہین ہین اوّل یہ کہ اگر کسی اور پیغمبر کی شریعت کے
موافق عبادت کرین تو چاہیے کہ اُسکی رعیت ہو جائین اور چاہیے کہ وہ اُنسے افضل ہو اور یہ ضرورت دین کے خلاف ہی
کہ کوئی پیغمبر حضرت سے افضل ہو دوسرے یہ کہ چاہیے کہ اُس پیغمبر کی شریعت کو جانین تا کہ اُسکے احکام پر عمل کرین پھر
اگر یہ علم بوحی حاصل ہوا تو خود پیغمبر ہو چکے اور یہ عمل اپنی شریعت پر ہوگا جو موافق اور پیغمبر کی شریعت کے ہوگی
اور اگر بغیر نازل ہوے وحی کے جانا تو چاہیے کہ جو اُس ملت کے عالم ہون اُنسے سیکھا ہوگا حالانکہ حضرت کے
یہ بھی معجزات خاصہ سے ہی کہ لکھنا پڑھنا نہ آتا تھا اور اہل کتاب کے علما سے کبھی معاشرت نہین کی تھی اور پیغمبرون کے
قصون کو جس طرح کہ اُنکی کتابون مین تھے بیان فرمایا پس یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ اُنسے سیکھا ہوگا اور بھی اکثر علماے
اہل کتاب اُسوقت مین فاسق و فاجر تھے پھر کس طرح اعتماد اُنکے کہنے پر کیا ہوگا تیسرے یہ کہ اکثر احادیث مین وارد ہی کہ
کوئی زمانہ حجت خدا سے خالی نہین رہتا پھر اگر پیغمبر خدا ابتداے تکلیف مین خود پیغمبر نہوتے تو چاہیے کہ یا حضرت
عیسیٰ کے وصی کو یا حضرت ابراہیم کے وصی کی تلاش کرتے اور اُسکے ساتھ ایمان لاتے اور اُنکے تابع ہوتے اور یہ بات
ایسی ہی کہ اکثر اہل مکہ اُسے جانتے اور نقل کرتے حالانکہ یہ کسی نے کبھی نہین کہا اور پھر اِس سے قطع نظر کرکے یہ بھی تو

لازم آتا ہی کہ مرتبہ آنحضرت کا اُس وصی سے پست ہو اور حضرت کا تمام مخلوقات سے افضل ہونا ضروری دین اسلام کا ہی
پس کہتا ہون مین کہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ وحی و الہام الٰہی سے اپنی شریعت پر عمل فرماتے تھے
اور چالیس برس کے بعد رسول ہوے اور خدا کی طرف سے حکم لاے کہ سب کو اپنی طرف دعوت کرین فقط انتہی کلامہ
اور حقیقت یہ ہی کہ اِس مسئلہ مین جناب اخوند صاحب نے جو کچھ کہ حق تھا وہ فرمایا ہی اور کتاب حیات القلوب مین
جو اِس مسئلہ مین فرمایا ہی اُسکا حاصل یہ ہی کہ ظاہر احادیث معتبرہ سے یہ ہوتا ہی کہ وہ حضرت ہمیشہ سے پیغمبر تھے
جیساکہ خود فرمایا ہی کہ مین اُسوقت پیغمبر تھا کہ جب آدم مٹی اور پانی مین تھے اور گمان فقیر کا یہ ہی کہ مبعوث ہونے سے پہلے
حضرت اپنی شریعت پر عمل کرتے تھے اور وحی اور الہام الٰہی حضرت کو پہونچتے تھے اور موید بروح القدس تھے اور
چالیس برس کے بعد لوگون پر مبعوث ہوے اور رسالت کے مرتبے کو پہونچے جیساکہ نہج البلاغت مین حضرت
امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی گئی ہی کہ جب وہ حضرت دودھ پیتے تھے تو حق تعالیٰ نے اپنے فرشتون سے
جو بزرگتر فرشتہ تھا اُسے حضرت پاس مقرر فرمایا تھا کہ وہ دن رات حضرت کو خلاق نیک پر رکھتا تھا انتہی کلامہ
اعلی اللہ مقامہ اور اِس سے بخوبی ظاہر و ثابت ہوتا ہی کہ حضرت نے کبھی کسی کی شریعت کی تبعیت نہین فرمائی اور ہمیشہ اپنی شریعت پر
عمل فرماتے تھے فائدہ وحی کی ابتدا کے بیان مین اور کیفیت اُسکی۔ پہلے جاننا چاہیے کہ لفظ وحی سات
معنون پر لغت عرب مین مستعمل ہوتا ہی اول اشارہ دوم کنایہ سوم مکتوب چہارم رسالت پنجم الہام ششم
کلام خفی ساتوین جو کچھ کہ اپنے غیر کو القا کرین اور یہ سب معنی قاموس مین مذکور ہین اور عرف شرع مین اطلاق وحی کا
اِس معنی پر غالب ہی کہ جو کچھ خدا کی طرف سے پیغمبرون پر القا فرمایا جاے اور وہ کئی طرح سے ہوتا ہی یہان تک کہ
جناب سید سند نے بعض علما سے نقل فرمایا ہی کہ وحی چودہ قسم پر منقسم ہوتی ہی پہلی سچا خواب جیساکہ حضرت ابراہیم نے
فرمایا تھا یَا بُنَیَّ اِنِّی اَریٰ فِی الْمَنَامِ اِنِّی اَذْبَحُکَ اور جناب اسمٰعیل نے اُسکی تصدیق فرمائی تھی اپنے اِس قول سے یَا اَبَتِ افْعَل
مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُنِی اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ اور فاضل بخاری نے اپنی صحیح مین ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہی حاصل
اُسکا یہ ہی کہ پہلے جو پیغمبر پر ظاہر ہوا وحی سے وہ سوتے مین اچھے خوابون کا دیکھنا تھا پس حضرت کا یہ حال تھا کہ
کوئی خواب نہ دیکھتے تھے مگر یہ کہ صبح ہوتے وہ ظاہر ہوتا تھا اور تفسیر صافی مین جناب امیر المومنین علیہ السلام سے
ماثور ہی کہ خدا کا کلام کئی وجہ سے واقع ہوتا ہی اور اُسی سے خواب مین جو وہ دیکھتے ہین اور اہل اسلام کا اِس پر اتفاق ہی کہ
پیغمبر کا خواب بعثت اور نبوت کے بعد قسم وحی سے ہی دوسری وہ چیز ہی جو نفس مقدس اور قلب مطہر مین آنحضرت کے
القا فرمائی جاتی ہی تیسری آواز ہی مثل صلصلہ جرس کے جیساکہ صحیح بخاری مین باب ابتداے وحی مین اپنی سند سے
حارث بن ہشام سے نقل کی ہی کہ پوچھا پیغمبر خدا سے کہ کیونکر وحی آپ پر نازل ہوتی ہی فرمایا حضرت نے کہ اَحْیَانًا
یَاتِیْنِیْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَھُوَ اَشَدُّہٗ عَلَیَّ الخ اور بعض فاضل نے کہا ہی کہ یہ آواز اِسلیے تھی کہ تا اُسوقت حضرت مستجمع ہو جائین

بیان مین ابتدا وحی کے اور کیفیت اسکی

اور کسی اور طرف متوجہ نہون اور جو سنتے ہین انکی بڑی رعایت کرنے والے ہون اور ہمارے علماسے علی بن ابراہیم نے
حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہو کہ چونکہ اہل آسمان نے حضرت عیسیٰ کے بعد سے وحی نہ سُنی تھی تو جب اول
بعثت مین پیغمبر خدا کی بہت بڑی آواز وحی قرآن کی سُنی کہ وہ آواز ایسی تھی کہ جس طرح لوہا سخت پتھر سے ٹکر کھائے
اور اُسکے صدمے سے آواز نکلے تو سب خوف کے مارے بیہوش ہو گئے جب وحی تمام ہوئی اور جبرئیل نیچے اُترے
تو جس آسمان پر پہونچتے تھے انکی دہشت کم کرتے تھے چوتھی یہ کہ فرشتہ صورت انسانی سے متصور ہو کر پیغمبر پر ظاہر ہو
جیساکہ جبرئیل بصورت دحیہ کلبی حضرت کے لیے متمثل ہوتے تھے اور وجہ اُسکی یہ تھی کہ دحیہ بہت خوبصورت تھے
اور سب سے ممتاز تھے پانچوین یہ کہ جبرئیل اپنی صورت پر جو خدا نے انھین اُس صورت پر پیدا کیا ہی حضرت پاس
آتے تھے اور وہ صورت یہ ہو کہ چھ سو پر ہین انکے کہ اُس سے موتی اور یاقوت جھڑتا ہی چھٹی یہ کہ روشنی کی طرح حضرت پر
ظاہر ہوتے تھے اور حضرت ایک آواز سنتے تھے اور صورت کو انکی نہ دیکھتے تھے ساتوین یہ کہ فرشتے کی آواز کو
سنتے تھے اور کچھ نہ دیکھتے تھے حضرت امام محمد باقرؑ سے حدیث صحیح مین منقول ہو کہ حضرت رسول جبرئیل علیہ السلام کے
نازل ہونے سے پہلے اسباب نبوت کو دیکھتے تھے اور ملائکہ کی باتین سنتے تھے یہان تک کہ جبرئیل رسالت کے ساتھ
حضرت پر اپنی صورت خاص مین نازل ہوے اور حدیث معتبر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہو کہ پیغمبر خدا نے
فرمایا کہ مقام ابطح مین مین اپنے ہاتھ پر تکیہ کیے ہوے سوتا تھا اور علیؑ میرے جانب راست مین اور جعفر طیار جانب
چپ مین اور حمزہ میرے پاؤن کے پاس سوتے تھے ناگاہ آواز جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے پرون کی مین نے
سُنی اور اس آواز سے مجھے خوف عارض ہوا پھر سنا مین نے کہ اسرافیل نے جبرئیل سے کہا کہ ہم ان چارون مین سے
کس پر بھیجے گئے ہین جبرئیل نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اِسکی طرف ہم مبعوث ہوے ہین جسکا محمد نام ہی اور
بہترین پیغمبران ہی اور جو اِسکی جانب راست مین لیٹا ہو وہ بھائی اُسکا اور وصی اُسکا بہترین اوصیاے پیغمبران ہی اور
جو جانب چپ مین اُسکے لیٹا ہو وہ جعفر ابو طالبؑ کا بیٹا ہی جو رنگین دو پرون کے ساتھ بہشت مین پرواز کرے گا
اور وہ دوسرا حمزہ ہی جو سردار شہیدان ہوگا اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہو کہ جب جبرئیل پیغمبر خدا کی
خدمت مین آتے تھے تو مثل غلامون کے حضرت کی خدمت مین بیٹھتے تھے اور جب نازل ہوتے تھے تو باہر
دولتخانہ حضرت کے بیٹھتے تھے جسکا اب نام مقام جبرئیل مشہور ہی اور جب تک رخصت نہ پاتے تھے دولتسرا کے اندر
نہ آتے تھے اور علی بن ابراہیم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ جبرئیل نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ سے عرض کیا کہ اسرافیل خدا کا حاجب ہی اور سب خلق سے زیادہ محل صدور وحی سے قریب تر ہی اور ایک لوح
یاقوت سرخ کی انکی دونون آنکھون کے بیچ مین ہی جب وحی خدا کی طرف سے صادر ہوتی ہی تو وہ لوح اسرافیل کی
پیشانی سے لگ جاتی ہی پس وہ لوح کو دیکھتے ہین اور جو کچھ اُسمین ہی وہ مجھے پہونچاتے ہین اور زمین مین و آسمان کے اطراف مین

پہونچاتا ہون آٹھوین یہ کہ تین برس تک اسرافیل حضرت پاس موکل رہے اور کلمات وحی اور کچھ حدیث قدسی
لاے بعد اسکے جبرئیل موکل ہوے پس وہ قرآن مجید کو لاے اور اس جگہ پر جناب سید سند نے فرمایا ہی کہ یہ حصر
استقرائی ہی اور بر تقدیر ثابت ہونے اس تفصیل کے اور صحیح ہونے اس استقرا کے کہ یہی وہ فرشتے وحی لاے یہ وجہ
وجوہ سابقہ سے ممتاز نہین ہی کیونکہ ملک کا آنا انھین ملائکہ سے جنکا ذکر وجوہ سابقہ مین ہوچکا ہی اسمین یہی ہی پھر کیا وجہ
کہ اس سے جداگانہ وجہ قرار دیجاے نوین یہ کہ دل مین حضرت کے معانی حقہ سے کسی چیز کا القا ہوتا ہو جیسا کہ حق تعالی
فرماتا ہی اِن ھُوَ اِلّا وَحیٌ یُوحیٰ یعنی جو کچھ انکے دل مین گذرتا ہی وہ وحی ہی یعنی الہام ہی کذا قیل ولیکن ظاہر یہ ہی کہ یہان اس
آیہ مین وحی عام ہی الہام سے اور سوا اسکے جب وجہ دوم مین یہ بیان ہوچکا ہی کہ جو کچھ دل مین گذرے اور خطور کرے
پیغمبرون مین وہ بھی وحی ہی تو اب اسمین جو دل مین گذرا اور الہام مین کیا فرق ہی بلکہ دونون ایک چیز ہونگے پھر یہان تخصیص
وحی کی بالہام نہین چاہیے بلکہ وحی کو اس رتبہ مین عام ہونا الہام سے بہتر ہی والا یہ قسیم ہی شمار سے گرجائینگی دسوین
یہ ہی کہ کوئی حقیقت حقیقتون مین سے پیغمبر پر ظاہر ہو جاے اور اسے بذریعہ اپنی روح کے مشاہدہ فرمائین اور یہ بھی الہام سے
قریب ہی مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ وہ حضرت اپنی قوت قدسیہ کے باعث سے جو امور کہ نظری تھے کہ علم انکا اورون کے لیے بدون
بحث وفکر اور قائم کرنے دلیل کے ممکن نہین ہی انھین مثل بدیہیات اولیہ پہچانتے تھے اور یہ کیفیت حضرت کے لیے ہمیشہ حاصل
رہتی تھی اور الہام کا خدا کی طرف سے ہونا اسکے غیر ہی گیارھوین یہ کہ کسی آواز کو سنین لیکن وہ آواز پیچیدہ ہو جیسے شہد کی
مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہی جیسا کہ روایت مین آیا ہی اور وہ حضرت اسکی مراد سمجھ لین بارھوین یہ کہ حق تعالی بلا واسطہ
کسی پردۂ غیب کے پیچھے سے کسی کلام کو کسی پیغمبر کے ساتھ اسکی حالت بیداری مین متوجہ فرماے جیسا کہ شب معراج مین
واقع ہوا اور کبھی حضرت کو غشی یا وہ حالت جو مشابہ غشی کے ساتھ ہو عارض ہوتی تھی اور بدن مبارک سے پسینہ جاری
ہوتا تھا اور یہ علامت تھی کہ حاضرین اُس سے وحی کے نازل ہونے کو پہچانتے تھے جیسا کہ بعض احادیث سے مستفاد ہوتا ہی
اور مروی ہی کہ حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہی اور کب ہوتی تھی فرمایا یہ حالت اُسوقت ہوتی تھی کہ جب حق تعالے
بے واسطہ فرشتہ کے وحی اُن پر بھیجتا تھا تو خوف ودہشت کلام الہی اور بزرگی وجلال نامتناہی سے یہ کیفیت طاری ہوتی تھی
اور جبرئیل کے آنے سے یہ بات نہوتی تھی بلکہ جبرئیل بدون رخصت دولت سرا مین نہ آتے تھے آخوند صاحب نے
حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ جناب امیر المومنینؑ سے حدیث معتبر مین وارد ہوا ہی کہ خدا کی وحی پیغمبرون پر بہت سی
قسمون پر نازل ہوا کی ہی بعضون پر فرشتون کے بھیجنے سے تھی اور بعض سے اسطرح رہی کہ حق تعالی نے واسطہ انکا کلام
فرماتا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی کہ جبرئیل سے پوچھا آپ نے کہ تم وحی کس سے لیتے ہو کہا اسرافیل سے
لیتا ہون حضرت نے پوچھا کہ اسرافیل کہان سے لیتے ہین کہا ایک فرشتہ سے کہ وہ روحانیون مین سے ہی کہ اسرافیل سے
بڑا ہی پوچھا حضرت نے کہ وہ کہان سے لیتا ہی کہا جبرئیل نے کہ اسکے دل مین پڑتا ہی فقط اب یہ بات کہ پیغمبر خدا کا

علم وحی کے ساتھ یا ہی نبوت کے ساتھ یا جبرئیل کا یا جو فرشتہ کہ نازل ہوئے اُسکا علم کیونکر ہوتا تھا اُنکی دو صورتین ہین
ایک یہ کہ حق تعالیٰ علم ضروری اُنمین پیدا کرتا ہو اِس بات کا کہ وہ جانین کہ جبرئیل ایک فرشتہ خدا کا بھیجا ہوا ہی
جن کی جنس سے یا شیطان کی قسم سے نہین ہی اور یہ خلق علم ویسا ہی کہ جیسا خدا اُس علم کو جبرئیل مین پیدا فرماتا ہی کہ
وہ اُس سے یہ جانتے ہین کہ اُنسے متکلم خدا ہی اور کوئی نہین ہی دوسری یہ کہ جب خوارق عادت کی حجت اُنکے ہاتھ پر ظاہر ہوگی
تو جیسا اِس حجت کے ذریعہ سے صدق پیغمبری اورون پر ظاہر ہوتا ہی اُسی طرح خود حضرت پر ظاہر ہوا اور جب نبوت کا
صدق اور علم ہو چکا تو اُسکے بعد یہی حجت مصدق وحی و معرف جبرئیل و ملک کی بھی ہوگی اور یہ دونون راہین علم و
معرفت کی صحیح ہین بالجملہ بعض روایات مین آیا ہی کہ جب عمر شریف سات اور تیس برس کی ہوئی تو حضرت نے خواب مین
دیکھا کہ ایک فرشتہ پکارتا ہی یا رسول اللہ بعد اُسکے مکہ کے پہاڑون مین پھرتے تھے اور گوسفندان ابو طالبؑ کو چراتے تھے کہ
ایک شخص کو دیکھا کہ اُسنے کہا یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا تو کون ہی اُسنے کہا مین جبرئیل ہون خدا نے مجھے تیری طرف
بھیجا ہی کہ تجھے مرتبہ پیغمبری پر پہونچاؤن بعد اُسکے ایک پانی آسمان پر سے حضرت کے واسطے لائے اور دوسری روایت مین ہی
کہ اپنے پاؤن کو زمین پر مارا اور ایک چشمہ پانی کا اُس سے ظاہر ہوا اور جبرئیل نے وضو کیا اور حضرت کو وضو تعلیم کیا اور اِس واسطے
خرق عادت کا ظاہر ہونا لازم ہوتا ہی حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہی کہ جب چالیس برس عمر شریف پیغمبر خدا کی
گذرے تو حق تعالیٰ نے اُنکے دل کو سب دلون سے بہتر اور خاشع تر اور مطیع تر اور سب سے بڑا پایا پس حضرت کی آنکھون کو
ایک وسعت نور عطا فرمایا اور حکم فرمایا کہ آسمان کے دروازون کو کھولین اور فرشتے لشکر لشکر زمین پر آتے تھے اور حضرت اُنکو
دیکھتے تھے اور حق تعالیٰ نے ساق عرش سے اپنی رحمت کو حضرت کے سر اقدس تلک ملا دیا تھا جبرئیل نیچے آئے اور
زمین و آسمان کے کنارون کو پکڑا اور حضرت کے بازو کو پکڑا اور حرکت دی اور کہا کہ ای محمدؐ پڑھو حضرت نے فرمایا
کیا پڑھون کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ بعد اُسکے خدا کی وحیان حضرت پہونچائین اور دوسری
روایت مین وارد ہی کہ جبرئیل ستر ہزار فرشتے کے ساتھ نازل ہوئے اور عزت و کرامت کی کرسی حضرت کے واسطے لائے
اور تاج نبوت کو اُس بادشاہ تخت رسالت کے سر پر رکھا اور لواے حمد کو حضرت کے ہاتھ مین دیا اور سب نے عرض کیا
کہ اِس کرسی پر بیٹھیے اور اپنے خدا کی حمد کیجیے اور پہلے جسنے حضرت کے ساتھ ایمان قبول کیا عورات سے وہ جناب خدیجہ کبری ہین
اور مردون مین سے امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ تھے کتاب نہج البلاغت مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہی کہ
فرمایا کہ ایک گھر نے جمع نہین کیا تھا سوا رسول خدا اور میرے اور خدیجہ کے یعنی پہلے خانہ رسالت مین پیغمبر کے ساتھ
دنیا مین میرے اور خدیجہ کبریٰ کے سوا کوئی اور نہ تھا اور مین نور وحی رسالت کو دیکھتا تھا اور بوے پیغمبری کو سونگھتا تھا
جبکہ وہ حضرت شرف اظہار نبوت اور درجہ عالیہ رسالت سے فائز و سرافراز ہوے تھے اور بعض روایات حضرات اہلسنت مین
آیا ہی کہ حضرت نے بار رسالت کو بزرگ جانکر براہ تواضع اور انکسار وقت صدور امر جلیل تبلیغ رسالت عذر بھی فرمایا تھا

چنانچہ کتاب مدارج النبوت مین وارد ہی کہ جب فرشتہ روح القدس وحی لیکر آئے اور کہاکہ مبارک ہو آپ کو مین
جبرئیل ہون خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہی اور تم رسول خدا ہو جن و انس پر دعوت کرو ساتھ قول لا اِلٰہ اِلّا
اللہ کے اور کہاکہ پڑھو ای محمدؐ تو آنحضرت نے فرمایا کہ مین پڑھا ہوا نہین ہون یعنی اُمّی ہون کہ لکھنا پڑھنا مین نے نہین سیکھا
حضرت فرماتے ہین کہ اُسوقت جبرئیل نے مجھے اپنی گود مین لیا اور دبایا یہان تک کہ جبرئیل بڑی طاقت تک پہونچے یہ ترجمہ
روایت ہی اور بظاہر اُسکے معنی مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ یعنی جبرئیل نے اتنا دبایا کہ میری طاقت طاق ہوگئی یا یہ کہ
جہان تک جبرئیل مین طاقت تھی اُتنا دبایا بعد اُسکے پھر کہاکہ ای محمدؐ پڑھو پھر حضرت نے وہی عذر فرمایا کہ مین نے
پڑھنا نہین سیکھا ہی پھر جبرئیل نے گود مین لیکر دبایا یہان تک کہ تین بار اِسی طرح امر واقع ہوا بعد اُسکے کہاکہ اِقْرَأ
بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور دوسری روایت مین وارد ہی
کہ جبرئیل نے کہاکہ ای محمدؐ استعاذہ کرو پس حضرت نے فرمایا کہ اَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ یعنی مین خدا سے پناہ
مانگتا ہون شر شیطان رجیم سے بعد اُسکے جبرئیل نے کہاکہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بعد اُسکے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الخ
واضح ہو کہ حدیث مذکور ہمارے طریقہ پر نہین ہی لیکن چونکہ ابتدائے نزول وحی کا بیان تھا اِسلیے روایات فریقین کا
بیان مناسب تھا اور مقابلہ مین حال ہر چیز کے نیکی بدی کا کُھلتا ہی اور جو کچھ کہ اُسمین ہی وہ ظاہر ہی یہان تک کہ
خود صاحب مدارج نے کہا ہی کہ اِس روایت مین جو بیان ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مین خواندہ نہین ہون اُسمین کلام ہی
کیونکہ اُمّی کو یعنی جو پڑھا لکھا نہو اُسے از روے تعلم و تلقین وغیرہ کے پڑھ دینا دشوار نہین ہی خصوصًا اُس فصاحت و
بلاغت کے ساتھ جو خدا نے حضرت کو عنایت فرمائی تھی یہ کیا دشوار تھا کہ عبارت عربی کو بتعلیم جبرئیل پڑھ دیتے اُمّی ہونا
لکھنے کے منافی ہی پڑھنے کے منافی نہین ہی مگر یہ کہ دہشت اور ہیبت مقام سے یہ عذر کیا ہوگا مگر حدیث کے شارحون نے
اس سے حمل اُمّی ہونے پر کیا ہی اور بعض روایات مین آیا ہی کہ جبرئیل ایک نامہ جامہ حریر مین کہ موتی اور یاقوت سے وہ بنا ہوا تھا
لفظ امی کی تحقیق
لائے اور کہاکہ پڑھو اُسکے جواب مین حضرت نے فرمایا کہ مین خوانندہ نہین ہون اور یہ معنی اُمّی ہونے سے مناسب ہین
انتہٰی کلامہٗ اور راقم رسالہ کو اِس تاویل صاحب مدارج مین کلام ہی کیونکہ یہ جو اُنھون نے کہا ہی کہ دہشت مقام
اور اُسکی ہیبت سے یہ ہوا ہوگا تو آیا وقوع اِس عذر کا مطابق واقع کے مقام دہشت و ہیبت مین ہوا یا خلاف
واقع اگر مطابق واقع کے ہوا تو جو اُنھون نے اعتراض کیا ہی اُسکا کیا فائدہ ہی اور اگر خلاف واقع العیاذ باللہ فرمایا تو ابتدائے
وحی کے وقت خلاف واقع ظہور مین آیا اور اُسکا جو حال ہی وہ ظاہر ہی بالجملہ حضرت کے القاب مشہورہ سے اُمّی لقب ہی
اور اکثر علمائے فریقین نے اُسے بے سواد ہونے پر حمل کیا ہی لیکن ہمارے یہان روایات خاصہ سے واضح ہوتا ہی کہ
حضرت کو اُمّی اِسلیے کہتے تھے کہ حضرت منسوب طرف اُم القرٰی کے تھے اور اُم القرٰی نام مکہ کا ہی تو اُمّی اِسطرح کہتے ہین
جیساکہ مکّی اور مدنی کہتے ہین نہ مراد اُس سے یہ ہی کہ قدرت پڑھنے کی اور تعلیم کی نہ رکھتے تھے اور یہ معنی کتاب بصائر سے بھی

موافق معلوم ہوتے ہین کما قال عَزَّ مِن قائل هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ الخ اب اِس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اہل مکہ کو اُمی کہتے ہین اور حضرت کو قدرت تلاوت پر اور تعلیم پر تھی تفسیر صافی مین قمی سے منقول ہی کہ جناب صادقؑ سے اُمیین کی تفسیر کو پوچھا فرمایا کہ وہ اشخاص تھے کہ جنھین لکھنا آتا تھا لیکن خدا کی کتاب اُنکے پاس نہ تھی نہ کوئی پیغمبر اُنکی طرف مبعوث ہوا تھا پس حق تعالی نے اُنھین آدمیون کی طرف منسوب فرمایا اور اُسی کتاب مین علل الشرائع سے حضرت امام محمد تقیؑ سے منقول ہی کہ پوچھا آنحضرت سے کہ پیغمبر خدا کو اُمی کیون کہتے ہین فرمایا کہ لوگ سب کیا کہتے ہین راوی نے عرض کی کہ گمان کرتے ہین کہ حضرت کو لکھنا پڑھنا نہ آتا تھا حضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین جنکا یہ قول ہی لعنت خدا اُنپر ہو خدا فرماتا ہی هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ الخ قسم ہی خدا کی کہ پیغمبر خدا پڑھتے تھے اور لکھتے تھے بہتر زبان مین یا تہتر زبان مین اور اُمی حضرت کا نام نہین ہوا مگر اسلیے کہ حضرت اہل مکہ سے تھے اور مکہ امہات قریٰ سے ہی اور دلیل اسپر قول خدا ہی جو فرماتا ہی لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا اب اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اہل مکہ جنکو لکھنا پڑھنا آتا تھا لیکن کتاب خدا اُنکے پاس نہ تھی یہ سب اُمی مشہور تھے اور حضرت کا لقب اُمی بسبب منسوب ہونے کے ام القریٰ کی طرف ہوا حق الیقین مین جناب آخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ اِسمین خلاف ہی کہ حضرت کو اُمی کیون کہتے ہین چنانچہ اکثر نے اِسکی توجیہ مین یہ کہا ہی کہ حضرت کو لکھنا پڑھنا نہ آتا تھا اور اخبار مین وارد ہی کہ بسبب منسوب ہونے کے ام القریٰ کی طرف کہ مکہ مشرفہ ہی اُمی کہتے ہین اور اِسمین خلاف نہین ہی کہ آنحضرت نے بعثت کے پہلے کسی سے لکھنا پڑھنا نہین سیکھا تھا اور نص قرآنی بھی اِسپر شاہد ہی واضح ہو کہ یہ اشارہ طرف اُس آیت کے جو حق تعالی فرماتا ہی وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ پھر آخوند صاحب فرماتے ہین کہ اِسمین خلاف البتہ ہی کہ بعد مبعوث ہونے کے وہ حضرت پڑھ سکتے تھے اور لکھ سکتے تھے یا نہین اور حق یہ ہی کہ قادر تھے پڑھنے اور لکھنے پر جیسا کہ بسبب وحی الہی کے سب چیزون کو جانتے تھے اور قدرت الہی سے جو کام کہ اور اُس سے عاجز ہوتے تھے حضرت اُسے کر سکتے تھے لیکن مصلحت کے واسطے خود نہ لکھتے تھے وحی کو اوروں سے لکھواتے تھے اور اکثر اوقات مین اوروں سے حکم فرماتے تھے کہ ناموں کو پڑھ دو اور جناب صادقؑ سے منقول ہی کہ حضرت رسول خطوط کو پڑھ لیتے تھے لکھتے نہ تھے فقط۔ یہان تک بیان ابتداے نزول وحی کا اور حضرت کے مامور بتبلیغ رسالت ہونے کا اور جو اُس سے متعلق ہو تھا اب جب مامور بہ تبلیغ ہو چکے تو ابن شہر آشوب اور راوندی اور جملہ محدثین خاصہ وعامہ نے روایت بطرق متعددہ کی ہی کہ جب آیہ نازل ہوا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ اور روایت اہلبیت علیہم السلام مین ہی کہ وَرَهْطَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ یعنی ڈرا اور تخویف کر اپنے عزیزون کو اور جو اُنسے تیرے مخلص ہون پس حضرت نے جناب امیر المومنین علی کو بلایا اور فرمایا کہ ایک صاع وزن ہین گیہون کی روٹی اور ایک پاون گوسفند کا پکاؤ اور ایک کاسہ دودھ کا حاضر کرو اور فرزندان عبد المطلب کو بلاؤ کہ شعب ابیطالب مین حاضر ہون جب حضرت نے اُنھین بلایا

تو وہ چالیس نفر تھے اور بعض روایت مین ہے کہ تینتیس نفر تھے اور بعض مین ہے کہ دس نفر تھے پس ابولہب نے کہا کہ محمد گمان کرتے ہین کہ ہمارا پیٹ بھر دینگے حالانکہ ہر ایک ہم مین سے ایک گوسفند کھاتا ہے اور سیر نہین ہوتا اور بڑے بڑے کاسے دودھ کے پی جاتے ہین اور سیراب نہین ہوتے پھر جب صبح ہوئی اور سب ابوطالب کے گھر مین جمع ہوے اور سب چچا حضرت کے کہ عباس اور حمزہ اور ابوطالب و ابولہب تھے جمع ہوے تو جو طریقہ تحیۃ وسلام کا زمان جاہلیت مین جاری تھا وہ انھون نے کہا لیکن حضرت نے کہا موافق اسلام کے جواب سلام انپر ادا فرمایا اور یہ بات انپر بہت ناگوار ہوئی کہ مخالفت ہماری کی پس حضرت امیر علیہ السلام نے اُس روٹی اور گوشت کو ملا کر اور دودھ کو انکے سامنے رکھا اور فرمایا کہ بسم اللہ کھاؤ ساتھ نام خدا کے یہ بات بھی انھین خوش نہ آئی لیکن چونکہ بہت بھوکے تھے کھانا شروع کیا یہان تک کہ سب کے پیٹ بھر گئے اور کھانے سے کچھ کم نہوا اور اسی طرح دودھ بھی سب نے پیا اور وہ بھی بدستور کاسہ بھرا رہا اور کچھ کم نہوا بعد اسکے حضرت نے چاہا کہ اُنسے کچھ کلام فرمائین کہ ابولہب نے سبقت کی اور کہا کہ عجب طرح کا جادو تمھارے صاحب نے کیا ہے کہ تم سب کو اس تھوڑے سے کھانے سے سیر کر دیا اور پھر وہ کھانا باقی ہے چونکہ اُس ملعون نے پہلے آنحضرت کی تکذیب کی اِسلیے حضرت نے اُس روز کچھ کلام نہ فرمایا یہان تک کہ وہ سب اُٹھکر چلے گئے بعد اُسکے حضرت نے فرمایا کہ یا علی آج اِس مرد نے ایسی بات پر سبقت کی اور مین نے کچھ جواب نہین دیا پھر ایسا ہی کھانا مہیا کرو اور کل کے روز اِن سب کو جمع کرو تا کہ مین اپنی رسالت کو ان تک پہونچاؤن جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوسرے روز بھی مین کھانا لایا اور کھلا چکا سب کو اور خوب سیر ہو کر سب کھا چکے تو حضرت نے فرمایا کہ اے فرزندان مطلب مین گمان نہین رکھتا کہ کوئی شخص عرب کی قوم سے اپنی قوم کے لیے بہتر چیز اُس سے لایا ہو جو مین لایا ہون تم سب کے واسطے بدرستیکہ دنیا و آخرت کی بہتری تمھارے واسطے لایا ہون اگر مین تمکو خبر دون کہ تمھارا دشمن صبح کو یا شام کو تمھارے سر پر آیا چاہتا ہے تو میرے کہنے کو یقین کروگے سب نے کہا کہ ہان ہم تمکو سچا جانتے ہین فرمایا کہ خوب جانو کہ جو کسی کی بہتری چاہتا ہے وہ اُسکے ساتھ جھوٹ نہین بولتا پس بدرستیکہ حق تعالی نے مجھے تمام عالم پر منصب پیغمبری بھیجا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیز و اقربا کو اِس بات کی طرف دعوت کرون اور عذاب آخرت سے ڈراؤن اور تم میرے یگانے و عزیز ہو اور اِس کھانے کو اور جو آیتین مین نے معجزہ کیا ہے دیکھ چکے ہو کہ مثل مائدہ بنی اسرائیل کے ہے اب جو کوئی اِس کھانا کھانے کے بعد ایمان میرے ساتھ نہ لائیگا اُسے حق تعالی ایسے عذاب مین گرفتار کریگا کہ کسی کو دنیا مین ایسا معذب نہ فرمایا ہوگا اور اے فرزندان مطلب تم یہ جانو کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہین بھیجا مگر یہ کہ اُسکے اہل و یگانون سے ایک بھائی اور وزیر و جانشین و وصی و وارث مقرر کیا ہے پس جو کوئی کہ تم مین سے پہلے میرے ساتھ ایمان لاوے وہ میرا بھائی اور وزیر و وارث و وصی و خلیفہ میرا ہوگا میری اُمت مین جیسا کہ ہارون وزیر موسی تھے پس کون ہے تم سے جو سبقت کرے میرے ساتھ بیعت کرنے مین کہ میرا بھائی ہو اور میری مددگاری کرے و میرا دشمنون پر میرے معین ہو

تاکہ اُسے وزیر و وصی و خلیفہ اپنا کرون کہ وہ میری طرف سے تبلیغ رسالت کرے اور میرے بعد میرے قرض کو ادا کرے اور میرے وعدون کو عمل مین لاوے اور اگر نہ کرے گا تو کوئی اور کرے گا کہ اُسکا حق ہوگا جب یہ کلام حضرت کا تمام ہوا تو سب چپکے رہے اور کسی کے منہ سے بات نہ نکلی اُسوقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ مین بیعت کرتا ہون آپ کے ساتھ جس شرط سے فرمائیے اور جو حکم کیجیے اُسکی اطاعت کرون گا حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ شاید جو تمسے بڑے ہین وہ اُٹھین بعد اُسکے دوبارہ مضمون اول کو ادا فرمایا اور پھر یہ سب چپکے رہے اور پھر علی ابن ابیطالب اُٹھے اور کلمات طاعت و فرمانبرداری کے از روے حسن اعتقاد ادا فرمائے پھر حضرت نے اُسی طرح اعادہ مضمون گذشتہ کا فرمایا اور تیسری بار جناب امیر کو اپنے پاس بلایا اور بیعت واقع ہوئی اور پیغمبر خدا نے آب دہن اپنا جناب امیر کے منہ مین ڈالا اور دونون بازوون کے اور سینہ کے بیچ مین ڈالا اُسوقت ابولہب علیہ اللعن نے کہا خوب تمنے اپنے چچا کے بیٹے کو جتنے تمھاری دعوت کو قبول کیا جزا دی کہ اُسکے منہ کو اپنے دہن سے بھرا حضرت نے فرمایا بلکہ اُسے بھرا مین نے علم و حلم و فہم و دانش سے اُسکے بعد سب اُٹھے اور باہر نکلے اور ہنستے تھے اور ابوطالب سے کہا کہ تجھے حکم دینگے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کر فصل چھٹی بیان مین معجزات مشہورہ حضرت کے جو موجب مزید تصدیق دعوت نبوت کے اور تحقیق بعثت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہوتے ہین - اور یہ فصل مشتمل ہی اوپر چند فائدون کے فائدہ پہلا کوئی شبہہ نہین ہی کہ آنحضرت نے ادعا نبوت کا فرمایا اور مطابق اُس دعوے کے بہت سے معجزات اور خوارق عادات کہ مشہو ہین حضرت سے ظاہر ہوے لیکن ان باتون کا سمجھنا اور دریافت کرنا دیکھنے والون کو اور جو اُسوقت مین حاضر تھے بطریق احساس بلاشبہہ قطع اور یقین کو مفید تھا لیکن بہ نسبت اُن اشخاص کے جو دور ملک کے رہنے والے ہین کہ پہونچ نہین سکتے یا اُس زمانہ مین پیدا ہوے ہین کہ بعد حضرت کے ہوا ہی مثل ہم لوگون کے پس چونکہ غائب مطلع باخبار مخبرین حاضرین اور نقل و حکایت ناقلین ہوتے ہین اور نقل و خبر کی دو قسمین ہین متواتر و احاد پس جتنے معجزات کہ منقول ہین دو قسم پر ہونگے متواتر اور احاد متواتر وہ ہی کہ اُسکے ناقل کثرت مین اُس حد کو پہونچے ہون کہ اُنکا جھوٹ پر مجتمع ہونا عقل کے نزدیک جائز نہو اور احاد وہ ہی کہ اُسکا روایت کرنے والا واحد ہو یا متعدد ہو لیکن وہ تعدد اِس مرتبہ کثرت کو نہ پہونچا ہو کہ اُسکا قول یقین کے لیے مفید ہو اور متواتر بھی دو قسم پر ہی ایک متواتر لفظی دوسرے متواتر معنوی اور متواتر معنوی کے دو معنی ہین ایک یہ کہ الفاظ مختلفہ ایک معنی رکھتے ہون دوسرے یہ کہ الفاظ مختلفہ مختلف معنی رکھتے ہون لیکن ایک جامع معنی ہون کہ وہ اُنکے بیچ مین قدر مشترک ہوان جیسا کہ اُن الفاظ مین کہ مشترک باشتراک معنوی ہوتے ہین واقع ہوتا ہی لیکن پہلا پس وہ مثل قرآن مجید کے ہی کہ اُسکے الفاظ بعینہا متواتر ہین اور دوسرا پس مثل نماز کے واجب ہونے کے ہی کہ بہت سی احادیث متواتر عبارات مختلفہ کے ساتھ اُسکے واجب ہونے کے بیان مین وارد ہوئی ہین مثلاً کسی حدیث مین ہی کہ نماز فریضہ ہی کسی مین ہی کہ نماز واجب ہی کسی مین ہی کہ نماز مکتوبہ ہی لیکن حاصل سب کا ایک ہی اور لیکن تیسرا پس مثل شجاعت

فصل چھٹی بیان مین معجزات مشہورہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امیر المومنین علیہ السلام کے ہی جو لڑائیون مین اور جہادون مین فرمائی ہی کہ وہ بھی ازجملہ متواترات ہی گو خصوصیات اُسکے اخبار احاد سے منقول ہین اور یہی طرح اکثر معجزات جو باخبار احاد منقول ہین کہ قدر مشترک اُنمین جو خرق عادت کا ظاہر ہوتا ہی متواتر ہوگا اور اِس قسم کو اکثر عبارت مین تواتر قدر مشترک کہتے ہین اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ نقل اِس طرح مفید یقین کی ہوتی ہی تو اِس سے جانا گیا کہ یہ دلیل عقلی ہی اور جب دلیل عقلی ہوئی تو چاہیے کہ سب عقلا اُسے قبول کرین اور خلاف باقی نرہے حالانکہ منکرین بعثت بہت ہین اِسلیے ضرور ہوا کہ وجہ انکار منکرین کو بھی لکھا جاے کہ اِس سے اُنکی حقیقت واضح ہو بعد اُسکے اُسکا جواب بھی ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالی اگر اُسکے بعد بھی کوئی قبول نہ کرے تو وہ انکار اِس دلیل عقلی کے یقین کو مفید ہونے کے لیے مضر نہوگا اور نہ نقصان دلیل کا ہوگا بلکہ غلو کفر و نفاق مین اور تعصب انکار مین سمجھنا چاہیے اور مثال اُس انکار کی ویسی ہی ہی کہ ادلہ وجود باری کی کیسی عقلی اور کس کثرت کے ساتھ ہین کہ جنھین مادہ قابلہ حق تعالی نے عطا فرمایا ہی وہ مجرد اُنسے ایک دلیل کے سننے کے راہ حق پر آجاتے ہین اور جو شک و شبہہ دل مین ہو وہ نکل جاتا ہی بخلاف منکرین الہ جنکے دل پتھر یا اُس سے بھی زیادہ سخت ہین نہون نے ادلہ عقلیہ بھی سُنین اور نبی کو بھی دیکھا نزول وحی کا بھی مشاہدہ کیا معجزات کو بھی دیکھتے تھے لیکن کچھ مفید نہوا

بالجملہ بعضے منکرین بعثت اصل تواتر کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تواتر سے علم و یقین نہین حاصل ہوتا اور منشاء اُنکے توہم کا چند چیزین ہین اول یہ کہ جھوٹ بولنا ہر شخص کو جائز ہی پس اِسی طرح جائز ہی کہ مجموع جنسے نقل ہی وہ بھی جھوٹ بولے ہون دوسرے یہ کہ اگر سو آدمی کا کہنا علم کو مفید ہو تو نو دو نہ شخص کا کہنا کیون مفید نہو اور اگر یہ بھی علم کو مفید ہو تو کیا سبب ہی کہ نو دو ہشت کا کہنا مفید نہو اور اِسی طرح کم کرتے کرتے پس اِس سے لازم آیا کہ یا تواتر علم کو مفید نہو یا خبر واحد بھی علم کو مفید ہو اور یہ دونون تمھارے زعم مین باطل ہین تیسرے یہ کہ شرط تواتر مین یہ ہی کہ جب نقل در نقل پر مشتمل ہو اور ہر طبقہ حد تواتر کو پہونچا ہو کیونکہ جس طبقہ کی کثرت کو اختلال عارض ہوگا وہ عدم علم کی طرف منجر ہوگا اور علم کو مفید نہوگا مگر جبکہ طبقات مساوی کثرت مین ہون پس متواتر علم کو مفید نہوگی بعد اُسکے کہ علم تساوی طبقات کا حاصل ہو اور تساوی طبقات کا علم حاصل نہوگا مگر تواتر کی جہت سے پس اِس صورت مین دور لازم آئیگا انتھی

اور جواب امر اول سے یہ ہی کہ قیاس کل مجموعی کا کل افرادی پر نہین چاہیے اکیلے ایک کا حکم اور ہی اور مجموع کا حال اور ہی دیکھو دس ملکر کیسا ہی بار ثقیل ہو اُسے اُٹھا لیتے ہین لیکن ایک ایک اُنمین سے نہین اُٹھا سکتا اور دیکھو مکان ایک آدمی کے واسطے وسیع ہی لیکن جو تمام خلقت چاہے کہ جس طرح ایک آدمی ایک مکان مین رہتا ہی ہم سب بھی اُسی ایک مین رہین تو اُنکے لیے وسعت مکان کی کافی نہین ہو سکتی اِسی طرح ہر شخص پر اگرچہ کذب روا ہی لیکن جماعت کثیر پر روا نہین ہی بلکہ اُنکی خبر علم و یقین کو مفید ہوتی ہی علاوہ اِسکے اکثر افعال کا صدور ہر شخص سے حسب مقتضاے طبیعت اُسکے ہوتا ہی مثلاً بہادر ہونا نامرد ہونا صادق اللہجہ ہونا کاذب ہونا پھر کس طرح ہو سکتا ہی کہ وقت واحد مین جماعت کثیر کی طبیعت یکسان ہو اور سب سخن ساز ہون مطابق واقع کے نقل کرنے مین البتہ اجماع سب کا ممکن ہی کہ اُسمین مقتضاے طبع کو دخل نہین ہی بلکہ وہ نقل

واقعات خارجیہ کی ہی سوا اسکے متواتر کا علم و یقین کو مفید ہونا نظری نہین ہی کہ محتاج دلیل ہو اور محتاج اسکے مقدمات مین
غور و فکر کے ہون بلکہ بدیہیات سے اور سب پر ظاہر ہی منکر مکابر کو دیکھنا چاہیے کہ جو شہر کہ دور ہین مثلاً ولایت انگلستان
یا قسطنطنیہ ملک روم سے یا جو باتین کہ گذر گئی ہین انکا علم سب خلق کو بذریعہ اخبار مشاہدین حاصل ہی گو خود اُسے نہین دیکھا
مثلاً سب کو یقین ہی کہ حضرت آدم پیدا ہوے تھے یا مکہ مشرفہ اور مدینہ موجود ہی گو انکا مشاہدہ نہین کیا ہو پھر جب متواتر ایسی خبر ہی
تو اُسمین گفتگو بیجا ہی اور یہ مکابرہ اور نہین ہی اور دوسری وجہ کا انکی جواب یہ ہی کہ تواتر مین کوئی عدد منحصر مراد نہین ہی جس سے
انکا قول درست آے بلکہ بعض اعداد مفید علم کو ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے اور ایک کا قیاس دوسرے پر باطل ہی اور
تیسری بات کا جواب یہ ہی کہ متواتر کا مفید علم کو ہونا متوقف اسپر ہی کہ وہ نفس الامر مین متواتر ہی نہ یہ کہ علم تفصیلی تواتر و شرائط
کا بھی تواتر ہوا ہو یہ جاننا کہ یہ خبر متواتر ہی اسکے اجتماع شرائط کے لیے کاشف ہی متوقف نہین ہی کہ دور لازم آئے لیکن اب یہ
شبہہ البتہ ہوتا ہی کہ اگر تواتر مفید ہی تو روایات فرقہ ہاے باطلہ کی جو حد تواتر سے بھی زیادہ ہین کیون مفید علم کو نہین ہوتین
اور جب وہ مقبول نہوئین تو اہل حق کا تواتر کیون مقبول ہوا اور دوسری طرح تقریر اس شبہہ کی یہ ہی کہ اگر تواتر علم کو مفید ہو
تو کیا وجہ ہی کہ متواترات دینیہ کفار کو مفید علم کے نہین ہوتے اور جواب اسکا بھی اگرچہ مذکور ہوا اور پھر کہتا ہون کہ یہ شبہہ
بے حقیقت ہی کیونکہ اصل تواتر سے انکار اور اسمین تشکیک بہت ظاہر بدیہی ہی اور جو شخص کہ اپنے نفس کی طرف رجوع کریگا
جانیگا کہ اکثر چیزون کا جاننا مثل اسکے کہ حضرت آدم کا اور حضرت نوح اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا جاننا یا شہرون کا
جاننا جنھین نہین دیکھا اُسے حاصل ہی اور اسکو سوا اُسکے کہ تواتر جانا او یقین کیا اور کوئی سبب نہین ہوا پس اگر اصل
تواتر علم کو مفید نہوتا تو چاہیے کہ اس سے علم ان چیزون کا حاصل نہوتا حالانکہ اُسکا دل یقینی جانتا ہی کہ یہ شہر موجود ہین اور وہ
سب پیدا ہو چکے ہین لیکن تواتر کے لیے شرائط ہین کہ جب وہ پائے جاتے ہین تو مفید علم کو ہوتا ہی اور پہلے اُن شرائط سے
یہ ہی کہ چاہیے مخبرین کا دعویٰ اقسام محسوسات سے ہو نہ معقولات سے کیونکہ عقلیات مین معیار حکم عقل ہی نہ نقل کرنا اسلاف
وگذشتگان سے دوسرے یہ کہ قول مخبرین کا محفوف بغرض نہو کیونکہ یہ ظاہر ہی کہ مخبرین کی خبر اگرچہ کثیر کیون نہو لیکن جب
کوئی غرض متعلق ہو اُس سے تو علم کو مفید نہین ہو سکتی اگرچہ کیسی حد کثرت کو پہونچ جاے اسی طرح کہا گیا ہی مگر ظاہر یہ ہی کہ کثرت کے
مرتبے اور غرض کے مختلف ہوتے ہین بعض مرتبہ کثرت کا ایسا ہوتا ہی کہ اسکے مقابل مین غرض کا مرتبہ مضمحل ہو جاتا ہی اور بعض
اغراض کا مرتبہ ایسا ہوتا ہی کہ اسکے سامنے کثرت کچھ علم کے لیے موثر نہین ہوتی اور اسے عقل سلیم اور ذہن مستقیم خوب پہچان لیتا ہی
محتاج دلیل و برہان کی نہین ہی تیسرے یہ کہ سُننے والے کا ذہن شبہہ سے صاف ہو کیونکہ اگر کسی کے ذہن مین شبہہ
اسکے خلاف کا متمکن ہوگا جیسا کہ اہل کفر و نفاق کے دل مین جو شبہات انکے علما و رؤسا نے ڈال دیے ہین اور وہ اُسکا
اعتقاد کیے ہوئے ہین اسی سے اہل حق کی باتین نہین سُنتے اور انکی دلیلون پر کان نہین رکھتے پہلے کلمہ حق انکے دل مین اثر نہین کرتا
بلکہ اگر تعصب نے انکی آنکھین اور دل کو اندھا نہ کیا ہو تو مکرر سُننے کے بعد ممکن ہی کہ جب طبیعت انکی حمیت جاہلیت سے

جواب شبہہ متعلق اخبار متواترہ کفار

خالی ہو تو روایات حقہ سے آئینہ دل کو روشن کرین اور اہل باطل کے شبہے اُنکے خاطر سے بھولین پس اتباع اہل باطل و عنا
کرتے ہین یا تو وہ قسم اول سے ہین یعنی خلاف عقل ہین ہنوز نہ اُنکی نقل کو اہل حق کیونکر یقین کرین کہ اُنکی بے حقیقتی عقلا پر ادنی تامل سے
ظاہر ہو جاتی ہی یا دوسرے قبیل سے ہین یعنی محفوف باغراض ہین اور اقتران اُس قول کا باغراض فاسدہ لالچ ہی اور جو ایسا نہو
اُنکا علم کے لیے مفید ہونا ہو سکتا ہی جیسا کہ اہل حق کے متواترات مفید علم ہین ہر چند اُن لوگون پر جو در پی تحقیق نہین ہوے
جس طرف کے کہ ہون خواہ اہل حق سے یا اہل باطل سے حال اُنکا پوشیدہ ہوتا ہی کیونکہ متواترات کی بنسبت اشخاص کے
مختلف ہوتی ہی پس انکار اہل باطل کا اہل حق کے متواترات سے یا اسلیے ہوتا ہی کہ انھون نے اُسکا تفحص اور بحث نہین کی
یا اغماض عین اور چھپانے کے ارادے سے حق کے ہوتا ہی لیکن یہان پہونچتا ہی کہ کوئی کہے کہ جو تم بوجہ اہل باطل کے انکار
متواترات اہل حق سے کہتے ہو یہی وہ کہہ سکتے ہین تو اُسکے جواب مین کہہ سکتے ہین کہ حق و باطل مین تمیز کرنا کام عقل سلیم
اور ذہن مستقیم کا ہی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے اگر وہ میرے امر مین کوشش و
جہاد کرین تو مین بھی اپنی راہین ہدایت کی اُنھین دکھاؤن منصف پر جو چشم انصاف رکھتا ہو اور در پی تحقیق ہو تو کبھی کوئی بات
مشتبہ نہین رہ سکتی لیکن جب انصاف نہو اور تعصب و عناد اور اغماض عین یا بے توجہی سے کام لیا چاہے تو اُسکا کیا
علاج ہی مکابر کی زبان تو کسی طرح بند نہین ہو سکتی دیکھنے والے کو اطلاع حقیقت امر پر ہوتی ہی اندھا نہین دیکھ سکتا ہی
جس طرح مخالطات سوفسطائیون کی اور انکار کرنا اُنکا محسوسات و مشاہدات مین توجہ کے قابل نہین ہین اُسی طرح
حقیقت مین متواترات سے بھی انکار کرنا لائق کان رکھنے کے نہین ہی ولیکن کفار و منافقین کا انکار اخبار متواترہ
اہل حق سے پس ممکن ہی کہ بسبب نہونے شرط سوم کے بھی ہو فائدہ دوسرا جناب اخوند صاحب نے حق الیقین مین
فرمایا ہی کہ دلیل آنحضرت کے پیغمبر ہونے پر یہ ہی کہ حضرت نے دعوی نبوت کا کیا اور بہت سے معجزات باہرہ اپنے دعوے کے
موافق ظاہر فرمائے اور یہ دونون امر متواترات سے ہین لیکن حضرت کا پیغمبر ہونے کا دعوی کرنا پس اسکے سب ارباب ملل و
نحل قائل ہین کہ آنحضرت نے دعوی پیغمبری کا کیا تھا اور معجزات دکھائے پس معجزات حضرت کے زیادہ حد احصا سے ہین
اُنکی گنتی نہین ہو سکتی بلکہ سب کلام اور افعال اور اخلاق آنحضرت کے معجزہ تھے اور معجزات حضرت کے دو قسم پر ہین پہلے
قرآن مجید ہی اور وہ سب سے زیادہ متواتر معجزہ ہی کہ روز قیامت تک باقی رہیگا الخ رحمہ اللہ تعالی اب جاننا چاہیے
کہ یہان کلام دو امرون مین واقع ہوتا ہی پہلے بیان اس امر کا کہ قرآن متواتر ہی دوسرے بیان اس امر کا کہ قرآن مجید
کس کس وجہ سے معجزہ ہی لیکن بیان اول پس جاننا چاہیے کہ جملہ اہل اسلام کے فرقے اسپر متفق ہین کہ جو کچھ دونون دفتیون کے اندر
سوائے عنوانات کے ہی وہ قرآن مجید ہی اور اسمین زیادتی واقع نہین ہوئی اور اکثر نے نقصان کے وقوع سے بھی انکار کیا ہی
اگرچہ وقوع نقصان مین بھی روایات فریقین وارد ہین اور اُن روایات مین شیعون کی روایات بہ نسبت حضرات
اہلسنت کے زیادہ ہین جن سے نقصان کا واقع ہونا قرآن مین نکلتا ہی لیکن اکثر علما کا مذہب وہی ہی جو مذکور ہوا ہر عنوان

اب جو کچھ کہ موجود ہی یہ وہ کلام ہی جو خدا کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہی اور جملہ مسلمان ہر طبقہ مین خلفاعن سلف اہتمام
بلیغ تام اُسکی نقل مین اور حفظ مین اور ضبط مین اُسکے بذریعہ کتابت اور حفظ کرنیکے صدر اول سے کرتے آئے ہین اور وہ ایسا ہی
کہ کسی کو یہ ممکن نہین ہی کہ اُسمین شک اور شبہہ کر سکے مگر صدر اول اسلام مین تواتر کا اثبات ہو افق طریقہ حضرات اہلسنت کے
البتہ مشکل ہی اور اثبات تواتر کا جب تک طبقات کی مساوات نہو متصور نہین ہو سکتا اور بنابر طریقہ شیعہ کے سہل ہی
اور اُسکا بیان یہ ہی کہ جناب سید سند نے حدیقہ مین لکھا ہی کہ کلام حضرات اہلسنت کے دیکھنے سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ صحابہ نے
اختلاف مصاحف مین بہت کیا ہی پس ایک دوسرے کی توہین کرتا تھا پھر اگر اُنکے مصاحف مین اختلاف نہوتا تو بعض
اُنکے بعض دوسرون کے مصاحف سے انکار نہ کرتے اور یہ بات بہت مشہور ہی کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان نے
ابن مسعود کے مصحف کو جلایا اور ابن مسعود نے کہا کہ اگر مین بھی اُسکا مالک ہو جاؤن جسکے یہ مالک ہین تو مین بھی اُنکے
مصحف کے ساتھ وہی کرون جو اُنھون نے میرے مصحف کے ساتھ کیا اور یہی اُنھین کے علمانے روایت کی ہی
کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر نے قرآن کو کسی مصحف مین وضع کیا تھا اور وہ اُنکے صاحبزادے حفصہ کے پاس تھا پس ابن
عمر نے اُسے خلیفہ ثالث پاس بھیجا اُنھون نے اُسکے جلانے کا حکم دیا باین اندیشہ کہ قرآن مین اختلاف راہ نہ پاوے اور قاضی
عبد الجبار معتزلی نے مصاحف کے جلانے کو تسلیم کرکے امامیہ کی طعن کے دفع کرنے کو کہا ہی کہ یہ بات مستلزم استخفاف کو
نہین ہو سکتی بلکہ قرآن کا جلانا بھی مثل تخریب مسجد کے ہی پس خود پیغمبر خدا نے ضرار کی مسجد کو خراب فرمانے کا حکم صادر فرمایا ہی
پھر جس طرح وہ تخریب مسجد استخفاف کو مستلزم نہوئی اُسی طرح یہ قرآن کا جلانا بھی مورث استخفاف نہین ہو سکتا لیکن
واضح رہے کہ امامیہ نے اس قاضی صاحب کے دفع کرنے کو نہین مانا چنانچہ جناب سید مرتضی علم الہدیٰ نے کتاب
شافی مین فرمایا ہی کہ دونون باتون مین بہت فرق ہی کیونکہ مسجد مسجد نہین ہوتی مگر جبکہ اُسکے بنانے والے کا یہ ارادہ ثابت ہو
کہ رضائے الٰہی کے لیے بنایا ہی اور نماز پڑھنے والون پر اُسے وقف کیا ہی اور اگر ایسا نہو تو جس طرح اور املاک اُسکی تھی ویسا ہی وہ
مسجد بھی ہو گی اور وہ مسجد جسکی تخریب کو پیغمبر خدا نے حکم فرمایا اُسکے ارباب کا ارادہ قربت کا نہ تھا بلکہ غرض فاسد اُنکی
بنائے مسجد کا باعث ہوئی تھی پھر وہ شرعی مسجد نہ تھی اور اُسکے گرانے مین کچھ حرج نہ تھا اور کلام خدا کا جو صاحب وقار
و احترام ہی یہ ان مصحفون کی دونون فیتون کے اندر جو جلائے گئے موجود تھا اُسکی حفاظت نہ کرنا یقینی اسباب استخفاف
وابتذال سے ہی اور جب ایسا ہوا تو کیونکر ہو سکتا ہی کہ قرآن کے جلانے کا قیاس اوپر تخریب مسجد ضرار کے کرنا صحیح ہوا اور جس طرح
کہ ہو اُنحضرات نے روایت کی ہی کہ جسوقت خلیفہ ثانی تالیف مصحف کرتے تھے تو لوگ ایک روایت اُنکے پاس لاتے تھے پھر اگر
وہ اُسے عین پہچانتے تھے تو اپنی مصحف مین لکھتے تھے والا اگر روایت کرنے والا ثقہ اور معتمد ہوتا تھا تو قبول کرتے تھے اور اگر
ایسا نہوتا تھا تو گواہان عادل اُس سے طلب کرتے تھے جب وہ گواہ لاتا تھا تو اُسے قبول کرتے تھے فقط لیکن واضح ہو کہ یہ سب
باتین تواتر مین قرآن کی قادح کرنے والی ہین اور فریقین کے علمانے ان ایرادات کے دفع کرنے کو جو قرآن کے متواتر ہونے پر

وارد ہوتے ہین بہت توجیہین کی ہین اور کہا ہی کہ قرآن شریف عہد کرامت مہد جناب رسول خدا اور زمان خلافت
خلیفہ اول اور خلیفہ ثانی اور خلیفہ ثالث مین مجتمع ہوا ہی اور یاد کرنے والون نے اُسے یاد کیا ہی اور ہمیشہ مسلمانون کی
ہمت کیا زمان پیغمبر مین اور کیا اُسکے غیر مین اُسکی حفظ اور ضبط و نسخ و قرات و تلاوت مین مصروف رہی ہی اور عادت جاری نہین ہی
کہ جس بات کے ساتھ ایسا اہتمام تام سب کی طرف سے ہو وہ حد تواتر کو نہ پہونچے اور جو روایات کہ مذکور ہوئی اُنمین سے
بعض اخبار احاد ہین کہ وہ یقینیات کی معارض نہین ہو سکتین اور بعض اُنکی اسطرح تاویل کیجاتی ہین کہ جو اختلاف کہ مصاحف
مین تھا وہ سات حرفون کا اختلاف تھا نہ وہ اختلاف کہ قرآن مجید سے خارج ہوا اور بہت سی احادیث فریقین کی کتابون سے
اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ حروف سبعہ کا اختلاف خدا کی طرف سے ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ قرآن
سات حرفون پر نازل کیا گیا کہ کل اُنکا کافی اور شافی ہی اور یہ روایت حضرات اہلسنت مین مشہور اور اکثر کتابون مین
اُنکی مسطور ہی چنانچہ صاحب اتقان نے اکیس صحابی سے اس روایت کو نقل کرکے حکایت کی ہی کہ ابو عبیدہ نے تصریح کی ہی
کہ یہ روایت متواتر ہی اور ابو یعلی نے اپنی سند مین نقل کی ہی کہ خلیفہ ثالث نے منبر پر کہا کہ جس کسی نے حدیث شریف کو
پیغمبر سے اس معنی پر سنا ہو کہ قرآن سات حرفون پر وارد ہوا ہی وہ اُٹھ کھڑا ہو اور گواہی دے پس جماعت کثیر کہ اُسکا شمار دشوار ہی
اُٹھی اور گواہی اُسکی دی اور صحیحین مین حدیث ابن عباس کو ذکر کیا ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ جبرئیل نے مجھے قرآن ایک حرف کے موافق
پڑھا پس مین پھیرا اور دوبارہ مین نے عرض کیا اور زیادتی چاہی خداوند عالم زیادہ فرماتا تھا یہان تک کہ نوبت زیادتی کی
سات حرفون تک پہونچی اور فاضل کاشانی نے تفسیر صافی مین بطریق خاصہ کتاب خصال سے باسناد اپنی عیسیٰ بن عبد اللہ
ہاشمی سے کہ اُسنے اپنے آباء سے اور اُنہنے پیغمبر خدا سے روایت کی ہی کہ جبرئیل پروردگار جلیل کی طرف سے مجھپر وحی لاے کہ خدا فرماتا ہی
کہ قرآن کو ایک حرف پر پڑھو مین نے عرض کی کہ پروردگارا میری امت پر وسعت دے بعد اُسکے حکم فرمایا کہ سات حرفون پر
پڑھو اور اُسکے بعد فاضل مذکور نے کہا ہی کہ ان روایات سے اختلاف لغات مستفاد ہوتا ہی جیسا کہ کتاب نہایہ مین ابن اثیر نے
کہا ہی کہ حرف سے مراد لغت ہی یعنی قرآن سات لغت پر لغات عرب سے نازل ہوا یعنی وہ لغات قرآن مجید مین متفرق ہین
پس بعض قرآن بلغت قریش ہی اور بعض اُسکا بلغت ہذیل ہی اور بعض بلغت ہوازن ہی اور بعض بلغت یمن ہی فاضل سیوطی نے
کہا ہی کہ اس بارے مین ابن مسعود کا قول ہی جو اُنھون نے کہا ہی کہ مین نے قاریون کو سنا ہی اور اُن سب کو قریب ایک دوسرے کے
پایا پس پڑھو تم جیسا کہ جانتے ہو اختلاف اُنکا نہین ہی مگر جیسا کہ تمھاری باتون مین ہوتا ہی کہ ایک کہتا ہی اَقْبِلْ ایک کہتا ہی
ھَلُمَّ ایک کہتا ہی تَعَالَ لیکن حاصل سب کا ایک ہی اور مجمع البیان مین فرمایا ہی کہ مراد حروف سے اختلاف لغات ہی اسطرح کہ
کسی حکم کے حلال و حرام کو تغیر نہ دے مثل ھَلُمَّ و تَعَالَ و اَقْبِلْ کے اور کہا ہی کہ ابتداے اسلام مین صحابہ مخیر تھے کہ جسطرح چاہین
انحاے سبعہ مین کسی نحو کے موافق پڑھین بعد اُسکے اجماع کیا ایک نحو پر اُسکے فصار ما اجمعوا علیہ مانعا عما عرضوا عنہ انتہی
اور یہ اقوال بھی ظاہر مین جیسے ہین اور مجمع البحرین مین بعض حضرات نے نقل کی ہی کہ سات حروف وجوہ قرات سبعہ کا نام ہی

جسے ساتون قاریون نے قرآن کے اختیار کیا ہی لیکن اکثر علمائے انکے اِس مقولہ سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ اختلاف
قاریون کا اختلاف نہین ہی چنانچہ انکے فضلاے ابوشافہ نے کہا ہی کہ ایک قوم نے گمان کیا ہی کہ جو اِس زمانے مین قرأت سبعہ
موجود ہی سبعہ احرف سے یہی مراد ہی اور یہ خلاف اجماع اہل علم کے ہی اور یہ گمان نہین صادر ہوا مگر بعض اہل جہل سے اور
فاضل مکی نے کہا ہی کہ جسنے یہ گمان کیا ہی کہ ان قاریون کی قرأت جو مثل نافع اور عاصم کے ہین یہی مراد اُس سبعہ حروف سے ہی
جو حدیث مین وارد ہوا ہی اُسنے بڑی غلطی کی ہی فقط پس بنابر اسکے سبعہ احرف سے مراد اختلاف لغات ہوگا جو بسبب تجویز
خدا و رسول کے بندون کو قرآن مین توسعہ دیا گیا اور وہ منافی تواتر لغت مشہور موجود کے بھی نہین ہی لیکن بعض روایات مین
ہماری یہان سبعہ احرف کے مضمون سے انکار وارد ہوا ہی چنانچہ صحیحہ فضیل بن یسار مین آیا ہی کہ کہا اُسنے کہ جناب صادقؑ کی
خدمت مین مین نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہین کہ قرآن سات حرف پر نازل ہوا فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین دشمنان خدا
ولیکن نازل ہوا ایک حرف پر اور زرارہ کی روایت مین حضرت امام محمد باقرؑ سے آیا ہی کہ قرآن ایک ہی ایک پاس آیا ہی لیکن
اختلاف راویون کی طرف سے ہوا ہی اور محدث کاشانی کے کلام سے سمجھا جاتا ہی کہ اِن دونون حدیثون کو قرأت سبعہ پر
حمل کیا ہی اور یہ حمل کرنا اُنکا یقینی بعید ہی اور بمرتبہ تنزل یہ کہا جاتا ہی کہ احرف کے معنی وہ نہین ہین جو لوگ سمجھے ہین
کیونکہ بعض اخبار مین تفسیر سبعہ کی احرف کی اور طرح وارد ہوئی ہی جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے منقول ہی
کہ حق تعالی نے قرآن کو سات قسم پر نازل فرمایا ہی کہ ہر قسم اُس سے کافی و شافی ہی اور وہ اقسام یہ ہین پہلے امر دوسرے
زجر تیسرے ترغیب چوتھے ترہیب پانچوین مثل چھٹے جدل ساتوین قصص اور اسی تفسیر کے موافق کتب حضرات
اہلسنت مین بھی واقع ہی جیسا کہ بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ کتب آسمانی جو پہلے نازل ہوئی تھین وہ حرف
واحد پر تھین اور قرآن نازل ہوا سات حرفون پر کہ وہ زجر ہی اور امر ہی اور حلال ہی اور حرام ہی اور محکم ہی اور متشابہ ہی اور
امثال ہین اور جناب امام جعفر صادقؑ سے جو روایت منقول ہی اُس سے مستفاد ہوتا ہی کہ احرف اشارہ ہی طرف بطون
قرآن کے اور انکی تاویلات کی طرف ولیکن یہ معنی اگرچہ سیاق روایات مشہورہ سے جدا ہی ولیکن آپسمین کچھ منافات
نہین ہی کیونکہ جائز ہی کہ مراد احرف سے وجوہ قرآن اور تعدد معانی کا مراد ہو فاضل سیوطی نے کتاب تحبیر مین احرف کی
تفسیر مین پندرہ قول نقل کیے ہین پندرھوان قول اُنمین سے یہ ہی کہ مراد اُس سے سات علم ہین اور بعضے اہلسنت نے
احرف سبعہ کے معنی چالیس طرح تک پہونچائے ہین پھر جب ایسا ہوا تو جو کچھ روایت مذکور مین وارد ہوا ہی کہ مراد
سات حرفون سے تاویلات و بطون قرآن ہی یہ بھی بہت مناسب ہی فقط اور جاننا چاہیے کہ چند روایات کے
ذریعہ سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ کچھ تحریف و نقصان قرآن مین واقع ہوا ہی ولیکن ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے رسالہ اعتقادات مین اپنے
لکھا ہی کہ بدرستیکہ وہ قرآن جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ پر نازل ہوا تھا وہ یہی قرآن ہی کہ جو دونون دفتیون مین لوگون کے
ہاتھ مین موجود ہی اِس سے کچھ زیادہ نہ تھا اور اہل سنت کے نزدیک وہ ایک سو چودہ سورے ہین اور ہمارے نزدیک ضحی

اور الم نشرح ایک سورہ ہی اور لایلاف و الم تر کیف ایک سورہ ہی اور سورہ انفال اور توبہ ایک سورہ ہی اور جس شخص نے
نقصان قرآن کی نسبت ہماری طرف کی ہی اُسنے جھوٹ کہا ہی اور جو کچھ کہ سورہاے قرآنیہ کے پڑھنے کا ثواب اور
ختم قرآن کا ثواب اور مثل اسکے ائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی ہوا ہی وہ سب ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہی یہ محض
کلام ابن بابویہ مرحوم ہی اور مولانا طبرسی نے مجمع البیان مین فرمایا ہی حاصل اُسکا یہ ہی کہ لیکن زیادتی قرآن مین پس اسکے بطلان پر
تو اجماع ہی اور لیکن نقصان کا واقع ہونا پس ایک قوم نے ہمارے اصحاب سے اور ایک قوم نے حشویہ حضرات اہلسنت سے
روایت کی ہی کہ قرآن مین تغیر و نقصان ہوا ہی اور صحیح ہمارے اصحاب کا مذہب اسکے خلاف ہی اور وہی وہ ہی کہ جسکی نصرت
کی ہی سید مرتضی قدس اللہ روحہ نے اور بہت استیفا کلام کا کیا ہی فقط و لیکن سید نعمت اللہ نے انوار نعمانیہ مین کہا ہی کہ
اخبار بطور مستفیضہ اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ جسطرح قرآن نازل ہوا اُسکی تالیف نہین کی مگر امیر المومنین علیؑ نے بسبب
وصیت فرمانے پیغمبر خدا کے پس چھ مہینے تک بعد وفات پیغمبر خدا اُسے جمع فرماتے رہے اور جب جمع کر چکے تو اُسے لیکر
آئے اور فرمایا کہ یہ کتاب خدا ہی جسطرح نازل ہوئی تھی خلیفہ ثانی نے کہا کہ ہمین نہ تمھاری طرف نہ تمھاری کتاب کی طرف
حاجت ہی ہمارے پاس قرآن ہی جسے عثمان نے جمع کیا ہی اور لکھا ہی حضرت نے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد نہ تم دیکھوگے
اِسے نہ اور کوئی دیکھے گا یہان تک کہ میرا فرزند مہدی ظاہر ہوگا اور اس قرآن مین بہت زیادتیان تھین اور وہ تحریف سے
خالی تھا اور وجہ اسکی یہ ہی کہ عثمان بھی کتابت وحی کی کرتا ہی اُس مصلحت کے لیے کہ پیغمبر اُسے جانتے تھے اور وہ یہ ہی کہ تاکہ
تکذیب نبی کی قرآن کے بارے مین بھی نہ کرین اور یہ نہ کہین کہ وہ افترا ہی یا جبرئیل اُسے نہین لاے اور اسی لیے معاویہ
کو بھی چھ مہینے اپنی وفات سے پہلے وحی کے لکھنے والون مین داخل فرمایا تھا و لیکن عثمان اور اُنکے امثال حضرت کی خدمت مین
نہ حاضر ہوتے تھے مگر مسجد مین سب کے ساتھ یا اور مجمع عام مین اور نہ لکھتے تھے مگر اُسی کو جو جبرئیل سب کے سامنے اور
انبوہ خلق مین لاتے تھے لیکن جو گھر مین اور خلوت مین وحی آتی تھی اُسے سوا علیؑ کے کوئی نہین لکھتا تھا کیونکہ حضرت
عزیز قریب تھے ہر گھر مین جاتے آتے تھے پس اس وحی کو تنہا حضرت ہی لکھتے تھے اور یہ قرآن جو سب کے ہاتھ مین
اسوقت موجود ہی وہ خط عثمان ہی نہ سوا اُسکے کہ اُسکا نام سب نے امام رکھا تھا اور جو اُسکے سوا تھے وہ جلا ڈالے یا
چھپا ڈالے اور اپنے زمانے مین اُسے شہرون مین اور قریون مین بھجواکر مشہور کیا بعد اُسکے کہا ہی کہ اب وہ قرآن جناب
صاحب العصر کے پاس ہمراہ اور کتب سماویہ کے اور مواریث پیغمبران کے موجود ہی اور جب حضرت کی خلافت کا زمانہ
ہوا تو حضرت اس قرآن کے اظہار پر قادر نہوے اور اُسے پوشیدہ کیا کیونکہ اُسکے اظہار مین سابقین کے عیوب کا اظہار
ہوتا تھا اور یہی وہی اندیشہ تھا جسکے لیے صلوۃ ضحی کو نہ منع کر سکے اور حکم تحلیل متعۃ النسا پر نہ قادر ہوے اور شریح قاضی کو
نہ معزول کر سکے اور معاویہ کو حکمرانی سے نہ منع کر سکے اور پھر کہا ہی فاضل مذکور نے کہ اگر تو یہ کہے کہ جب ایسا تغیر اسمین ہوا ہی
تو اُسکا پڑھنا کس طرح جائز ہوا تو ہم کہینگے کہ اخبار وارد ہوے ہین کہ حضرات نے اپنے شیعون کو حکم دیا ہی کہ یہ جو قرآن موجود ہی

اسکی قرأت کرین اور نمازون مین پڑھین اور اُسکے احکام پر عمل کرین یہان تک کہ صاحب العصر ظاہر ہون اُسوقت پھر قرآن سب کے پاس سے آسمان پر بلند ہو جائیگا اور وہ قرآن جسے امیر المومنینؑ نے لکھا ہی نکلے گا اور اُسکے احکام جاری ہونگے اور پڑھا جائیگا انتہی کلامہ پوشیدہ نرہے کہ اس بیان سے یہی ثابت ہوا کہ یہ مصحف موجود قرآن ہی اور اُسی کے پڑھنے کے اور اُسکے احکام پر عمل کرنے کے لیے ہم مامور ہین اور اسکے قرآن ہونے پر سب حضرات نے اقرار اور حکم فرمایا ہی بالجملہ مصحف جو اسوقت موجود ہی اُسکے قرآن ہونے پر اجماع خاص و عام کا ہی اور زیادتی کا اُسمین نہونا اہل اسلام کا متفق علیہ ہی اور اسمین شک کو گنجائش نہین ہی کہ کمال وضوح مین وہ از جملہ ضروریات دین محسوب ہوتا ہی لیکن تغیر یسیر اعراب مین اور تبدیل بعض حروف مین اور نقصان بعض کلمات و آیات کا اور مخالفت ترتیب کی جمع اور تالیف آیات مین پس یہ امر روایات فریقین سے لائح ہوتا ہی اور بالمرہ اُس سے انکار مشکل ہی کیونکہ وہ روایات طرفین سے متعدد و متواتر وارد ہوئی ہین پس یہ مسئلہ اختلافی ہی لیکن اکثر علما کا مذہب یہی ہی کہ نقصان قلیل و کثیر کچھ نہین ہوا اور بعض قائل نقصان و تحریف فی الجملہ کے ہوئے ہین اور اس اجمال کا بیان یہ ہی کہ جناب سید سند نے فرمایا ہی کہ تغیر و نقصان قرآن کا منحصر چار چیزون مین ایک بدلنا ایک لفظ کا دوسرے لفظ کے ساتھ مثلاً یہ کہ کہا جاے کنتم خیر امۃ کی جگہ خیر ائمۃ تھا لیکن بعض دشمنون سے اُسے بدل ڈالا دوسرے یہ کہ قرآن دونون صورتون پر نازل ہوا تھا لیکن مخالفین نے اپنے بعض اغراض فاسدہ کے لیے اُسے ایک وجہ مین پڑھنا منحصر کردیا اور دوسری وجہ کو جو اُنکے غرض کی منافی تھی پڑھنے سے منع کیا تیسرے یہ کہ زیادتی تھی لیکن مخالفین نے اُسے نکال ڈالا جیسا کہ کہا ہی کہ حق تعالی کا قول اس آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک مین فی علی تھا لیکن اُنہون نے اس لفظ فی علی کو گرا دیا چوتھے یہ کہ جملہ احرف سبعہ سے کہ قرآن اُسپر نازل ہوا دو قسم پر تھا لیکن چونکہ زیادتی اُنکے لیے مضر تھی اُسے موقوف کردیا لیکن پہلی وجہ پس وہ بعید ہی اور اس صورت مین تغیر و تحریف اگر ہوا ہو تو تین صورتون مین اخیر کی ہوا ہوگا اور یہ تحریف اس موجود کی متواتر ہونے مین بھی کچھ قدح نہین کرتی ہی انتہی اور بیان دوسرے امر کا یعنی اثبات تواتر قرآن کا سہل ہونا بنا بر طریقہ اہل حق یعنی امامیہ اثنا عشریہ کے پس وہ اس راہ سے ہی کہ زمانہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کا بہت طولانی ہوا اور سیرت و عمل حضرت کا اس مدت دراز مین سوا اسکے کہ جو کچھ دونون دفتیون مین موجود ہی اُسکے قرآن ہونے کی تصدیق فرماتے رہے اور کچھ ظاہر نہین ہوا بلکہ لکھنا اُسکا اور تلاوت فرمانا اُسی کا اور فضل و کرامت کا اُسکی اظہار اور بیان فرمانا فضائل اور ثواب کا سورون کے اور آیات کے اور دشمن کے اوپر حجت لانا اور احکام شرعیہ کا اُسپر استناد فرمانا ایک کے بعد دوسرے کے ساتھ مدار کار اُنھین مصاحف پر تھا اور اعتماد اُسی پر فرماتے تھے اور ہمیشہ راوی اور ناقل اخبار اُنسے نقل ہین متفق اور مجتمع رہے ہین از انجملہ یہ ہی کہ جناب صادقؑ سے ماثور ہی کہ فرمایا ھذا القرآن فیہ منار الھدی و مصابیح الدجی یعنی اس قرآن مین انوار ہدایت اور چراغ دور کرنے والے تاریکی گمرہی کے روشن ہین اور

جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہی کہ جبوقت تمپر مثل اندھیری رات کے فتنہ ہاے کثیر ملتبس ہون تو رجوع کرو طرف
قرآن کے کہ وہ شفاعت کرنے والا ہی اور شفاعت اُسکی مقبول ہی جو کوئی کہ اُسے اپنے آگے رکھے گا وہ اُسے بہشت مین
لیجائیگا اور جو رسالہ کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے شیعون کی طرف بھجوایا تھا اُسمین لکھا ہی قد اجتمعت الامة
قاطبة علی ان القرآن حق لا ریب فیه اسکا حاصل یہ ہی کہ بتحقیق کہ اِس اُمت نے اجتماع کیا ہی اسپر کہ قرآن حق ہی اور کچھ شبہہ اسمین
نہین ہی اور بھی فرمایا ہی والقرآن حق لا اختلاف بینهم فی تنزیله وتصدیقه فاذا شهد القرآن بتصدیق خبر وتحقیقه
فانکر الخبر طائفة من الامة لزمهم الاقرار به ضرورة حتی اجمعوا فی الاصل علی تصدیق الکتاب فی تنزیله وهی ان جحدت
وانکرت لزمها الخروج عن الملة حاصل معنی اُسکے یہ ہین کہ قرآن حق ہی اُمت مین اختلاف نہین ہی اُسکی تنزیل و تصدیق مین پس جبکہ
قرآن گواہی دے کسی خبر کے سچ اور درست ہونے پر اور بعد اُسکے کوئی جماعت اُمت سے اُس خبر کا انکار کرے تو اُنھین
لازم ہی کہ بالضرور اُسکا اقرار کرین کیونکہ سب نے اُسکی اصل پر جو قرآن ہی اجماع کیا ہی اِس تصدیق پر کہ قرآن خدا کی طرف سے
نازل ہوا ہی پس اگر اِس تصدیق سے بھی وہ طائفہ انکار کرے تو اُنھین لازم آئیگا کہ ملت اسلام سے نکل جائین فقط
اور اخبار احادیث مشکوکہ کے قرآن پر عرض کرنے کے بہت ہین اور اُنسے لائح ہوتا ہی کہ قرآن مجید اُن اخبار کے صدق و کذب کا
معیار ہی پس اگر اُسمین بھی شک ہوتا تو اُسپر عرض کرنا بیکار ہوتا بالجملہ روایات اور کلمات ائمہ معصومین علیہم السلام کے
اِس معنی مین ایسے متواتر ہین کہ شک اور شبہہ کو اُسمین گنجائش نہین ہی اور جب یہ ثابت ہوا کہ آنحضرات کو اُسپر اعتبار تھا
اور اُنکا ہر حکم مین استناد و اعتماد فرمانا اِسی قرآن پر بالاتفاق ہی تو اب احتمال زیادتی اور الحاق کا اور توہم اختلاف کا جاتا رہا
کیونکہ قول اور تقریر اور فعل اُنکا بالاتفاق حجت ہی اور مثل ایسی تقریر کے اہلسنت کے لیے میسر نہین ہی لیکن بڑے تعجب کا
مقام یہ ہی کہ بعض معاصرین شیخ حر عاملی نے کہ وہ بھی مؤلفین سے ہین تواتر قرآن سے انکار کیا ہی اور اُسے تسلیم نہین کیا بلکہ
اپنی تفسیر مین پہلی فصل اثبات عدم تواتر قرآن مین قائم کی ہی اور ضروریات اسلام سے انکار کیا ہی اور اِسکا سبب اور کچھ
نہین ہی سوا اِسکے کہ چونکہ اُنکو اخباریون کی طرف رغبت بہت تھی اِس جہت سے اجماعیات علماے دین سے روگردانی
اختیار کی اور جو فضلاے کاملین محققین نے بنیاد دین درست کی تھین اُنسے چشم پوشی کی یہان تک کہ ایسی غلطی مین
واقع ہوگئے کہ جسکا حال سب کی نظر مین ظاہر ہی یہان تک کہ باوصف اخباریت خود جناب شیخ حر عاملی نے اُسکی رد مین ایک
رسالہ مفردہ لکھا بالجملہ اگرچہ یہ انکار از قبیل اقوال شاذہ اور خلاف اجماع ہی لیکن شاید کسی شخص کی نظر اُسپر پڑی اور اُسے
شبہہ اُس سے پیدا ہو کہ عالم شیعہ نے عدم تواتر قرآن کو تسلیم کیا ہی اور اِس سے وہ بھی اُدھر مائل ہو جاے جو راہ بہت
بُری ہی اِسلیے اُسکا لکھنا بھی اب ضرور ہوا تاکہ آگاہی حاصل ہو کہ اِس مخالفت اجماع کو علما نے پسند نہین کیا یہان تک کہ
شیخ مذکور نے بھی جو اخباری ہین رد کیا ہی اور باوجود اِسکے کہ اُنھون نے بھی اجماع پر طعن کرنے مین مثل اخباریون کی
عادت کے کوتاہی نہین کی لیکن یہان پر بسبب اِسکے کہ امر بہت واضح تھا دامن اجماع کو مضبوط پکڑ کر کہا ہی کہ

پہلی دلیل یہ ہو کہ سب مسلمانون نے شیعہ و سُنّی سے اس قرآن کے متواتر ہونے پر اتفاق کیا ہی اور دخول معصومؑ کو
اسمین پہچانتے ہین پس یہ حجت ہوگا بسبب وارد ہونے اکثر نصوص کے جو موافق اس اجماع کے ہین واضح ہو کہ
یہان تک اپنے مذہب کی مراعات کے لیے صحت اجماع کو منسوب ورود احادیث کے ساتھ کیا ہی حالانکہ اس تقدیر مین
کہ احادیث کثیرہ وارد ہو چکین اجماع بیکار ہی جیسا کہ رد اہل اصول مین انھون نے خود کہا ہی اور حقیقت مین وہ رد
مردان معرکہ تحقیق کے آگے مردود ہی اور اجماع محقق خود حجت مستقلہ اور کاشف قول آل رسولؐ کے ہی لیکن اتنے پر اکتفا نہ کرکے
کہا ہی اور یہان پر بعینہ قول شیخ مرحوم مذکور ہوتا ہی تاکہ سب دیکھین وَاَیْضًا فَاِنَّ عُلَمَاءَ الْفَرِیْقَیْنِ قَدْ صَرَّحُوا بِذٰلِكَ وَلَمْ
یُصَرِّحْ اَحَدٌ مِنْهُمْ بِخِلَافِهٖ فِیْمَا عَلِمْنَا اَصْلًا سِوَی الْمُعَاصِرِ وَشَیْخِهٖ وَقَدِ انْقَرَضَ الْخِلَافُ بِمَوْتِهِمَا وَلَمْ یَکُنْ مُعْتَبَرًا
فِیْ زَمَانِهِمَا لِکَوْنِهِمَا مَعْلُوْمَیِ النَّسَبِ فَتَعَیَّنَ کَوْنُ قَوْلِ الْمَعْصُوْمِ مَعَ اَقْوَالِ الْبَاقِیْنَ لِعَدَمِ انْحِصَارِهِمْ وَقَدْ نَقَلَ الْاِجْمَاعَ هٰهُنَا
جَمَاعَةٌ مِنَ الْاَجِلَّاءِ الْاَعْلَامِ وَالْاِجْمَاعُ الْمَنْقُوْلُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ حُجَّةٌ لِمَا تَقَرَّرَ فِی الْاُصُوْلِ وَلَوْ تَنَزَّلْنَا مِنْ ثُبُوْتِ الْاِجْمَاعِ فَاِنَّ الشُّهْرَةَ کَافِیَةٌ فِیْ وُجُوْبِ الْمَصِیْرِ
اِلَیْهَا وَتَرْکِ النَّادِرِ الَّذِیْ لَیْسَ بِمَشْهُوْرٍ کَمَا هُوَ مَامُوْرٌ بِهٖ فِیْ حَدِیْثِ الْجَمْعِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ بَلْ قَدْ نَقَلَ هٰذَا الْاِجْمَاعَ الْمَعْصُوْمُ مَوْلَانَا اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ
مُحَمَّدٍ الْهَادِیْ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِصِحَّةِ کَمَا یَاْتِیْ فِیْ رِسَالَتِهٖ وَاَمَّا بَعْضُ ثِقَاتِ عُلَمَائِنَا اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی اور اس جگہ پر جو کچھ کہ ذکر کیا ہی وہ انھین کتب اصول سے
لکھا ہی جسکے منکر تھے اور بسبب نا مانوس ہونے کے علم اصول سے اُس محل کو جہان یہ دلیلین جاری ہوتی ہین غیر محل سے
اُسکے امتیاز نہ دیا کیونکہ شہرت اور اجماع منقول کا حجت ہونا کتب اصول مین مقام ادلہ فقہیہ فرعیہ مین مذکور ہوتا ہی
اور یہان کلام ادلہ اصول اعتقادیہ مین ہی اور وہ بالاتفاق دلیل قطعی یقینی کو چاہتا ہی اور جب یہ ہوا تو یہ وجوہ ظنیہ کس
کام کے ہین اور اسی جگہ سے واضح ہوا کہ اخبار احاد بھی متمسک اس حکم کے نہین ہو سکتے پس جو استدلال انھون نے روایت
بعض ثقات سے کیا ہی یہ بھی یقین کے لیے مفید نہوگا مگر رد کرنے کو اُس شخص کے جو انکی طرح اخباری ہو ولیکن
چونکہ اخبار تحریف کے قرآن مین واقع ہونے کے بھی ہین اور عدم تحریف کے بھی ہین اور جن خبرون مین وارد ہی کہ
تحریف قرآن مین نہین ہوئی اسمین احتمال تقیہ ہی جو مرجحات منصوصہ سے ہی پس شیخ حر کو ان اخبار مین کیا جواب بنا ممکن ہوگا
اور ساتھ اسکے اس صورت مین حکایت اجماع منقول کی اور نہ لائق قدح ہونا اُس اجماع کے لیے اُس شخص کے
قول کو جسکا نسب معلوم ہی مجہول نہین بیکار ہوگا کیونکہ یہ استدلال کرنا اجماع منقول سے نہ اخباریون کے مقابل مین
زیبا ہی کہ وہ اسے تسلیم ہی نہین کرتے اور نہ اصولیون کے مقابل مین یہ استدلال جائز ہی کیونکہ وہ اس دلیل کو
فروع مین جاری کرتے ہین نہ اصول اعتقادیہ مین پس استدلال کرنا اُسے ہر تقدیر مین اچھا نہین ہی اور فساد اسکا ظاہر ہی
بالجملہ کلام شیخ محدث عاملی کا خلط و اضطراب مین واقع ہی جیسا کہ سمجھنے والون پر پوشیدہ نہوگا اور جس طرح حقیقت
یہ ہی کہ اس جگہ پر حجت اجماع قطعی اور تواتر یقینی ہی نہ یہ امور ظنیہ جن سے شیخ حر علیہ الرحمہ نے استدلال فرمایا ہی اور اسی جگہ سے ہی
کہ خود بھی انھون نے تواتر قرآن کا اعتراف کیا ہی اور اُسے ضروریات دین سے جانا ہی اور کیا عجب ہی کہ جو استدلال مین ہوتے

یہ سب کہا ہی وہ موئدات اپنے کلام کے ذکر کیے ہون گو ہر ظاہر عبارت اُنکی مساعد نہو محدث کاشانی نے تفسیر صافی مین سید مرتضی علم الہدی سے نقل کیا ہی کہ فرمایا اُنھون نے کہ صحت قرآن کا جاننا ایسا ہی کہ جیسا بڑے شہرون کو اور بڑے حادثون کو اور بڑے بڑے واقعون کو جو مشہور ہین اور عرب کے اشعار کو جو لکھے ہوے ہین جانتے ہین کیونکہ اسمین عنایت اہل اسلام کی شدید ہوئی اور دواعی اُسکی نقل پر بہت زیادہ ہوئی اور ایسی حد کو پہونچا ہی کہ اُس حد کو جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہی کوئی نہین پہونچا کیونکہ قرآن نبوت کا معجزہ ہی اور جملہ علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ ہی اور علماے اہل اسلام نے اُسکی حفظ مین اور عنایت نہایت مین بہت مبالغہ کیا ہی یہان تک کہ جو کچھ اُسمین تھا اعراب اور قرأت اور حروف اور آیات سب کو پہچانا ہی پھر کس طرح جائز ہی کہ اُسمین تغیر یا نقصان واقع ہوا ہو باوجودیکہ تمام اہل اسلام کی طرف سے عنایت صادقہ اور ضبط شدید ہوا ہو انتہی کلامہ اور بعد نقل کرنے اس قول کے محدث مذکور نے اگرچہ جواب دیا ہی کہ جس طرح دواعی حفظ زیادہ تھے اسی طرح دواعی تغیر و تحریف و نقصان کے بھی تو بہت زیادہ تھے اور عنایت اہل اسلام کی اُسکے ضبط و حفظ کو تو بعد تحریف کے ہوئی اور تحریف و نقصان تو وقت جمع و تالیف کے ہوا تھا اور اُسکا زمانہ قبل اُسکے ہی جن مین مسلمانون نے کوشش حفظ و ضبط کی کی فقط لیکن اس جواب کو اُنھون نے قوت نہین دی بلکہ اسطرح کہا ہی کہ یہان کہنے والے کو پہونچتا ہی کہ یون کہے اور فی الواقع یہ ایک طریقہ شبہہ کرنے کا ہی نہ انکار حقیقی اور پھر نقل اقوال اعلام سے قوت اسی کو دی ہی کہ جو قرآن ہی یہی اپنی اصل پر ہی اور شیخ حر نے اپنے رسالہ مین جسکا ذکر ہو چکا ہی لکھا ہی کہ جسنے تتبع اخبار کا اور تفحص تواریخ و آثار کا کیا ہی وہ بعلم یقینی جانتا ہی کہ قرآن کمال مرتبہ شہرت اور اعلاے درجہ تواتر مین تھا اور ہزارون اصحاب نبی نے اُسے حفظ کیا تھا اور نقل کرتے تھے اور پیغمبر خدا کے زمانے مین اُسکی جمع اور تالیف ہو چکی تھی انتہی ملخصا کلامہ اور جو اُنکے معاصر نے کہا ہی کہ بہت سی احادیث مین وارد ہوا ہی کہ جو کچھ اگلی اُمتون مین واقع ہوا ہی اُسی کے مانند تم مین بھی واقع ہوگا پس وہ اس سے زیادہ نہین کہ ایک عام حکم ہی اور کوئی عام نہین مگر یہ کہ وہ خاص کیا جاتا ہی پھر جب قرآن کا متواتر ہونا باجماع اہل اسلام ثابت ہو چکا تو ایسے روایات سے اُس اجماع مین قدح نہین ہو سکتا اور ساتھ اس بات کے بہت سی جگہ یہ عموم متخلف ہوا ہی اور ہر وجہ سے مشابہت کا ممنوع ہونا ظاہر ہی پس اس عام سے اُنکا احتجاج بے وجہ ہی حاصل یہ ہی کہ جو مصحف کہ موجود ہی اُسکے قرآن ہونے مین ساتھ سورون کے اور جملون کے کچھ شک نہین ہی اور اسی طرح قرأت ساتون قاریون کی جو مشہور ہی اُسکے بھی متواتر ہونے مین شبہہ نہین ہی بلکہ وہ بھی یقینی متواترات سے ہی البتہ اور تین قاری جو اُنکے سوا ہین کہ سب ملکر دس ہوتے ہین اُنکی قرأت ایسی متواتر نہین ہی اگرچہ اکثر اُنکے یہ کہتے ہین کہ ان تینون قاریون کی بھی قرأت ایسی ہی ہی سوا چند آدمیون کے ولیکن کلام اُنکی قرأت کے متواتر ہونے مین پس اسلیے ہی کہ یہ تواتر کتابون مین نہ بطریق روایات اور اخبار احاد کے نقل کیا گیا ہی جیسا کہ جناب سید محمد باقر رشتی نے کتاب مطالع الانوار مین کہا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ اتصال قاریون کی سند کا جناب رسالتمآب کے ساتھ ثابت نہین ہوتا بلکہ ظاہر یہ ہی کہ اختلاف اُنکا خود اُنکی طرف سے ہی کیونکہ

یہ سب اہل زبان تھے اپنی فہم کے موافق ہر ایک نے ایک قرارت اپنے لیے متعین کر لی اور اگر جیسا یہ کہتے ہین اُس طرح
سے اُنکی متصل حضرت تک ہوتی تو خلاف اُنکے درمیان مین نہ رہتا اور پھر کیونکر ایک دوسرے کی قرارت کے
صحیح ہونے مین قدح کرتا اور اسکے ساتھ راوی جو اُنکے ہین وہ بھی مجروح ہین لائق اعتماد کے نہین ہین اور اسکے سوا یہ ہی
کہ اکثر مقام پر اپنی قرارت کو اہلبیت علیہم السلام کی قرارت کے مقابل قرار دیتے ہین جیسا کہ سید نعمت اللہ جزایری نے
کہا ہی کہ کتابین قرارت و تفسیر کی اس مضمون سے بھری ہوئی ہین کہ حفص و عاصم نے یون پڑھا ہی اور علی بن ابیطالب اور
اہلبیت علیہم السلام نے یون پڑھا ہی بلکہ کبھی یہ بھی کہتے ہین کہ پیغمبر خدا اسے یون پڑھتے تھے جیسا کہ اختلاف قرارت غیر
المغضوب علیہم و لا الضالین مین ہی کتاب اصول کافی کے اواخر مین اپنی سند کے ذریعہ سے معلی ابن خنیس سے روایت کی ہی کہ
کہا اُسنے کہ مین خدمت مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی حاضر تھا اور ربیعۃ الرای کہ علماے اہلسنت سے تھا
میرے ہمراہ تھا پس مین نے قرآن کا ذکر کیا پس آنحضرت نے فرمایا کہ اگر ابن مسعود ہماری قرارت کے موافق نہین پڑھتا تو وہ
گمراہ ہی ربیعہ نے کہا کہ وہ گمراہ ہی حضرت نے فرمایا کہ ہان وہ گمراہ ہی پس تحقیق یہ ہی کہ وہ روایتین کہ جنکا تعنعن بطریق احاد ہی
اگرچہ اُنکے ساتھ جب تک اور ضمیمے خارج سے نہ ملین علم و یقین کو مفید نہین ہوتین مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ باوصف اسکے
کہ ایک خبر کی سند کا اتصال متواتر ہی اور نظم مستند بھی اُسے حاصل ہی لیکن باعتماد امر واضح اور خفت مشقت کے لیے
اخبار احاد پر اکتفا کرتے ہین اور وہ اتفاق و تواتر کو قدح نہین کرتا جیسا کہ اجازون مین اور معجزون مین ہمیشہ ایسا ہی
کیا جاتا ہی پس اس مقام پر عمدہ امر یہ ہی کہ تفحص و تتبع مخبرین کے حال کا کیا جاے کہ وہ کس کثرت سے ہین اور ہر طبقہ مین کسقدر
نقل کرنے والے تھے نہ یہ کہ خاص خاص مستند پر نظر کیجاے اور اسکے نظائر بہت ہین شیخ شہید ثانی سے منقول ہی کہ
بعض علماے محققین قرارت نے ایک مفرد کتاب ہمارے رجال مین واسطے ان قرارتون کے نقل کرنے والون کی کہ جو ہر طبقہ مین تھے
لکھی ہی کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حد تواتر سے وہ زیادہ ہین پس جناب سید رشتی کا یہ قول کہ موجودہ کی کتابون کی روایتین
یہی ہی کہ راوی اصل قاری سے دو قسم ہین پس جبکہ تواتر کا حال بہ نسبت قرارت سبعہ کے ایسا ہوا تو کیا گمان ہی بہ نسبت
تتمہ عشرہ کے یہ قول ناتمام ہی اور قاریون کے اختلاف کو اُنکے نفس کی طرف اسطرح منسوب کرنا کہ وہ اسکے محدث و مبدع
ہین یہ بھی خلاف تصریحات اکثر علماے فریقین کے ہی جو انھون نے قرارت سبعہ کے تواتر کو کہا ہی اور ہمارے علمانے اُسکے
قبول کرنے پر اتفاق و اعتماد کیا ہی چنانچہ مولانا طبرسی نے مجمع البیان مین کہا ہی کہ مذہب امامیہ سے ظاہر یہ بات ہی کہ
جو قرارت قاریون مین متداول ہی اُسکے جواز پر اجماع کیا ہی مگر یہ کہ جس قرارت کو قاریون نے جائز رکھا ہی اسے اختیار کیا ہی
اور تجدید قرارت مفردہ سے کراہت کرتے ہین اور خود بھی سید ممدوح نے فرمایا ہی کہ کوئی فائدہ نہین ہی کہ قرارت سبعہ کے
تواتر اور عدم تواتر مین تفحص کیا جاے جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ علما متفق ہین اس بات پر کہ جسکی قرارت کے موافق سات
قاریون مین سے چاہین پڑھین جائز ہی اور خلاف نہین ہی مگر تین قاریون کی قرارت مین جو ان سات کے سوا ہین اور ان

اجماع کا حمل کرنا تجویز پر بطور رخصت دینے کے یعنی یہ کہین کہ علماے امامیہ نے جو اجماع کیا ہی وہ اجماع اس بات پر ہی کہ
موافق ساتون قاریون کے قرات کے پڑھنا اسکے لیے بھی رخصت دی ہی جیسا کہ فاضل کاشانی کے کلام سے مستفاد ہوتا ہی
یہ بھی بعید ہی کیونکہ اکثر فقہا نے تصریح کی ہی ساتھ اس بات کے کہ سات قراتون سے عدول کرنا نہین چاہیے کہ وہ متواتر ہین
اور اور جو قراتین ہین وہ شاذ ہین اور اس مضمون کو خود فاضل کاشانی نے بحوالہ شہرت نقل کیا ہی اور اسی طرح قرات اہلبیت
علیہم السلام کی تخصیص کرنا ساتھ قرات اُبی کے جیسا کہ فاضل کاشانی نے موافق روایت معلی بن خنیس کے قال ابو عبد اللہ
اما نحن فنقرأ علی قراءة اُبیّ کہا ہی کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکی قرات موافق قرات اہلبیت علیہم السلام کے تھی والا وہ حضرات
کسی کا اتباع نہین فرماتے یہ بھی صحیح نہین کیونکہ یہ معارض ہی اس بات سے کہ بعض کلمات مین آنحضرت سے بھی اختلاف
مروی ہی اور بعض مقامات مین دونون قراتون کو اچھا کہا ہی بلکہ اُنسے وارد ہوا ہی کہ کل اُسکا جسمین قاریون نے اختلاف
کیا ہی اسکے موافق پڑھنا قرآن کا جائز ہی جیسا کہ مجمع البیان مین اُسے ذکر کیا ہی اور ہر قاری کا قرات کو اپنی فہم کے موافق
قرار دینا اسطرح ہو سکتا ہی کہ یہ از راہ ترجیح و اولویت ہو نہ یہ کہ ایک دوسرے کا ابطال قرات کرے اور اگر ایسا ہوتا تو تواتر و
اجماع کا ادعا اُن سب کی تصحیح پر نہو سکتا اور اہلبیت علیہم السلام کی قرات واجب الاتباع ہی اگر یقین ہو جاے کہ یہ اُنکی
قرات ہی اور اُسکا مخالف یقینی گمراہ ہی لیکن جو کچھ بذریعہ اخبار احاد کے روایت کیا گیا ہو اُسپر یقین نہین ہو سکتا اور اُس سے
متواتر و اجماعی کا معارضہ نہین ہو سکتا کیونکہ اجماع محقق بھی مثل متواتر علم کو مفید ہی اب یہ امر باقی رہا کہ کوئی کہے کہ موافق
روایت علی بن ابراہیم کے جو جناب ابی عبد اللہ سے اپنی تفسیر مین نقل کی ہی کہ محصل اُسکا یہ ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی بہ تحقیق کہ قرآن میری خوابگاہ کے نیچے صحیفون مین اور حریرین اور
کاغذون مین ہی اُسے لو اور جمع کرو اور ضائع نہ کرو اُسے جیسا کہ یہود نے توریت کو ضائع کیا پس حضرت اُس حکم کی تعمیل مین
مشغول ہوے اور جمع کیا اُسے پارچہ زرد مین بعد اسکے اپنے گھر مین اُسپر مہر کی اور کہا کہ چادر نہ اوڑھونگا جب تک اُسے جمع
نہ کرلون اور جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک حضرت اُسے جمع نہین فرما چکے تو جو کوئی زیارت و ملازمت کو
حاضر ہوتا تھا اُسکی ملاقات کے لیے بے اسکے کہ چادر دوش مبارک پر ڈالین باہر تشریف لاتے تھے فقط اسی طرح روایت سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس قرآن کو جو حضرت نے جمع فرمایا تھا اہل خلاف نے نہ لیا اور وہ آنحضرت پاس اور اُنکی اولاد طاہرین
پاس محفوظ و مصئون اور اُنکی نظر سے باقی رہا پس اگر وہ قرآن اور یہ قرآن جمیع وجوہ سے موافق ہوتا تو چھپانا اُسکا بیکار تھا اور
اگر وہ مخالف اُسکے تھا تو تغیر کا واقع ہونا اس قرآن مین ثابت ہوا پھر تمھارا دعوی جو اس قرآن کی نسبت صحت و تواتر
کا ہی کیونکر صحیح ہو گا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ قطع نظر اس خبر کے تواتر و عدم تواتر کے پہلے ہم یہ کب یقین کرتے ہین کہ جو اب
قرآن سب کے ہاتھ مین ہی وہ وہی قرآن تمام ہی بلکہ نقصان فی الجملہ کا قرآن مین واقع ہونا بسبب اسکے کہ اقوال مین اختلاف ہی
اور بہت سی روائتین جو متواتر المعنی یا قریب متواتر ہون اُسپر دلالت کرتی ہین خالی رجحان سے نہین ہی لیکن ہمارے مطلب سے

منافی نہین ہی کیونکہ نقصان فی الجملہ سے اسکا قرآن ہونا مختل نہین ہوسکتا یہ جو کچھ ہی وہ کتاب اللہ ہی دوسرے یہ کہ قرآن
کئی بار جمع ہوا ایکبار زمان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ مین جمع ہوا اور یہ کلام مخالف وموالف سے دونون سے
سمجھا جاتا ہی چنانچہ سیوطی نے کتاب تحبیر فی علم التفسیر مین لکھا ہی کہ بخاری نے قتادہ سے روایت کی ہی کہ پوچھا مین نے
انس بن مالک سے کہ کس کس نے عہد پیغمبر خدا مین قرآن کو جمع کیا تھا اُسنے کہا کہ چار شخص نے کہ وہ سب انصار سے تھے
اُبی بن کعب اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور ابوزید اور دوسری روایت سے اُسنے نقل کی ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا
کہ قرآن کو چار شخصون سے لو عبد اللہ بن مسعود اور سالم اور معاذ اور اُبی بن کعب سے اور دوسری روایت مین ثابت سے
کہ اُسنے انس سے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا نے وفات پائی اور قرآن کو جمع نہین کیا تھا مگر چار شخصون نے ابوالدردا اور
معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور ابوزید نے بعد اسکے کہا ہی کہ انس کے قول سے تمسک ڈھونڈھا ہی بعض ملاحدہ نے
حالانکہ مستمسک اُسمین اُنکے لیے نہین ہی کیونکہ انس کا حصر چار شخصون مین اپنے علم کے موافق تھا نہ بحسب واقع کے اور
اگر یہ بھی تسلیم کرین کہ چار ہی شخصون نے جمع کیا تھا اکثر نے نہین جمع کیا تو اُس سے یہ تو لازم نہین آتا کہ اگر پارہ پارہ کرکے
جماعت نے حفظ کیا ہو تو وہ بھی منفی ہو جائے اور یہ شرط تواتر کی نہین ہی کہ ہر فرد سب حفظ کرے بلکہ جب سب نے
کل کو حفظ کیا اگرچہ پارہ پارہ کرکے ہو جب بھی تو سب کا حفظ کرنا متواتر ہوا اور قرطبی سے نقل کیا ہی کہ روز یمامہ ستر آدمی
قرار قرآن سے مارا گیا اور اتنے ہی قرار قرآن بیر معونہ کے دن مارے گئے اب چار آدمیون مین کیونکر حصر قرار ہوسکتا ہی
اسکے سوا نہین ہی کہ انس نے جو چار شخصون کی تخصیص کی پائی اسکا سبب یہ ہی کہ انہین تعلق قرآن مجید کے ساتھ زیادہ تھا
یا انس کے ذہن مین وہی حاضر تھے اور قاضی باقلانی نے ملاحدہ کا جواب جو اُس روایت سے انھون نے کہا ہی آٹھ
طرح پر دیا ہی جو دیکھنا چاہے وہ کتاب تحبیر مین رجوع کرے فقط دوسری بار وہ قرآن کا جمع کرنا جو وصی برحق نے
بحکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع فرمایا کہ پیشتر روایت مذکور ہوئی تیسرے وہ قرآن کا جمع ہونا جو بعد
خلفائے ثلثہ جمع کیا گیا چنانچہ بعض اس جمع کی نسبت خلیفہ اول کی طرف اور بعضے خلیفہ ثانی کی طرف اور بعض
خلیفہ ثالث کی طرف کرتے ہین ولیکن انحصار جمع قرآن کا زمان خلیفہ ثالث مین تو کسی طرح نہین ہوسکتا کیونکہ اگر ایسا ہو
تو یہ کیونکر اور قرآن ہاے سابقہ کو جلاتے اور تلف کرتے اور اس فعل کی نسبت اُنکی طرف ایسی ہی کہ اُسے علماے حضرات
اہلسنت بھی تسلیم کرتے ہین جیسا کہ بیان سابق سے واضح ہوچکا ہی پھر وہ کیسے قرآن تھے جو جلائے گئے اور انہین
انحصار جمع قرآن کا کیونکر صحیح ہوسکتا ہی بلکہ کہتے ہین کہ جب مسیلمہ کذاب کی لڑائی مین بارہ ہزار صحابہ کہ جو حافظ قرآن تھے
مارے گئے تو ایک جماعت نے اجتماع اس امر پر کیا کہ خلیفہ ثالث قرآن کو جمع کرین پس حسب تحریک اُنکے انھون نے
جمع کیا اور فاضل سیوطی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہی کہ مقتل یمامہ مین ستر آدمی حافظ قرآن مارے گئے تو
موافق تحریک خلیفہ ثانی کے خلیفہ اول نے قرآن جمع کیا اور شیخ حر محدث علیہ الرحمہ نے رسالہ اثبات تواتر قرآن مین کہا ہی

کہ روایات منقولہ اہلسنت کے طریقے پر خصوص جمع قرآن مین متہافت اور مختلف ہین بعضے اسپر دلالت کرتے ہین کہ قرآن
مجید عہد پیغمبر خدا سے محفوظ و مصئون تھا اور بعض سے معلوم ہوتا ہی کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے قرآن کو جمع کیا اور
وہ یہی ہی جو سب کے پاس موجود ہی اور بعض کی دلالت اسپر ہی کہ ابوبکر نے جمع کیا تھا اور بعض اسپر دلالت کرتے ہین کہ
عمر ابن خطاب نے جمع کیا تھا اور بعض سے واضح ہی کہ عثمان نے جمع کیا تھا اور بعض مین ہی کہ قرآن مکرر جمع ہوا اور جسنے کہ
جمع کیا نقل نہین کیا مگر پیغمبر خدا سے پس وہ منافی تواتر کے نہین ہوتا ساتھ اسکے کہ روایات عامہ محل اعتماد نہین ہین اور
اُس تواتر متواتر مین کہ جو دل کی طرف رجوع کرنے سے اور جو اخبار کہ اسوقت مشہور ہین اُنکی رو سے معلوم ہی قادح نہین ہو سکتین
اور خلفا کا اعتماد کرنا بعض کی روایت پر دلالت نہین کرتا اس بات پر کہ اُسکا علم اُن گواہون مین منحصر تھا کیونکہ اُنکا اپنے جہل سے
اکتفا کرنا اُن گواہون پر اُسکی منافی نہین ہی کہ اور بھی اُن گواہون کے سوا علم قرآن رکھتے تھے حالانکہ مفسر تفسیر کبیر نے کہا ہی
کہ جو کچھ خلیفہ ثانی کے قرآن جمع کرنے کی کیفیت لکھی ہی کہ گواہون کو طلب کرتے تھے پھر اگر عادل گواہون نے گواہی دی
تو اُسے قبول کرتے تھے یہ کذب صریح ہی بلکہ پیغمبر خدا نے بنفس نفیس اپنے خود قرآن کو جمع کیا تھا اور اِن مصاحف مین اختلاف
کئی وجہون سے محتمل ہی جیسا کہ اشارہ اُسکی طرف روایات السبعۃ احرف وغیرہ سے گذرا ساتھ اسکے کہ آیات و سورون کی
جمع اصحاب نے اپنی اجتہاد سے کی ہی ابن فارس نے کہا ہی کہ قرآن کی جمع دو طرح ہوئی ہی ایک سورون کی تالیف اُسکے
متولی اصحاب ہوے ہین دوسرے آیات کا سورون مین جمع کرنا پس یہ توقیفی ہین پیغمبر خدا خود اسکے متولی ہوے ہین
موافق اُسکے جو جبرئیل نے بحکم خدا پہونچایا اور سیوطی نے کہا ہی کہ اِس بات پر دلیل اختلاف مصاحف کا ہی سورون کی ترتیب مین
پس بعضون نے اُسے موافق نزول کے ترتیب کے جمع کیا اور وہ علی ابن ابیطالب کا مصحف تھا کہ اول اُسکا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ تھا
اور بعد اُسکے مدثر اور بعد اُسکے مزمل بعد اُسکے تبت بعد اُسکے تکویر اور اسی طرح اور مصحف ابن مسعود مین پہلے سورہ
بقر تھا اور بعد اُسکے سورہ نسا تھا اور اسی طرح اور چونکہ اہم مقصود تواتر آیات کا ہی کہ جو موجود ہین اور مدلول اُن روایات کا
جو مذکور ہوئین اور سوا اُسکے جو اور روایات کہ اُنسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تغیر واقع ہین ہوا ہی اُن سب کا مدلول یہ ہی کہ یا تغیر
اِسطرح ہوا ہی کہ تبدیل ایک لفظ کی دوسرے کے ساتھ ہوئی ہی اِسطرح کہ وہ دوسرا لفظ بھی لغات سبعہ احرف مین تھا
جو قرآن سے خارج نہین ہی جیسا کہ سیوطی نے ابی عبید اور ثعلب اور زہری سے حکایت کی ہی کہ مراد سبع لغات مین یا بعض
الفاظ کا اِسقاط ہی یا اختلال ترتیب مین ہی اور ہر چند کہ اہلسنت ترتیب آیات کو توقیفی جانتے ہین اور پیغمبر خدا کی طرف منسوب
کرتے ہین لیکن بعض روایات اُنکی اِسکے خلاف پر دلالت کرتی ہین سیوطی نے کتاب تحبیر مین کہا ہی نعم يُشْكِلُ عَلَىٰ ذٰلِكَ
مَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَصَاحِفِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ کہا ہی اُسنے کہ حارث بن خزیمہ دو آیت آخر سورہ برات کے
لایا پس کہا اُسنے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے اِن دونون کو پیغمبر خدا سے سنا ہی بعد اُسکے خلیفہ ثانی نے کہا کہ مین گواہی
دیتا ہون کہ مین نے اِن دونون آیتون کو سنا ہی اور پھر کہا کہ اگر یہ تین آیتین ہوتین تو مین علیحدہ اُس سے ایک مستقل سورہ

قرار دیتا پس اب جو سورہ آخر قرآن مین ہو اُسکے آخر مین اِن آیتون کو ملا دو اور ابن حجر نے کہا ہی کہ اس روایت سے
ظاہر ہوتا ہی کہ اصحاب آیات کو سورون کی اپنے اجتہاد سے تالیف کرتے ہین اور سب اخبار اسپر دلالت کرتے ہین کہ اُنھون نے
یہ تالیف باجتہاد خود نہین کی بلکہ موافق توقیف کے ہی اور فاضل سیوطی نے کہا ہی کہ اس روایت سے روایت ابن ابی
داؤد کی جو طریقہ ابی عالیہ سے ابی بن کعب سے مروی ہی معارضہ کرتے ہین کیونکہ اُسمین یہ ہی کہ اصحاب قرآن کو جمع کرتے تھے
جب آیہ تک پہونچے جو سورہ برات مین ہی ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ تو اُنھون نے گمان کیا
کہ یہ آخر نازل ہی پس ابی نے کہا کہ بہ تحقیق پیغمبر خدا نے مجھے اُسکے بعد اور دو آیتین پڑھائین تھین لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
آخر السورۃ تو انتہی کلامہ اور جملہ اِس اختلاف سے کہ جو جمع قرآن مین واقع ہوا یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی آیت آیات قرآنی سے
کلام خدا نہین ہی اور جب یہ نہوا تو جو کچھ ہوا وہ ہو لیکن یہ سب کلام خدا ہی اور عمدہ دلیل اُن دلائل سے جنسے یہ ثابت ہوتا ہی
کہ قرآن مین زیادتی نہین ہوئی یہ ہی کہ آیات اور سورے قرآن کی فصاحت و بلاغت مین ہر کلام سے ممتاز ہین اور
بلند ترین مرتبہ فصاحت کو پہونچے ہوے ہین کہ ماہران فنون عربیت اور علماے ادب اور جو کہ صاحبان فہم و سلیقہ لغت
عرب ہین وہ یقینی جانتے ہین کہ ایسا کلام قوت بشری سے باہر ہی پھر اگر کوئی اور کلام اُس سے ملتا تو جو نظم و نسق اور سلوب
مرغوب اُسکا ہی بالضرور اُسمین خلل واقع ہوتا اور وہ فقرہ ملایا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے انسان کے پہلو مین ایک
پتھر رکھا ہوا ہی اور وجدان و ذوق سلیم گواہی اسکے خلاف کی دیتا ہی ساتھ اس بات کے کہ اُسکا معجز نازل ہونا اور
اُسوقت تک معجز ہونا متواتر ہی پھر کیونکر یہ خیال ہوسکتا ہی کہ اُسمین تغیر واقع ہوا ہان اگر کوئی خصوصیات جزئیہ مین مثل
بعض عبارات و تراکیب کے کچھ کہے تو یہ کہنا قادح نہین کیونکہ ہم کہتے ہین کہ اُسکا کل معجز ہی نہ یہ کہ ایک ایک فقرہ

فتذکر مقام ثانی بیان وجوہ اعجاز قرآن مین جان تو کہ قرآن شریف ایک کلام ہی کہ جسکی تالیف خدا کی طرف سے
واقع ہوئی ہی اور مرکب ہی الفاظ سے اور حروف سے اور وہ نقوش جو اُسپر دلالت کرتے ہین اُنکا نام بھی قرآن ہی جیسا کہ
دلالت کرنے والے کو مدلول کے نام سے مسمی کرتے ہین اور اسی طرح حق تعالی نے فرمایا ہی بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ
اور یہ نام علم جنس کا ہی نہ علم شخصی اور اُسکی تالیف بروجہ اعجاز واقع ہوئی ہی اور وہ خدا کی طرف سے پیغمبر خدا کی طرف نازل ہوا ہی
اور متعدد روایات سے مفہوم ہوتا ہی کہ سب قرآن ایک مرتبہ لوح محفوظ سے بیت المعمور کی طرف ماہ مبارک رمضان مین
شب قدر کو نازل ہوا اور وہان سے تئیس برس کی مدت مین بتدریج جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ پر نازل ہوا اور جناب
سید سند نے فرمایا ہی کہ بعض افاضل نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے موافق کہا ہی کہ علم قرآن کا ایکبار حضرت کو عطا فرمایا اور
اسی لیے حق تعالی فرماتا ہی وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ اور اِس آیت سے اِس معنی کا ارادہ کرنا محل تامل ہی
اور اسی جہت سے صاحب مجمع البحرین نے اس آیت کے معنی مین کہا ہی ای یَنْتَهِی إِلَيْكَ بَيَانُهُ اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ اِس آیت مین دو وجہ اور بھی سوا اُسکے جو صدوق علیہ الرحمہ نے کہا ہی اور اُسپر ایک حدیث شاذ کے موافق تکیہ کیا ہی

مقام ثانی بیان وجوہ اعجاز قرآن مین

اول اُن دونون وجہون نہی ہی اِس سے کہ تاویل قرآن کی طرف جلدی نہ کر قبل اسکے کہ وحی اُسکے ساتھ نازل ہووے
دوسرے یہ کہ جبرئیل قرآن کی وحی لاتے تھے تو وہ حضرت اُنکے ساتھ حرف بحرف تلاوت کرتے تھے پس حق تعالی نے نہی
اِس بات سے فرمائی اور مامور کیا آنحضرت کو وحی فرمانے کو کان رکھکر تا اختتام اور انفراغ اسکے سُنین اور جب وحی تمام ہوجاے
اُسکے ساتھ تو اُسکی تلاوت اور نطق فرماوین اور یہی دونون احتمال تفسیر بیضاوی سے بھی ظاہر ہوتے ہین اور احتمال اخیر کو مؤید
وہ ہی جو علی ابن ابراہیم علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہی جسکا محصل یہ ہی کہ پیغمبر خدا کا حال یہ تھا کہ جب وحی نازل ہوتی تھی
حضرت پر تو قبل تمامی نزول آیت کے اُسکے پڑھنے کی طرف سبقت فرماتے تھے اور اسی کے مطابق حضرات اہل سُنت کی
تفسیرون مین بھی روایات مقاتل اور سدی اور عطا اور ابن عباس سے منقول ہی لیکن تعلیل اُنکے یہان یہ ہی کہ یہ امر حضرت
اس جہت سے کرتے تھے کہ تا بھول نہ جاؤن اور واقع مین یہ ہی کہ یہ بنا بر اُنکے مذہب کے ہی جو نسیان کو نبی پر جائز رکھتے ہین
نہ ہمارے موافق کیونکہ ہم تجویز نہین کرتے کہ نبی کو سہو و نسیان عارض ہوتا ہی بلکہ ہمارے نزدیک دور نہین ہی کہ اسکا سبب
محض زیادتی اشتیاق کے تلقی وحی ربانی کے ساتھ باعث اسپر ہوتا ہوا اور وجہ اول کا مؤید یہ ہی کہ جو حق تعالی نے فرمایا ہی و
وَقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اور فاضل فخر رازی نے کہا ہی کہ سبب ممانعت یہ ہوا کہ واجب ہی کہ معنی کلام مین اتنا توقف کرے
کہ متکلم کلام سے فارغ ہوجاے کیونکہ جائز ہی کہ بعد اسکے کوئی استثنا یا شرط یا سوا اسکے اور کچھ حاصل ہو انتھی کلامہ
لیکن یہ اسناد مبادرت تاویل کے قبل فراغ کے جسکے نقص کو فاضل مذکور نے کیا ہی اور اسکا ادب بیان کیا ہی آنحضرت کی طرف
شایان نہین ہی اور اسی آیت کے معنی مین ایک اور قول بھی ذکر کیا ہی اور اُسے بعید جانا ہی اور وہ یہ ہی کہ اہل مکہ اور پیشوایان
بنی نجران نے جب کہا کہ اے محمد خبر دو ہمین اس سے اور اسے اور ہمنے تمھارے لیے جواب دینے کو تین دن کی مہلت دی
پس حضرت پر وحی کے نازل ہونے مین دیر ہوئی پس حضرت نے اس بارے مین عجلت فرمائی تو حق تعالی نے نازل فرمایا
اس آیت کو اے وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اِلٰی اِسْرَافِیْلَ وَمِنْهُ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ وَمِنْهُ اِلَیْكَ
فقط اور ظاہر مین یہ وجہ بہ نسبت اور معانی کے لفظ و معنی کی راہ سے قریب الفہم ہی لیکن قرب لفظی پس اس وجہ سے کہ لَا تَعْجَلْ
بِالْقُرْاٰنِ اس صورت مین حقیقت کی طرف قریب تر ہی بہ نسبت اسکے حمل کرنے کے اس عجلت پر جو تاویل مین یا معنی آیت مین
یا مثل اسکے فرض کیجاے اور لیکن قرب معنوی پس اس جہت سے کہ حق تعالی مصالح تاخیر کو سب سے زیادہ پہچانتا ہی پس
بندگان خاص کو اسمین اقتراح زیبا نہین ہی هٰذَا مَا اَفَادَهٗ اَعْلَی اللّٰهُ مَقَامَهٗ لیکن راقم رسالہ کہتا ہی کہ اگرچہ یہ معنی لفظا اور
معنی اقرب ہین لیکن تعلیم یافتگان مدرسہ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ کے شایان یہ بھی نہین ہی کہ باوجود ابطاء نزول وحی جو بعد سوال
اور مہلت دے کفار عمل مین آئی اقدام عجلت پر کرین لیکن سبب اسکا جو اوپر مذکور ہوا کہ محض زیادتی اشتیاق تلقی وحی ربانی کا
سبب اسکا ہوتا تھا البتہ قوی ہی وَاللّٰهُ یَعْلَمُ بالجملہ اب یہ بات کہ قرآن معجزہ ہی پس اسپر دلیل یہ ہی کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے تحدی فصحا اور بلغاے عرب سے بعد نزول اسکے فرمائی یعنی فرمایا کہ اگر کسی کو تم مین سے یہ شبہہ ہو کہ یہ کلام خدا نہین ہی

تو اسکے مثل کلام لاؤ اور باوجود اسکے کہ اسوقت کثرت انکی بہت تھی اور فصاحت و بلاغت شائع تھی لیکن سب معارضہ قرآن سے
عاجز آئے اور کوئی جواب نہ لاسکا اور لڑائی اور مقاتلہ کو اسکے بعد اختیار کیا جیسا کہ حق تعالیٰ انکے عاجز آنے سے خبر دیتا ہی
جہان کہیں کہ فرماتا ہی وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اور پھر فرماتا ہی دوسرے آیہ مین کہ فَاْتُوْا
بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ اور دوسری آیت مین فرماتا ہی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ
وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا یعنی اگر تمکو شک ہی اس مین جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہی پس لاؤ ایک سورہ مثل
اس قرآن کے اور یہ سب عاجز ہوگئے اور کسی سے نہوسکا کہ ایک چھوٹے سورہ کے برابر جو چار آیت سے زیادہ پر مشتمل
نہین ہی لاسکین اور ہر چند کہ حق تعالیٰ نے مبالغہ اس مثل کے لانے کے لیے فرمایا اور کہا کہ اگر سب انسان و جن جہان
جمع ہون اسطرح کہ ایک دوسرے کی معاونت کرے ہین کہ اسکا مثل لاسکین تو قدرت نہین ہی کہ اسکا مثل لائین بلکہ باوجو
اسکے بھی معارضہ نکرسکے اور اگر قادر ہوتے معارضہ پر تو ضرور معارضہ کرتے لیکن اگر کوئی اس جگہ پر یہ کہے کہ محتمل ہی کہ باوصف
قدرت معارضہ قلت التفات کے باعث سے یا بسبب انکی مہمات عظیمہ کے ساتھ مشغول ہونے کے درپے معارضہ کے
نہوے یا معارضہ کیا ہو لیکن اسکی خبر ہمین نہین معلوم ہوئی تو اسکا جواب ہم یہ دینگے کہ یہ احتمال کسی کام کا نہین ہی کیونکہ
جب کوئی معارضہ طلب کرتا ہی تو اسوقت طبیعت بشری جو مخلوق اسی صفت پر ہی کہ ایسے وقت مین ہمت کو صرف کرتے ہین
اور جو اسکے ماہر ہین انکی حمیت کا یہ مقتضی ہی کہ اسمین بہت اہتمام کرتے ہین اور دفع خصم کو کیسی ہی وجہ ضعف کیون نہو
بڑی بات جانتے ہین اور اسکے ذریعہ سے دفع کرتے ہین نہ یہ کہ تھوڑی وجہ سے دفع خصم ممکن و سہل ہو اور اسے چھوڑین
اور متوجہ نہون یہ تو کسی عقلمند کا کام نہین ہی اور قرآن کے مثل کا نہ لاسکنا یہ دلیل عجز کی ہی اور یہ احتمال کہ معارضہ ہوا ہو
لیکن نقل نہوا باوصف اسکے کہ نقل کرنے کے اسباب بہت تھے اور اگر ایسی بات ہوئی ہوتی تو جب قدر منکرین نبوت کی
جماعت کثیر تھی وہ سب کسی طرح اس خبر کو مشہور و منتشر کرتے پس ایسے احتمال کے بیان کی طرف کان رکھنا عاقل کو جائز
نہین ہی اور چونکہ اسوقت جو زمانہ طلب معارضہ کا تھا فصاحت و بلاغت قوم عرب مین بہت شائع تھی اسلیے حجت
انپر تمام تر ہوئی اور اسی جگہ سے یہ بات ہی کہ جس زمانے مین جو پیغمبر مبعوث ہوا غالب معجزہ اسکا جنس سے اس فن کے
ہوا ہی کہ جو اسوقت مین زیادہ شائع تھا تاکہ بسبب اسکے حجت انپر تمامتر اور لازمتر ہو ثقۃ الاسلام نے کلینی مین ابو یعقوب
بغدادی سے روایت کی ہی کہ ابن سکیت نے حضرت امام موسی کاظم سے پوچھا کہ کیا سبب ہی کہ حق تعالیٰ نے معجزہ کو
حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور جناب پیغمبر خدا احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ کے مختلف فرمایا حضرت نے فرمایا کہ جب
موسیٰ مبعوث ہوے اس زمانے مین سحر انکی امت مین شائع تھا پس حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے وہ چیز عنایت فرمائی
کہ مثل اسکا انکی طاقت سے باہر تھا اور انکے سحر و جادو کو باطل کرتا تھا تاکہ حجت انپر ثابت ہو جائے اور جب حضرت عیسیٰ کو
بھیجا وہ ایسا وقت تھا کہ کہنہ بیماریان زیادہ تھین اور لوگ طب کی طرف بہت محتاج ہوتے تھے پس انھین وہ چیز خود بخشی

کہ مثل اسکے اُسوقت کے طبیبان حاذق وکامل سے نہوسکتی تھی پس انھون نے مُردون کو زندہ کیا اور اندھے مادر زاد کی
آنکھین روشن کین اور مبروص کو بحکم خداوند عالم اچھا کیا اور اس سبب سے حجت اُنپر تمام ہوئی اور بدرستیکہ بھیجا محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ کو ایسے وقت مین کہ جب اہل عصر حضرت کے غالب خطبے اور شعار اور کلام تھا کہ اسے وہ اپنا افتخار جانتے تھے پس
حق تعالیٰ نے آنحضرت کو قسم مواعظ ونصائح واحکام سے ایسی چیز عطا فرمائی کہ جسنے اُنکے قول کو باطل کیا اور حجت کو اُنپر
تمام کیا جناب اخوند صاحب نے اِس حدیث کے مضمون کو نقل کرنے کے بعد کہا ہی کہ جس زمانے مین کہ پیغمبر خدا مبعوث ہوے
عرب مین مدار کار فصاحت وبلاغت کے فن پر تھا اور اشعار اور سخنان فصیح وبلیغ لاتے تھے اور خانہ کعبہ پر لٹکاتے تھے
اور اُسپر فخر کرتے تھے اُسوقت حضرت قرآن مجید کو لاے اور فرمایا کہ اگر میرے پیغمبر ہونے مین شک رکھتے ہو مثل اس قرآن کے
لاؤ لیکن کسی کو قدرت نہوئی حالانکہ یہ سب متوجہ ہوے اور اتفاق باہم اِس بات پر کیا کہ مثل اُسکے لائین لیکن مثل چھوٹے
سورہ کے بھی نہ لاسکے حالانکہ بڑی حرص اور آرزو اس بات کی رکھتے تھے کہ حضرت کی تکذیب جسطرح ممکن ہو کرین اور
کیسی کیسی بڑی بڑی لڑائیان لڑے کہ جسمین ہزارہا آدمی مارے گئے اور قید ہوے لیکن جو اُنسے معارضہ طلب کیا گیا تھا
وہ نہ لاسکے اور اگر قادر ہوتے تو یقینی یہ امر ہی کہ ضرور لاتے حالانکہ بہت سے علما اور فصحا اور عقلا عرب مین اور اہل کتاب مین
اُسوقت تھے اور اب تک بھی ہین اور ہر عصر مین دشمن حضرت کے بہ نسبت دوستون کے زیادہ رہے ہین لیکن کبھی مثل
قرآن کے نہ لاسکے اور نہ لاسکتے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ جنس فعل بشر سے نہین ہی بلکہ خالق عالم کا فعل ہی اور اگر حضرت پیغمبر
نہوتے تو حق تعالیٰ ایسی بات کو اُنکی زبان پر جاری نہ کرتا والا برانگیختہ کرنا خلق کا کذب ودروغ واضلال سے اور بہت
انواع کی قباحتین لازم آتین اور وہ قبیح ہی اور حق تعالیٰ سے قبیح کا صادر ہونا محال ہی انتہی کلامہ اور وجہ اعجاز قرآن مین
اختلاف علماے اسلام مین ہی چنانچہ محقق نے تجرید مین فرمایا ہی کہ اعجاز قرآن کو تین طرح کہتے ہین ایک یہ کہ بسبب فصاحت کے
معجز ہی دوسرے یہ کہ اسلوب وفصاحت دونون طرح سے معجز ہی تیسرے یہ کہ بسبب صرفہ کے معجز ہی اور معنی اُسکے یہ ہین کہ
حق تعالیٰ نے اُن اشخاص کی ہمتون کو جنسے معارضہ طلب کیا گیا تھا باوصف اسکے کہ وہ صاحب قدرت تھے لیکن
حق تعالیٰ نے انھین اِس ارادے کی طرف متوجہ ہونے سے اور مثل قرآن کے لانے سے باز رکھا اور فرمایا ہی کہ یہ سب وجوہ
محتمل ہین اور اُسکی شرح مین قوشجی نے کہا ہی کہ جمہور علما کا یہ مسلک ہی کہ قرآن معجز ہی بواسطہ اُسکے اعلاے طبقہ فصاحت اور اقصی
مرتبہ بلاغت مین ہونے کی اِس وجہ سے کہ فصحاے عرب نے اُسے پہچانا ہی اپنے سلیقہ سے اور ممارست سے علماے
عربیت کے فن معانی وبیان مین اور علم بدیع اور انواع قواعد نحو سے یقین کیا ہی کہ اگر تمام علماے دنیا متفق ہوجائین
جب بھی اُسکے معارضہ پر قادر نہوسکینگے اور مراد مصنف کی فصاحت سے اُسکے وہ معنی ہین جو فصاحت اصطلاحی اور
معنی بلاغت کو عام ہون اور فصاحت کا اطلاق اِس معنی پر شائع ہی اور بعض معتزلہ کہتے ہین کہ اعجاز قرآن کا بجہت
اُسکے اسلوب غریب اور نظم عجیب کے ہی کہ اہل ادب اور عرب کا کلام جو اشعار اور رسائل اور خطب مین ہی وہ ہرگز اُسے

نہین پہونچتا قاضی باقلانی اور امام بحرین نے کہا ہی کہ اعجاز کی وجہ اجتماع دونون وصفون کا ہی اور ہر واحد اعجاز مین
تنہا کافی نہین ہی اور یہ اس شبہہ سے کہا ہی کہ بعض نے ادعا کیا ہی کہ اعظم بلغا کا کلام جو اشعار و خطب مین ہی وہ بھی فصاحت
قرآن سے ظاہر مین قریب معلوم ہوتا ہی پھر کسطرح توہم معارضہ کا دروازہ بند ہوا اور بعض نے ادعا کیا ہی کہ بعض کلام
رکیک کا نظم مشابہ کلام الہی سے ہی مثل مسیلمہ کذاب کے ترہات کے علیہ اللعنۃ والعذاب جو اُسنے کہا ہی اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ
وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْفِیْلُ لَہٗ ذَنَبٌ وَبِیْلٌ وَخُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ ولیکن واضح ہو کہ یہ سب اوہام فاسدہ اور وساوس کاسدہ ہین
اَیْنَ الثُّرَیَّا مِنَ الثَّرٰی وَاَیْنَ النَّعَامَۃُ مِنَ الْکُرٰی اور یہ بات جسے ذوق فصاحت ہی اور اہل براعت کے کلام سے انس ہی
اُسپر پوشیدہ نہین ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اور نظام اور اکثر فرقہ معتزلہ سے اور سید مرتضی علم الہدی اعجاز
قرآن کو صرفہ کی جہت سے قرار دیتے ہین اور صرفہ کے معنی اوپر مذکور ہو چکے ہین اور صرفہ تین طرح ممکن ہی ایک یہ کہ
حق تعالی نے جسوقت معارضین نے قصد معارضہ کیا ہو اُسوقت اُنسے قدرت معارضہ کو سلب کیا ہو یا داعی اور
معارضہ کے ارادے کو سلب فرمایا ہو یا اُن علوم کو سلب کیا ہو جو موقوف علیہ معارضہ کے ہین جیسا کہ جناب
سید مرتضی کی تجویز ہی اور یہ اگرچہ اثبات اعجاز کو کافی ہی لیکن وجدان سلیم اسکے خلاف کا حاکم ہی اور سلب داعی اور ارادہ کا
قول بھی رکیک ہی پس پہلا متعین ہوگا پس وجہ اول مستقل اعجاز کے لیے ہی اور وہی عمدہ وجہ ہی اگرچہ اور بھی وجوہ ہین
جناب اخوند صاحب نے حق الیقین مین دو قول کو نقل کر کے چند وجہین اپنی تحقیق کے موافق لکھی ہین ملخص اس کلام کا
یہ ہی کہ وجہ اعجاز قرآن مین اختلاف ہی کہ آیا وہ بسبب اسکے کہ کمال مرتبہ فصاحت و بلاغت مین ہی اس سے معجز ہی یا اس
جہت سے کہ معارضین وقت طلب معارضہ جب ارادہ کرتے تھے کہ معارضہ کرین تو حق تعالی اُنکے دلون کو ذہنون کو
اس ارادے سے پھیر دیتا تھا یہان تک کہ وہ اس امر پر قادر نہو سکتے تھے کہ مثل اُسکا لا سکین اور اگرچہ اعجاز دونون جہتون سے
حاصل ہو سکتا ہی لیکن حق یہ ہی کہ اعجاز کئی وجہون سے تھا پہلے یہ کہ اُسکی فصاحت و بلاغت ایسی ہی کہ ہر کوئی عرب سے
قرآن کو سنتا ہی تو امتیاز اُسکا اور کلامون سے سمجھتا ہی اور جو فقرہ اُسکا کسی کلام فصیح کے بیچ مین واقع ہوتا ہی مثل یاقوت
رمانی و لعل بدخشانی کے چمکتا ہی اور سب فصحاے عدنان اور بلغاے قحطان نے کہ فصاحت اُنکی اعلی درجہ کی تھی اسکی فصاحت
و بلاغت کا یقین کیا تھا اور روایت کی ہی کہ جو کوئی کچھ کلام فصیح و بلیغ یا شعر فصیح کہتا تھا مفاخرت کے لیے خانہ کعبہ پر
لا کر لٹکاتا تھا جب یہ آیہ نازل ہوا وَقِیْلَ یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ
لیکن
اُنہون تو سب اس خوف سے کہ ہماری رسوائی ہوگی بمقابل اس فصاحت کے رات کو آنکر اپنے اپنے لکھے ہوے کلام اتار
اور چھپا رکھے انتہی ملخص بعض کلامہ رحمہ اللہ فاضل قوشجی نے کہا ہی کہ فصحاے عرب حسن نظم و بلاغت و سلاست اور
جزالت قرآن سے تعجب کرتے تھے اور رقص مین آتے تھے اور بے خودی سے سر دھنتے تھے جب کہ اس آیہ کریمہ کو سنتے تھے
بسبب مجتمع ہونے اُن صفات کے جو اس آیہ مین ہین اور جناب غفران مآب نے کتاب عماد الاسلام مین فرمایا ہی کہ اس معنی کی

تائید کرتی ہی خرائج کی روایت کہ ابن ابی العوجا اور تین شخصون کے ساتھ فرقہ دہریہ سے مکہ معظمہ مین آپسمین متفق ہوے
کہ اس بات پر کہ ہر ایک اُنمین سے چوتھائی قرآن کا معارضہ کرے اور عہد کیا کہ سال آیندہ تک اس مہم سے فارغ ہون جب
سال گذر گیا اور آپسمین مجتمع ہوے تو ایک نے اُنمین سے کہا کہ مین اپنے ارادے سے باز رہا جب دیکھا مین نے قول خدا کو
یَا اَرْضُ ابْلَعِی مَاءَکِ وَیَا سَمَاءُ اَقْلِعِی وَغِیضَ الْمَاءُ دوسرے نے کہا کہ جب مین نے یہ قول قرآن مین پایا فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِیًّا
تو معارضہ کی ہوس جاتی رہی اور مایوس ہوا مین کہ اب معارضہ نہو سکے گا اور یہ باتین آپسمین آہستہ آہستہ کرتے تھے کہ
ناگہان حضرت صادق اُنپر ہو کر گذرے پس اُنکی طرف منھ کر کے فرمایا قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَاْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا
الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُونَ بِمِثْلِهِ پس وہ سب مبہوت ہو گئے فقط پھر اخوند صاحب فرماتے ہین کہ دوسری وجہ جہت غرابت
اسلوب کی ہی کہ ہرچند کوئی فصیحون کے کلام اور اشعار و خطب کا تتبع کرے لیکن اس نظم عجیب کے قریب اور شبیہ اس اسلوب
غریب کے نہین پا سکتا اور جب قرآن نازل ہوا تو جتنے اُس زمانے مین بلغا تھے وہ سب اُسکی غرابت سے متعجب و حیران تھے
اور موید ہی اس سے وہ روایت جو کہ جناب امام رضا سے عیون اخبار الرضا مین مروی ہی کہ ذکر القرآن یوما فعظم الحجۃ
فیہ والآیۃ والمعجزۃ فی نظمہ جناب غفران مآب نے اس روایت کو عماد الاسلام مین نقل کرنے کے بعد فرمایا ہی کہ اس قول مین
آنحضرت کے اشارہ ہی اس بات کی طرف کہ اعجاز مین نظم قرآن کو بھی فی الجملہ مداخلت ہی تیسری وجہ جو اخوند صاحب نے
فرمائی ہی وہ یہ ہی کہ قرآن مین اختلاف نہین ہی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِیهِ
اخْتِلَافًا کَثِیرًا یعنی اگر قرآن غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو ہر آئینہ اسمین بہت اختلاف پاتے کیونکہ جب کوئی کلام انسان سے
ایسا طویل صادر ہوتا ہی تو ممکن نہین ہی کہ وہ تناقض و اختلاف پر مشتمل نہو بسبب دو وجہون کے ایک جہت اختلاف حکم و
مضمون سے خصوصاً جبکہ اُسکا انشا کرنے والا خود لکھا پڑھا بھی نہو اور رون سے ایک ایک آیت اور ایک ایک سورہ لکھواتا ہو
اور اُن لکھنے والون مین بھی اکثر منافق اور دشمن اُسکے ہون فقط واضح ہو کہ حقیقت مین کوئی اختلاف قرآن مین نہین ہی اگرچہ زنادقہ
اپنی نافہمی سے اسمین شبہے کرتے ہین لیکن جب بتامل دیکھو تو سب کا جواب بہت واضح ہی احتجاج طبرسی علیہ الرحمہ مین ماثور ہی
کہ ایک زندیق حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کی کہ اگر قرآن مین اختلاف و تناقض
نہوتا تو مین یقینی آپ کے دین مین داخل ہو جاتا پس حضرت نے پوچھا کہ اختلاف کہان ہی اُسنے کہا کہ ایک جگہ خدا فرماتا ہی کجو
نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ اور دوسری جگہ فرمایا ہی وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا حضرت نے فرمایا کہ نَسُوا اللّٰهَ کے معنی یہ ہین کہ فراموش کیا
اُنھون نے عمل خیر کو دنیا مین یعنی نیک کام نہ کیا پس حق تعالی نے اُنھین آخرت مین فراموش کیا یعنی اُنکے لیے ثواب کو مقرر
نہ کیا اور جو حق تعالی نے فرمایا ہی وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا اُسکے معنی یہ ہین کہ پروردگار تیرا اُنمین سے نہین ہی کہ جنھین سہو و نسیان
بغفلت او صفات نقصان آپ مین عارض ہوتے ہین بلکہ وہ جاننے والا ہی سب امرون کا اور یاد رکھنے والا ہی سب چیزون کا
فقط حاصل کلام معجز نظام امام علیہ السلام یہ ہی کہ جو لفظ نسیان کا آیہ وَمَا رَبُّکَ نَسِیًّا مین ہی وہ وہ نسیان ہی جو بمعنی سہو و غفلت ہی کہ

حق تعالیٰ اِس صفات سے منزہ ہی اور لفظ نسیان کہ جو قول خداوند تعالیٰ فَنَسِیَهُمْ مین وارد ہی وہ اِس معنی پر نہین ہی بلکہ ترک ثواب کے معنی پر ہی جیسا کہ نسیان جو کفار و فساق کی طرف نَسُوا اللّٰهَ مین ہی وہ بھی بمعنی ترک عمل خیر کے ہی اور اگر یہ نہوتا تو حق تعالیٰ نسیان حقیقی کے معنی پر کیونکر مواخذہ فرماتا اور یہ معنی نسیان کے لغت عرب مین واقع ہین جیسا کہ کبھی عرب کہتے ہین قَدْ نَسِیَنَا فُلَانٌ فَلَا یَذْکُرُنَا اَیْ اِنَّهٗ لَا یَاْمُرُ لَهُمْ بِخَیْرٍ وَلَا یَذْکُرُهُمْ بِهٖ اور یہ روایت احتجاج مین بہت بڑی ہی جو چاہے اُسکی طرف رجوع کرے فقط پھر اخوند صاحب فرماتے ہین کہ دوسرے اختلاف فصاحت مین ہی کیونکہ قصیدے اور خطبے افصح فصحا کے جو دیکھے جاتے ہین تو اُسکا حال یہ ہی کہ اگر ایک فقرہ اُسکا فصیح ہی تو دوسرا فقرہ صحیح نہین ہی اور اگر ایک بیت اُسکی عالی ہی تو دوسری واہی ہی اور اگر ایک جزو اُسکا تحقیق مین ہی تو دوسرا جزو لہو و باطل و تزریق ہی اور وہ کلام کہ جو اوّل سے آخر تک سب اعلیٰ درجہ بلاغت مین ہی اور سب حقائق و معارف پر مشتمل ہی صادر نہین ہوتا مگر اُس سے کہ کوئی اختلاف اُسکی ذات و صفات و فعال و احوال مین اُسکے نہو وجہ چہارم اُسکا مشتمل ہونا معارف ربانی پر ہی کیونکہ جب قرآن کے نازل ہونیکا وقت تھا اُسوقت عرب مین خصوصاً اہل مکہ مین علم نہ تھا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ اپنی بعثت سے پہلے کسی کے ساتھ علمائے اہل کتاب سے یا غیر اُنکے سے صحبت و معاشرت نہ فرماتے تھے اور بہت سفر بھی اور بلاد کی طرف نہین فرمایا کہ یہ احتمال ہو کہ اور بلاد مین جا کر علوم حاصل کیے باوجود اسکے جو کہ حکمانے ہزارون برس سے معارف الٰہی مین فکر کی ہی بیان ہر سورے اور ہر آیہ مین باحسن وجوہ اُس سے بیان فرمایا ہی اور وہ بات جو عقول سلیمہ اور افہام مستقیمہ کی مخالف ہو مطلقاً اُسمین نہین ہی اور حضرت کی برکت سے طائفہ عرب جو بے علمی و بے فہمی و بے ادبی مین مشہور آفاق تھے اور وہ زیادتی علم و محاسن آداب و مکارم اخلاق مین تمام عالم کے محسوس ہو گئے اور ساری دنیا کے علما علم و ایمان کے اُنکی کتاب مین اُنکے محتاج ہو گئے پانچوین وجہ یہ ہی کہ قرآن معجز ہی بسبب مشتمل ہونے اوپر اُسکے آداب کریمہ اور شرائع قویمہ کے کیونکہ مکارم اخلاق مین جو حکمانے سالہا فکر کی ہی اُسکے دو چند ہر سورے مین بیان موجود ہی اور چند قانون شریعت مین انتظام احوال عباد اور رفع نزاع و فساد کے لیے معاملات اور مناکحات اور معاشرات اور حدود و احکام اور حلال و حرام مین ایسے مقرر فرمائے ہین کہ ہر باب مین اُسکے ہر چند علمائے زمان اور عقلائے جہان تفکر کرین مگر اُسمین خدشہ نہین پا سکتے اور کسی امر مین قاعدہ بہتر اُس سے جو کلام معجز نظام اور شریعت سید انام مین مقرر ہوا ہی نہین بنا سکتے اور اگر کوئی اپنی عقل کی طرف رجوع کرے تو جانیگا کہ اِس سے زیادہ معجزہ نہین ہو سکتا چھٹے بجہت مشتمل ہونے اُسکے پیغمبرون کے قصون پر جو زمان گذشتہ مین تھے اور اُسکا علم اُس زمانے مین جب قرآن نازل ہوا مخصوص اہل کتاب کے ساتھ تھا اور سوا اُنکے اور لوگ خصوصاً اہل مکہ اس سے مطلع نہ تھے اور اُنھین اِس طرح بیان کیا کہ باوجود اسکے کہ معاندین کی کثرت بے حساب تھی خصوصاً اہل کتاب سے کہ ہر ایک اُنکی تکذیب چاہتا تھا لیکن کسی سے نہو سکا کہ تکذیب کر سکے حضرت کی کسی خبر مین اُن قصون کے اجزا سے اور جو کچھ کہ اُنمین سہو خلاف واقع تھا اُسکی حقیقت کو اُنپر ظاہر فرما دیا مثل مارے نگے اور دار پر کھینچنے حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ

علیہ السلام

علیہ السلام کے اور جو کچھ کہ اُنکی کتابون مین تھا اور اُسی مصلحت کے لیے چھپاتے تھے اُسے اُنپر ثابت کر دیا مثل قصہ سنگسار
اور حلال ہونے اونٹ کے گوشت کے اور سوا اُسکے جو مفصل کتاب حیات القلوب مین ایراد کیا ہی ساتوین جہت
سورون کے اور آیتون کے خواص کی ہی کہ شفا سبب دردہاے جسمانی اور روحانی کے ہین اور بسبب اُنکے تسویلات نفسانی
اور وساوس شیطانی دفع ہوتے ہین اور مخاوف ظاہری اور باطنی اور دشمنان اندرونی و بیرونی سے امان ہوتی ہی اور یہ
بات تجربہ ہاے صادقہ سے معلوم ہوئی ہی اور قرآن مجید کی تاثیر جلاے قلوب اور شفاے صدور مین اور ربط ساتھ جناب
مقدس ربانی کے اور نجات شہوات نفسانی سے زیادہ اِس حد سے ہی کہ کوئی صاحب دل اِس سے انکار کر سکے یا کوئی
عاقل اُسمین تامل کرے فقط آٹھوین جہت قرآن مجید کا مشتمل ہونا ہی اوپر اُن اخبار غیبیہ کے کہ جن پر سوا حق تعالی کے
کسی اور کو اُسپر اطلاع نہ تھی اور وہ اخبار زیادہ از حد شمار ہین اور وہ دو قسم پر ہین پہلی قسم وہ ہی کہ اکثر آیات کریمہ مین خبر دی ہی اُس
امر سے جو کفار و منافقین اپنے گھرون مین کہتے تھے یا ایک دوسرے سے آپسمین چھپا کر ذکر کرتے تھے یا اپنے دلون مین
ٹھہراتے تھے اور خبر دینے کے بعد حضرت کی تکذیب نہ کرتے تھے بلکہ ندامت و پشیمانی کو ظاہر کرتے تھے اور جب کوئی بات
کرتے تھے تو ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابھی جبرئیل نے آنحضرت کو خبر دی ہوگی اور اِس نوع سے بہت حیات القلوب مین
ذکر کیا ہی دوسری وہ قسم ہی کہ بہت سے آیات کریمہ مین اُن امور آیندہ کے ساتھ خبر دی ہی کہ خدا کے سوا کسی کو اُسپر اطلاع نہین ہی
اُسکے واقع ہونے سے پہلے مگر وحی و الہام کے ذریعہ سے مثل خبر دینے کے اِس امر سے کہ ابولہب ایمان نہ لائیگا اور اُسی طرح
اور جماعت کے نہ ایمان قبول کرنے سے یا خبر دینا اِس امر سے کہ یہود قیامت تک ذلیل رہینگے اور ایسا ہی ہوا کہ اب تک
اُنمین کوئی بادشاہ نہین ہوا اور شہر و دیار مین ذلیل ترین اہل روزگار ہین اور اُنکی مذلت کی لوگ مثال دیتے ہین اور خبر دینی
فتح بلاد کی مسلمانون کے واسطے اور خبر دینی مکہ معظمہ مین داخل ہونے کی عمری کے واسطے اور فتح مکہ مشرفہ کی اور پھر آنا حضرت کا
اُس بلدہ طیبہ کی طرف اور خبر دینا پیغمبر خدا کی عصمت کا شر دشمنان سے اور خبر دینا رومیون کی غالب آنے سے عجم کے گبرون پر
اور خبر دینا سورہ کوثر مین کثرت اتباع اور اولاد پیغمبر خدا پر اور گرجانا بنی اُمیہ کا اور اُنکی نسل کا جو حضرت ابتر کہتے تھے اور
خبر دینی اُس سے کہ یہود آرزوے مرگ نہ کرینگے اور ایسا ہی ہوا اور اکثر حیات القلوب مین مذکور ہی فقط تتمہ جاننا چاہیے کہ
قرآن مجید جو کلام لفظی ہی کہ مرکب ہی الفاظ اور حروف معجز اسلوب سے یہ مخلوق اور حادث ہی اور وہ صفات فعل سے ہی نہ صفات
ذات سے جیسا کہ اور لوگون نے جو کمال عقل تحقیق کو نہین پہونچے اُسے کلام نفسی کہا ہی اور یہ قول باطل ہی اور اِسی جگہ سے ہی
کہ اُسے قدیم کہنا سفسطہ محض ہی لیکن حضرات اہلسنت سے حنابلہ نے اِس مسئلہ مین بہت کچھ کہا ہی اور ادعاے باطل کیا ہی
کہ قرآن قدیم ہی حتی کہ نقوش اُسکے بھی قدیم ہین یہان تک کہ جلد و غلاف بھی اُسکا جو اکثر ہر برس اور ہر مہینے بدلا جاتا ہی وہ بھی
قدیم ہی اور یہ قول جیسا کہ بیہودہ و باطل ہی ظاہر ہی اُسکی تردید کی ضرورت نہین ہی اور کتاب التوحید مین تفصیل و تنقیح صفت
کلام کی مذکور ہو چکی ہی اِس جگہ ضرورت عادہ کی نہین ہی فصل ساتوین بیان مین حضرت کے اُن معجزات کے جو مشہور ہین

تتمہ

فصل ساتوین بیان مین معجزات مشہورہ کے

اور منجملہ اسکے ہی حضرت کا غیب کی خبر دینا اور امور آیندہ کے لیے حکم فرمانا قطع نظر اُن چیزون کے جو قرآن مین مذکور ہین جناب
آخوند صاحب نے حق الیقین مین لکھا ہی کہ وہ مانند خبر دینے کے ہی دولت بنی اُمیہ سے اور یہ کہ وہ ہزار مہینے تک بادشاہی کرینگے
اور خبر دینی دولت بنی عباس سے اور مظلوم ہونا اہلبیت رسالت صلواۃ اللہ علیہم کا اور شہید ہونا حضرت امیر المومنین اور
حسنین علیہما السلام کا اور کیفیت شہادت کی اُن بزرگوارون کی بیان فرمانا اور خبر دینا انقراض سے ملک بادشاہان عجم کی
اور باقی رہنے سے دولت نصاریٰ کی اور خبر دینا جناب امام رضا علیہ السلام کی شہادت سے اور مدفون ہونے سے
آنحضرت کے خراسان مین اور خبر دینی حضرت کی عمار کے شہید ہونے سے اور اورون کی شہادت سے اور کیفیت اُنکی
اور خبر دینی جناب امیر علیہ السلام کی لڑائی کی عائشہ و طلحہ و زبیر و معاویہ و خوارج کے ساتھ اور خبر دینی جناب ابی ذر کی مظلوم
ہونے سے اور اُنکے مدینہ سے نکالے جانے سے بلکہ جو کچھ اکثر اہلبیت و صحابہ پر واقع ہوا آنحضرت نے خبر دی تھی اور خبر دینا آنحضرت کا
نجاشی کے مرنے سے جو بادشاہ حبش تھا اُسی گھڑی جسوقت اُسکی وفات ہوئی اور خبر دینا شہادت جعفر طیار سے
اور شہادت عبداللہ بن رواحہ سے اُسی گھڑی جب وہ شہید ہوے جنگ تبوک مین اور خبر دینی شہادت حبیب بن عدی سے
مکہ معظمہ مین اور اُس مال کی خبر دینی جو عباس نے مکہ مین چھپایا تھا اور خبر دینا حضرت کا اُس سے جو منافقین اپنے گھرون مین
کہتے تھے اور جو کچھ کہ صحابہ اپنے گھرون مین کرتے تھے اور اکثر اشخاص جو حضرت کی خدمت مین آتے تھے قبل اسکے کہ وہ کچھ
بات کرین حضرت اُنکی حاجت بیان فرمادیتے تھے اور یہ کم تھا کہ کوئی بات حضرت سے صادر ہو اور وہ معجزے سے خالی ہو
اور جو کوئی ان معجزات کی تفصیل دیکھنا چاہے کتاب حیات القلوب کی طرف رجوع کرے اور جناب غفران مآب نے عماد الاسلام مین
فرمایا ہی کہ روایات آنحضرت کی خبر دینے کی اُمور آیندہ کے ساتھ اس سے زیادہ ہین کہ کوئی اُسکا حصر کر سکے لیکن چند ایسی متین
اہل خلاف و نفاق کی ایسی لکھتا ہون کہ جسمین احتمال جھوٹ کا نہین ہی کیونکہ وہ اُنکے مطلب کی منافی ہین اور یہ ظاہر ہی
کہ نقل جب مطابق واقع کے ہو تو اسمین مجبوری ہوتی ہی اور کوئی شخص اپنے مطلب کے خلاف جھوٹ نہین بولتا پس اگر
حق تعالیٰ کلمہ حق کو اُنکی زبان پر جاری نہ فرماتا تو وہ کبھی ایسی روایات کے ذکر کرنے پر مبادرت نہ کرتے اور چونکہ غرض
فاسد کی اُنکی اسمین گنجائش نہین ہی اسلیے سواے صدق و راستی کے اسمین کوئی احتمال نہین ہی بالجملہ اُسی سے ہی جو کچھ کہ احمد بن
حنبل نے اپنی سند مین تیرہ طریقے سے زیادہ روایت کی ہی کہ اُنھین سے روایت ہی اُسکی عبداللہ بن بریدہ سے کہ کہا اُسنے
سنا مین نے اپنے باپ سے کہ وہ کہتا تھا کہ ہمنے خیبر کا محاصرہ کیا پس ابوبکر نے نشان لشکر کو لیا اور بے اسکے کہ لشکر اسلام کو
فتح نصیب ہو پھر آئے بعد اسکے نشان لشکر عمر نے لیا اور یہ بھی پھر آئے اور فتحیاب نہوے پس اہل اسلام پر بہت دشواری ہوئی
اور حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین کل کے دن مین اپنا علم لشکر اُسے سپرد کرون گا جسے خدا اور رسول اُسکا دوست رکھتا ہی اور
دوست رکھتا ہی خدا کو اور اُسکے رسول کو اور وہ نہین پھرتا لڑائی سے جب تک کہ خدا تعالیٰ اُسے فتح دے پس مسلمانون نے
یہ سنکر بہت آرام سے شب بسر کی اس خیال سے کہ اب یقینی صبح کو فتح میسر ہوگی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہی کہ جب حضرت نے

روز خیبر فرمایا کہ لَاُعطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَفتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیهِ یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ رات کو سب مسلمان کہتے تھے کہ
دیکھیے صبح کو کون ہم مین سے اِس بشارت وخوشخبری سے شرفیاب ہوتا ہی اور صبح کو سب مسلمان امیدوار ہوکر حضرت کی
خدمت مین آئے پس حضرت نے فرمایا کہ کہان ہین علی ابن ابیطالب لوگون نے عرض کیا کہ آنکھین اُنکی دکھتی ہین پھر
کسی کو بھجوایا اور حضرت کو طلب کیا حضرت موافق طلب جناب رسالتمآب کے حاضر ہوئے اور حضرت نے آب دہن مبارک
اپنے جناب امیر کی آنکھ مین ملا اور دعا فرمائی پس حضرت کو فوراً شفا اس مرض سے ایسی ہوئی کہ گویا کچھ بیماری نہ تھی بعد اسکے
اپنا نشان علی ابن ابیطالب کے سپرد فرمایا اور موافق ارشاد صدق بنیاد آنحضرت فتح خیبر کرار غیر فرار کے ہاتھ پر حاصل ہوئی
فقط اب ظاہر ہی کہ یہ روایت خبر آئندہ پر مشتمل ہی کیونکہ آنحضرت نے اپنے لشکر کو یقین کے ساتھ خبر دی تھی کہ خیبر کی فتح
دست حق پرست علی ابن ابیطالب پر کل کے دن کہ روز معین ہی ظاہر ہوگی اور یہ خبر موافق حضرت کے فرمانے کے وقوع مین
آئی اور اِن روایات مین احتمال وضع کا کسی طرح نہین ہی کیونکہ حقیقت مین اِن اخبار سے مذمت اور صحابہ کی اور فضیلت
علی ابن ابیطالب کی بوجوہ چند ظاہر ہوتی ہی اور ہمیشہ سے طبقہ مخالف وبنی اُمیہ وبنی عباس جب تک کہ سب کوشش
اُنکی اخفاے حق و فضائل علی ابن ابیطالب کے رہے اور دنیا اُنسے موافق رہی پس کوئی غرض اُنکو ایسی داعی نہین ہوئی
کہ جس لیے ایسے اخبار بناتے بلکہ مراد اُنکی بالعکس تھی کہ بمفاد اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِهِم بہت آدمی اپنی بہشت آمد کے لیے ظالمون کے پاس
اِس مضمون کی خلاف خبرین بناتے تھے پس علم بدیہی ایسی روایات کی صحت کے ساتھ حاصل ہوتا ہی اور اسی جملہ سے ہی وہ
کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی ابن ابیطالب کو خبر دی تھی کہ اِنَّکَ سَتُقَاتِلُ بَعدِی النَّاکِثِینَ وَالقَاسِطِینَ
وَالمَارِقِینَ اور یہ ظاہر ہوا کتاب فائق فی الاصول مین منقول ہی کہ آنحضرت نے علی ابن ابیطالب سے فرمایا تھا کہ بہت جلد
تم بعد میرے مقاتلہ کروگے ساتھ ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے پس حضرت کو پیش آئی لڑائی ساتھ طلحہ وزبیر کے جنھون نے
نکث بیعت آنحضرت سے کیا اور اِسی طرح جنگ معاویہ اور اُسکی قوم کا کہ وہ سب قاسط یعنی ظالم تھے اور جنگ خوارج کہ وہ سب
مارق تھے فقط یہ ترجمہ لفظ خوارزمی کا ہی اور حمیدی نے چوتھی حدیث متفق علیہ مین مسند ابو سعید خدری سے روایت کی ہی
کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ایک جماعت مسلمانون سے دین سے نکل جائیگی اور سرگروہ اُنکا ذی الثدیہ ہوگا اور
مارینگے اُنھین اَدنَی الطَّائِفَتَینِ بِالحَقِّ کہا ہی اُسنے کہ اوزاعی کی روایت مین ذی الثدیہ کا وصف اِسطرح آیا ہی کہ ایک چھاتی
اُسکی دونون چھاتیون سے مانند مضغہ گوشت کے ہوگی کہ اُس سے دودھ باہر نکلتا ہوگا ابو سعید کہتا ہی کہ مین گواہی دیتا ہون
ساتھ اِس بات کے کہ مین نے پیغمبر خدا سے سنا تھا اور گواہی دیتا ہون مین کہ علی ابن ابیطالب نے جب اُنسے مقاتلہ کیا
تو مین اُنکے ساتھ تھا جب حضرت کو اُنکے قتل سے فرصت ہوئی تو مقتولین مین تلاش کرنے لگے پس ذی الثدیہ کی لاش کو
اُسی صفت کے ساتھ جو پیغمبر خدا نے اُسکا وصف فرمایا تھا پایا اور اُسی جملہ سے ہی وہ روایت جو حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین
نقل کیا ہی کہ رسول خدا نے فرمایا تھا کہ عمار کو ایک جماعت باغیون سے مارینگی اُس حال مین عمار اُنھین بہشت کی طرف

طلب کرے گا اور وہ عمار کو جہنم کی طرف دعوت کرینگے پس معاویہ نے انھین مارا اور جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی تو اُسنے عذر
بدتر از گناہ پیش کیا اور کہا کہ مین نے اُسے نہین مارا بلکہ اُسنے مارا جو اُسے اپنے ساتھ لایا تھا اُسوقت ابن عباس نے جواب دیا
کہ اگر ایساہی ہی تو بتحقیق کہ رسولؐ خدا نے اپنے چچا حمزہ کو مارا کیونکہ وہی ساتھ اپنے انھین جنگ کفار مین لائے تھے اور خطیب نے
اپنی تاریخ مین ابوایوب سے نقل کی ہی کہ کہا اُسنے کہ سنا مین نے پیغمبر خدا سے کہ عمار سے فرماتے تھے تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ
یعنی قتل کرے گی تجھے جماعت باغیون کی اور تو اُس حال مین حق پر ہوگا اور حق تیرے ساتھ ہوگا اے عمار اگر دیکھنا
تو علی کو ایک اکیلا ایک میدان مین راہ چلتا ہی اور سب آدمی دوسرے میدان مین راہ چلتے ہین تو تجھے چاہیے کہ علی ابن
ابیطالبؑ کے ساتھ ہو پس بدرستیکہ وہ تجھے ہلاکت مین نہ ڈالے گا اور راہِ ہدایت سے باہر نہ لیجائیگا فقط اور یہ سب روایات و
احادیث ایسی مشہور ہین کہ انھین مخالف و مولف نے نقل کیا ہی اور اُنکے صحت و درست ہونے پر علم ضروری حاصل ہی اور
اُسی جملہ سے ہی جو کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ بارہ خلیفہ میرے بعد ہونگے اور یہ جملہ متواترات سے ہی کہ سُنّی اور شیعہ سب نے
اُسے نقل کیا ہی اور یہ بھی مشتمل خبر غیبی پر ہی جسکی اطلاع خدا کے سوا کسی کو نہ تھی اور بنا بر مذہب حق کے جیسا کہ فرمایا تھا ظاہر ہوا
لیکن حضرات اہلسنت البتہ اُسکے معنی مین حیران ہین اور جملہ معجزات مشہورہ سے معجزۂ شق القمر ہی جیسے حق تعالیٰ قرآن مین فرماتا ہی
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ حاصل معنی اُسکے یہ ہین کہ قیامت قریب آئی
اور چاند پھٹا اور اکثر مفسرین قرآن نے کہا ہی کہ یہ آیہ اُسوقت نازل ہوا جب قریش نے آنحضرت سے معجزہ طلب کیا پس
آنحضرت نے انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا اور اشارہ کے ساتھ چاند قدرت خدا سے دو ٹکڑے ہو گیا اور جب اور
شہرون کے رہنے والون سے پوچھا تو انھون نے بھی خبر دی کہ ہمنے بھی چاند کو اِس رات کو اِسی طرح دیکھا تھا کہ دو ٹکڑے ہوکے
پھر مل گیا اور بعضون نے روایت کی ہی کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر آدھا پشت کعبہ پر گرا اور آدھا کوہ ابوقبیس پر گرا فقط اور بر تقدیر
ثبوت اِس روایت کے یہ دو ٹکڑون کا گرنا ویسا ہی ہوگا جیسا کہ حال حق تعالیٰ کے کریمہ تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ کا ہوگا کیونکہ
اُسکے بھی معنی یہ ہین کہ غروب کرتا ہی چشمہ سیاہ مین اور یہ بھی باعتبار روایت کے ارشاد فرمایا ہی والّا یہ ظاہر ہی کہ طلوع غروب مین
آسمان پر رہتا ہی لیکن جب افق حسی یا حقیقی سے نیچا ہوا اُسے غروب کہتے ہین اور جب اونچا ہوا تو وہ طلوع ہی اسی طرح یہ
چاند کا ٹکڑے ہوکر گرنا بھی دیکھنے مین ہوا ہوگا کہ طالبین معجزہ کو اسی طرح دکھائی دیا ہو اور مولانا طبرسی نے تفسیر مجمع البیان مین
ابن عباس سے روایت کی ہی کہ مشرکین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوے اور کہا کہ اگر تم راست گو ہو تو ہمارے لیے
چاند کو دو ٹکڑے کرو پس حضرت نے فرمایا کہ اگر ایسا کرون تو ایمان لاؤگے انھون نے کہا کہ ہان اور وہ رات کا وقت تھا
اور چاند پورا تھا پس حضرت نے حق سے سوال کیا کہ جو کچھ وہ چاہتے ہین اُسے عطا فرما پس چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور اِس
روایت کو لکھ کے کہا ہی فقال ناس سحرنا محمد فقال رجل ان كان سحركم فلم يسحر الناس كلهم اور فرمایا ہی کہ حدیث انشقاق قمر کو اکثر صحابہ نے
روایت کیا ہی اور اُسے جملہ روات سے عبداللہ بن مسعود اور انس بن مالک اور حذیفہ بن یمان اور جبیر بن مطعم اور عبداللہ بن عمر

بیان معجزۂ شق قمر

اور جملہ مفسرین قرآن نے اُسے اختیار کیا ہی مگر عثمان بن عطا سے منقول ہی کہ اُسنے کہا کہ معنی آیہ کے یہ ہین کہ قریب ہی کہ چاند
پھٹے اور اِسی طرح حسن بصری نے اور بلخی نے اِس سے اِنکار کیا ہی یعنی وقوع اِنشقاق قمر کو نہین مانا اور اُنکا اِنکار بیجا ہی کیونکہ
جب سب مسلمانون نے اِسپر اِتفاق کیا ہی تو کسی ایک کا خلاف کرنا بطور ندرت کے اِس کثرت کا قدح نہین کر سکتا اور اکثر
صحابہ کی روایت کو اُنکے اِنکار سے دفع نہین کر سکتے اور جس کسی نے کہ اِنشقاق مین قدح بطور قیاس عقلی اِسطرح کیا ہی کہ اگر یہ بات
عہد رسول خدا مین ہوتی تو اہل اقطار مین سے کسی پر یہ پوشیدہ نہ رہتا تو اُسکا بھی یہ قول باطل ہی کیونکہ ممکن ہی کہ حق تعالی نے
اور دن سے اُسے پوشیدہ فرمایا ہو ابر کے باعث سے یا کسی اور وجہ سے اور دوسری بات یہ ہی کہ چونکہ شب کا وقت تھا
جب یہ امر واقع ہوا تو ممکن ہی کہ اُسوقت ہر ایک اپنے اپنے مقام پر سوتے ہون اِس جہت سے مطلع نہوے علاوہ اِسکے زمین کا
حادثہ نہین تھا مثل زلزلہ کے کہ اُس سے سب مطلع ہوتے بلکہ حادثہ آسمانی تھا اور یہ لازم نہین ہی کہ ہر ایک حوادث آسمانی مین
تامل کیا کرے اور دیکھا کرے اِسی جگہ سے ہی کہ اکثر ستارے ٹوٹتے ہین اور کسی کو اُسکی خبر نہین ہوتی اور اِن محامل کی ضرورت
اُس جگہ ہی کہ وہان چاند اُفق کے اوپر ہووا اِلا جن شہرون مین کہ اُسوقت اُفق کے نیچے ہو وہان کے باشندے جو مطلع نہوے ہون
تو اُسکی وجہ خود ظاہر ہی محتاج تکلف و محل کا نہین ہی فقط مصنف تفسیر کبیر نے کہا ہی کہ سب مفسرین متفق ہین اِسپر کہ شق قمر
باعجاز نبوی وقوع مین آیا اور احادیث اِسپر دلالت کرتی ہین صحاح مین ہی کہ یہ خبر مشہور ہی روایت کی ہی اُس سے ایک
جماعت صحابہ نے بعد اِسکے کہا ہی کہ بعض مفسرین نے کہا ہی کہ مراد کریمہ سے یہ ہی کہ قریب ہی کہ شق قمر واقع ہو اور یہ بعید ہی
بلکہ بے معنی ہی اِسلیے کہ جو مانع شق قمر کا ہی مثل فلسفی کے خذلہ اللہ وہ اُس سے جیسا اِنکار زمان گذشتہ مین کرتا ہی اُسی طرح
زمان آئندہ مین بھی کرے گا اور جو اُسے بہ نسبت قدرت خدا کے تجویز کرتے ہین اُنکے لیے تاویل کی حاجت نہین ہی اور اِسکے سوا
نہین ہی کہ اِسکے کہنے والے نے یہ بات اِس جہت سے کہی ہی کہ شق قمر ایک ہولناک بات ہی پس اگر واقع ہوتی تو اُسکی خبر
روے زمین مین منتشر ہوتی اور حد تواتر کو پہونچتی اور ہر ایک اُس سے نقل کرتا اور جو مفسر معلوم نے اِسکے جواب مین کہا ہی محصل
اُسکا یہ ہی کہ جب قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی ہی تو حاجت دیگر معجزون کے نقل کرنے کی طرف متعلق نہین ہی پس اگر ناقلین نے
اُسمین کمی کی ہو تو عجب نہین ہی اور مورخین نے اِسکے ذکر کو جو ترک کیا تو اِس جہت سے کہ اُسے مثل خسوف قمر سمجھے ہون اور
یہ گمان کیا ہو کہ آسمان و زمین کے بیچ مین آ وحے چاند کی شکل پر کوئی امر ظاہر ہوا ہو اور اِس گمان سے اُسکے حال کی طرف
متوجہ نہوے اور قرآن حمید اول اِسکے واقع ہونے پر دلالت کرتا ہی اور اُسکے امکان مین شک نہین ہی اور مخبر صادق نے اُس سے خبر
دی ہی پس اعتقاد اُسکے واقع ہونے کے ساتھ واجب ہی اور یہ بات کہ خرق و التیام فلکیات پر ممتنع ہی یہ باتین بے دینون کی ہین
اور مین کئی بار اِسکے باطل ہونے کو ذکر کر چکا ہون اِنتہی کلامہ اور تفسیر مجمع البیان مین کہا ہی کہ حدیث یونس مین جناب
صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا چودہ آدمی اہل عقبہ سے شب چہار دہم ماہ ذی حجہ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی خدمت مین جمع ہو کر آے اور حضرت سے کہا کہ کوئی پیغمبر نہین ہی مگر یہ کہ اُسکے واسطے ایک آیت اور نشان پیغمبری ہوتا ہی

بیان تحقیق مصنف تفسیر کبیر

پس آپ کا اعجاز آج کی رات مین کیا حاضر وموجود ہی یہ سنکر حضرت نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو انھون نے کہا کہ اگر تمھارے کچھ خدا کے نزدیک قدر ومنزلت ہی تو اس چاند کو دو ٹکڑے کردو پس جبرئیل نازل ہوے اور کہا کہ اے محمد بیشک خدا تعالے تمھین سلام فرماتا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے ہر چیز کو حکم دیا ہی کہ تیری اطاعت کرین پس سر مبارک کو بلند کیا اور چاند کو حکم فرمایا کہ دو ٹکڑے ہوجا پس ایسا ہی ہوا پس پیغمبر خدا اُسکے شکرانہ نعمت مین سجدے مین گئے اور ہمارے شیعون نے بھی سجدہ کیا بعد اُسکے حضرت نے سر کو سجدے سے اُٹھایا اور شیعون نے بھی اپنے اپنے سر سجدے سے اُٹھائے اور اُن چودہ آدمیون نے خواہش کی کہ چاند اصل صورت پر اپنی عود کرے پس اپنی اصل صورت پر اُسنے رجوع کی بعد اُسکے دوسری بار انھون نے درخواست کی کہ ایک سر چاند کا پھٹے پھر حضرت نے حکم فرمایا اور جو انھون نے خواہش کی تھی وہ ظاہر ہوا بعد اُسکے انھون نے کہا کہ جب ہمارے مسافر جو شام ویمن کو گئے ہین پھر کر آئینگے تو ہم اُنسے پوچھینگے کہ آیا تمنے شق قمر کا معائنہ کیا ہی یا نہین تو اُسوقت ہم جانینگے کہ امر تمھارے خداوند عالم کی طرف سے تھا اور اگر انھون نے نہین دیکھا تو ہم جانینگے کہ یہ جادو تھا پس حق تعالی نے نازل فرمایا سورہ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ فقط اور اسی روایت کو اخوند صاحب نے حیات القلوب مین بھی نقل کیا ہی بالجملہ اس معجزہ مین جو استبعاد کیا ہی وہ اسیقدر ہی کہ کیا وجہ ہی کہ اس حال کو سب نے نہ دیکھا اور جواب اُسکا مولانائے طبرسی اور مصنف تفسیر کبیر کے قول سے مذکور ہوچکا کہ سب کا اس واقعہ سے مطلع نہونا بوجوہ کثیرہ جواز وقوع کی صورت رکھتا ہی کیونکہ یہ واقعہ رات کو ہوا تھا پس جو سوتے تھے وہ اپنے سونے کے باعث سے آگاہ نہوے اور جو مشغول اور شغلون مین تھے اور اس طرف ملتفت نہ تھے وہ اس سے مطلع نہوے علاوہ اسکے جو دیکھتے تھے چونکہ معتاد اُنکی نہ تھی کہ شق قمر بھی ہوتا ہی انھون نے گمان خسوف قمر کا یا متوسط ہوجانا کسی اور جسم کا کائنات جو کے اجسام سے گمان کیا ہوا اور یہ مستبعد نہین ہی اور اسکے ساتھ پھر یہ بھی تو ہی کہ جبیر نے روایت کی ہی کہ جب مسافران اُنکے پھر کر آئے اور پوچھا تو سب نے کہا کہ ہمنے بھی اُس رات کو چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہی اور پھر وہ ملگیا اور ضحاک نے روایت کی ہی کہ ابوجہل نے کہا کہ یہ بھی جادو ہی کسی کو بھیجوانا چاہیے کہ اور شہرون کے رہنے والون سے پوچھا جاے پس جو لوگ تحقیق کو گئے تھے وہ خبر لاے کہ اور شہر کے باشندے بھی کہتے ہین کہ چاند کو اس رات اسی طرح دیکھا ہی پس کافرون نے کہا کہ ایسا جادو ہی کہ جو سب شہرون مین منتشر ہوا ہی اور انھین معجزات سے ہی کہ آنحضرت نے آفتاب کو پھیرا ہی جناب اخوند صاحب نے کتاب حق الیقین مین فرمایا ہی کہ خاصہ وعامہ نے بہت سی سندون کے ذریعہ سے اسما بنت عمیس وغیرہ سے روایت کی ہی کہ ایک دن پیغمبر خدا نے حضرت امیر المومنین کو کسی کام کے لیے بھیجا اور بعد اسکے کہ حضرت پیغمبر خدا نماز عصر سے فارغ ہو چکے جناب امیر پھر کر آئے حضرت پیغمبر خدا نے اپنے سر مبارک کو علی ابن ابیطالب ع کے دامن مین رکھا اور آرام کیا یہان تک کہ اُسوقت وحی آنحضرت پر نازل ہوئی اور اتنی دیر ہوئی کہ قریب ہوا کہ آفتاب غروب کرے جب وحی منقطع ہوئی تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یا علی نماز پڑھ چکے عرض کیا کہ نہین یا رسول اللہ مجھسے نہو سکا کہ آپ کے سر مبارک کو زمین پر رکھ دون یہ سنکر حضرت نے دعا کی کہ خداوندا

معجزہ رجعت شمس

علی تیری طاعت مین اور تیرے رسول کی طاعت مین تھا آفتاب کو پھیر دے اسما کہتی ہین کہ واللہ دیکھا مین نے کہ آفتاب
اور بلند ہوا اور اس جگہ پہونچا کہ زمینون پہاڑون پر چمک اسکی پڑنے لگی اور عصر کی فضیلت کا وقت پھر آیا اور علی ابن ابیطالب نے نماز
ادا کی اور جب نماز پڑھ چکے تو فوراً آفتاب ڈوب گیا اور واضح ہو کہ مثل اس معجزے کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد
جناب امیر کے واسطے بھی واقع ہوا ہے جیسا کہ انشاء اللہ تعالی کتاب امامت مین حضرت کے فضائل کے بیان مین مذکور ہوگا
اور جناب آخوند صاحب نے کتاب بحار الانوار کی نوین مجلد مین بعد نقل فرمانے روایت ابن مغازلی کے جو مشتمل اوپر مضمون
مذکور کے ہے لکھا ہے کہ یہ امر خدا کے نزدیک چند طریقون سے ممکن ہے اور منجملہ اسکے ایک یہ ہے کہ مثل آفتاب کے اس مقام کو جو آفتاب
اعادہ کے بعد دکھائی دیتا بطور خلق ابتدائی پیدا کیا ہو اور نماز کے جائز ہونے کے لیے اسکا حکم آفتاب کا حکم ہو دوسرے
یہ کہ زمین کو پست کر دیا ہو کہ بسبب اسکے آفتاب غائب ہونے کے بعد ظاہر ہوا ہو یا قریب غروب ہونے کے زیادہ بلند
معلوم ہوا ہو اور سوا اسکے اور بھی وجوہ ہین کہ جو بہ نسبت قدرت خدا کے صحیح ہین اور یہ کلام بظاہر آخوند صاحب کا ہے
اور یہ بھی محتمل ہے کہ ابن مغازلی کا ہو اور اسکے بعد بسبب کلام طویل دفع اوہام منافقین کے لیے جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ سے
نقل کیا ہے کہ مختصر اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ ایسی روایات سے یہ لازم آتا ہے کہ جناب امیر اس نماز کی تاخیر مین معاذ اللہ
گنہگار ہون تو یہ کوئی نہین کہہ سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ ایسی حالت تاخیر نماز کی حضرت کے لیے جائز ہو پس حضرت ترک صلوۃ کے
معذور ہونگے یا نماز حضرت نے اشارون سے بیٹھے بیٹھے ادا فرمائی ہو اور ترک قیام اور دوسرے افعال نماز کے ترک مین
عذر حضرت کا مقبول درگاہ حضرت باری ہو ساتھ اس بات کے کہ محتمل یہ ہے کہ وقت فضیلت سے تاخیر کا اتفاق ہوا ہو
نہ اصل وقت سے اور بعض روایات سے یہ مضمون واضح بھی ہوتا ہے بہر صورت آفتاب کا پھیرنا اسلیے کہ حضرت نماز پڑھین اصل
وقت مین یا جو نقصانات کہ افعال نماز مین ہوے انکی تلافی فرمائین یا اسلیے کہ فضیلت وقت کی کسب فرماوین تھا
اسلیے نہ تھا کہ معصیت کی تلافی کرین کیونکہ اگر یہ ہوتا کہ حضرت سے گناہ ہوا ہوتا تو مورد عتاب ہوتے نہ مہبط فیض رب الارباب
کیونکہ آفتاب کا پھر آنا حضرت کے رتبون کی بلندی پر دلالت کرتا ہے نہ پستی پر پس اگر کہا جاے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ روایت
ردشمس کی صحیح ہو حالانکہ اصحاب ہیئات نے فلکیات مین ایسے تغیرات کو محال جانا ہے اور بر فرض تسلیم اگر ایسا اتفاق ہوتا
کہ غروب کے بعد آفتاب حد زوال تک یا اس حد تک کہ جہان سے نماز واجب ہوتی ہے پہونچا تو چاہیے کہ سب اہل مشرق
و مغرب اسے جانتے کیونکہ بسبب اسکے دن اور راتین بڑی ہو جاتین اور تواریخ مین یہ بات مذکور و مضبوط ہوتی تو ہم
جواب دینگے کہ بدلائل صحیحہ واضح ظاہر ہوا ہے کہ افلاک اور جو کچھ کہ انمین ہین آفتاب و ماہتاب و ستارگان سے یہ سب خدا کی
قدرت سے حرکت کرتے ہین نہ خود اور نہ بسبب اپنی طبیعت کے جیسا کہ فلاسفہ بیدین اسلیے کہ کوئی برہان قائم کرین مثل
ہذیان کے گاتے ہین اور کہتے ہین کہ فلکیات مین محرک انکی طبیعت ہی ہے اور ہمنے اپنی کتابون مین اس بات کو کہ ان سب کی
تحریک بقدرت و اختیار قادر مختار ہے بخوبی براہین و حجتون کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ کب ہمنے کہا ہے کہ آفتاب غروب

ہونے کے بعد دائرہ نصف النہار تک پھیر آیا تاکہ اس سے دن رات کا بڑھنا لازم آئے بلکہ ہرگاہ یہ بات اسلیے ہوئی کہ فضیلت
فوت ہوئی اُسے پھر حاصل کرین اور بمفاد افضل الوقت اوّلہ ہر جزو متقدم اپنے متاخر سے فضیلت و زیادتی رکھتا ہو تو ہو سکتا ہی
کہ آفتاب کا پھیرنا اس فضیلت کے حاصل کرنے کو بہت تھوڑی دیر کے لیے واقع ہوا ہو کہ سب خلق پر یہ بات مشتبہ رہے
جو نہ ملتفت ہوے انھون نے نقل نہ کیا اور جو آگاہ ہوے انھون نے روایت کی جیسا کہ عہد کرامت مہد پیغمبر خدا مین
آنحضرت کی دعاء سے جناب امیر علیہ السلام کے لیے یہ فضیلت و خرق عادت میسر ہوئی تھی اسی طرح زمانہ امامت و خلافت مین
حضرت کے زمین بابل مین بالاستقلال یہ اعجاز و کرامت بہم پہونچا اور یہ کرامت یا حضرت کے لیے واقع ہوئی یا یوشع
بن نون کے لیے زمانہ سابق مین ہوگی کذا قیل و لیکن بعض زیارات مین یہ فقرہ وارد ہی یا من ردت لہ الشمس فناجی
شمعون الصفا اور اس فقرے سے حضرت کی مشارکت شمعون سے ظاہر ہوتی ہی اور جناب آخوند صاحب نے بحار مین
فرمایا ہی کہ دور نہین ہی کہ جناب امیر دونون مقام پر ترک نماز کے لیے مرخص ہون حضرت کے اظہار کرامت کے لیے حق تعالیٰ نے
مرخص فرمایا ہو یا یہ کہا جاے کہ جو آفتاب کے پھیرنے پر قادر ہو تو اسکے لیے ترک کرنا نماز کا ترک نہین ہی اور حمل کرنا وقت
فضیلت پر یا جو اس سے مشابہ ہو اور کلام جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ مین گذرا وہ بہت موافق ضوابط اور اصول
اصحاب کے ہی کتاب علل الشرائع مین منقول ہی کہ پوچھا معصوم سے کہ کیونکر رد شمس حضرت کے واسطے ظاہر ہوا اور تمام عالم
اس سے مطلع نہوا یہ سنکر جناب عالم علیہ السلام نے جواب مین فرمایا کہ اسی کا سبب یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے ابر سے آسمان کو
پوشیدہ کیا تھا مگر جس جگہ جناب امیر اور اُنکے اصحاب تھے وہان پر ابر نہ تھا فقط راقم رسالہ کہتا ہی کہ خرق عادت کا واقع ہونا
انبیاء اور ائمہ علیہم السلام سے کئی طرح صادر ہوتا ہی ایک یہ کہ اتمام حجت کے لیے بمقابل ایک فریق کے اُسکا وقوع عمل مین آئے
جیسا کہ شق القمر کا امر تھا یا حضرت موسیٰ کا عصا کو اژدہا بنانا تھا دوسرے یہ کہ اُنکی خاص ضرورتون کے لیے حق تعالیٰ
موافق اُنکے مراتب و اختصاص کے اُنکے ہاتھ پر وہ امور جاری فرمائے جو اورون سے نہو سکین جیسا شب معراج کو پیغمبر خدا کا
رفرف پر سوار ہوکر آسمان پر تشریف لیجانا کہ یہ سواری اور آسمان پر جانا ضرورت خاص ہی کسی کی درخواست کے موافق نہین ہی
قسم اول مین اطلاع طالب معجزے کی ضرور ہی تاکہ حجت اُسپر تمام ہو اور دوسری قسم مین ضرور نہین ہی کہ بطور عام سب دیکھین
کیونکہ واقع مین وہ ظہور خرق عادت از قبیل راز و نیاز و اعزاز خاص کے ہی جو فیما بین خالق اور مخلوق خاص واقع ہوتا ہی
اگر کسی کو اُسپر اطلاع حاصل ہو جاے تو اُسکی خوش طالعی ہی کہ حق تعالیٰ اپنے تفضل سے امور مخصوصہ کو اُسے دکھادے اور
صاحب معجزہ کے لیے اظہار کرامت ہی اور اگر اطلاع اُسکی عام نہو تو منافی مقصود نہین ہی کیونکہ وہ کسی کے فائدے کے لیے
نہین ہوتا پس اسی طرح رد شمس کے معجزے کو سمجھنا چاہیے کہ اُسکا کوئی طالب نہین ہوا تھا یا دعویٰ اُسکا نہین فرمایا تھا بلکہ
مخصوص مطلب اُسکا یہ تھا کہ حضرت نماز پڑھلین اور کسی ثواب و فضیلت کا آپ کی نقصان نہونے پاے پھر جہان حضرت
تشریف رکھتے تھے وہان اُسے ظاہر فرمایا اور جہان ضرورت نہ تھی اُسنے پوشیدہ کیا اور حق تعالیٰ قادر ہی جو چاہے ظاہر کرے

ذکر ظہور کرامت ردشمس کا بعض واعظین کے لیے جبکہ مشغول مدح جناب امیر علیہ السلام مین تھے

اور جو چاہے پوشیدہ کرے اُس مین غور و فکر بیکار ہے بلکہ ایسے امور کا اعلان منافی حکمت ہے کیونکہ اگر سب دیکھتے کہ آفتاب جہت مغرب سے آسمان پر بلند ہوتا ہے تو کسقدر خوف وہراس سب کے دلون پر طاری ہوتا گویا قیامت آئی اور یہ سب نہ جان سکتے کہ حضرت کے نماز کے ادا فرمانے کو پھیرا ہے جو دل اُنکے ٹھہرتے کیونکہ سب خدمت معصوم علیہ السلام مین حاضر نہ تھے کہ پوچھتے اور آگاہ ہوتے اور یہ ایسا خوف تھا کہ جس سے اکثر بندگان خدا کے تلف ہونے کا اندیشہ تھا اسلیے حق تعالیٰ نے بنظر حکمت و رحمت اپنے بندون پر پوشیدہ فرمایا ہو اور عجب نہین ہے کہ اسی وجہ سے اکثر معجزات و خرق عادات جو مقابل طالبین بھی ظاہر ہوئے اُنکی اطلاع بھی عام سب کو نہوئی کہ تا خوف وہراس مین واقع ہو کر ہلاک نہو جائین کیونکہ خرق عادت کا مشاہدہ کبھی تحیر کا باعث ہوتا ہے اور کبھی مورث خوف کا ہوتا ہے اور سب کے دل یکسان نہین ہین بہت سے اشخاص ایسے ہین کہ وہ متحمل اسکے نہین ہوسکتے کہ رعد کی آواز جو قوی ہے اُسے سن سکین یا برق کی زیادہ چمک دیکھ سکین بلکہ فوراً انھین غش آجاتا ہے اور بعضے ہلاک ہو جاتے ہین تو اگر قمر کا پھٹنا یا آفتاب کا پھرنا ایسے اشخاص دیکھتے اور یہ نہ جانتے ہوتے کہ یہ بسبب دعاے نبی یا امام کے واقع ہوا ہے تو کسطرح زندہ رہتے اور کیا اذیت اُنکے قلوب کو پہونچتی اب اگر کوئی کہے کہ جس صورت مین کہ سب مطلع ہوتے تو سب کو یقین ہوتا اور شبہہ برطرف ہو جاتا تو ہم کہتے ہین کہ اگر اطلاع اسکی عام ہوتی جب بھی تو وہی مطلع ہوتے جنھین دیکھنے کی لیاقت ہو والا اندھے یا خفتہ یا اُنکے بعد جو پیدا ہونے والے تھے وہ پھر بذریعہ اُنکی خبر کے مطلع ہوتے پھر جب سب کا علم بدون خبر نہین حاصل ہوسکتا تو سب کی اطلاع کیا ضرور تھی بعض کی بھی آگاہی نقل روایت کو کافی ہے اور اگر دیکھنے ہی سے یقین ہوتا ہے تو جنھون نے شق القمر کو دیکھا انھون نے کب یقین کیا اور ایمان لاے ہدایت بغیر اعانت خدا کے نہین ہوتی ہمنے بحمد اللہ کچھ نہین دیکھا اور سب کا یقین کیا ابوجہل نے سب کچھ دیکھا اور کفر سے باز نہ آیا فتدبّر اور شبہہ کرنے والے کیا شبہہ کرتے ہین اس معجزے کے واقع ہونے مین بہ نسبت اُس صاحب معجزات کے جسکے مداحون نے ردشمس کیا ہے جیسا کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الیقین مین نقل کیا ہے کہ بعض زہاد و وعاظ مین فضائل جناب امیر کے بیان کرتے تھے کہ آفتاب قریب بہ غروب پہونچا اور افق مین سیاہی ظاہر ہونے لگی اور سید علی خان مدنی نے انوار الربیع مین لکھا ہے کہ مظفر مروزی واعظ ایک روز ناحیہ بغداد مین احادیث اور فضائل حضرت کے اور روایت ردشمس کی پڑھتے تھے پس ایک ابر پیدا ہوا اور اُسنے عالم کو سیاہ کر دیا یہان تک کہ حاضرین نے گمان کیا کہ آفتاب نے غروب کیا بالجملہ ان دونون روایتون کے موافق یہ ہے کہ اُس واعظ نے آفتاب کی طرف خطاب کیا اور کہا لا تغربی یا شمس حتی ینقضی مدحی لحسنو المصطفی و لنجله واثنی عنانک ان اردت ثناءه وانسیت یومک اذ رددت لاجله ان کان للمولی وقوفک فلیکن ہذا الوقوف لخیله و لرجله بفور اس کلام کے آفتاب بلند ہوا اور افق روشن ہوا یہان تک کہ مدح آنحضرت کی واعظ پڑھ چکا خلاصہ یہ کہ علامہ فرماتے ہین کہ چونکہ اُسوقت سُننے والے بہت جمع تھے اس قصہ کو خواص و عوام نے نقل کیا ہے اور یہ نقل حد تواتر کو پہونچی ہے اور سید مدنی نے لکھا ہے کہ فطلعت الشمس من تحت الغیوم عند انتہاء الابیات فلا یدری ما رمی علیہ من الاموال والثیاب یومئذ فقط اور

اُسی جملہ سے ہی زیادہ ستارون کا ٹوٹنا اور بہت سے شہاب ثاقب کا ظاہر ہونا وقت ولادت باسعادت حضرت کے
اور منجملہ اُسی کے ہی مائدہ کا نازل ہونا اور کھانون کا اور میوون کا بہشت کے آسمان سے آنا آنحضرت کے لیئے اور اُنکی عترت
طاہرہ کے واسطے بسند معتبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی کہ ایک روز جناب فاطمہ صلوۃ اللہ علیہا خدمت مین
پیغمبر خدا کی حاضر ہوئین اسطرح سے کہ امام حسن اور امام حسین کو گود مین اٹھائے ہوئے تھین اور ہریسہ تیار کرکے اپنے ساتھ
لائین تھین جب داخل ہوئین تو حضرت نے جناب امیر کو طلب فرمایا جب حضرت امیر المومنین بھی حاضر ہوے تو حضرت نے
امام حسن کو جانب راست اور امام حسین کو جانب چپ اور جناب امیر اور جناب سیدہ کو اپنے روبرو اور پس سر بٹھایا
اور ایک خیبری کی عبا اُنپر اڑھائی اور تین بار فرمایا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین پس اِنسے دور کر شک اور گناہ کو اور پاک کر
انہین جو حق پاک فرمانے کا ہی ام سلمہ کہتی ہین کہ مین چوکھٹ پر بیٹھی تھی مین نے کہا کہ یا پیغمبر خدا مین بھی انہین سے ہون
فرمایا کہ بازگشت تیری بھی اچھی ہوگی لیکن تو اِنسے نہین ہی بعد اسکے جبرئیل آئے اور ایک طبق انار اور انگور بہشت سے لائے
جب پیغمبر خدا نے انار و انگور کو اپنے دست مبارک مین لیا تو دونون نے خدا کی تسبیح کہی اور آنحضرت نے تناول فرمایا
بعد اسکے حسنین علیہما السلام کے ہاتھ مین دیئے اور اُنکے ہاتھون مین بھی انھون نے سبحان اللہ کہا اور انھون نے بھی تناول
فرمایا بعد اسکے علی ابن ابیطالب کے ہاتھ مین دیا اور اُن میوون نے تسبیح کی اور حضرت نے اُسے تناول فرمایا بعد اسکے ایک شخص
صحابیون سے داخل حجرہ ہوا اور چاہا کہ انار و انگور کو کھائے جبرئیل نے فرمایا کہ اس میوے کو نہین کھا سکتا مگر پیغمبر یا وصی
پیغمبر یا فرزند پیغمبر اور اسی حکایت کو اور سند سے ام المومنین عائشہ سے نقل کیا ہی کہ ایک دن پیغمبر خدا نے علی ابن ابیطالب کو کسی
کام کے واسطے بھیجا تھا جب علی ابن ابیطالب پھر کر آئے تو پیغمبر خدا میرے حجرے مین تھے بعد اسکے پیغمبر خدا اُٹھے اور
استقبال کو علی ابن ابیطالب کے صحن خانہ تک تشریف لیگئے اور ہاتھ اپنا علی ابن ابیطالب کی گردن مین ڈالا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ ایک ابر آیا اور اُسنے دونون کو گھیر لیا اور میری آنکھ سے غائب ہو گئے جب ابر برطرف ہوا تو دیکھا مین نے کہ ایک خوشہ
انگور سفید کا حضرت کے ہاتھ مین ہی اور اُسے خود بھی کھاتے ہین اور علی ابن ابیطالب کو کھلاتے ہین مین نے کہا کہ ای پیغمبر خدا
آپ کھاتے ہو اور علی ابن ابیطالب کو کھلاتے ہو مجھے نہین دیتے فرمایا کہ یہ میوہ بہشت کا ہی اسے دنیا مین نہین کھاتا
مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر اور بہت سی سندون سے کتب خاصہ و عامہ مین انس سے روایت کی ہی کہ ایک دن پیغمبر خدا سوار ہوکر ایک
پہاڑ کے قریب تشریف لیگئے اور وہان اُتر کر پہاڑ کے اوپر رونق افروز ہوے اور مجھسے فرمایا کہ فلان مقام پر جا کہ علی
ابن ابیطالب بیٹھے ہوے کنکریون کے ساتھ تسبیح خدا کی کرتے ہین اور میرا سلام انہین پہونچا اور انہین اس شتر پر سوار کرکے
میرے پاس لا انس کہتا ہی کہ مین اُس جگہ گیا اور علی علیہ السلام کو سوار کرکے پیغمبر خدا کی خدمت مین لایا جب جناب امیر کی نظر
پیغمبر خدا پر پڑی تو حضرت نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آنحضرت نے جواب مین فرمایا عَلَیْکَ السَّلَامُ ای ابو الحسن بیٹھو کہ
اس جگہ ستر پیغمبر بیٹھا ہی کہ مین اُن سب سے بہتر ہون اور ہر پیغمبر کی جگہ پر اسکا بھائی بیٹھا ہی کہ تو اُن سب سے بہتر ہی انس کہتا ہی

ذکر معجزہ ۔ ٹوٹنا ستارون کا ۔ آسمان سے معجزہ نزول مائدہ اور کھانون کا میوون کا بہشت سے آنا ۔ روایت عائشہ کی نزول مائدہ مین ۔ روایت انس کی باب نزول مائدہ

دربیان معجزات آنحضرت کہ از نباتات و جمادات ظاہر ہوئے

کہ اسی حال مین ایک ابر کو مین نے دیکھا کہ اُنکے سر کے نزدیک آیا اور پیغمبر خدا نے اپنا ہاتھ ابر کی طرف بڑھا کر ایک خوشہ انگور کا لیا اور اپنے اور علی ابن ابیطالب کے بیچ مین رکھا اور فرمایا کہ کھاؤ ای بھائی کہ یہ ہدیہ خدا کی طرف سے ہی میرے لیئے اور تمہارے لیئے اور دوسری روایت مین انس سے ہی کہ اُس ابر سے کھانا اور پانی دونون نے تناول فرمایا اور پھر وہ ابر بلند ہوگیا اور حضرت نے فرمایا کہ اس ابر سے سی صد و سیزدہ پیغمبر اور سی صد و سیزدہ وصی پیغمبر نے کھایا ہی اور پیا ہی اور مین سب پیغمبرون سے خدا کے نزدیک گرامی ہون اور علی ابن ابیطالب جمیع اوصیائے پیغمبران سے خدا کے سامنے گرامی تر ہی اور حدیث معتبر مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ تمھین چاہیے کہ ہریسہ کھاؤ کہ چالیس روز تک نشاط عبادت کی دیتا ہی اور جو خوان طعام کہ پیغمبر خدا پر آسمان سے اُترا تھا اُسمین بھی ہریسہ داخل تھا اور منجملہ اُنکے وہ معجزات ہین کہ آنحضرت سے نباتات و جمادات مین ظاہر ہوے پہلے اُس سے وہ ہی جو خاصہ و عامہ کے محدثین نے جناب امام جعفر صادق سے اور جابر سے اور اور اصحاب سے روایت کی ہی کہ جب پیغمبر خدا درہ ہاے مکہ مین راہ چلتے تھے تو جس پتھر اور درخت کے پاس گذرتے تھے وہ خم ہو جاتا تھا اور سجدہ کرتا تھا حضرت کی تعظیم کے لیے اور کہتا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ دوسرے وہ ہی جسے خاصہ و عامہ نے اپنی سندہاے کثیر کے ذریعہ سے نقل کیا ہی کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے مدینہ مین ہجرت فرمائی اور مسجد بنائی تو جانب محراب مسجد مین ایک درخت خرما سوکھا ہوا تھا کہ وہ حضرت جب چاہتے تھے کہ خطبہ فرماتین تو اُسپر تکیہ فرما کر خطبہ پڑھتے تھے ایک مرد رومی حضرت کی خدمت مین آیا اور اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت فرماوین کہ مین آپ کے لیے منبر بناؤن کہ خطبہ کے پڑھنے کے وقت آپ اُسپر تشریف فرما ہون جب اُسے حکم ملا تو اُسنے ایک منبر تین زینے کا بنایا کہ حضرت اُسکے تیسرے زینے پر بیٹھتے تھے پہلی بار جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے تو وہ درخت رویا جیسا کہ اونٹنی مفارقت فرزند مین اپنے نالہ کرتی ہی جب حضرت نے یہ ملاحظہ فرمایا تو بکمال ترحم منبر پر سے اُترے اور اُس درخت کو گلے لگایا جب نالہ اُسکا ٹھہرا بعد اُسکے حضرت نے فرمایا کہ اگر مین اُسے گود مین نہ لیتا تو وہ قیامت تک رویا کرتا اور اُس درخت کو حنانہ کہتے تھے اور وہ موجود تھا یہان تک کہ بنی اُمیہ نے مسجد کو خراب کیا اور نئی طرح سے بنایا اور اُس درخت کو کاٹا اور دوسری روایت مین منقول ہی کہ اُس درخت کو کاٹا اور منبر کے نیچے دفن کر دیا اور جناب سید مرتضیٰ نے حدیقہ سلطانیہ مین ایک اور روایت سے نقل کیا ہی کہ جب وہ درخت رویا اور نالہ کیا تو حضرت منبر پر تھے اُسوقت حضرت نے اُسے بلایا پس اُس درخت نے زمین کو پھاڑا اور حضرت کی طرف چلا جب قریب منبر کے پہونچا تو حضرت نے اُسے گود مین لیا اور تسکین اُسکی فرمائی اور اُس سے سب رونے کی آواز سُنتے تھے ایسی آتی تھی کہ جیسا لڑکا روتا ہی اور اُسکے رونے کو ٹھہراتے ہین اخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ یہ معجزہ بھی متواترات سے ہی اور اب تک اُس درخت کی جگہ معروف ہی کہ اُسے اُسطوانہ حنانہ کہتے ہین تیسرے وہ کہ جسے علامہ حلی علیہ الرحمہ نے شرح تجرید مین کہا ہی اور حاصل اُسکا یہ ہی کہ آنحضرت نے درخت کو بلایا پس اُسنے حکم کو قبول کر کے حضرت کے بلانے سے حضرت کی طرف زمین کو پھاڑ کر آیا بدون اسکے کہ کوئی اُسے آگے کھینچتا تھا یا پیچھے سے

ڈھکیلتا تھا اور پھر اسی طرح پھر گیا اور اِس قصے کی تفصیل روایات مین کئی طرح سے وارد ہوئی ہی چنانچہ نہج البلاغہ مین بھی
وارد ہی اور محصل اُسکا یہ ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ تھا کہ اشراف قریش
خدمت مین آنحضرت کی آئے اور کہا کہ ای محمد تم دعوی ایسا بزرگ کرتے ہو جیسے تمھارے آبا و اقران نے نہ کیا تھا اور ہم تمسے
ایک سوال کرتے ہین کہ اگر اُسے تم قبول کرو تو ہم جانین کہ تم پیغمبر اور رسول ہو اور اگر وہ بات تم سے نہو سکی تو ہم جانینگے
کہ تم دروغ گو اور ساحر تھے یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ تمھارا کیا سوال ہی انھون نے کہا کہ ہمارے لیے اس درخت کو طلب کرو کہ
اپنی جڑ سے اُکھڑ کر آئے اور تمھارے روبرو کھڑا ہو حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی سب امرون پر قادر ہی اگر یہ تمھارے واسطے
کر دے تو ایمان لاؤ گے انھون نے کہا ہان اگر ایسا ہو تو ہم ایمان لائینگے حضرت نے فرمایا کہ مین تمھین کہتا ہون جو تم چاہتے ہو
اور جانتا ہون کہ تم ایمان نہ لاؤ گے اور تم مین ایک جماعت ہی کہ وہ جنگ بدر مین ماری جائیگی اور چاہ بدر مین گریگی اور
ایک جماعت ہی کہ وہ لشکر جمع کر کے مجھسے لڑنے کو آئے گی یہ فرما کر درخت کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ ای درخت اگر
تو ایمان ساتھ خدا و رسول اور روز قیامت کے رکھتا ہی اور جانتا ہی کہ مین پیغمبر اور رسول خدا کا ہون تو اپنی جڑ سے اُکھڑ کر
باذن خدا میرے سامنے آکر ٹھہر بعد اسکے جناب امیر فرماتے ہین کہ بحق اُس خداوند کے کہ جسنے نبی کو بحق بھیجا تھا کہ وہ درخت
اپنی جڑ سمیت زمین سے اُکھڑا اور حضرت کی طرف روانہ ہوا اور اُسکی آمد مین آواز سخت آتی تھی جسطرح پرندون کے پرون کی
آواز ہوتی ہی یہان تک کہ وہ آنکر حضرت کے قریب ایسا ٹھہرا کہ حضرت پر سایہ کیا اور اپنی بلند جو شاخین تھین وہ حضرت کے
سر اقدس پر پھیلا دین اور اسکے سوا جو اور شاخین تھین وہ میرے سر پر پھیلا دین اور اُس وقت مین جانب راست مین حضرت کے
بیٹھا تھا جب یہ معجزہ بزرگ دیکھا اُس جماعت قریش نے تو براہ علو و تکبر کہنے لگی کہ حکم کرو اُسے کہ پھر جائے اور دو ٹکڑے ہو
آدھا اپنی جگہ پر رہے اور آدھا تمھارے پاس آئے حضرت نے اسکے موافق اُسے حکم دیا پس وہ پھر گیا اور جب اپنی
جگہ پر پہونچ چکا تو بہت بُری آواز سے پھٹا اور نصف اُسکا بہت سُرعت سے حضرت کی طرف دوڑا یہان تک قریب حضرت کے
پہونچا بعد اسکے انھون نے عرض کیا کہ اِس سے فرمائیے کہ یہ آدھا بھی پھر جائے اور اپنے نصف سے ملجائے حضرت نے اُسے
فرمایا اور وہ اسی طرح جا کر مل گیا جناب امیر فرماتے ہین کہ مین نے کہا لا الٰہ الا اللہ اول وہ شخص جو آپکے ساتھ ایمان لایا
مین ہون اور اول اُسکا جو اقرار کرے اسکا کہ اِس درخت نے جو کچھ کیا وہ حکم خدا سے تھا اور آپ کی تصدیق پیغمبری اور
تعظیم کے لیے آپ کی تھا مین ہون بعد اُسکے سب کافرون نے کہا کہ بلکہ ہم کہتے ہین کہ تم جادوگر اور جھوٹے ہو اور عجیب
عجیب جادو تمھارے پاس ہین اور تمھاری تصدیق نہ کرے گا مگر مثل اسکے جو تمھارے پہلو مین بیٹھا ہی حضرت نے
فرمایا کہ اِس کلمہ سے انھون نے مجھے ارادہ کیا تھا اور تحقیق کہ مین انمین سے ہون کہ جنھین راہ خدا مین ملامت کرنے
والون کی مانع و حارج نہین ہوتی نشانی اُنکی سچ بولنے والون کی نشانی ہی کلام اُنکا اُن ابرارون کی باتین ہین جو
رات کے آباد کرنے والے ہین اور دن کو ہدایت کا نشان ہین ہاتھ انھون نے اپنا رسن قرآن کے ساتھ مارا ہی

اور طریقہ خدا و رسول کو زندہ رکھتے ہین تکبر نہین کرتے فساد نہین پیدا کرتے دل اُنکے بہشت مین ہین اور جسد اُنکے عمل طاعات مین ہین فقط اور اخوند صاحب نے لکھا ہی کہ یہ بھی معجزہ متواترات سے ہی اور بہت سے طریقون سے منقول ہوا ہی چوتھے وہ کہ جو مروی ہی کہ ایک یہودی کا حق ایک مسلمان پر آتا تھا اور اُسنے مسلمان سے شرط کی تھی کہ ایک باغ اُسکے لیے نخل کا ایسا درست کردے کہ جسمین بہت قسمین خرمے کی ہو وین پس حضرت پیغمبر خدا نے جناب امیر کو حکم فرمایا کہ تخم خرما لاؤ جب حضرت گٹھلیان خرمے کی لیکر خدمت مین آئے تو حضرت آہستہ خرمے کو اپنے دہن مبارک مین لیکر جناب امیر علیہ السلام کو دینے لگے کہ تم بوتے جاؤ جناب امیر علیہ السلام گٹھلیان بوتے تھے اور آپ دہن مبارک سے دیتے جاتے تھے جب ایک گٹھلی بوکر دوسری کی نوبت بونے کی پہونچتی تھی تو پہلی سبز ہو جاتی تھی اور جب تیسری گٹھلی کے بونے کی نوبت پہونچتی تھی تو پہلا درخت بار لاتا تھا یہان تک کہ ایک ساعت مین اُس باغ کو تمام کیا کہ اُسمین رنگ برنگ کے خرمے سرخ و سفید و سیاہ اور سب میوے تیار تھے پھر اُسی یہودی کو سپرد فرمایا اور اُس مسلمان کو اُسکے حق سے بری فرمایا اور اُسی کے قریب ہی جو قصہ سلمان رضی اللہ عنہ مین مذکور ہی پانچوین وہ ہی جو تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام مین منقول ہی کہ جب حق مین یہودیون کے اور دشمنان آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ کے یہ آیہ نازل ہوا فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً تو یہودی نے خدمت مین حضرت کی آکر کہا کہ ای محمد تم دعوی کرتے ہو کہ ہمارے دلون مین ارادہ فقیرون سے مواساۃ کا اور ضعیفون کی اعانت کا اور راہ خدا مین مال صرف کرنے کا نہین ہی اور تم کہتے ہو کہ پتھر ہمارے دلون سے زیادہ ملائم مین اور حق تعالیٰ کی اطاعت ہمسے زیادہ کرتے ہین پس اب پہاڑ قریب ہین آؤ ہم تم کسی ایک پہاڑ کے پاس چلین اگر وہ تمھاری راست گوئی کی گواہی دے تو ہم کو ضرور ہی کہ تمھاری اطاعت کرین اور اگر تمھاری تکذیب کرین یا جواب نہ دین تو ہم جانینگے کہ تمنے جھوٹ کہا تھا حضرت نے فرمایا کہ خوب ہی تم جس پہاڑ کو اختیار کرو مین اُسکے پاس چلون پس اُنھون نے ایک پہاڑ کو اختیار کیا جو آبادی سے زیادہ دور تھا اور حضرت کو اُسکے پاس لیگئے جب قریب پہاڑ کے حضرت تشریف لیگئے تو اُس سے خطاب فرمایا کہ مین تجھسے سوال کرتا ہون بجاہ محمد و آل پاک اُنکے کہ جنکے نامون کے ذکر کرنے سے حضرت آدم کی توبہ کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اُنکے نامون کی برکت سے عرش کو ایسا سبک و خفیف کردیا کہ آٹھ فرشتون کے کاندھون پر وہ ٹھہر ابعد اسکے کہ بہت فرشتے کہ جنکی گنتی خدا کے سوا کوئی نہین جانتا اُسے حرکت نہ دے سکتے تھے اور سوال کرتا ہون بحق محمد و آل طیبین اُنکے کی کہ جنکے نامون کی برکت سے حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ کو قبول کیا اور بہشت مین اُنھین مکان بلند تک پہونچایا کہ گواہی محمد کی واسطے ساتھ اُس چیز کے جو خدا نے تجھے سپرد کیا ہی اُنکی تصدیق سے اِن یہودیون پر اور اِنکے دلون کی سختی کی دی پس وہ پہاڑ کانپا اور پانی اُس سے جاری ہوا اور بزبان فصیح اور بآواز بلند اُسنے کہا کہ ای محمد مین گواہی دیتا ہون کہ تو خدا کا رسول اور سب مخلوق کا اُنکی سردار ہی جو گذرے اور جو مخلوق کہ پیدا ہونے والے ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ دل اِن یہود کے جیسا کہ تونے وصف کیا ہی پتھر سے زیادہ سخت ہین کہ اُنسے کچھ باہر نہین آتا اور پتھر سے کبھی پانی نکلتا ہی اور مین گواہی دیتا ہون کہ یہ جھوٹے ہین اُس بات مین ...

آپ کی طرف کرتے ہین اور خدا پر افترا کرتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ای پہاڑ مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ تو بیان کر کہ حق تعالی نے
تجھے کہا ہی کہ تو میری اطاعت کرے ہر بات مین جو کچھ مین تجھسے طلب کرون بجاہ محمد وآل طیب اُسکے کی جنکی برکت سے
خدا نے نجات دی نوح کو کرب بزرگ سے اور سرد کیا آگ کو ابراہیم پر اور اُسے ابراہیم پر سلامت گردانا اور ابراہیم کو
آگ مین متمکن اُس تخت پر کیا جو مزین تھا اور فرش زنگار نگ کے اُسپر ایسے تھے کہ جو اُس بادشاہ جابر نے اپنی عمر مین
اور نہ اور بادشاہون کی سرکار مین ایسے دیکھے تھے نہ سنے تھے اور گرد تخت کے بہت سے درخت طرح طرح کے خوش آیندہ
اُگائے تھے کہ اُنسے ہر قسم کے پھول اور میوے ظاہر ہوے تھے کہ جو سال بھر مین ایک فصل پر ہوتے ہین پہاڑ نے کہا کہ
گواہی دیتا ہون کہ جو آپ نے فرمایا وہ حق ہی اور اگر آپ خدا سے سوال کرین کہ سب آدمی دنیا کے خوک وبمون ہو جائین
تو خدا الہی موافق آپ کے سوال کے سب دنیا کو ایسا ہی کر دے اور اگر آپ سوال کرین کہ سب کو فرشتہ کر دے
تو فرشتہ کر دے اور اگر آپ دعا کرین کہ برف کو آگ اور آگ کو برف کر دے تو وہی کر دے اور اگر آپ سوال کرین کہ
آسمان کو زمین پر لائے اور زمین کو آسمان پر لیجائے تو ویسا ہی کرے اور گواہی دیتا ہون کہ خدا نے آسمانون کو اور زمینون کو
اور دریاؤن کو اور پہاڑون کو سب کو آپکا فرمانبردار و مطیع کیا اور سب مخلوقات خدا کی آپ کی اطاعت مین ہین اور جو
آپ فرمائیے اُسے عمل مین لائینگے بعد مشاہدہ کرنے ان معجزات ظاہرہ کے اُن یہودیون نے کہا کہ ای محمد تم ہمپر تلبیس کرتے ہو
اس پہاڑ کے پتھرون کے نیچے جماعت اپنے اصحاب کی بٹھادی ہی کہ وہ باتین کرتے ہین اور ہمسے کہتے ہو کہ پہاڑ کلام کرتا ہی
اگر تم سچ کہتے ہو تو پہاڑ کے پاس سے خود دور ہٹ کر کھڑے ہو اور اُسے حکم کرو کہ جڑ سے اُکھڑ کر جہان تم کھڑے ہو وہان تک
وہ خود آئے اور کھڑا ہو اور بعد اسکے پہاڑ کمر کے پاس سے اپنی دو حصے ہو اور اوپر کا حصہ نیچے آئے اور نیچے کا حصہ اوپر جائے
اگر ایسا کرو تو ہم جانین کہ تمنے سچ کہا ہی اور خدا کی طرف سے ہی جو کچھ کہ تم اُسکا دعوی کرتے ہو یہ سنکر حضرت نے ایک پتھر کو
کہ وہ پانچ رطل کی مقدار مین تھا اشارہ فرمایا کہ ای پتھر میرے پاس آ وہ پتھر پہاڑ سے جدا ہو کر حضرت کی خدمت مین آیا اور سامنے
ایستادہ ہوا حضرت نے اُس یہودی سے فرمایا کہ اس پتھر کو اپنے کان کے نزدیک لیجا کر سن کہ جو کچھ پہاڑ نے گواہی دی ہی وہی یہ
پتھر بھی گواہی دے گا جب اُسنے پتھر کو اپنے کان سے قریب کیا تو حکم خدا سے وہی آواز اُس پتھر سے آئی جو آواز اُس پہاڑ سے
آئی تھی اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ آیا اس پتھر کے نیچے بھی کوئی آدمی ہی کہ تجھسے بات کرتا ہی اُسنے کہا نہین لیکن جو مینے
درخواست کی تھی اُسکے موافق آپ نے نہین کیا حضرت نے اُنپر اتمام حجت کے واسطے پہاڑ سے بہت دوری فرمائی اور
ایک صحرا کے بیچ مین جا کر کھڑے ہوے اور فرمایا کہ ای پہاڑ بحق محمد وآل طیبین اُنکے جنکی جاہ کے باعث سے اور اُنسے توسل
ڈھونڈھنے سے بندگان خدا کے حق تعالی نے قوم عاد پر ایسی سرد ہوا مسلط فرمائی کہ وہ آدمیون کو زمین سے اُٹھاتی تھی
اور ہوا مین بلند کرتی تھی اور جبرئیل کو حکم فرمایا کہ قوم صالح پر نعرہ مارا اور اُنھین ہلاک کیا کہ تو بھی اپنی جگہ سے اُکھڑ اور
میرے پاس اس مقام پر خدا کے حکم سے آ یہ فرما کر ہاتھ زمین کے اوپر رکھا بعد اسکے وہ پہاڑ حرکت مین آیا اور سب راہوار

کی طرح دوڑتا ہوا آیا اُس جگہ پر جہان کا حضرت نے نشان دیا تھا اور کھڑا ہوا اور کہا کہ مین سُننے والا اور فرمانبردار ہون آپ کا ای رسول خدا اگرچہ اِن معاندین کی ناکین خاک پر رگڑین جائین جو حکم آپ فرماتے کو ہون فرمایئے تاکہ مین اطاعت کرون حضرت نے فرمایا کہ یہ گروہ کہتے ہین کہ زمین سے اُکھڑ اور دو ٹکڑے ہو نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے اور اوپر کا حصہ نیچے آئے پہاڑ نے عرض کیا کہ ای رسول رب العالمین آپ یہ حکم میرے واسطے فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ہان پس بمجرد اسکے اُنکی درخواست کے موافق ہوا بعد اسکے پہاڑ نے اُن معاندین سے خطاب کیا کہ آیا جو کچھ کہ تمنے دیکھا یہ کم ہی موسٰی کے معجزات سے جنکے ساتھ تم ایمان لائے ہو اُسوقت اُنھون نے آپسمین دیکھا بعضون نے کہا کہ اب ہمکو محل گریز نہین ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ شخص صاحب نصیب ہی جو ارادہ کرتا ہی وہ میسر ہو جاتا ہی اُسوقت پہاڑ نے کہا کہ ای دشمنان خدا جو کچھ کہ تمنے کہا اُس سے موسٰی کی نبوت کو باطل کیا کیونکہ منکر نبوت موسٰی کا جو ہوگا وہ کہیگا کہ اُنکے معجزے بھی بذریعہ صاحب نصیب ہونے کے تھے چھٹے وہ ہی جو شان نزول آیہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ مین موافق روایات عامہ وخاصہ کے وارد ہوا ہی کہ پیغمبر خدا نے علی ابن ابیطالبؑ سے فرمایا کہ بکرے کی ایک ران کو پکاؤ اور ایک بڑا کانڈہ دودہ کا میرے پاس لاؤ اور میری طرف سے اپنے باپ ہاشم کی اولاد کو طلب کرو پس جناب امیر علیہ السلام نے موافق حضرت کے ارشاد کے تعمیل فرماکر بنی ہاشم کو طلب کیا اور وہ چالیس آدمی تھے پس سب نے کھایا اور سیر ہوئے اور کھانا جتنا تھا اُتنا ہی رہا سوا خدا کی شان کے کوئی نشان بھی کھانے کا اُسمین نہ معلوم ہوتا تھا اِسی طرح دودہ بھی سب نے سیر ہو کر پیا اور وہ کانڈہ پھر بھرا رہا پھر جب چاہا کہ اُنھین اسلام کی طرف دعوت کرین تو ابولہب نے کہا کہ محمدؐ نے تمپر جادو کیا ہی بعد اسکے حضرت کھڑے ہوئے اور دعوت کی مسلمان ہونے کی طرف اُسوقت کسی نے قبول نہ کیا مگر علی ابن ابیطالبؑ نے اور اسی طرح دوسرے دن اور تیسرے روز بھی فرمایا اور ہر روز اُنکا اصرار انکار پر اور علی ابن ابیطالبؑ کا اقرار و قبول کرنا وصایت وخلافت کو بدستور رہا یہان تک کہ موافق وعدے کے پیغمبر خدا نے حضرت امیرؑ کو اپنا وصی فرمایا فقط واضح ہو کہ یہ حکایت پیشتر مفصل مذکور ہو چکی ہی اسلیے یہان بطور اجمال بسبب ضرورت مقام کے لکھا گیا ساتوین وہ ہی جو تفسیر صافی مین علی ابن ابراہیم قمی سے مروی ہی کہ پانچوین برس ہجرت سے قبائل قریش نے اجتماع کیا اور عرب کے قبیلون کو حرکت مین لائے اور دس ہزار آدمیون کو کہ فسر اُنکا ابوسفیان ملعون تھا پیغمبر خدا کے مقابلہ کے لیے مستعد و آمادہ کیا اور پیغمبر خدا نے اِس خبر کو سُنکر اپنے اصحابون سے مشورہ فرمایا اور اُسوقت حضرت کے اصحاب سات سو آدمی تھے فقط اِس مشورے مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت سے عرض کیا کہ تھوڑے آدمی جماعت کثیر کا مقابلہ کبھی کر سکینگے اصلح یہ ہی کہ خندق کھودی جائے کہ عجمیون مین عادت ہی کہ جب مقابلہ دشمن قوی کا ہوتا ہی اُسوقت خندق لشکر کے گرد اپنے کھود لیتے ہین بعد اسکے جبرئیل نازل ہوئے اور حق تعالیٰ کی طرف سے سلمان فارسی کی رائے کے موافق عمل مین لانے کو اجازت پہونچائی پس پیغمبر خدا نے حکم فرمایا کہ زمین کی پیمائش کرین اور ہر بیس قدم اور تیس قدم پر ایک ایک قوم کو مہاجرین و

انصار سے خندق کے کھودنے کو مقرر فرمایا پھر حکم فرمایا کہ پھاوڑے لاؤ اور پہلے سب سے خندق کھودنے کی ابتدا خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمائی کہ ایک کلنگ اپنے ہاتھ مین لیا اور جہان پر کہ مہاجرین تھے تنہا خود مشغول کھودنے کے ہوئے حضرت خندق کھودتے تھے اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام گڑھے سے مٹی اٹھا کر علیحدہ کنارے پر جمع فرماتے جاتے تھے یہان تک کہ جسم مبارک سے حضرت کے پسینہ جاری ہوا اور فرماتے تھے کہ لا عیش الا عیش الآخرۃ اللھم اغفر للانصار والمھاجرین جب صحابون نے دیکھا کہ خود حضرت مشغول ہین اسوقت سب کے سب مستعد ہو کر خندق کے کھودنے مین اور مٹی کے اٹھانے مین بہت اہتمام کیا پس جب دوسرا دن ہوا تو صبح ہوتے ہی سب اصحاب بہت جلد خندق کے کھودنے کو گئے اور حضرت خود مسجد فتح مین بیٹھے پس اسی حالت مین کہ اصحاب خندق کھود رہے تھے ناگاہ ایک پہاڑ اس زمین کے نیچے سے ایسا ظاہر ہوا کہ اسمین کلنگ تاثیر نہ کرتے تھے ہر چند سب نے زور بہت مارا لیکن وہ نہ کٹ سکا اسوقت لاچار ہو کر سب نے جابر ابن عبد اللہ انصاری کو عرض حال کے لیے خدمت مین پیغمبر خدا کی روانہ کیا جابر کہتے ہین کہ مین مسجد مین آیا دیکھا مین نے کہ وہ حضرت پشت مبارک کو زمین پر اور ردائے مبارک کو سر کے نیچے رکھے ہوئے اور ایک پتھر کو اپنے شکم مبارک پر باندھے ہوئے لیٹے ہین مین نے حقیقت امر کو عرض کیا حضرت سنتے ہی اس حال کے اٹھ کھڑے ہوئے اور جہان وہ پہاڑ ظاہر ہوا تھا تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا جب پانی آیا تو روئے مبارک کو اور ہاتھون کو کہنیون تک دھویا اور مسح سر اور پائے مبارک کا فرمایا بعد اسکے تھوڑا سا پانی نوش فرمایا اور تھوڑا پانی دہن مبارک سے اس پتھر پر ڈالا بعد اسکے کلنگ کو اپنے دست مبارک مین لیا اور ایک ضرب اسپر ماری کہ اس ضرب سے روشنی مثل برق کے بلند ہوئی ایسی روشنی کہ جس سے شام کے بلند مکان ظاہر ہوئے بعد اسکے دوسری ضرب لگائی اور اس سے بھی ایک برق چمکی کہ اس سے شہر مدائن کے بلند مکانات مین نے دیکھے بعد اسکے تیسری ضرب لگائی کہ اسکی روشنی سے یمن کے مکانات دیکھے مین نے بعد اسکے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ قریب ہے کہ مین ان ملکون پر جو اسوقت اس روشنی مین دکھائی دیئے فتح یاب ہونگا بعد اسکے وہ پتھر جو مثل پہاڑ کے تھا ریت کی طرح ٹکڑے ٹکڑے اور پراگندہ ہو گیا جابر کہتے ہین کہ بعد فراغت اس امر کے مین سمجھا کہ پیغمبر خدا بھوکے ہین جو پتھر کو اپنے پیٹ پر باندھا ہے اس خیال سے مین نے عرض کیا کہ آیا کچھ رغبت حضرت کو غذا کی طرف ہے فرمایا کہ کیا کچھ ہے تیرے پاس مین نے عرض کیا کہ ایک صاع جو اور ایک بکری ہے فرمایا کہ آگے جا کر تیار کر جو کچھ کہ تیرے پاس حاضر ہے جابر کہتے ہین کہ مین گھر مین آیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ جو کو پیس کر آٹا کرے اور بکری کو ذبح کر کے صاف کیا اور بی بی سے کہا کہ آٹے کی روٹی پکائے اور بکری کا سالن درست کرے جب اسکی درستی سے فرصت ہوئی تو مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہون کھانا تیار ہے تشریف لیچلیے اور جسے منظور ہو اپنے ہمراہ لیچلیے یہ سنکر حضرت خندق کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور بآواز بلند ندا فرمائی کہ اے گروہ مہاجرین و

انصار جابر کی دعوت قبول کرو اور اسوقت سات سو آدمی مجتمع تھا حضرت کی آواز سنتے ہی اپنی اپنی جگہ سے سب
نکل کر آئے جو جو آتا جاتا تھا اُس سے حضرت فرماتے جاتے تھے کہ دعوت جابر کو قبول کرو مین پہلے سب سے اپنے گھر آیا اور بی بی سے
مین نے کہا کہ خدا کی قسم حضرت اسقدر زیادہ آدمی ساتھ لاتے ہین کہ ہرگز تجھے تاب و طاقت اُنکے کھلانے کی نہین ہی اُس زن
عقلمند نے کہا کہ آیا مقدار طعام سے تو نے آگاہی اور اطلاع حضرت کی خدمت مین کر دی تھی یا نہین جابر نے کہا کہ البتہ
مقدار طعام کو عرض کر چکا ہون یہ سُنکر اُنکی بی بی نے کہا کہ پھر ہمکو فکر کرنی کیا ضرور ہی وہ بہتر جانتے ہین جابر کہتے ہین کہ بعد اُسکے
حضرت تشریف لائے اور دیگ کو دیکھا اور جابر کی بی بی سے فرمایا کہ اُسمین سے کچھ نکال اور کچھ دیگ مین رہنے دے اور
پھر تنور پر نظر اقدس ڈالی اور فرمایا کہ کچھ روٹیان تنور سے باہر نکال اور کچھ اُسمین رہنے دے بعد اُسکے کاسۂ طعام کو طلب
کر کے شوربا اُسمین ڈالا اور روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُسمین بھگویا اور فرمایا کہ ای جابر دس دس آدمیون کو میرے پاس لا
موافق حکم کے مین دس دس آدمیون کو بلا لایا اور حضرت نے اُنھین کھلایا یہان تک کہ وہ سیر ہو گئے اور کاسہ سے کچھ کم نہوا
سوا اُسکے کہ انگلیون کا نشان اُسمین بنا تھا بعد اُسکے فرمایا کہ ای جابر ایک ہاتھ بکری کا لا مین نے حاضر کیا اُسے تناول فرمایا بعد
اُسکے فرمایا کہ اور دس شخصون کو لا مین اُسی طرح پھر دس آدمیون کو بلایا وہ بھی کھا کر سیر ہوئے اور پھر وہ کاسہ بھرا تھا دکھنے مین
سوائے نشان انگشتان کچھ معلوم ہوتا تھا پھر فرمایا کہ بکری کا ہاتھ لا اور اُسے نوش فرمایا بعد اُسکے اُنھین رخصت کیا اور پھر
دس شخصون کو طلب فرمایا مین نے حاضر کیا اُنھون نے بھی کھایا اور سیر ہوئے جب وہ کھا چکے تو پھر فرمایا کہ علیَّ بالذّراع
یعنی اور بکری کا ہاتھ لا مین نے بکری کا ہاتھ حاضر کر کے عرض کیا کہ بکری کے کتنے ہاتھ ہوتے ہین فرمایا دو ہوتے ہین مین نے
عرض کیا کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ مین تین ہاتھ آپ کی خدمت مین نذر ان چکا ہون فرمایا کہ ای
جابر اگر تو چپ رہتا تو سب اِس ایک ہاتھ کے ذراع سے کھاتے و سیر ہو جاتے بعد اُسکے دس دس آدمیون کو مین حکم کے موافق
لاتا تھا اور وہ سیر ہو کر کھاتے تھے اور اُٹھ جاتے تھے یہان تک کہ سب اصحاب خوب سیر ہو کر کھا گئے اور پھر کھانا اتنا باقی
رہ گیا کہ چند روز تک وہ میرے کام مین آیا فقط یہ حدیث بڑی ہی لیکن بقدر حاجت مقام اُس سے نقل کیا گیا ازانجملہ وہ ہی
جو آخوند صاحب نے حیات القلوب مین بسند ہائے معتبر جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہی کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ مین
پیغمبر خدا کے ساتھ شہر سے باہر گیا اور ایک ایسی منزل پر پہونچے کہ پانی وہان نہ تھا اور ہمراہیون کو پیاس کی شدت ہوئی
اُسوقت آنحضرت نے ایک ظرف کو طلب فرمایا کہ اُسمین تھوڑا سا پانی تھا اور اُسمین دست مبارک کو اپنے رکھا بعد اُسکے
انگلیون کے بیچ مین سے حضرت کے پانی اسقدر جاری ہوا کہ آدمی اور گھوڑے اور اونٹ سب سیراب ہو گئے اور جسقدر
ظروف تھے پانی کے وہ سب نے بھر لیے اور اُسوقت حضرت کے لشکر مین تیس ہزار آدمی اور بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار
گھوڑا تھا اور دوسری روایت مین ہی کہ فرمایا کہ ایک گڑھا کھودا اور اُسمین ایک قطع بچھائی اور دست مبارک کو اُس قطع کے اوپر
رکھا اور فرمایا کہ تھوڑا پانی لاؤ اُسے دست مبارک پر ڈالا اور حضرت نے خدا کا نام لیا بعد اُسکے انگلیون کے بیچ مین حضرت کے

پانی جوش مارنے لگا اور یہ قصہ بھی متواترات سے ہی اور اسی قبیل سے ہی جو طبرسی علیہ الرحمہ نے خبر نقل کی ہی کہ ایک یہودی نے
جناب امیرؑ سے کہا کہ فَاِنَّ مُوسیٰ قَدْ اُعْطِیَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہی اور حق تعالی نے
ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ کو جب حدیبیہ مین حضرت کا نزول ہوا ہی اور اہل مکہ نے آنحضرت کا محاصرہ کیا ہی تو اس سے بہتر معجزہ
کرامت فرمایا تھا اور اسکا بیان یہ ہی کہ صحابون نے شدت تشنگی سے حضرت کی خدمت مین شکایت کی اور اسوقت یہ حال تھا
کہ گھوڑون کے پیٹ مین گڑھے پڑ گئے تھے پس ایک یمانی ڈول طلب فرمایا اور دست مبارک کو اپنے اسمین نصب کیا
اسکے بعد انگشتان مبارک سے آنحضرت کے ایک پانی کا چشمہ جاری ہوا کہ جس سے سب آدمی سیر ہوے اور اپنے گھوڑون کو
سیراب کیا اور جسقدر پانی کے ظروف ان پاس تھے انھین بھر لیا اور بہ تحقیق کہ مین آنحضرت کے ہمراہ تھا حدیبیہ مین کہ
ایک کنوان خشک ہمنے پایا پس ایک تیر کو اپنے ترکش سے نکال کر براء ابن عازب کو سپرد فرمایا اور حکم دیا کہ اس تیر کو لیجا کر
چاہ خشک مین گاڑ دے جب براء نے موافق ارشاد کے اس تیر کو چاہ خشک مین زمین پر مارا تو اس تیر کے نیچے سے بارہ چشمے
جاری ہوے اور ایک قوم نے حضرت سے شکایت کی کہ ایک کنوان ہمارا ہی کہ گرمی مین اسکا پانی سوکھ جاتا ہی یہ سنکر
لعاب دہن اسمین اپنا ڈالا بفور اسکے آب صاف شیرین اسمین جاری ہوا اور جب یہ خبر اہل یمامہ کو پہونچی تو انھون نے مسیلمہ
کذاب سے کہا کہ ہمارے کنوئین مین بھی پانی کم ہی تو اسے بڑھا دے جب اسنے اپنا لعاب دہن اس کنوئین مین ڈالا تو جسقدر پانی
اسمین تھا وہ بھی خشک ہو گیا اور اس سے قریب ہی وہ خبر جو آخوند صاحب نے حیات القلوب مین نقل کی ہی کہ ایک
جماعت نے حضرت کی خدمت مین شکایت کی کہ انکے کنوئین مین پانی شور اور کم ہی پس حضرت انکے کنوئین پر تشریف لائے
اور آب دہن اپنا اسمین ڈالا پس اسی وقت اسکا پانی شیرین ہو گیا اور جوش مار کر بلند ہوا اور وہ کنوان اب تک یمن کے باہر
معروف ہی اور اسے عیسلہ کہتے ہین اور اس کنوئین والے اسے اپنی بزرگترین کرامت سے شمار کرتے ہین اور اس سے فخر کرتے ہین
اور جب مسیلمہ کذاب کی قوم نے یہ سنا تو اسکے پاس گئے اور کہا کہ تو بھی اس معجزے کو ہمارے واسطے ظاہر کر وہ ایک
کنوئین پر جسکا پانی بہت شیرین تھا گیا اور اپنا آب دہن جسمین ڈالا اسکا پانی فوراً شور و تلخ ہو گیا اور بیٹھ گیا اور وہ بھی کنوان
یمن مین معروف ہی اور قریب ہی اس سے جو جناب علامہ علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہی کہ گواہی دی ہی حضرت کی پیغمبری کی
بھیڑیے نے اور اسکا قصہ یہ ہی کہ وہبان بن اوس اپنے گلہ گوسفند کو چراتا تھا کہ بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو انمین سے اسنے
پکڑا اور وہ بکری اسکے ساتھ ساتھ روانہ ہوئی اسوقت اس بھیڑیے نے کہا کہ تعجب کی بات یہ ہی کہ بکری میرے ساتھ آتی ہی اور میری
اطاعت کرتی ہی اور محمد مصطفےٰ حق کی طرف طلب کرتے ہین اور اسے کوئی قبول نہین کرتا یہ سنکر وہبان حضرت کی خدمت مین
آیا اور اسلام قبول کیا اور اسے سب مکلم الذئب کہکر پکارتے تھے اور قریب ہی اس سے جو کلینی علیہ الرحمہ نے باسناد معتبر اپنی
کیفیت جناب ابوذر کے مسلمان ہونے کی حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے کسی شخص سے اپنے
صحابون مین سے فرمایا کہ چاہتے ہو کہ تمھین خبر دون مین کہ سلمان و ابوذر کیونکر مسلمان ہوے اس شخص نے عرض کیا کہ سلمان

اسلام کی کیفیت تو مجھے معلوم ہے لیکن ابی ذر کے مسلمان ہونے کی کیفیت معلوم نہین ہی اُس سے آگاہ فرمائیے ور واقع مین یہی
کہ اس شخص نے خطا کی کہ بعد حضرت کے اِس فرمانے کے کہا کہ خبر سلمان کے اسلام کی جانتا ہون کیونکہ اگر واقع مین جانتا تا
خبر حقیقی کو تو جو فرمایا تھا یہ نہ فرماتے بلکہ فقط خبر اسلام ابی ذر کی تعلیم کو فرماتے اِس سے خطا ہوئی کہ دونون کو نہ پوچھا کہ علم حقیقی
دونون کا حاصل ہو جاتا القصہ یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ابوذر بطن مر مین کہ ایک مقام کا نام ہی جو ایک منزل مکہ معظمہ سے
دور واقع ہی اپنے گوسفندون کو چراتے تھے ناگاہ جانب راست سے ایک بھیڑیا انکے گوسفندون کی طرف متوجہ ہوا انھون نے
اپنے عصا سے اُسے ہنکا یا وہ جانب چپ سے آیا اُسوقت ابوذر نے ایک عصا اُسکے منھ پر مارا اور کہا کہ تجھسے بدتر اور زیادہ
خبیث بھیڑیا نہین دیکھا اُسوقت وہ بھیڑیا حضرت کے اعجاز سے مثل انسان کے باتین کرنے لگا اور کہا اُسنے کہ وہان اہل مکہ
مجھسے بدتر ہین کہ خداوند عالم نے پیغمبر اُنکی طرف بھیجا ہی اور وہ اُسکی طرف دروغ گوئی کی نسبت دیتے ہین اور اُسے
ناسزا کہتے ہین جب یہ بات ابی ذر نے سنی تو اپنی بی بی سے کہا کہ توشہ و لنگی اور عصا میرا لا پس انھین لیکر مکہ معظمہ کی طرف
پیادہ پا روانہ ہوے کہ تا جو کچھ بھیڑیے سے سنا تھا اُسے تحقیق کرین بالجملہ اُسوقت کہ زیادہ گرمی تھی داخل مکہ ہوے اور
بہت اذیت و تعب اٹھا کر پہونچے اور اُسوقت پیاس اُنپر غالب تھی چاہ زمزم کے پاس آئے اور ڈول اُس سے اپنے واسطے
کھینچا جب وہ ڈول باہر آیا اور دیکھا تو وہ دودھ سے بھرا ہوا تھا دل مین اُنکے آیا کہ جو کچھ بھیڑیے نے کہا تھا یہ اُسکا گواہ ہی
اور یہ بھی معجزات سے اُس پیغمبر کے ہی بعد اُسکے اُسے پیا اور سیراب ہو کر کنار مسجد مین آئے دیکھا کہ ایک جماعت قریش کی ایک
دوسرے کے گرد بیٹھے ہین اُنکے قریب آنکر بیٹھے دیکھا کہ یہ لوگ ناسزا پیغمبر خدا کی نسبت مین کہہ رہے ہین جیسا کہ بھیڑیے نے
خبر دی تھی اور برابر اسی حال مین لوگ رہے یہان تک کہ آخر روز ہوا اور حضرت ابوطالبؑ داخل مسجد ہوے جب اُن سب کی نظر
اُنپر پڑی تو آپسمین کہنے لگے کہ چپکے رہو کہ اُسکا چچا آیا ہی یہ کہکر بدگوئی کو حضرت کی ترک کیا اور جب ابوطالبؑ آنکر بیٹھے تو اُنسے
باتین کرنے مین مشغول ہوے اور شام تک اُنسے باتین کیا کیے جناب ابی ذر کہتے ہین کہ جب ابوطالبؑ اُٹھ کر مکان پر چلنے لگے
تو مین اُنکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا ابوطالبؑ نے میری طرف منھ کیا اور کہا کہ اپنی حاجت بیان کر مین نے کہا کہ اُس پیغمبر کی
تلاش مین آیا ہون جو تم مین مبعوث ہوا ہی ابوطالبؑ نے کہا کہ اُنسے کیا کام ہی ابوذر نے کہا کہ چاہتا ہون کہ اُنکے ساتھ
ایمان لاؤن اور جو فرمائین اُسکا اقرار بصدق دل کرون اور اپنے تئین اُنکا مطیع و منقاد گردانون اور جس بات کا حکم کرین
اُسمین اطاعت کرون ابوطالبؑ نے کہا کہ آیا یقیناً ایسا کرے گا ابی ذر نے عرض کیا کہ ہان ایسا ہی کرونگا ابوطالبؑ نے کہا
کہ کل اسی وقت میرے پاس آنا تو مین تمھین اُنکی خدمت مین پہونچا دونگا ابوذر کہتے ہین کہ مین رات کو بھی مسجد مین رہا
اور جب دن ہوا تو اُن کافرون کی مجلس مین بیٹھا اور اُنھون نے موافق روز گذشتہ کے زبان اپنی آنحضرت کی نسبت ناسزا گوئی مین
دراز کی اور جب ابوطالبؑ آئے تو سب چپ ہو گئے اور اُنکے ساتھ باتین کرتے رہے یہان تک کہ جب ابوطالبؑ اُٹھے
تو مین اُنکے پیچھے روانہ ہوا پھر مجھسے وہی پوچھا جو پہلے دن پوچھا تھا مین نے وہی جواب جو پہلے دیا تھا عرض کیا پھر

تاکید فرمائی کہ جو کہتے ہو وہی کروگے مین نے عرض کیا کہ ہان وہی کرونگا پس مجھے اپنے ساتھ لیکر اُس گھر پر آئے جہان حمزہ تھے مین نے اُنپر سلام کیا انھون نے مجھسے حاجت کو پوچھا وہی جواب مین نے اُنسے بھی عرض کیا انھون نے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ خدا ایک ہی اور محمد اُسکا بھیجا ہی مین نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر وہانسے حمزہ مجھے اپنے ساتھ اُس گھر مین لیگئے جہان حضرت جعفر طیار تھے اُنپر بھی مین نے سلام کیا اور پوچھا میرا مطلب انھون نے بھی پوچھا وہی جواب مین نے دیا جو ابو طالب و حمزہ کو دیا تھا انھون نے شہادتین کی تکلیف دی مین نے زبان سے اقرار کیا وہ مجھے اپنے ہمراہ اُس گھر مین لیگئے جہان حضرت امیر المومنین تھے آنحضرت نے سوال کے بعد اور شہادتین کے اقرار کے حکم فرمانے کے بعد مجھے اپنے ہمراہ لیا اور اُس گھر مین لیگئے جہان حضرت رسول تشریف رکھتے تھے مین نے سلام کیا اور بیٹھا حضرت نے میری حاجت کو پوچھا اور بعد اسکے کلمہ شہادتین کو مجھے تلقین فرمایا جب مین شہادتین کا اقرار کر چکا تو فرمایا کہ اے ابوذر اپنے وطن کو جاؤ اور جب تک تو گھر پہونچے گا تیرے چچا کا بیٹا مر جائیگا اور اُسکا تیرے سوا کوئی وارث نہوگا تو اُسکے مال کو لے اور اپنے اہل و عیال مین رہ یہان تک کہ میری نبوت کا امر ظاہر ہو آخر کو میرے پاس آنا ابوذر اپنے وطن گئے پہونچ کر دیکھا کہ چچا کا بیٹا مر گیا تھا اُسکے مال کو لیا اور ٹھہرے رہے یہان تک کہ حضرت پیغمبر خدا نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور امر اسلام نے رواج پایا اُسوقت مدینہ مین حضرت کی خدمت باسعادت مین حاضر ہوے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خبر ہی ابوذر کے مسلمان ہونے کی اور اسلام سلمان کی خبر کسنے سنے ہی اُسوقت وہ شخص پشیمان ہوا اُس کلام سے اپنے جو دعوی کیا تھا کہ خبر اسلام سلمان جانتا ہون و استدعا کی کہ اُسے بھی فرمایئے لیکن حضرت نے اُس وقت خبر کو نہ فرمایا اور حق تعالی نے بسبب شرف اسلام کے اور اُس خلاص و اختصاص کے ذریعے سے جو جناب ابی ذر کو حضرت پیغمبر خدا سے تھا کرامات بزرگ جناب ابی ذر کو کرامت فرمائے اور حقیقت مین وہ سب تاثیرات نفس قدسی نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ کے تھے چنانچہ راوندی اور ابن شہر آشوب نے جناب ابی ذر سے روایت کی ہی کہ کہا انھون نے کہ ایک روز مین پیغمبر خدا کی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا کہ تمھارے گوسفند کیا ہوے مین نے عرض کی کہ انکا قصہ عجیب ہی مین ایک روز نماز پڑھتا تھا ناگاہ ایک بھیڑیا آیا اور اُسنے میرے گلہ گوسفند پر حملہ کیا اور ایک بچہ گوسفند کو اُنمین سے لیا مین نے نماز کو نہ توڑا اور ارشاد القلوب کی روایت مین ہی کہ مین نے نماز کو نہ توڑا ہرچند شیطان نے میرے دل مین وسوسہ کیا کہ تو مال دنیا سے کچھ نہین رکھتا اگر نماز کو نہ توڑے گا تو بھیڑیا کسی گوسفند کو نہ باقی رکھیگا اور پھر کچھ مال تیرے پاس نہ باقی رہیگا لیکن اُسکا جواب مین نے دل مین اپنے دیا کہ اگر مال دنیا میرے ہاتھ سے جاے جاے ایمان ساتھ نبی برحق کے اور محبت اُنکے اہلبیت کی جو اُس سے اشرف ہی بحمد اللہ میرے ہاتھ مین ہی اور اپنی نماز پر متوجہ رہا ناگاہ دیکھا مین نے کہ ایک شیر آیا اور اُسنے اُس بچہ گوسفند کو جسے بھیڑیے نے پکڑا تھا چھینا اور اُسے گلہ گوسفند مین میرے داخل کیا اور مجھسے پکار کر کہا کہ اے ابوذر اپنے دل کو نماز کے ساتھ رکھ کہ خدا نے مجھے تیرے گوسفندون پر موکل فرمایا ہی جب مین نماز پڑھ چکا تو شیر نے

حکایت سفینہ غلام آزاد کردہ پیغمبر خدا

کہا کہ محمدؐ کی خدمت مین جا اور عرض کر کہ حق تعالیٰ نے تیرے مصاحب کو اور تیری شریعت کے حفظ کرنے والے کو نہر کی جی
اور شیر کو اُسکے گوسفندون پر موکل فرمایا پس اِس بات کے سُننے سے جو صحبت مین بیٹھے تھے اُنھون نے بہت تعجب کیا
اور اسی کے قریب ہی وہ قصہ جو راوندی وغیرہ نے محدثان خاصہ وعامہ سے روایت کی ہی کہ سفینہ غلام آزاد کردہ پیغمبر خدا
کہتا ہی کہ ایکبار حضرت نے مجھے کسی لڑائی پر بھیجا تھا مین کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوا راہ مین کشتی ٹوٹی اور جتنے ہمراہی تھے اور
جو کچھ اسباب تھا وہ سب غرق ہوے اور مین ایک تختہ پر بند ہوکر رہ گیا اور موج نے مجھے ایک پہاڑ پر جو دریا کے بیچ مین تھا
پہونچایا اور جب پہاڑ کے اوپر پہونچ چکا تو ایک دوسری موج آئی کہ وہ پہاڑ سے دریا مین لے آئی اور پھر دریا سے پہاڑ پر
لیگئی اور اسی طرح مکرر اُسنے میرے ساتھ کیا اور آخر کو مجھے دریا کے کنارے پہونچایا اُسوقت مین نے خدا کا شکر ادا کیا اور
دریا کے کنارے حیران پھرتا تھا ناگاہ دیکھا مین نے ایک شیر جنگل سے نکل کر میری طرف متوجہ ہوا اور میرے مارنے کا
اُسنے ارادہ کیا اُسوقت مین نے جان سے ہاتھ دھوکر آسمان کی طرف ہاتھون کو بلند کیا اور کہا کہ خداوندا مین تیرا بندہ
اور تیرے پیغمبر کا آزاد کردہ ہون مجھے پانی مین ڈوبنے سے تو نے نجات دی آیا شیر کو مجھپر مسلط کرتا ہی اُسوقت میرے
دل مین خود بخود یہ آیا کہ اُس شیر سے کہا کہ ای شیر مین سفینہ غلام ہون رسول خدا کا میرے آقا کی حرمت کو اُسکے غلام کے حق مین
محفوظ رکھ سفینہ کہتا ہی کہ واللہ جسوقت یہ مین نے کہا فوراً وہ جھک گیا اور بلّی کی طرح میرے پاس آیا اور اپنے منھ کو کبھی
میرے پاے راست پر اور کبھی پاے چپ پر ملتا تھا اور میرے منھ کو دیکھتا تھا بعد اسکے زمین پر لیٹ گیا اور مجھسے اشارہ کیا
کہ سوار ہو جب مین سوار ہوا تو بہت جلد ایک جزیرے مین مجھے پہونچایا کہ وہان درخت اور میوے بہت تھے اور شیرین
پانی جا بجا تھا بعد اُسکے مجھسے اشارہ کیا مین اُسکی پیٹھ پر سے اُترا اور میرے برابر وہ کھڑا رہا یہان تک کہ مین نے میٹھا پانی
پیا اور میوے توڑکر اُٹھا لیے اور درختون سے پتے لیے اور اُس سے اپنے بدن کو اور عورتین کو چھپایا اور جو کپڑے میرے پاس تھے
اُنھین پانی مین ڈبو لیا کہ آئندہ جب پیاسا ہونگا تو اُنھین نچوڑکر پی لونگا جب اِن کامون سے مجھے فراغت ملی تو پھر وہ شیر
لیٹ گیا اور سوار ہونے کو مجھسے اشارہ کیا اور مین اُسپر سوار ہوا جب مین سوار ہو چکا تو مجھے ایک اور راہ سے دریا کے کنارے
پہونچایا دیکھا مین نے کہ دریا کے بیچ مین جہاز جاتا ہی بعد اُسکے مین نے اپنے کپڑے کو ہلایا کہ اُن جہاز والون نے دیکھا اور
جب وہ میرے قریب آئے اور مجھے شیر پر سوار دیکھا تو بہت متعجب ہوے اور حق تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل کرنے لگے اور کہنے لگے
کہ تو کون ہی جن ہی یا انسان ہی مین نے کہا کہ مین سفینہ غلام ہون پیغمبر خدا کا اور یہ شیر برعایت حق میرے آقا کے جسے خدا نے
ملقب بشیر ونذیر کے ساتھ فرمایا ہی میرا مطیع ومسخر ہوا ہی جب نام مبارک حضرت کا سنا تو جہاز کا بادبان اُتارا اور لنگر ڈالا
اور دو شخصون کو چھوٹی کشتی پر سوار کرکے میرے پاس بھیجا اور کپڑے میرے پہننے کے واسطے بھیجے اُسوقت مین شیر پر سے اُترا
اور وہ ایک کنارے پر کھڑا ہوا مجھے دیکھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون پھر اُن کشتی والون نے کپڑے میرے پاس رکھے اور مین نے
اُنھین پہنا اور ایک نے اُنمین سے کہا کہ آؤ میرے کاندھے پر سوار ہو تاکہ تمھین کشتی تک پہونچا دین یہ نہین چاہیے کہ شیر پیغمبر خدا کی

امت سے زیادہ اُنکے حق کی رعایت کرے اُسوقت مین شیر کے پاس گیا اور کہا مین نے کہ خدا تجھے رسول خدا کی طرف سے
اِسکا عوض اور جزا دے جب یہ مین نے کہا تو واللہ دیکھا مین نے کہ اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور وہ اپنی جگہ
نہین ہٹا جب تک مین جہاز پر سوار نہین ہولیا اور وہ برابر مجھے دیکھے جاتا تھا جب تک کہ جہاز سامنے رہا اور دوسری
روایت سے منقول ہی کہ حضرت نے سفینہ کو نامہ دیا کہ اسے یمن مین لیجا کر معاذ کو دینا اثناے راہ مین اُنھون نے شیر کو
دیکھا کہ راستے پر بیٹھا ہی یہ ڈرے اور کہا کہ مین پیغمبر خدا کی طرف سے پیغامبر ہون معاذ کی طرف حضرت نے بھیجا ہی اور
یہ نامہ ہی آنحضرت کا یہ سنکر بقدر ایک پرتاب تیر کے وہ شیر منہ کے سامنے سے دوڑا اور بعد اُسکے ایک آواز کی اور راہ سے دور
ہو گیا یہان تک کہ سفینہ نکل گیا اور جب پھر کر معاذ پاس سے آنے لگا تو پھر اُس شیر نے اسی طرح کیا جب سفینہ نے حضرت کی
خدمت مین حاضر ہو کر شیر کا قصہ نقل کیا تو حضرت نے فرمایا کہ جب پہلے آواز شیر نے تیرے جانے کے وقت پر کی تھی تو وہ
پوچھتا تھا اُنسے کہ رسول خدا کیسے ہین اور جو پھرنے کے وقت آواز دی تھی وہ کہتا تھا کہ رسول خدا کو میرا اسلام کہدینا فقط
اور اسی قبیل سے ہی جو حضرت نے مریضان مایوس العلاج کو شفا دی ہی اور پوشیدہ باتون کو بیان فرمایا ہی جیسا کہ جناب
امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب حضرت مکہ معظمہ مین تھے تو قریش نے آنحضرت سے عرض کیا کہ ای محمد ہمارا
پروردگار جو بُت ہی موسوم بہ ہبل ہی بیمارون کو صحت دیتا ہی اور ہمین ہلاک سے بچاتا ہی حضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہو
وہ کسی بات پر قادر نہین ہی مدبر امور حق تعالی ہی اُنھون نے کہا کہ ای محمد ہم ڈرتے ہین کہ ہبل تمکو بڑی بڑی بیماریون مین مثل فالج
ولقوہ و کوری وغیرہ کے نہ مبتلا کرے بسبب اِسکے کہ تم اُسکی پرستش کو منع کرتے ہو حضرت نے فرمایا کہ یہ جو تم کہتے ہو سوا خدا کے
کوئی قادر نہین ہی اُسوقت وہ کہنے لگے کہ ای محمد اگر تم سچ کہتے ہو کہ تمھارے خدا کے سوا کوئی ان امرون پر قادر نہین ہی تو کہو کہ ہمکو
خدا اِن بلاؤن مین مبتلا کرے تاکہ ہم اپنے ہبل سے سوال کرین کہ وہ ہمکو شفا دے اور تم جانو کہ ہبل تمھارے پروردگار کا شریک ہی
اُسوقت جبرئیل نازل ہوے اور کہا کہ ای محمد بعضون پر تم نفرین کرو اور بعضون پر علی ابن ابیطالب نفرین کرین کہ مین اُنھین
مبتلا کرون بعد اسکے بیس شخصون پر پیغمبر خدا نے اور دس نفر پر حضرت علی مرتضی نے نفرین کی کہ اُسی وقت وہ مبتلی ہوے
خورہ اور پیسی اور کوری اور فالج اور لقوہ مین اور ہاتھ پاؤن اُنکے گر گئے اور اُنکے بدن مین کوئی عضو صحیح نہ رہا مگر زبان
اور کان اُنکے اُسکے بعد وہ اُنھین اُٹھا کر ہبل پاس لیگئے اور دعا کی کہ اُنھین شفا دے اور کہا کہ محمد و علی نے اِنپر نفرین کی ہی اور
ایسے ہو گئے ہین پس تو اُنھین شفا دے اُسوقت قدرت خدا سے ہبل نے اُنھین ندا دی کہ ای دشمنان خدا مین کسی چیز پر قادر نہین ہون
اور قسم کھاتا ہون اُس خداوند کی کہ جسنے محمد کو اپنی خلق پر بھیجا ہی اور اُسے سب پیغمبرون سے بہتر گردانا ہی کہ اگر وہ مجھپر نفرین کرے
سب اعضا و اجزا میرے گر جائین اور میرے اجزا کو ہوا اطراف عالم مین اُڑا کر ایسا پراگندہ کرے کہ کہین میرا اثر نہ باقی رہ جاے
اور سب سے بُرے جو میرے اجزا ہین وہ سو حصے سے ایک حصہ چھوٹا ہو جاے تو یقینی اسی طرح ہو گا جب یہ بات ہبل سے
اُنھون نے سنی تو اُس سے ناامید ہوے اور حضرت کی طرف دوڑے اور فریاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ای محمد اب اُمید ہماری

غیر سے قطع ہوئی پس ہماری فریاد کو پہونچ اور اپنے خدا سے کہو کہ ہمارے اصحاب کو اس بلا سے نجات دے اور ہم عہد کرتے ہین کہ پھر تمھین اذیت نہ پہونچا ئینگے بعد اسکے ان بیس شخصون کو جنھین پیغمبر خدا نے نفرین کی تھی لائے حضرت کے پاس اور جن دس شخصون کو جناب امیر نے نفرین کی تھی انھین انکی خدمت مین لائے دونون بزرگوارون نے اُنسے کہا کہ اپنی آنکھون کو پوشیدہ کرو اور کہو کہ خداوندا بجاہ محمد اور آل طیبین انکے ہم تجھے قسم دیتے ہین کہ ہمین صحت دے جب انھون نے کہا سب صحیح و تندرست ہو گئے اور وہ تیسون آدمی ساتھ اپنے بعض عزیزون کے ایمان لائے اور باقی قریش اپنی شقاوت پر باقی رہے بعد اسکے حضرت نے اُنسے جو ایمان لائے تھے فرمایا کہ چاہتے ہو کہ تمھاری بینائی کو زیادہ کردون انھون نے عرض کیا کہ ہان فرمایا کہ خبر دون تمھین کہ تمنے کیا کھایا ہی اور کیا دوا کی ہی اور کیا ذخیرہ کیا پھر انھین خبر دی اُس چیز سے کہ جو اُس روز انھون نے کھایا تھا اور دوا کی تھی اور گھر مین اپنے جمع کیا تھا بعد اسکے فرمایا کہ ای ملائکہ میرے پرورد گار کے میرے پاس انکے طعام ہاے باقی ماندہ کو انھین دسترخوانون مین کہ جنپر انھون نے آج کھایا ہی حاضر کرو پس دیکھا انھون نے کہ ہوا پر سے انکے دسترخوان اور خوان ہاے طعام اُترتے ہین بعد اسکے ہر ایک کے دسترخوان کو حضرت نے بتایا کہ یہ کسکا ہی اور یہ کسکا ہی اور پھر فرمایا ای کھانے مجھے بتا بحکم خدا کہ کسقدر تجھسے کھایا ہی اور کسقدر باقی ہی پس طعام باتین کرنے لگا اور عرض کرنے لگا کہ مجھسے اس شخص نے اتنا کھایا اور اسکے غلام نے اتنا کھایا اور مین اسکا باقی ماندہ ہون بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ای کھانون بتاؤ کہ مین کون ہون اُن کھانون نے عرض کیا کہ آپ پیغمبر خدا ہین بعد اسکے علی ابن ابیطالب کی طرف اشارہ فرماکر کہا کہ یہ کون ہی سب نے عرض کیا کہ یہ آپ کے بھائی ہین کہ بعد آپکے سب گذرے ہوؤن سے اور سب آنے والون سے دنیا کے بہتر ہین اور آپ کے وزیر و خلیفہ ہین اور بہترین خلیفہ ہین بعد اسکے راوی نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا کہ آیا حضرت رسول اور علی ابن ابیطالب کے اور بھی معجزے ہین کہ حضرت موسیٰ کے معجزات سے مشابہ ہون جناب امام حسن عسکری نے فرمایا کہ علی ابن ابیطالب بمنزلہ جان پیغمبر خدا کے ہین اور معجزات علی معجزات پیغمبر خدا کے ہین اور معجزات پیغمبر خدا کے معجزات علی ابن ابیطالب کے ہین اور ہر پیغمبر کے معجزے کو خدا نے پیغمبر آخر الزمان کو عطا فرمایا تھا اور اس سے زیادہ کتاب احتجاج طبرسی مین منقول ہی کہ ایک یہودی نے حضرت امیر علیہ السلام سے کہا کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو ایسا عصا دیا تھا کہ وقت اظہار معجزہ اژدہا ہو جاتا تھا حضرت نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر کو حق تعالیٰ نے اس سے افضل کرامت فرمایا تھا بدرستیکہ ایک شخص کا قرض ابوجہل بن ہشام پر آتا تھا کہ اُسنے اسکے ہاتھ ایک خچر بیچا تھا اور وہ قیمت اسکی اُسے نہ دیتا تھا بسبب اپنے زور و تکبر کے اور مشغول ہونے اسکے لذتہاے نفسانی مین مثل شغل شراب و کباب کے ہر چند صاحب قیمت تقاضا و طلب کرتا تھا لیکن کچھ اس سے فائدہ نہوتا تھا ایک شخص نے کفار مین سے اس سے کہا کہ اگر تو چاہے تو مین ایسے شخص کو بتا دون جو زبردستون سے حقوق کو حق دارون کے دلاتا ہی طلبگار نے بسبب اپنے اضطراب کے قبول کیا اور پوچھا اس ملعون نے نیت فاسد سے اسنے حضرت کا نام بتا دیا اسلیے کہ ابوجہل

معجزہ ہزار و چہل و نہم حضرت کا قرض دلانا ابوجہل سے

آرزو کرتا تھا کہ کاش پیغمبر خدا کسی وقت میرے پاس آئین تاکہ پناہ بخدا اُنسے آتھر اور سخریہ کرون اور حاجت اُنکی روا کرون وہ شخص یہ سنکر دوڑا اور حضرت کی خدمت مین پہونچ کر عرض کی کہ مین نے سُنا ہی کہ آپ عمر بن ہشام کے ساتھ بہت راہ و رسم رکھتے ہین مین آپ کو شفیع کرتا ہون کہ اُس سے میرا زر قیمت دلا دیجیے یہ سُنکر جب طالب شفاعت اُسنے کی تو وہ شفیع روز جزا اپنے حسن خلق سے اُٹھ کھڑے ہوے اور اُسکے ساتھ عمر بن ہشام کے یہان تشریف لاے اور فرمایا کہ ای ابوجہل اس مرد کے حق کو ادا کر اور اُسوقت تک کوئی کیفیت عمر بن ہشام کی نہ جانتا تھا پس بفور ارشاد حضرت کے ابوجہل اُٹھا اپنی صحبت سے اور بے اسکے کہ کچھ عذر کرے اُسکے حق کو ادا کیا حضرت دلا کر پھر آئے جب ابوجہل پھر اپنی صحبت مین آیا تو اہل صحبت نے اُس سے کہا کہ محمد سے ڈر گیا اُسنے کہا کہ واے ہو تم پر میرا عذر تو سنو اور قبول کرو جب وہ حضرت آے اور میری طرف منہ کیا اُنکے پہلوے راست مین مین نے دیکھا کہ ایک جماعت چمکتے ہوے ہتھیار ہاتھون مین لیے اور پہلوے چپ مین اُنکے دو اژدہے بڑے بڑے کہ اپنے دانتون کو ایک دوسرے پر رگڑتے تھے اور تیز نظر مثل شعلہ آتش تھے میرے دیکھنے مین معلوم ہوتے تھے اگر اُسکے فرمانے کے موافق نہ کرتا تو مجھے امان نہ تھی کہ اُنھین حربون سے میرا پیٹ پھاڑ ڈالتے اور دونون اژدہے مجھے کاٹ لیتے فرمایا کہ یہ معجزہ منجزہ ثعبان موسیٰ سے بالاتر ہی بعد اُسکے پھر ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایک دن قریش کی حماقت کا بیان فرمایا اور اُنکے دین کی مذمت کی اور اُنکے بتون کو بُرا کہا اور اُنھین گمراہی کی طرف منسوب کیا پس وہ نہایت غمگین ہوے اور ابوجہل نے کہا کہ ایسی زندگی سے مرنا بہتر ہی ای جماعت قریش آیا تم مین ایک شخص بھی ایسا نہین ہی کہ محمد کو مار ڈالے اگرچہ اُسکے عوض مین مارا جاے اُنھون نے کہا کہ نہین ہو سکتا کہ ہم اُسے مار کر اپنے تئین قتل کرائین ابوجہل نے کہا کہ مین اِس کام کو کرونگا مجھسے یہ ہوگا مین اُسے مارتا ہون اولاد عبد المطلب اگر چاہے مجھے اُسکے عوض مین مارے اور چاہے زندہ رہنے دے سب قریش نے کہا کہ اگر تو ایسا کرے تو سب اہل وادی پر تیرا احسان ہوگا اور ایسی نیک بات تجھسے ظاہر ہوگی جو ہمیشہ سب یاد کرینگے ابوجہل نے کہا کہ جسوقت محمد مسجد مین آتے ہین تو سجدے بہت کرتے ہین پس اب جسوقت کہ وہ آئین اور مشغول سجدہ ہون اُسوقت مین ایک بھاری پتھر اُنکے سر پر مارونگا جب وہ حضرت مسجد مین تشریف لائے اور سات بار خانہ کعبہ کا طواف فرمایا مشغول نماز ہوے اور سجدہ کرنے مین طول دیا اُسوقت ابوجہل سنگدل نے ایک پتھر سخت اور بڑا بھاری اُٹھا کر حضرت کے سرہانے آیا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ پیغمبر خدا کی طرف سے منہ کھولے ہوے اُسکی طرف آتا ہی جب ابوجہل نے یہ دیکھا تو ڈرا اور لرزہ اُسکے بدن پر طاری ہوا اور پتھر ڈر کے مارے ہاتھ سے اُسکے چھوٹ کر پاؤن پر اُسکے گرا کہ پاؤن اُسکا زخمی ہوا پس اپنی قوم کی طرف پھرا اس حال سے کہ پاؤن سے لہو اور بدن سے پسینا جاری تھا اور رنگ متغیر تھا اُسکے اصحاب نے پوچھا کہ ہمنے جو آج تیرا حال متغیر دیکھا ہی ایسا کبھی نہین دیکھا تھا کیا سبب ہی اُسنے کہا کہ واے تم پر میرے عذر کو قبول کرو جب مین اُسکے پاس گیا ایک بڑا سانپ منہ کھولے ہوے میری طرف دوڑا قریب تھا کہ مجھے نگل جاے پھر مین نے ہاتھ سے پتھر گرا دیا پس میرا پاؤن زخمی ہو گیا پھر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ای یہودی

سانپ کا پیدا ہونا ابوجہل کے مارنے کو

اگر یہ اعتقاد رکھتا ہی کہ عیسیٰ نے مُردون سے باتین کین تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کے واسطے اس سے زیادہ لائق تعجب کے
ہوا اور وہ یہ ہی کہ جب اہل طائف کا حضرت نے محاصرہ فرمایا تو ایک بکری کے گوشت کو جلد سے صاف کرکے زہر آلود کیا
اور دیکھا کر حضرت کی خدمت مین گذرانا پس اُسکے ہاتھ مین بقدرت خدا گویائی پیدا ہوئی اور عرض کیا اُسنے کہ یا رسول اللہ لا تاکلنی
فانی مسمومۃ یعنی مجھے ہرگز نہ نوش فرمائیگا کہ مین زہر آلود ہون پس اگر عیسیٰ کے ساتھ زندہ چارپایہ کلام کرتا تھا اور معجزہ تمہارے
عظیم سے تھا تو یہان چارپایہ نے ذبح اور سلخ اور بریان ہونے کے بعد کلام کیا اور اسی مین منحصر نہ تھا بلکہ جب درخت کو
پکارتے تھے یا بلاتے تھے تو قبول کرتا تھا اور موافق ارشاد بجالاتا تھا اور چارپایے اور درندے آنحضرت سے باتین کرتے تھے
اور حضرت کی نبوت کی گواہی دیتے تھے اور اُنکی نافرمانی سے آدمیون کو ڈراتے تھے اور مُردے حضرت سے باتین کرتے تھے
اور کتاب احتجاج مین منقول ہی کہ جاثلیق نے جناب امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے مُردون کو
زندہ کیا اور اندھون کو روشنی چشم بخشی اور مبروص کو صحت دی تو ہمنے اعتقاد کیا کہ وہ خدا ہی اور پرستش کے قابل ہی جناب
امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یسعؑ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کہ پانی پر راہ چلتے تھے اور مُردون کو زندہ کرتے تھے اور نابینا و
مبروص کو اچھا کرتے تھے اور کسی نے انہین خدا نہین کہا اور حزقیل پیغمبر بھی مثل عیسیٰ کے مُردون کو زندہ کرتے تھے یہان تک کہ
سی و پنج ہزار مُردون کو ساٹھ برس کے بعد اُنکے مرنے سے زندہ کیا اسی طرح اور نظائر ذکر فرماکر ارشاد کیا کہ ای نصرانی آیا یہ قبل
عیسیٰ علیہ السلام کے تھے یا بعد اُنکے اُسنے کہا کہ نہین عیسیٰؑ سے پہلے تھے پھر فرمایا کہ بار ستیکہ قریش پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی
خدمت مین مجتمع ہوے اور حضرت سے سوال کیا کہ اُنکے مُردون کو زندہ کرین پس علی ابن ابیطالبؑ کو اُنکے ہمراہ کرکے صحرا کی طرف
روانہ کیا اور فرمایا کہ باآواز بلند نام بنام اُس جماعت کو موافق اُنکے بتانے کے ندا فرماوین اور کہین کہ محمد پیغمبر خدا نے تم سے فرمایا ہی
کہ بحکم خدا اُٹھ کھڑے ہو پس وہ سب حضرت کے پکارنے کے ساتھ ہی اُٹھ کھڑے ہوے اسطرح سے کہ سر سے اپنے خاک
جھاڑتے تھے پس قریش اُنکے پاس گئے اور اپنے اُمور سے پوچھا بعد اسکے انھین مُردون نے قریش کو خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ نبی برحق ہین اور تم پر مبعوث ہوے ہین اور ہم آرزو رکھتے تھے کہ اُنکے زمانے کو پاوین اور اُنکے ساتھ ایمان لائین اسی طرح معجزات
اور خوارق عادات جو حضرت سے صادر ہوے اور مشہور ہین بہت ہین اور اگرچہ کثر جزئیات کی نقل بذریعہ اخبار احاد ہی لیکن
ہر صنف کے معجزے مین اصناف مذکورہ سے بہت روایات جو متواتر المعنی ہین موجود ہین اور اسی قدر ہمارے مطلب کو
کافی ہی اور اسی لیے جناب محقق علیہ الرحمہ نے تجرید مین کیا خوب فرمایا ہی کہ محصل اسکا یہ ہی کہ معجزہ قرآن وغیرہ کا ہمارے
پیغمبر خدا کے ہاتھ پر ظاہر ہونا مقارن حضرت کی دعوت کے اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ بیشک وہ حضرت نبی تھے اور آنحضرت کا
معارضہ کو طلب فرمانا اور منکرین و جاحدین کا اُسکے لانے سے ممتنع ہونا باوجود اسکے کہ بہت سے اسباب و دواعی ایسے تھے
کہ حضرت کا جواب معارضہ وہ لوگ دیتے دلالت اعجاز پر کرتا ہی اور جو معجزات کہ اور حضرت سے منقول ہین اور وہ نقل
متواتر المعنی ہی یہ اس اعجاز کی تعضید اور تقویت کرتی ہی فتدبر فصل ہشتم ذکر مین اُن بشارتون کے اور پاکیزہ اشارون کے

معجزۂ مُردون کے زندہ کرنیکا ۔ معجزۂ کلام کرنا گوشت زہر آلود کا

فصل ہشتم ذکر بشارات میں

کہ جو حضرت کے پیدا ہونے کے پہلے آسمانی کتابون مین بطور غیب گوئی کے وارد ہوئی ہین اور وہ دلیل صدق نبوت کی
اور علامت صحت بعثت کی آنحضرت کے ہی اور اہل کتاب پر بسبب اُسکے حق تعالیٰ کی حجت تمام ہوئی ہی
اور عمدہ ادلہ ثبوت نبوت پر معجزات ہین جنکا بیان ہوچکا اور واقع مین اسی دلیل سے ہر نبی کو خدا نے اُنکے زمانے مین
بھجوایا اور اُنکے معاصرین نے اور وہ جنپر مبعوث ہوے تھے سب نے مقارن دعوی نبوت کے جب اظہار معجزہ کا دیکھا
تو تصدیق نبوت کی کی جیسا کہ صدر اسلام والون نے بھی نبی آخر الزمان کی اسی طرح تصدیق کی دوسری بشارت نبی
سابق کی نبی لاحق ہونے کے لیے اور اس طریقے کو اپنی احتجاج مین انبیا کی نبوت کے اثبات مین اہل کتاب بھی کام مین
لاتے ہین اسی طرح چاہیے کہ اس حجت کو ہمارے نبی کی بھی نبوت کے لیے قبول کرین اور اگرچہ کتاب اجوبہ فاخرہ مین اُسکے
مصنف نے پچاس بشارت صحف جدیدہ اور قدیمہ سے جو بحکم دولت انگلشیہ ترجمہ ہوئی ہین استخراج کی ہی اور اُس سے
تطبیق دیکر بشرح و بسط تمام نقل کیا ہی لیکن مین اُن بارہ بشارتون کو جنھین جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین موافق
عدد نقبائے بنی اسرائیل اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے تبرکاً لکھا ہی لکھتا ہون اور اُسکے بعد چند بشارتین اور بھی لکھونگا انشاء اللہ تعالیٰ
بشارت پہلی جان تو کہ کتاب احتجاج طبرسی مین منقول ہی کہ ایک دن مامون رشید نے ایک مجلس مین علمائے اہل کتاب
اور اہل مقالات باطلہ کو فرقہ ہائے ضالہ سے جمع کیا اور اُنسے کہا کہ جناب امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے مناظرہ کرین اور   بشارت اول
جب سب جمع ہوچکے تو حضرت کو طلب کیا اور حسن بن محمد نوفلی کہ حضرت کے اصحاب سے تھے انھون نے حضرت کے تشریف
لیجانے مین تامل کر کے خیر خواہی سے عرض کیا کہ مامون رشید کا ارادہ اور نیت اس مجمع کے جمع کرنے مین فاسد ہی اور یہ جتنے
جمع ہین کوئی ان مین سے دیندار نہین ہی اور دلیل عقلی و نقلی سے انکار کرتے ہین نہ کتاب خدا کو قبول کرتے ہین نہ اصول
اعتقاد کو بلکہ ایسے مغالطات کو پیش کرتے ہین کہ اتمام حجت اُنپر دشوار ہی پس اُنکے مباحثہ سے حذر فرمانا لازم ہی یہ سنکر حضرت
متبسم ہوے اور فرمایا کہ آیا تو یہ ڈرتا ہی کہ مجھے ملزم کر دینگے نوفلی نے عرض کیا کہ نہ قسم خدا کی کبھی ایسا خوف آپ کی نسبت
نہین کیا لیکن اُنکے حال سے اطلاع مین نے کی تھی اور مجھے خدا سے یہ اُمید ہی کہ آپ مظفر و منصور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ
پھر حضرت نے فرمایا کہ آیا یہ جانتا ہی تو کہ مامون اپنے کیے پر کب نادم و پشیمان ہوگا انھون نے عرض کیا کہ یہ مین نہین جانتا
فرمایا اُسوقت نادم ہوگا کہ جب مین اہل توریت پر اُنکی توریت سے اور اہل انجیل پر اُنکی انجیل سے اور اہل زبور پر اُنکی
زبور سے اور ہر قوم پر اُنکی زبان سے حجت لاؤنگا و لاحول و لا قوۃ الا باللہ اور اگرچہ یہ روایت طولانی بہت ہی لیکن
بقدر حاجت اُسے نقل کیا گیا اور اورون کے کلام پر مقدم رکھی گئی اسلیے کہ معدن علوم لدنیہ اور عارف اسرار ربانیہ سے
صادر ہوا ہی پس جان تو کہ آنحضرت نے مناظرہ اصحاب مقالات مین جاثلیق سے خطاب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے نصرانی
تمہارا علم کتاب اشعیا پیغمبر کے ساتھ کیسا ہی جاثلیق نے کہا کہ اُسے حرف بحرف پہچانتا ہون فرمایا کہ آیا پہچانتا ہی تو کہ اُسنے کہا
کہ اس قوم مین نے دیکھا ہی صورت کو سوار دراز گوش کی جو نور کی چادر پہنے ہی اور دیکھا مین نے اونٹ کے سوار کو

جسکی روشنی چاند کی روشنی کی طرح ہی اور پہلا اشارہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور دوسری بشارت ہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے وجود کی یہ سنکر اُس صاحب کتاب نے اعتراف کیا کہ ہان یہ بشارت کتاب اشعیا مین موجود ہی اور اب تک باوصف اسکے کہ اُن کتابون مین بہت کچھ تحریفات واقع ہوے لیکن تصدیق اس بشارت کی اُن ترجمون مین جو حضرات اہل کتاب پاس ہین نکل آتی ہی چنانچہ کتاب اشعیا کے اکیسوین باب مین مذکور ہی کہ دیکھا مین نے آتے ہوے ایک دراز گوش کا سوار اور دوسرا اونٹ کا سوار اب اس عبارت مین یقینی بشارت واضحہ ہی نسبت وجود فائض الجود حضرت عیسیٰ اور جناب سید المرسلین کے ہی کیونکہ اونٹ کی سواری عرب مین شائع اور مرسوم بہت تھی واضح رہے کہ یہ ترجمہ موافق نقل جناب سید سند لکھا ہی لیکن انشاء اللہ بعد اسکے اس بشارت کو بین اُردو ترجمہ توریت سے اور اصل عبرانی سے بھی لکھون گا اور بھی احتجاج مین مروی ہی کہ آنحضرت نے عالم یہودی کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ ای یہودی آیا تو توریت مین پاتا ہی خبر محمد اور امت محمد کی کہ جسوقت اشخاص امت آخر جو تابعین اونٹ کے سوار کے ہین پیدا ہون گے تو خدا کی تسبیح کرینگے بہت بہت تازہ بتسبیحین اور تازہ عبادت خانون مین پس چاہیے کہ رجوع کرین بنی اسرائیل اور بادشاہان بنی اسرائیل اُنکی طرف تاکہ دل اُنکے مطمئن ہون بدرستیکہ ہاتھون مین اُنکے تلوارین ہونگی کہ انتقام کرینگے اُس سے روے زمین کے کفارون سے اُس عالم قوم یہود نے عرض کیا کہ سچ ہی اور اب بھی ترجمہ عربی کتاب اشعیا مین جسکا ذکر اوپر ہو چکا آخر کلام مین اُس کتاب کے اسطرح مذکور ہی وَاَقبَلَ الرَّاکِبُ مِنَ الاثنَینِ وَاَجَابَ قَالَ سَقَطَت بَابِلُ العُظمیٰ وَکُلُّ اَصنَامِهَا وَمَصنُوعَاتِ الاَیدِی الَّتِی بِهَا انسَحَقَت اِلَی الاَرضِ یعنی حضرت اشعیا نے فرمایا کہ ایسا دیکھا ہون کہ اُن دونون سوارون سے ایک کہتا ہی کہ بابل عظمیٰ اور اُسکے بت گرے اور جو کچھ کہ ہاتھون سے بناے جاتے ہین از قبیل بتون کے اور صورتون کے کہ لوگ اُنھین تراش کر رکھتے ہین وہ ریزہ ریزہ ہو کر گر گئے اور خاک سیاہ کے برابر ہو گئے اور یہ خوب معلوم ہی کہ بت شکنی اور جہاد وقتال مشرکین کے ساتھ دین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے مختص ہی کہ بقوت یداللّٰہی ظاہر اور جلوہ گر ہوے اور اس سے زیادہ روشن اور ظاہر کونسی بشارت ہوگی دوسری بشارت وہ ہی جو روایت احتجاج مین مسطور ہی اور جناب سید سند نے صاعقہ مین نقل فرمایا ہی خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ جسوقت عالم یہود نے کہا کہ کیونکر نبوت محمد کی ثابت ہوئی اُسوقت جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ گواہی دی ہی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی موسیٰ بن عمران نے ای یہودی نہین جانتا تو کہ وصیت کی موسیٰ نے بنی اسرائیل کو پس فرمایا اُنکے لیے سَیَاتِیکُم نَبِیٌّ مِن اَخوَانِکُم فَبِهٖ فَصَدِّقُوا وَمِنهُ فَاسمَعُوا یہ فرما کر فرمایا کہ آیا بنی اسرائیل کے لیے کوئی بھائی بنی اسمٰعیل کے سوا اور بھی ہی اُس عالم نے کہا کہ ہان یہ قول موسیٰ کا ہی اور موئید ہی اس سے جو اُسی فصل مین مذکور ہی اور وہ یہ ہی اَلنُّبُوَّةُ فِی العَرَبِ بَنِی قَیدَارَ انتہی اور شاید یہ کلام عالم یہود کا ہی کہ سُننے تا اُنکا کلام امام علیہ السلام مین کہا ہو اور یہ کلام اثبات نبوت جناب محمد بن عبداللہ صلواۃ اللہ علیہ مین ظاہر ہی کیونکہ قیدار حضرت کے اجداد مین سے ہین اور نسب شریف آنحضرت کا بنا بر بعض روایات کے جیسا کہ مذکور ہو بھی چکا ہی اسطرح ہی کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوے بن غالب بن فہر

دوسری بشارت

بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اود بن الیسع بن الہمیسع بن سلمان
بن حمیل بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن تارخ اور گیارھوین فصل مین کتاب سفر الخلیقہ کے بھی مذکور ہی کہ ابراہیم تارخ کے بیٹے تھے
چنانچہ بجنسہ عبارت اُسکی یہ ہی وعاش تارخ سبعین سنۃ واولد ابرام وناحور وھاران وھذا شرح اولاد تارخ
وھاران اولد لوطا الخ اور یہ تحقیق بھی امامیہ کے قول کی زیادہ موید ہی کیونکہ وہ آذر کو ابراہیم علیہ السلام کا چچا جانتے ہین یعنی
کہتے ہین کہ بسبب حق تربیت کے ابراہیم انہین باپ کہتے تھے اور حقیقت مین باپ آنحضرت کے تارخ تھے فتذکر ولا
تغفل عنہ

بشارت تیسری

بشارت تیسری پہلے سفر مین توریت کے جو سفر خلیقہ کے ساتھ موسوم ہی اور اُسکا ترجمہ عربی جامس بادشاہ
دولت برطانیہ کے حکم سے سنہ گیارہ سو ساٹھ ہجری مین چھپا ہی مذکور ہی وقد سمعت قولک فی اسمٰعیل وھا انا مبارک
فیہ وانمیہ جدا جدا ویولد اثنا عشر شریفا واجعل منہ امۃ عظیمۃ اور رسالہ جواد ساباطی مین جسکا نام معروف
ناسا نائیل ہی بجاے لفظ شریفا کے یولد اثنا عشر ملیکا ہی یعنی بدرستیکہ سنا مین نے تیرے قول کو اسمٰعیل کے بارے مین او
مین اُسے مبارک کرونگا اور بارور کرونگا اور اُسکے نسل کی زیادتی دونگا بہت بہت اور بارہ بادشاہ بڑے اُسکی اولاد سے
پیدا کرونگا اور بڑی اُمت اُس سے پیدا کرونگا فقط اور یہ عبارت واقع مین بشارت ہی ساتھ وجود ذیجود ائمہ
اثنا عشر علیہم السلام کے جو خلفا اور جانشینان حقیقی پیغمبر خدا کے ہین کیونکہ بارہ بادشاہ اور خلیفہ نسل سے حضرت اسمٰعیل کے
سوا ائمہ اثنا عشر صلواۃ اللہ علیہم کے نہین ہین اور یہ مستلزم نبوت سید الانبیا کی حقیت کے بھی ہی جیسا کہ ظاہر ہی اور
ایسی بات ہی کہ ناسا نائیل ساباطی نے بھی کہ علماے حضرات اہلسنت سے ہین اور پہلے ظاہر مین نصرانی مذہب ہو کر
کتب نصاریٰ کو خوب دیکھا اور جب مطلع ہو چکے تو پھر اسلام کی طرف رجوع کی اور براہین ساباطیہ کو لکھا ہی اس بات کا
اقرار واعتراف کیا ہی

بشارت چوتھی

بشارت چوتھی انجیل یوحنا کی چوتھی فصل مین جہان قصہ ایک عورت کے کلام کرنے کا حضرت
عیسیٰ کے ساتھ لکھا ہی یہ مین مرقوم ہی قالت لہ المرأۃ یا سید انی اری انک نبی اباؤنا سجدوا فی ھذا الجبل وانتم
تقولون ان المکان الذی ینبغی ان یسجد فیہ ھو باورشلیم قال لھا یسوع ایتھا المرأۃ صدقینی انہ سیاتی ساعۃ لا فی ھذا
الجبل ولا فی اورشلیم یسجدون للرب یعنی عورت نے حضرت عیسیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے آقا مین یہ سمجھتی ہون کہ آپ پیغمبر ہین
باپ ہمارے اِس پہاڑ مین سجدہ کرتے تھے اور تم کہتے ہو کہ اورشلیم مین جو مقام کا نام ہی سجدہ کیا جاے حضرت عیسیٰ نے
اُن سے فرمایا کہ اے عورت میرے کلام کو یقین کر کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہی کہ نہ اس پہاڑ مین نہ اورشلیم مین سجدہ خدا کے
واسطے کیا جائیگا اور فارسی ترجمہ مین انجیل کے لکھا ہی کہ نہ درین کوہ ونہ در اورشلیم پدر را خواہند پرستید اور واقع مین یہ بشارت ہی
تحویل قبلہ کی بیت المقدس سے طرف کعبہ معظمہ کے اور اِسکی دلالت صریح نبوت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ پر خوبی
واضح ہی

بشارت پانچوین

بشارت پانچوین انجیل یوحنا کی پانچوین فصل مین بیان شہادت مین حقیت عیسیٰ کے لکھا ہی لکن الذی یشھد
لی آخر وانا اعلم ان شہادۃ التی شھد بھا لاجلی حق ہی اور اسکا ترجمہ فارسی جو ہوا ہی اُسمین معنی اسکے اِسطرح لکھے ہین یعنی دیگرے ہست

کہ در حق من شہادت میدہد و میدانم کہ آن شہادت کہ در حق من میدہد راست است اور یہ اشارہ ہی طرف اُس گواہی کے جو
جناب پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت عیسیٰ کی نبوت کی دی جیسا کہ قرآن شریف مین اسپر دلالت مقامات
کثیرہ مین ہی اُسی سے ہی قول حق تعالیٰ کا قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ اور امثال اسکی بہت سی آیات قرآن مین ہین

چھٹی بشارت

چھٹی بشارت تیسرے باب مین متی کی انجیل مین جو متضمن ہی کلمات حضرت یحییٰ پر ساتوین صفحہ کے گیارھوین فقرہ مین ہی
کہ جسکا محصل یہ ہی کہ مین تمھین توبہ کرنے کو پانی سے غسل دیتا ہون لیکن جو کہ میرے بعد آنے والا ہی وہ مجھسے زیادہ قوی ہی کہ مین
اُسکے نعلین کے اُٹھانے کے بھی لائق نہین ہون وہ تمکو روح القدس اور آگ سے غسل دے گا اور انجیل لوقا کے صفحہ چھیاسٹھ کے
سولھوین فقرے مین ہی کہ یحییٰ نے پہلے سے ان سب کو کہا کہ مین تو تمھین پانی سے اصطباغ دیتا ہون لیکن مجھسے قوی تر آتا ہی کہ
مین جسکے جوتون کا تسمہ کھولنے کے لائق نہین وہ تمھین روح القدس اور آگ سے اصطباغ دے گا اور حقیقت مین یہ اشارہ ہی
طرف اس بات کے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ حدود و تعزیرات مثل احراق کے اور قتل کے اور سنگسار کرنے کے اور مثل اسکے
گناہون کے مقابلہ پر مقرر فرماوینگے اور روح القدس یا اشارہ ہی طرف تائید جبرئیل کے اور تبلیغ وحی الٰہی کے یا اشارہ طرف
تزکیہ نفس اور تطہیر روح اور تہذیب باطن کے اور قبول کرنے اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کذا فی انجیل جو ترجمہ اردو
انجیل کا ولایت مین ۱۸۶۰ء مین چھاپا گیا اسمین لوقا کی انجیل کے تیسرے باب مین پیشین گوئی یوحنا کی اسطرح مذکور ہی ۱۶ سولھوین
یوحنا نے سبھون کو جواب دیا اور کہا مین تو پانی سے تمھین بپتسمہ دیتا ہون پر ایک مجھسے زور آور آتا ہی جسکی جوتیون کا تسمہ
کھولنے کے لائق مین نہین ہون وہ تمھین روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا فقط اس بشارت کی تاویل متکلمین اہل اسلام نے
جو فرمائی ہی اور مذکور ہوئی اس سے صاف واضح ہوتا ہی کہ یہ بشارت جناب رسالتمآب نبی عربی آخر الزمان کے حق مین منطبق ہوتی ہی نہ بحق
عیسیٰ ابن مریم کیونکہ یہ ظاہر ہی کہ روح القدس سے یا تزکیہ نفس اور تطہیر روح اور تہذیب باطن مراد ہی یا تجلی بعبادات و آداب
و سنن ظاہری شریعت ہوتا ہی اور یہ کام ہدایت باطن و ظاہر کا اگرچہ حضرت عیسیٰ سے بھی ہوا لیکن آگ مین جلانے کی حد
بمقابل گناہ کے آنحضرت نے جاری نہین فرمائی اور کلام یوحنا مین صاف ظاہر ہی کہ انھون نے دونون امرون کو اپنے
کلام مین جمع کیا ہی ایک ایک انسے مراد نہین لیا اور جامع ان دونون امرون کا سوا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور
دوسرا نہین ہوا کہ آنحضرت نے اپنی ہدایت سے اور تعلیم قرآن سے اور اخلاق محمدی سے تزکیہ نفس اور تطہیر روح و تہذیب
باطن بھی فرمائی اور ظاہر بھی سب کا جنھون نے اسلام اختیار کیا اور آنحضرت کے مذاہب کو قبول کیا بعبادات ظاہری
و سنن و آداب شرعیہ درست و پاک کیا اور باجرائے حدود شرعیہ الٰہیہ گنہگارون کو بھی آگ مین جلایا اور جس سے یہ دونون امر
ظہور مین آئے اُسی کو مراد اس بشارت سے ہونا چاہیے نہ اُسکے غیر کو اور مؤید ہی اس سے وہ فقرہ جو انجیل شریف مین اسکے بعد ہی
فقرہ ۱۲ اُسکا سوپ اُسکے ہاتھ مین ہی اور وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کرے گا اور گیہون کو اپنی کھیتی مین جمع کرے گا پر

بھوسی کو اس آگ مین جو نہین بجھتی جلادے گا فقط کیونکہ سوپ سے ظاہر مراد اسباب اختیار و اقتدار ہین اور جسطرح کہ سبب سوپ کے گیہون کے صاف کرنے پر صاف کرنے والے کو قدرت و اختیار حاصل ہوتا ہی کہ پھر بھوسی گیہون مین نہین رہنے پاتی اُسی طرح جو اسباب اقتدار اور غلبہ کے کفار پر آنحضرت کو خدا نے عطا فرمائے تھے کہ اُسکے ذریعہ سے سرکوبی بت پرستان اور منکرین آلہ کے فرماتے تھے اسلیے اُنھین سوپ سے بطور استعارہ تعبیر کیا اور یہ سوا آنحضرت کے دوسرے کو نہین حاصل ہوے اور اُسی کے باعث سے اُن جناب نے اپنے زمانے مین خوب بہت جلد کفارون کا استیصال کیا اور خدا پرستی کو رونق دی اور دین خدا کو خالص اور صاف کیا اور جیسا مزارع صاف گیہون کو اپنی کھیتی مین رکھتا ہی اُسی طرح اُن جناب نے بھی مسلمانون کو اپنے پاس رکھا اور اُنکے لیے شہر کو آباد کیا اور اُنھین معزز فرمایا اور کفر و بت پرستی کو ذلیل و خوار کیا جس سے کفار ہمیشہ کو اس آتش حسد مین جلتے رہے جس سے کبھی نجات نہ ہوئی باین وجوہ کوئی شبہہ نہین ہی کہ مراد اِس بشارت سے وہی حضرت ہین ساتوین بشارت وہ ہی جو جناب امام رضا نے راس الجالوت کی طرف خطاب کرکے فرمایا فی الانجیل مکتوب ان ابن البرة ذاهب والفارقليطا جاء من بعده وهو يخفف الاصار و يفسر لكم كل شيء و يشهد لي كما شهدت له انا جئتكم بالامثال وهو ياتيكم بالتاويل اتؤمن بهذا قال نعم لا انكره اور اسی حدیث مین ہی کہ جاثلیق سے خطاب کرکے فرمایا آنحضرت نے هل تعرف في الانجيل اني ذاهب الى ربي والفارقليطا جاء وهو الذي يشهد لي بالحق كما شهدت له وهو الذي يفسر لكم كل شيء وهو الذي يبدي فضايح الامم وهو الذي يكسر عمود الكفر قال نعم اور اِس بشارت کی تصدیق کو کافی ہی وہ جو شارح مقاصد نے کہ علماے حضرات اہلسنت سے ہین لکھا ہو کہ صحاح رابع عشر انجیل کے ہی انا اطلب لكم من ابي يعطيكم فارقليطا آخر ليكون معكم الى الابد والفارقليط روح الحق واليقين اور صحاح خامس عشر مین ہی فاما فارقليط روح القدس الذي يرسله ابي باسمي هو يعلمكم جميع الاشياء اور مصدق اسی کے ہی جو کچھ انجیل یوحنا کے چودھوین باب مین بعبارت عربی اسطرح مزبور ہی وانا اسال ابي فيعطيكم مسليا آخر ليثبت معكم الى الابد اور باسانائیل نے اسکا ترجمہ اسطرح کیا ہی وانا التمس الاب فيرسل اليكم فارقليطا آخر ليمكث معكم الى الابد اور فارقلیطا کے معنی شفاعت کرنے والا اور واسطہ اور تسلی دینے والے اور تمجید کرنے والے کے ہین جو رجوع کرتا ہی معنی محمد و احمد کی طرف اور فارسی انجیل مین اسطرح لکھا ہی که و من از پدر خواہم خواست که او تسلی دہندہ دیگر بشما خواہد داد و تا ابد با شما خواہد ماند اور اسی باب مین ترجمہ فارسی مین اسطرح مذکور ہی کہ حضرت عیسیٰ نے فرمودہ من این سخنہا را چونکہ نزدیک شما بودم بشما گفتہ ام لیکن آن تسلی دہندہ یعنی روح القدس کہ پدر او را باسم من خواہد فرستاد شما را ہر چیز خواہد آموخت و ہر چہ من شما را گفتم بیاد شما خواہد داد آرام برای شما میگذارم بل آرام خود را بشما میدہم نہ چنان کہ جہان میدہد من بشما میدہم دل شما مضطرب نشود و ترسان نباشد شنیدید که من بشما گفتم که میروم و نزد شما می آیم اگر شما مرا دوست میداشتید خوش می شدید از آنجا که گفتم من نزد پدر میروم زیرا که پدر من از من بزرگتر است و حالا از وقوع بشما خبر دادم تا که چون وقوع یابد باور کنید و دیگر بسیار با شما گفتگو نخواہم کرد زیرا که رئیس این جہان می آید و در من حصہ ندارد و لیکن تا آنکه جہان بداند کہ من

ساتوین بشارت

پدر را دوست میدارم و من آن چنانکه پدر فرمودہ است ہمان طور میکنم برخیزید تا ازینجا میرویم فقط اور یہ بھی بشارت
ظاہر و واضح ساتھ نبوت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہی کیونکہ آنحضرت نے اور پیغمبران سابق کی تصدیق فرمائی اور
اُنکی نبوت کی گواہی دی اور جو جو پیغمبران سابق نے اپنی اُمّتون کو معارف الٰہیہ تعلیم فرمائے تھے اُس سے اپنی اُمّت کو ارشاد فرمایا
اور یہ کلام حضرت عیسیٰ کا کہ اِس جہان کا رئیس آتا ہی یہ دلالت کرتا ہی جناب رسالتمآب کے افضل ہونے پر اور پیغمبران سابق سے
اور یہ خوب معلوم ہی کہ رئیس تمام جہان کا حضرت عیسیٰ کے بعد ہمارے پیغمبر کے سوا کوئی نہین پیدا ہوا اور سوا آنحضرت کے
کوئی شخص نہین ہوا کہ جسنے پیغمبری کا دعویٰ ساتھ معجزات حقہ اور آیات ربانیہ کے کیا ہو اور بھی یہ قول حضرت عیسیٰ کا کہ وہ
ہمیشہ تمھارے ساتھ رہیگا یہ نص ظاہر اسکی ہی کہ وہ حضرت خاتم الانبیا ہونگے ہمارے اور جناب پیغمبر خدا کا ختم رسالت کے واسطے
ادعا فرمانا اور اُسکے ساتھ معجزات ظاہرہ اور آیات باہرہ کا ظاہر فرمانا بہت مضبوط دلیل آنحضرت کے نبوت کی ہی پس وہ
حضرت یقینی اور بلاریب نبی اور رسول خدا کے ہین اور حضرت عیسیٰ کا یہ فرمانا کہ رئیس جہان آتا ہی اور مجھ مین حصہ نہین رکھتا
یہ دلیل اِسکی ہی کہ شریعت حضرت کی تابع کسی شریعت کی نہین بلکہ ناسخ شرایع ہی اور پیغمبرون کی تصدیق فرمائی ہی اور
اِنکی گواہی دی ہی کہ وہ سب مطیع خدا تھے اور موافق حکم خدا کے عمل کرتے تھے کسی کی کتاب سے حکم نہین کیا بلکہ موافق
اپنی کتاب منزل کے جو قرآن مجید ہی الذی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ حکم اپنی شریعت کا فرمایا ہی
اور ترجمہ اردو مین انجیل کے جو ولایت مین چھپا ہی سولھوین باب مین یوحنا کی انجیل کے اسطرح ہی لیکن مین تمھین سچ کہتا ہون
کہ میرا جانا تمھارے لیے فائدہ مند ہی کیونکہ جو مین نہ جاؤن تو تسلی دینے والا تمھارے پاس نہ آئیگا پر اگر جاؤن تو اُسے
تمھارے پاس بھیج دونگا آٹھوین اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائیگا نوین گناہ سے
اِسلیے کہ وے مجھپر ایمان نہ لاے دسوین راستی سے اِسلیے کہ مین اپنے باپ کے پاس جاتا ہون اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے گیارھوین
عدالت سے اِسلیے کہ اِس دنیا کے سردار پر حکم کیا گیا ہی بارھوین میری اور بہت سی باتین ہین کہ تمسے کہون پر اب تم
اُنکی برداشت نہین کر سکتے ہو تیرھوین لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے تو تمھین ساری سچائی کی راہ بتاویگی کیونکہ
وہ اپنی نہ کہیگی بلکہ جو کچھ سُنیگی سو کہیگی اور تمھین آئندہ کی خبرین دے گی واضح ہو کہ یہ قول اِس بشارت مین کیا موافق
اُسکے ہی جو قرآن مین حق تعالیٰ نے جناب رسالتمآب کے حال کی خبر دی ہی وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ
اِسی مطابقت سے ظاہر ہی کہ یہ دونون قول ایک کے اور ایک ہی کے بیان مین ہین اور کسقدر یہ بشارت رسالتمآب کے
حالات سے منطبق ہی کہ وہ حضرت سردار اور بادشاہ اور صاحب حکومت بھی ہوے عدالت بھی فرمائی راستی کے ساتھ
حکم بھی فرمایا سب کو راہ راست بھی بتائی اختیار بھی آئندہ کے دیئے اور سب کا ظہور بھی ہوا اور جو کچھ کہ فرمایا وہ موافق
حکم خدا کے فرمایا کبھی تجاوز اُس سے نہین کیا جیسا کہ اُسکے قرآن سے ظاہر ہی اور یہ بشارت خود اُسکی مصدق ہی اور جو
حضرت عیسیٰ نے آنحضرت کو تسلی دینے والا فرمایا شاید یہ دو وجہ سے ہوا ایک یہ کہ آنحضرت نے جو تصدیق نبوت کی حضرت

عیسیٰ کی فرمائی اور جو منکرین انکی رسالت کے تھے انھین سزا دی اس سے بھی انکے دوستون کو تسلی ہوئی اور جو غم انحضرت کے مصلوب ہونے کا تھا وہ کم ہوا دوسرے جو اہل حق مفارقت سے حضرت عیسیٰ کی دل تنگ تھے پھر انھین وجود سے بھی خوشی ہوئی اور آتش غم انکی بجھی اور جو ملال فقدان نبی کا تھا برطرف ہوا آٹھوین بشارت انہی ترجمہ فارسی کے پندرھوین باب اور تینتیسوین صفحہ مین ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمود چون آن تسلی دہندہ کہ من از جانب پدر شما خواہم فرستاد یعنی روح راستی کہ از طرف پدر می آید دربارۂ من شہادت خواہد داد و شما نیز شہادت خواہید داد زیرا کہ از آغاز شما با من بودہ آید فقط پوشیدہ نہ رہے کہ اس عبارت سے بھی ہمارے پیغمبر خدا کی نبوت کی بشارت اور حضرت کا تصدیق فرمانا پیغمبران سابق کے لیے بخوبی واضح ہوتا ہی اور یہ بھی بخوبی جاننا چاہیے کہ لفظ پدر جو اس عبارت مین اور عبارات سابقہ فارسیہ مین اور اسی طرح لفظ عبارت عربی مین جو وارد ہوا ہی مراد اُس سے رب اور پروردگار ہی کیونکہ حقیقی باپ ہونا عوارض جسمانیہ سے ہی جو حق تعالی مین اسکا بولنا ناجائز اور مستحیل ہی اور جو ہم یہ دعوی کرتے ہین اسکی تصدیق کے واسطے یہ کافی ہی جو عربی اور فارسی ترجمون مین انجیل کے حضرت عیسیٰ کا قول مذکور ہی چنانچہ بیسوین فصل مین انجیل یوحنا کی موجود ہی کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اِنّی صَاعِدٌ اِلٰی اَبِی الَّذِی ھُوَ اَبُوکُم وَ اِلٰھِی الَّذِی ھُوَ اِلٰھُکُم اور ترجمہ فارسی مین مذکور ہی کہ عیسیٰ بہ مریم مجدلیہ گفت کہ مرا دست مگذار زیرا کہ ہنوز نہ نزد پدر خود نہ رفتہ ام بلکہ بہ نزد برادران برو و بآنہا بگو کہ من نزد پدر خود و پدر شما و خدای خود و خدای شما بالا میروم فقط اور مثل اسی کے بہت مقام پر واقع ہی فتامل نوین بشارت شرح مقاصد مین ہی کہ سولھوین باب مین ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَقُولُ لَکُم حَقًّا حَقًّا اِن انطلاقی عنکم خیر لکم فَاِن لَم اَنطَلِق عَنکُم اِلٰی اَبِی لَم یَاتِکُم الفارقلیط وَ اِن انطلقت اَرسَلتُ بِہِ اِلَیکُم فَاِذا جَاءَ ھُوَ یُفَنِّدُ العَالَم وَ یَدِینُھُم وَ یُوَبِّخُھُم وَ یُوقِفُھُم عَلَی الخَطِیَّۃِ وَ البِرِّ ثُمَّ اِذَا جَاءَ رُوحُ الحَقِّ وَ الیَقِینِ یُرشِدُکُم وَ یُعَلِّمُکُم وَ یُدَبِّرُ لَکُم جَمِیعَ الخَلقِ لِاَنَّہٗ لَیسَ یَتَکَلَّمُ بِدعۃٍ مِن تِلقَاءِ نَفسِہٖ اور مصداق اسکا ہی جو سولھوین باب کے تین سو اکیسوین صفحہ مین انجیل یوحنا کے ہی لیکن بشما راست میگویم کہ شما را مفید است کہ من بروم و اگر نروم آن تسلی دہندہ بہ نزد شما نخواہد آمد اما اگر بروم او را بہ نزد شما خواہم فرستاد چون او بیاید جہان را بہ گناہ و صدق و انصاف ملزم خواہد ساخت زیرا کہ بر من ایمان نمی آرند بصدق زیرا کہ بہ نزد پدر خود میروم و شما مرا دیگر نمی بینید بانصاف زیرا کہ بر رئیس این جہان حکم جاری شدہ است و دیگر خبرہا دارم کہ بشما بگویم لیکن حالا نمی توانید تحمل شان نمائید لیکن چون او یعنی روح راستی بیاید او شما را بہ تمامی راستی ارشاد خواہد نمود کہ او از پیش خود سخن نخواہد گفت بلکہ ہر انچہ می شنود خواہد گفت و شما را آیندہ خبر خواہد داد و او مرا جلال خواہد داد کہ او انچہ را از آن من است خواہد یافت و شما را خبر خواہد داد انتہی اور یہ توصیف مطابق اسکے ہی جو حق تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہی وصف جناب پیغمبر خدا مین وَ مَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوحٰی یعنی جو کچھ کہ وہ حضرت فرماتے ہین وہ اپنی رائے اور خواہش کے موافق نہین کہتے بلکہ جو وحی اور امر الہی ہوتا ہی اسی کے مطابق امر فرماتے ہین اور نیز یہ بشارت موافق مذہب

آٹھوین بشارت

نوین بشارت

اعتقاد فرقۂ امامیہ کے ہی کہ وہ بھی موافق اسی آیت کے عتقاد بہ نسبت آنحضرت کے رکھتے ہین لیکن جو حضرات اہل اسلام سے
یہ کہتے ہین کہ پیغمبر پر اجتہاد جائز ہی اُنکے مقولے کی مخالفت اس آیت قرآنی اور بشارت انجیل سے کہ کتاب آسمانی ہی بخوبی
واضح ہوتی ہی بالجملہ موافق بشارت مذکورہ کے جناب پیغمبر خدا سے مغیبات کی خبر دینا اور اُو معجزات کا صادر ہونا
بتواتر ثابت ہی جیسا کہ جناب مسیح سے معجزات کا صدور بھی باخبار متواترہ ثابت ہوتا ہی اور آنحضرت کا تصدیق فرمانا نبوت
جناب عیسی ابن مریم کو بھی از جملہ دلائل واضح ہی دسوین بشارت روایت یوحنا رسول انجیلی کی دوسری فصل مین اسطرح مرقوم ہی

دسوین بشارت

وَالظافر الّذی یحفظ اعمالی الی التمام فانا اعطیہ سلطانا علی الامم و یرعاھم بعضا حدید وکآنیۃ الخزف یسحقھم
کمثل ما اخذت انا من ابی واعطیہ زھرۃ الصبح من کانت لہ اذن فلیسمع ما یقول الروح للکنائس اور یہ بشارت ترجمہ
جواد ساباطی مین جو معروف بنا سانائیل ہی اسطرح وارد ہوئی ہی و ساعطی المظفر الذی یحفظ جمیع افعالی سلطانا علی
الامم فیرعاھم بقضیب من حدید و یسحقھم کآنیۃ الفخار کما اخذت انا من ابی و اعطیہ ایضا النجمۃ
الصبح فمن کانت لہ اذن سامعۃ فلیستمع ما یقول الروح للکنائس انتہی اور یہ بشارت بہت واضح ہی نبوت جناب رسالتماب کے واسطے
کہ حضرت خدا کی طرف سے امور تھے بالسیف جہاد کرنے کو مشرکین و کفار کے ساتھ اور جواد حنفی ساباطی نے بہت حق کے
اظہار مین اس مقام پر منجانب اللہ سچی بات کہی ہی اور وہ یہ ہی کہ نجمۃ الصبح کی تفسیر ظہور صاحب الزمان علیہ السلام سے کی ہی
اور ترجمہ عبارت مذکورہ کا ترجمہ فارسی انجیل مین اسطرح ہی و ہر کسیکہ غالب آید و تا انجام اعمال مرا نگہدارد وبر اقت ازخواہم داد
کہ بر آنہا بعصائے آہنی حکمرانی خواہد کرد کہ چون کوزہ ہا خرد می شوند بنوعے کہ من از پدر خود یافتہ ام و من او را ستارہ صبحی
خواہم داد ہر کسیکہ گوش دارد بشنود کہ روح بکلیسا ہا چہ میگوید بشارت گیارھوین تیسری فصل مین روایت یوحنا کی

بشارت گیارھوین

اسطرح ہی الظافر ھکذا یلبس البیاض و لا امحی اسمہ من سفر الحیاۃ وانا اعترف باسمہ قدام ابی و قدام ملائکتہ اور اس
عبارت کا ترجمہ ترجمہ فارسی انجیل مین اسطرح ہی و ہر آنکہ غالب آید بجامہ سفید ملبس خواہد گشت و نام او را از کتاب محو نخواہم نمود
بلکہ بنام او نزد پدر خود و نزد فرشتگان اقرار خواہم نمود اور یہ اشارہ بلکہ نص صریح ہی اس امر کی کہ نبوت پیغمبر کی ہمارے دوامی ہی
اور لباس سفید اہل اسلام مین مروج تھا فلا تغفل اور اس بشارت کے آخر مین جو وارد ہی کہ حضرت عیسی نے فرمایا کہ مین
اُسکے نام سے اقرار کرونگا اپنے خدا کے سامنے اور نزدیک فرشتگان الہی کے یہ مویّد ہی اُن احادیث کا جنمین وارد ہی کہ حق تعالی نے
عہد و اقرار نبوت جناب رسالتماب اور ولایت اہلبیت علیہم السلام کا جملہ انبیا و ملائکہ و جمیع مخلوقات سے عالم ارواح مین
لیا تھا جنہون نے بصدق دل یہ اقرار و عہد کیا تھا انھون نے یہان بھی اقرار کیا بالجملہ اس بشارت سے اثبات نبوت اور
عظمت مرتبہ کی جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ کی اور صدق عہد اور جلالت قدر جناب مسیح کی بھی ظاہر ہوتی ہی فتفکر

بشارت بارھوین

بشارت بارھوین اسی فصل مین مرقوم ہی الظافر اجعلہ عمودا فی الشکل الالھی و لا یخرج الیھا خارجا واکتب علیہ
الاسم الالھی و اسم مدینۃ الھی التی ھی اورشلیم الجدیدۃ النازلۃ من السماء من عند الھی الذی ھو الاسم الجدید

اور اِس عبارت کا ترجمہ ترجمہ فارسی انجیل مین اسطرح ہی وہر آنکہ غالب آید مین او را در ہیکل خدای خود ستون میسازم کہ دیگر بیرون نخواہد رفت و بر وی اسم خدای خود را و اسم شہر خدای خود را کہ اور شلیم نو ہست و از آسمان از نزد خدای من نازل میشود و اسم نو خود را خواہم نوشت انتہی اور دونون ترجمون مین عربی اور فارسی کے جو اختلاف ہی اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ترجمہ کرنے والون نے تصرف کیا ہی بہرکیف یہ فقرہ بشارت مذکورہ کا وَ اَكْتُبُ عَلَيْهِ اِسْمِ الْاِلٰهِي یعنی لکھونگا مین اوپر نام خدا کو یہ محتمل ہی کہ اشارہ ہو نقش مبارک مہر نبوت کی طرف جو بالای دوش جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ تھا اور یہ بھی محتمل ہی کہ یہ اشارہ طرف اُسکے ہو جو حدیث مین وارد ہی کہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ای محمد مین اپنے علم ازلی مین اپنی جملہ مخلوقات کے حال سے مطلع ہوا پس تجھے سب سے اچھا پایا اِسلیے تیرے نام کو اپنے نام سے نکالا میرا نام محمد ہی اور مین محمود ہون تیرا نام محمد رکھا پھر دوبارہ مطلع ہوا بعد تیرے علی ابن ابیطالب کو سب سے اچھا پایا اُسکے بھی نام کو اپنے نام سے نکالا میرا نام علی اعلی ہی اُسکا نام علی رکھا اور بہرحال بشارت واضح ہی اور اورشلیم جدید بھی کعبہ معظمہ ہی اور حجر اسود بلکہ کعبہ مشرفہ بھی آسمان سے موافق روایات اہل اسلام کے نازل ہوا ہی بالجملہ یہ وہ بشارتین ہین جنھین نقل کیا ہی اور مثال اسکی بہت ہین لیکن اگر کوئی شخص کہے کہ ان بشارتون مین نص صریح نہین ہی پھر کہان سے یہ بات معلوم و معین ہوئی کہ مراد اُس سے وہ حضرت ہین شاید کوئی اور شخص مراد ہو تو اُسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ ایسے احتمالات کو اگر راہ دیجاے تو کوئی بشارت بشارت نہوگی کیونکہ بشارتین حقیقت مین خصائص و ممیزات کے ساتھ اُسکے وارد ہوتی ہین جسکے لیے بشارت دیتے ہین اور غرض بشارت سے تمیز و تعریف ہوتی ہی پھر اگر اُسکی علامات و دلائل مشترک ہون تو کوئی فائدہ اُسپر مترتب نہوا اور وجود اُسکا بمنزلہ عدم کے ہو علاوہ اسکے ہم خود اِسے بشارت کہتے ہین جو عام ہی نص اور اشارہ سے کیونکہ بشارت کبھی بالفاظ ظاہرہ اور اسماء معینہ ہوتی ہی وہ نص ہی اور کبھی بالفاظ مشترکہ اور اسماء عام غیر معینہ ہوتی ہی اور وہ دلالت کرتی ہی مبشر بہ پر محتاج ممیزات اور خصائص کے اسکے ہوتی ہی اور اکثر اطلاق لفظ بشارت کا اسی پر ہوتا ہی نہ نص لیکن بشارت سے فائدہ نص کا بھی حاصل ہوتا ہی اور بھی منافع اسمین ہوتے ہین اور نسبت نص اور بشارت مین تصریح و اشارہ کی ہی پس نص بمنزلہ تصریح کے ہی اور بشارت اشارے کی اور جیسا کہ اشارہ ممیزات و خصائص مشار الیہ کے ساتھ ملکر فائدہ تصریح کا دیتا ہی بلکہ اُس سے ابلغ ہوتا ہی اُسی طرح حال بشارت کا ہی کہ انھین ممیزات و خصائص مبشر بہ کے ساتھ ملکر مفید معنی نص کے لیے ہوتی ہی اور اُسکا ذکر کرنا نص کرنے سے بے نیاز کرتا ہی لیکن بیان اور فائدے جو اُسمین ہین وہ نص کے ساتھ جمع نہین ہو سکتے مثلاً ایک فائدہ اُسکا یہ ہی کہ اُسکے ذریعہ سے اہل حق اور اہل باطل ممتاز ہوتے ہین یعنی جو اہل حق سے ہین انھین اطاعت و فرمان برداری کو وہ کافی ہوتا ہی اور اہل باطل اُس سے سرکشی کرتے ہین اور اپنی خواہش کے موافق اُسکی تاویل کر کے راہ باطل کو اختیار کرتے ہین اور میدان امتحان صدق اطاعت مین پاؤن اُنکے لغزش مین آجاتے ہین دوسرے چونکہ اُسکا علم ہر ایک کو نہین ہوتا اِس جہت سے وہ بطور مخزون محفوظ و مصئون رہتے ہین اور یہی سبب تھا کہ باوجود اسکے کہ اسقدر آسمانی کتابون مین

حسب دلخواه اپنے کر کر تحریف و تصحیف واقع ہوئی لیکن پھر بھی یہ بشارات رہ گئی جو ترجمون مین منقول ہوئی اور اگر
نص ہوتی تو اسے خود غرض کب رہنے دیتے جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ قرآن مجید سے بھی بعض نصوص
نکل گئے بالجملہ حق تعالی نے اپنے لطف سے اپنے بندون کو ہمیشہ ہدایت فرمائی اور منجملہ اُن ہدایات کے عمدہ امر یہ تھا
کہ انبیا کو مبعوث فرمایا اور اُنکے سلسلہ مین جو کتب کے نازل ہوئے اُنمین پیغمبران گذشتہ اور آئندہ کا بیان فرماتا رہا
کہ تصدیق انبیا کی ہوتی رہے اور اُس تصدیق کو کبھی بطور نص و تصریح اور کبھی بطور اشارہ و بشارت بلحاظ منافع مذکورہ
بیان فرمایا نصوص جب تک رہے مفید ہوا کیے اور جب اہل اغراض باطلہ نے انھین نکال ڈالا تو اہل حق کے واسطے
وہ اشارات و بشارات مفید ہوے اور ہوتے ہین اور ہوتے رہینگے انشاء اللہ تعالی وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
اور واقع مین نص و بشارت کا حال قریب قریب ہی کیونکہ جیسا احتمال جاحدین و منکرین مبشارت کی نسبت کر سکتے ہین
کہ ممکن ہی کہ مبشر یہ غیر اُنکے ہو اسی طرح بہ نسبت نص کے بھی کہہ سکتے تھے کہ مثلاً منصوص علیہ محمد جسکا نام کتاب مین ہی اور
اُنکی رسالت کی خبر ہی وہ اُنکی سوا ہین اور آئندہ پیدا ہونگے پھر انکار و شبہہ کا تو کوئی علاج ہی نہین ہی سوا اُسکے جو
حق تعالی نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ کو اُسکے ساتھ مامور فرمایا تھا استدلال طالب حق کے لیے ہی یا منصف کے
واسطے ہی مکابرین و منکرین کے لیے تو معجزات ظاہرہ انبیا کے بھی مفید نہوے اتنی کتابین آسمان سے نازل ہوئین لیکن جنمین مادہ
انصاف و قبول ہدایت تھا وہی قبول کرتے آئے باقی ہمیشہ شبہات اور مغالطات کو پیش کر کے انکار کرتے رہے مگر
حقیقت مین تو یہ ہی کہ جسمین علامات بشارت کی پائی جائین وہ مبشر بہ ہوگا اور اُسی کے لیے حکم بشارت کا لازم ہوگا اور
یقینی یہ بات ہی کہ حکم اِن بشارتون کا اور علامتین اُنکی جناب رسالتماب مین سب پائی گئین اور اُن جناب کے سوا اور
کسی مین اِن سب امور کا اجتماع پایا نہین گیا پس بالضرور مبشر بہ اِن بشارات کے حضرت ہی ہو سکتے ہین اور یہ سب بشارتین
ملکر قائم مقام نص کی ہوتی ہین اور قریب اور موئد اِس بیان کو وہی جو شیخ کامل کمال الدین بن طلحہ نے کہ فضلاے شافعیہ سے ہین
اپنی کتاب مطالب السئول فی مناقب آل الرسول مین جہان کہین کہ تطبیق بشارتون کی جو جناب صاحب العصر و الزمان علیہ السلام کے
باب مین وارد ہوئی ہینگی یہی کہا ہی کہ اُسکا محصل یہ ہی کہ لازم آنا ثبوت حکم کا جبکہ علامت اور دلالت اُسکی پائی جاے
جس شخص مین کہ وہ علامت پائی جاے ایسی بات ہی کہ وہ متعین ہی اور اُس سے انحراف اور روگردانی کوئی نہین کر سکتا اور نہین یہ
کہہ سکتا کہ یہ شخص جو صاحب اُن صفات کا ہی وہ مبشر بہ اِن صفات کا نہین ہی بلکہ وہ مبشر بہ اُن صفات کا ہی وہ اُسکے سوا اور ہی
جو آئندہ پیدا ہوگا کیونکہ ایسی بات کا کہنا سیدھی راہ سے پھرنا ہی اور دلالت کرتا ہی اسپر کہ جب حق تعالی نے توریت کو حضرت موسی پر
نازل فرمایا اور اُسمین ذکر فرمایا کہ نبی عربی کو آخر زمان مین مبعوث فرمائیگا اور وہ خاتم الانبیا ہونگے اور اُنکی نعت و صفات کو
باخص صفات اُنکے بیان فرمایا اور اُسے علامت و دلالت اثبات حکم نبوت کی گردانا تو قوم موسی علیہ السلام کا یہ حال تھا
کہ آنحضرت کو ساتھ اُن صفات کے یاد کرتے تھے اور حضرت کی بعثت کو یقینی جانتے تھے پس جبکہ زمانہ ظہور و بعثت کا حضرت کے

قریب پہونچا تو مشرکین کو حضرت کے وجود ذی جود سے ڈراتے تھے اور کہتے تھے کہ اب زمانہ قریب پہونچا ہی پیدا ہونے کا اُس
پیغمبر کے جسکی بشارت اِسطرح اور اِسطرح دی گئی ہی اور ہم تمہارے دفع کرنے کو اُنسے مدد اور اعانت طلب کرینگے پس جبکہ وہ
حضرت مبعوث ہوے اور علامات وصفات اُنکے سب اُنمین دیکھے اُسوقت حمیت وتعصب سے درپی انکار ہوکر کہنے لگے
کہ یہ وہ نہین ہی بلکہ وہ اُنکے غیر ہی اور عنقریب آویگا پس جبکہ اُنھون نے احتمالات دور از کار کی طرف رجوع کی تو روگردان ہوے
عمل کرنے سے دلالت پر اور اُن علامات سے جو اُنمین موجود تھین اور انکار شدید اُنپر قرآن مین نازل ہوا ہی فقط انتہی اور
ظاہر ہی یہ بات کہ اگر باوجود اسکے کہ جو جو علامتین کہ اُن بشارتون مین ہین اور یہ سب آنحضرت مین منطبق بھی ہوتی ہین اگر ایسے بھی
احتمالون کو جگہ دیجاے تو جو بشارتین کہ حضرت عیسیٰ یا اور پیغمبرون کے لیے اُنسے پیشتر کی کتابون مین وارد ہوکر اُنمین مستفاد
ہوتی ہین وہ بھی بیکار ہونگی اور اگر اُنکی نبوت کے لیے کہین کہ جو معجزے اُنسے صادر ہوے وہ اُنکی نبوت کی دلیل ہین اور
اُنکے ذریعہ سے تعین اُنکی بشارتون کے ہوے تو یہ ہمکو بھی کافی ہوگا جیسا کہ روایت احتجاج طبرسی مین وارد ہی کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے
راس الجالوت سے فرمایا کہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تو نے کیونکر اپنے پیغمبر موسیٰ بن عمران کی نبوت کا اثبات کیا عالم یہود نے
کہا کہ اُنکی نبوت کی دلیل یہ ہی کہ چند چیزین اُنسے ایسی ظاہر ہوئین جو اور پیغمبرون سے نہین ہوئین مثل شگافتہ کرنے دریا کے
اور عصا کا اژدہا ہوجانا اور عصا کا پتھر پر مارنا اور اُس سے پانی کے چشمون کا جاری ہونا اور اُنکا ہاتھ کو کھول کے دکھانا
وقتیکہ وہ دیکھنے والون کی نظر مین روشن تھا اور سوا اِسکے وہ اُمور اُنھون نے کرکے دکھاے کہ جو خلق سے نہین ہوسکتے
یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ سچ کہا تو نے کہ خوارق عادات کا ظاہر ہونا اُنکے دعوی نبوت کے صدق کی دلیل ہی لیکن یہ بات
اُنکے ساتھ مختص نہین ہی بلکہ جو مدعی نبوت کا ہو اور خوارق عادات اُسکے ہاتھ پر ظاہر ہون وہ نبی برحق ہوگا اُسنے کہا یہ نہین
ہوسکتا کیونکہ جو قرب منزلت کہ حضرت موسیٰ کو خدا کے نزدیک ہی وہ کسی کے واسطے نہین ہی اور جب تک کہ وہ معجزات
جو اُنسے ظاہر ہوے کسی سے ظاہر نہون ہم اُنکی نبوت کا اقرار نہ کرینگے یہ سنکر جناب امام رضا نے فرمایا کہ کیا سبب ہی کہ تُنے
جو پہلے پیغمبر گذرے اُنکی نبوت کا اقرار کرتے ہو حالانکہ اُنھون نے بھی نہ دریا کو پھاڑا نہ پتھر سے بارہ چشمے نکالے نہ ید بیضا کا معجزہ
دکھایا نہ عصا کو اژدہا بنایا یہودی نے کہا کہ اسلیئے اُنکی نبوت کی تصدیق کرتے ہین کہ اُنسے بھی وہ کام ہوے کہ جسکے کرنے سے
خلق عاجز تھی اگرچہ اُنکا معجزہ مثل معجزہ حضرت موسیٰ نہ تھا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ ہرگاہ یہ بات ہی تو کیا وجہ ہی کہ حضرت
عیسیٰ کی نبوت کا اقرار نہین کرتے کہ مردے کو حکم خدا سے زندہ کرتے تھے اور اندھے کو بینا کرتے تھے اور مٹی سے جانور کی
صورت بناکر اُسمین روح پھونکتے تھے اور وہ اُڑجاتا تھا اُس عالم یہود نے کہا کہ یہ بات لوگ کہتے ہین کہ کرتے تھے لیکن ہمنے آنکھ سے
نہین دیکھا حضرت نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کے معجزات کو تو تُنے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اُسنے کہا کہ نہین حضرت نے فرمایا کہ
جو ہم اخبار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اُنسے سنا ہی تو نے اُسنے کہا ہان حضرت نے فرمایا اِسی طرح اخبار متواترہ حضرت عیسیٰ کے
معجزات کے بارے مین بھی آئے ہین پھر کیا سبب ہی کہ حضرت موسیٰ کی نبوت کی تصدیق کرتے ہو اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کی

تصدیق

قصد نہین کرتا اور یہی حال ہی نبوت کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی اور جو معجزات کہ آنحضرت نے فرمائے ہین فقط اور کتاب امالی مین صدوق علیہ الرحمہ نے ایک حدیث اپنی سند سے نقل کی ہی عبد اللہ بن سلیمان سے جو کتب سماویہ سابقہ کا پڑھنے والا تھا اور روایت کی ہی کہ اُسنے کہا کہ مین نے انجیل مین پڑھا ہی کہ ای عیسیٰ جد و جہد کر میرے امر مین اور کلام ہزل نہ کہہ اور گوش دل سے سُن اور بجا لا ای بیٹے پاک و پاکیزہ عورت کے جو بکر و بتول تھی کہ تجھے بے باپ کے مین نے پیدا کیا تا عالم کے لیے تیری پیدایش اور وجود میری علامت و نشانی قدرت کی ہو یا تیری نبوت کی نشانی ہو پس تجھے چاہیے کہ میری عبادت کر اور مجھپر توکل کر اور جو کتاب کہ تجھپر نازل کی ہی مین نے اُسے قوت کے ساتھ اور زبان سریانی مین اہل سریا کو اُسکے معنی اور تفسیر کہہ کر سنا اور جو تیرے پاس حاضر ہین اُنھین یہ خبر دے کہ مین وہ خدا ہون دائم ہون جسے زوال نہین ہی اور تصدیق کر اُس نبی امی کی جو صاحب شتر ہی اور صاحب پیراہن و تاج ہی یعنی امامہ سر پر رکھتا ہی اور دو نعلین اور ایک لکڑی کا عصا اور دو آنکھین سیاہ رکھتا ہی اور کشادہ پیشانی ہی اور پیشانی اُسکی صاف اور چکنی ہی اور رخسارے اُسکے روشن ہین اور ناک اُسکی بلند و باریک ہی اور دانت اُسکے آپسمین تھوڑے تھوڑے جدا ہین گردن اُسکی گویا ابریق نقرہ ہی اور جنبر گردن برنگ طلا ہی بال اُسکے سینے سے ناف تک کھینچے ہوئے ہین اور کہین پیٹ پر یا سینہ پر نہین ہین رنگ اُسکا گندمی ہی اور مثل ایک خط کے اُسکے سینہ کے بال ہین اور کف دست اور کف پا اُسکے پُر اور بھرے ہوئے ہین ہتیلی اور تلوے مین اُسکے گڑھا نہین ہی جیسا اور سب کے ہوتا ہی اور جب کسی کی طرف وہ متوجہ ہوگا تو تمام و کمال بدن سے اُسکی طرف متوجہ ہوگا اور جب کسی مجمع مین آئیگا تو اُن سب پر غالب ہوگا اور جب زمین پر راہ چلیگا تو پانون اُسکے زمین سے جدا رہینگے جیسا کہ پتھر پر راہ چلنے کے وقت ہوتا ہی اور مانند جاری ہونے پانی کے نیچے زمین پر راہ چلیگا اور عرق کی بوندین اُسکی پیشانی مین مثل موتی کے ظاہر ہونگی اور مشک کی بو اُس سے سب کی ناک مین آیا کریگی نہین دیکھا ہی مثل اُسکے اُنھون نے کسی کو جو اُس سے پہلے پیدا ہو چکے ہین اور نہ دیکھینگے مثل اُسکے کسی کو جو اُسکے بعد پیدا ہونگے خوشبوئی رکھتا ہوگا اور نکاح عورات کو بہت دوست رکھتا ہوگا اور صاحب نسل قلیل کا ہوگا بلکہ نسل اُسکی منحصر ہوگی اُسکی بیٹی کی نسل مین جسکا گھر بہشت مین ہی جہان تعب و محنت نہین ہی آخر زمان مین اُس بیٹی کا متکفل ہوگا جیسا کہ تیری ماں کا ذکریا متکفل ہوا اور اُسکی بیٹی کے دو فرزند ہونگے کہ وہ دونون درجہ شہادت سے فائز ہونگے کلام اُس پیغمبر کا جو اُسپر نازل ہوگا قرآن ہوگا اور دین اُسکا اسلام ہوگا اور مین سلام ہون اور طوبی ہی اُسکے واسطے جو اُسکے زمانے کو پاوے اور اُسکے ایام پیغمبری کو دیکھے اور گوش قبول سے اُسکے کلام کو سُنے حضرت عیسیٰ نے عرض کیا کہ خداوندا طوبی کیا چیز ہی فرمایا کہ ایک درخت ہی بہشت مین جسے مین نے اپنے دست قدرت سے بٹھایا ہی شاخین اُسکی سب بہشتون مین سایہ ڈالتی ہین اور رضوان اُسکی جڑ ہی پانی اُسکا تسنیم سے ہی اور وہ ایک نہر ہی کہ اُسکی سردی مثل کافور کی سردی کے ہی اور مزہ اُسکا زنجبیل کا ہی جو کوئی اُسے ایک گھونٹ پیئیگا پھر کبھی پیاسا نہین ہوتا اُسوقت حضرت عیسیٰ نے عرض کیا کہ خداوندا مجھے اُس چشمے سے پانی پلادے حضرت رب العزت نے فرمایا کہ ای عیسیٰ حرام ہی سب آدمیون پر اُسکا پینا جب تک کہ پیغمبر آخر الزمان اُسے نہ پی لے اور اسی طرح سب امتون پر حرام ہی جب تک کہ

اُسکی اُمت اٰمین سے نہ نبی ہے یہین تجھے اُٹھاونگا اپنی طرف اور بعد اسکے پھر تجھے آخر زمانے مین زمین پر بھیجونگا تاکہ تو میری
اُمت سے اُمور عجیبہ کو تو دیکھے اور اُنکا تو معین ہو جبکہ وہ دجال ملعون کا مقابلہ کرین اور مین تجھے نماز کے وقت بھیجونگا تاکہ اُنکی
نماز مین شریک ہو بدرستیکہ وہ اُمت مرحومہ ہین انتہی اور واقع مین یہ بشارت تائید کرتی ہی اُس مضمون کی جو ہماری
روایات سے مستفاد ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت ظہور فرمانے جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام کے
آسمان سے زمین پر تشریف لائینگے اور نماز مین جناب صاحب الزمان علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھینگے
اور نجمۃ الصبح اور زہرۃ الصبح جو بعض ترجمون مین انجیل کے وارد ہی یہ بشارت و اشارت ہی طرف ظہور جناب صاحب العصر علیہ السلام کے
جیساکہ پیشتر اُس سے اشارہ مذکور ہوا اور تفسیر اُسکی یہ ہی کہ ساباطی نے اپنی کتاب براہین مین لکھا ہی ورق ۲۶۶ وسأعطی المظفر
الذی یحفظ جمیع افعالی وفی بعض التراجم جمیع کلامی سلطاناً علی الامم فیرعاهم بقضیب من حدید ویسحقهم کآنیة الفخار کما اخذت انا
من ابی واعطیه نجمة الصبح فمن کانت له اذن سامعة فلیستمع وقال فی شرحه المراد بحفظ افعاله هو مطلق اوامره فیرعاهم
بقضیب من حدید وتدبیر رعاهم بحد ذی الفقار ویسحقهم سحق آنیة الفخار وقوله واعطیه نجمة الصبح یرید بذلک المهدی لانه
یظهر فی صبح الیوم الاول من الشهر الاول من السنة الاولی من العشرة الاولی من المائة الاولی من الالف السابع
وقال ان الذین لم یتدنسوا منهم بعصیان الاعراض عن اتباعه یلبسون معه البیاض ای یدخلون معه تحت
لواء نجمة الصبح وهذا مصداق ما ذهب الیه الامامیة من باب الرجعة فانهم قد اتفقوا علی ان محمداً وعلیاً وفاطمة والحسنین
علیهم السلام یرجعون بالاجسام اذا ظهر المهدی ثم قوله ولا امحی اسمه ترغیب آخر لهم فی اتباع شریعة النبی یعنی انجیل مین وارد ہی
چھبیسوین فصل مین کہ قریب ہی عطا کرون مین ایک مظفر کو کہ جو حفاظت کرے کا سب افعال کی میرے یا اقوال کی میرے سلطنت
اُمتون پر پس وہ سیاست کرے گا اُنکی ایک لوہے کی لکڑی سے اور اُنکے سرون کو گھسے گا مثل مٹی کے ظروف کے جیساکہ
مین خدا کی طرف سے لایا تھا اور مین دیتا ہون اُسے نجمۃ الصبح کو پس جو کوئی کہ گوش شنوا رکھتا ہو چاہیے کہ اُن بشارتون کو سنے
بعد اسکے ساباطی نے اسکی شرح مین کہا ہی کہ مراد حفاظت افعال یا اقوال سے اُسکے مطلقاً اُنکے اوامر کا حفظ ہی اور پر ظاہر ہی
جو اس شارح نے اوامر کو کہا ہی مراد اُس سے اوامر اعتقادیہ ہین مثل توحید و عدل خداے عز و جل اور تصدیق انبیا کی اور اعتقاد
ساتھ بعثت و نشور کے اور مثل نصایح و مواعظ کے اور شرائع غیر منسوخہ کے نہ مطلق اوامر انجیل کے کیونکہ اُسکا نسخ ثابت ہی اور
معلوم ہی ہمین کہ شریعت ہمارے پیغمبر آخر الزمان کی ناسخ ہی اُن سب شریعتون کی جو حضرت کے مبعوث ہونے کے پیشتر
اور پیغمبرون کی تعیین بعد اسکے پھر شرح عبارت مذکورہ مین اُسنے کہا ہی کہ پس سیاست و زعامت کرے گا اُنھین چوب آہنے سے
اور بدرستیکہ ہمارے پیغمبر نے کفار کی سیاست کی شمشیر آبدار سے جسکا نام ذو الفقار تھا اور بناے کفر کو جڑ سے کھودا اور گرایا
اور سرہاے کفار کو گھسا جسطرح ظروف گلی آپسمین گھستے ہین اور واقع مین یہ علامت و اشارت صریح ہی ہمارے پیغمبر کی بشارت مین
کہ وہ حضرت خدا کی طرف سے مامور بجہاد تھے اور مبعوث بشمشیر ہوے تھے کفار کی تادیب کے لیے اور جیساکہ اُنکے سرون کو گھسا

۱۸

اور کلمۂ دین و اسلام کو شائع فرمایا اور جہاد کی کتب تاریخ اس سے بھری ہوئی ہین پھر نجمۃ الصبح کی تفسیر مین اُسی ساباطی نے کہا ہی کہ مراد اُس سے مہدی رضی اللہ عنہ ہین کیونکہ وہ ظاہر ہونگے صبح روز اول کو ماہ اول سے جو دہنۂ اولی کا پہلی صدی سے ساتوین ہزار کے ہی اور جناب سید رست نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہی کہ ممکن ہی کہ نجمۃ الصبح اُن حضرت کو باعتبار اُنکے مولد شریف کے کہا ہو کیونکہ وقت ولادت حضرت کا پندرھوین شعبان کی صبح ہی اور ساباطی نے نقل کی ہی کہ اُن حضرت نے یعنی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ بدبختی کہ جو ملوث نہین ہوے دامن اُنکے نافرمانی و معصیت سے ساتھ اعراض و روگردانی کے اُنکے اتباع عادلشان سے وہ سفید حلے پہنینگے یعنی داخل ہونگے نیچے علم ہدایت شیم کے جو اُس ستارہ صبح کا ہوگا اور یہ مصداق ہی اُسکا جو امامیہ باب رجعت مین کہتے ہین کیونکہ وہ سب اہل امر پر اتفاق کیے ہین کہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ اپنے اجسام شریفہ کے ساتھ وقت ظہور فرمانے امام مہدیؑ کے اس عالم مین عود فرمائینگے اور پھر ساباطی نے کہا ہی کہ یہ قول حضرت عیسیٰؑ کا کہ مین محو نہین کرتا اُسکے نام کو یہ ترغیب اتباع شریعت پیغمبر خدا کے لیے فقط اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین کہا ہی کہ اظہر یہ ہی کہ خروج حضرت مہدیؑ کا قبل نزول حضرت عیسیٰؑ کے ہوگا اور یہی کہا گیا ہی کہ بعد ہوگا اور ابو الحسن ابرہی نے کہا ہی کہ اخبار متواترہ اور روایات کثیرہ مستفیضہ جناب پیغمبر خدا سے وارد ہوے ہین کہ حضرت مہدی اہلبیت اور ذریت سے آنحضرت کے باہر آئینگے اور خروج فرمائینگے اور سات برس سلطنت فرمائینگے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے اور اُنکا خروج فرمانا حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے مصادف ہوگا اور حضرت عیسیٰؑ اُنکے معین و مساعد ہونگے قتل کرنے مین دجال ملعون کے باب لد سرزمین فلسطین مین اور حضرت مہدی امامت کرینگے اس اُمت کی اور عیسیٰؑ علیہ السلام اُنکے پیچھے نماز پڑھینگے اور یہ ظاہر ہی کہ یہ بشارت بقول علماے حضرات اہلسنت امامیہ کے قول کی مصدق ہی اور بشارت مہدی علیہ السلام کی مستلزم ہی بشارت کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولیکن محل تعجب ہی کہ آنحضرت کے بارے مین پھر بھی حضرات اہلسنت کی طرف سے کلمات نامربوط کہے جاتے ہین اور آنحضرت کے وجود ذی جود کے اسوقت مین اعتقاد نہین رکھتے اور طول عمر شریف کا حضرت کی استغراب کرتے ہین گو اُسکے نظائر کا اعتراف کرتے ہین دجال کی موجودگی مین کسی کو انکار نہین ہی با این ہمہ اُسکے سب قائل ہین کہ وہ حضرت پیدا ہونگے اور خبر ظاہر ہونے کی حضرت مہدی علیہ السلام کی اور زمین کو عدل و انصاف سے بھرنا آنحضرت کا متفق علیہ ہی اور واقع مین تو یہ ہی کہ یہ کہنا کہ امام مہدیؑ جنکے بارے مین بشارات و روایات وارد ہین پیدا ہونگے قریب اُس تاویل کے ہی جیسا کہ اہل کتاب نے کہا کہ یہ تمھارے پیغمبر موعود نہین ہین بلکہ وہ پیغمبر جنکے لیے بشارت دی گئی ہی آیندہ پیدا ہونگے اور دونون ظاہر البطلان ہین اور تفصیل اسکی اور تحقیق حال امام العصر والزمان مہدی ہادی علیہ السلام کا کتاب امامت مین انشاء اللہ عنقریب مذکور ہوگا

راقم رسالہ کہتا ہی کہ جو بشارات مذکور ہوے اُنھین متکلمین لکھتے آئے ہین لیکن چونکہ وہ اکثر انجیل سے منقول ہین اور اُس سے اتمام حجت اہل توریت پر نہین ہو سکتی اسلیے مین اب چند بشارتین توریت خاص سے لکھتا ہون تاکہ اُس سے استدلال اہل اسلام کے مقابل سب اہل کتاب کے تمام اور معتبر ہو پس کہتا ہون مین کہ توریت کا ترجمہ اردو مع انجیل جو بحکم حکام مقام مرزاپور مین

سنہ ۱۸۱۶ء مین چھپا ہی اُسمین پیدایش کے سترھوین باب مین بیسوان فقرہ یہ ہی اور اسمٰعیل کے حق مین مین نے تیری سنی دیکھ مین اُسے
برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑھاؤنگا اور اُس سے بارہ سردار ہونگے اور مین اُس سے بڑی قوم بناؤنگا
اور واضح ہو کہ جو توریت عبری زبان مین ہی اُسمین اِس وعدے کے بعد جہان تک خدا نے دربارہ حضرت اسمٰعیل فرمایا ہی اور اُسے
بہت بڑھاؤنگا زبان عبری مین ہی بم اُد م اُد اور ان الفاظ سے بحساب ابجد لفظ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نکلتا ہی کیونکہ پہلی لفظ مین
حرف با اور میم اور الف اور دال ہی جسکے چہل و ہفت عدد ہوتے ہین اور دوسرے لفظ مین میم اور الف اور دال ہی جس سے
چہل و پنج عدد حاصل ہوتا ہی اور جب چہل و پنج کو چہل و ہفت کے ساتھ جمع کرین تو نود و دو عدد ہوتا ہی جس سے لفظ محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ برآمد ہوتا ہی یعنی حق تعالی نے فرمایا کہ اسمٰعیل کو بہت بڑھاؤنگا محمد سے اور توریت عبری مین بارہ سردار کی
پیدا کرنے کے وعدے کے بعد ہی لفظ الغوی گدول یعنی لام اور غین عجمہ اُنکی زبان مین گاف فارسی ہی اور اُسکے عدد تین ہین
اور واو ہی اور یاے تحتانی ہی اور گاف فارسی ہی اور دال ہی اور واو ہی اور لام ہی اور بحساب ابجد اُنکے موافق اس سے بھی نود و دو
عدد حاصل ہوتے ہین کہ جناب رسالتمآب کے نام کے عدد کے موافق ہین یعنی بارہ سردار محمد کے ہونگے اور اُسکے عدد کا
یہ بیان ہی کہ لام کے تیس اور غین عبرانی کے تین اور واو کے چھ اور یاے تحتانی کے دس جملہ چہل و نہ ہوے پھر گاف
فارسی کے موافق عبرانی تین عدد اور دال کے چار اور واو کے چھ اور لام کے تیس یہ جملہ چہل و سہ ہوے اور جب
چہل و نہ کو چہل و سہ کے ساتھ جمع کرو تو نود و دو عدد ہوتے ہین جو لفظ محمد کے عدد ہین بالجملہ اس سے ثابت ہوا کہ توریت
مین حق تعالی نے اِس بشارت مین نام مبارک آنحضرت کا بحساب جمل کہ حساب ابجد ہی یاد فرمایا ہی اور سولھوین باب کی
پیدایش کی آیت ششم کا جو ترجمہ حضرت ہاجرہ کے حال مین ہی اُسمین یہ عبارت مندرج ہی اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے
میدان مین پانی کے ایک چشمہ کے پاس پایا یعنی اُس چشمہ کے پاس جو صور کی راہ پر ہی آٹھ فقرہ اور اُسنے کہا کہ ای سرہ کی
لونڈی ہاجرہ تو کہان سے آئی اور کدھر جاتی ہی تو وہ بولی کہ اپنی بی بی سرہ کے سامنے سے بھاگی ہون اور خداوند کے
فرشتہ نے اُس سے کہا کہ تو اپنی بی بی کے پاس پھر جا اور اُسکی تابع رہ گیارہ پھر خداوند کے فرشتہ نے کہا اُس سے کہ مین تیری
اولاد کو بہت بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائیگی اور خداوند کے فرشتہ نے اُس سے کہا کہ تو حاملہ ہی اور ایک بیٹا جنے گی
اُسکا نام اسمٰعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا بارہ وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف
ہونگے اور وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا اُس سے بھی صاف ظاہر ہی کہ جو یہ وعدہ حضرت اسمٰعیل سے
ہوا تھا اُسکا ظہور جناب رسالتمآب کے ساتھ ہوا کہ بنی فاطمہ ماشاء اللہ اس کثرت سے ہین کہ کوئی مقام ایسا نہین ہی
کہ جہان وہ نہون اور شریعت حضرت کی ناسخ سب کی شریعت کی ہوئی اور اکیسوین باب مین پیدایش کے ہی تیرہ اور
اُس لونڈی کے بیٹے سے بھی ایک قوم پیدا کرونگا اسلیئے کہ وہ بھی تیری نسل ہی فقط واضح ہو کہ یہ خطاب خدا کا ابراہیم سے تھا
اور مراد اُس سے حضرت اسمٰعیل ہین اور یہ بھی اہل کتاب کی خبر ہی کہ ہاجرہ فرعون نامی بادشاہ کی بیٹی تھین واقع مین لونڈی

نہین

نہین ہین یعنی زرخرید نہین ہین بلکہ انکے باپ نے حضرت ابراہیمؑ کو پیغمبر جانکر خدمت کے واسطے دیا تھا اور کہا تھا کہ مین
آپ کو اسے کنیزی مین دیتا ہون اور جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے اسمٰعیل کی قوم کے بڑھانے کا وعدہ کیا تھا وہ موافق وعدہ
الٰہی کے قوم غالب اور نامی جو لائق بشارت الٰہی سمجھی جاے قوم نبی آخر الزمان ہی جسنے آنحضرتؐ کی برکت سے نام و عزت
و غلبہ اور قومون پر پایا اور توریت کی کتاب استثنا کے اٹھارھوین باب کی پندرھوین آیت ہی جسمین حضرت موسیٰ بنی اسرائیل سے
فرماتے ہین کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیون مین سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا
تم اسکی طرف کان دھرو فقط اور اسکے بعد اسی باب مین اٹھارہ فقرہ یہ ہی کہ مین انکے لیے انکے بھائیون مین سے تجھسا ایک نبی
برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہ مین ڈالونگا اور جو کچھ مین اُسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا انیسوان فقرہ اور ایسا ہوگا
کہ جو کوئی میری باتون کو جنھین وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سنیگا تو مین اسکا حساب لونگا اب اس بشارت سے صاف ظاہر ہی
کہ سوا جناب رسالتمآبؐ کے دوسرا مراد نہین ہو سکتا کیونکہ اول سوا آنحضرتؐ کے کہ بنی اسمٰعیل اور برادران بنی اسرائیل سے تھے
اور بنی اسرائیل کے بھائی غیر بنی اسمٰعیل نہین ہین کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد منحصر حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل مین ہی
اور بنی اسمٰعیل مین سوا آنحضرتؐ کے اور کوئی پیغمبر نہین ہوا کہ جنکی ترقی کا وعدہ پیشتر خدا فرما چکا ہی اور خود بنی اسرائیل ہو نہین سکتے
کیونکہ مخاطب وہی ہین علاوہ اسکے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل مین جو انبیا ہوے اُنمین کوئی اولوالعزم
اور صاحب شریعت مثل حضرت موسیٰؑ کے نہین ہوا اور حضرت عیسیٰ بھی اس بشارت سے مراد نہین ہو سکتی کیونکہ جن
صفات کا ذکر بشارت مین ہی اُنکا تحقق آنحضرتؐ مین نہین ہو سکتا اور یہ ظاہر ہی کیونکہ پہلا اُنمین یہ ہی کہ حضرت موسیٰؑ نے
فرمایا تھا کہ برادران بنی اسرائیل سے وہ نبی ہوگا اور جناب عیسیٰؑ کسی طرح برادران بنی اسرائیل سے نہین ہو سکتے کیونکہ باپ
کی راہ سے تو انھین کسی قوم سے قرابت ہی نہین اور اگر مان کی راہ سے لیا جاے تو خود بنی اسرائیل ہونگے نہ برادران بنی اسرائیل
اور نبی بشیر کو چاہیے کہ انھین سے ہو یعنی جد اعلیٰ ایک ہو اور پھر بنی اسرائیل نہو بلکہ برادران بنی اسرائیل سے جیسا کہ
یہ بات اولاد حضرت اسمٰعیل کے بے تکلف اور از روے حقیقت کے صادق آتی ہی کہ جد اعلیٰ ابراہیمؑ ہین اور پھر نسل اسحاق
و یعقوبؑ سے نہین ہین اور برادران اولاد یعقوبؑ ہین دوسرے حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا بشارت مین کہ وہ نبی مثل
میرے ہوگا اور اکثر انکے اوصاف حضرت عیسیٰ مین نہین جس سے مانند کا مصداق نہین ہو سکتے کیونکہ پہلی یہ بات ہی
کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے گھر مین پرورش نہین پائی بلکہ خانہ غیر مین جو فرعون کا گھر تھا پرورش پائی اور بڑھے جیسا کہ
نبی آخر الزمان نے حلیمہ خاتون کے گھر مین نشو و نما فرمایا اور حضرت عیسیٰ اپنے گھر مین رہے اور حضرت موسیٰ صاحب زن و
فرزند تھے جیسا کہ نبی آخر الزمان بھی صاحب زن و فرزند ہوے اور حضرت عیسیٰ نے تاہل نہین فرمایا اور حضرت موسیٰ نے
کفار سے جہاد و قتال کیا جیسا نبی آخر الزمان نے کفار کو مارا اور بذریعہ غلبہ و استیلاے ظاہر بھی دین کو شائع کیا اور
حضرت عیسیٰؑ نے ہدایت لسانی ہی پر اکتفا فرمایا بالجملہ سوا جناب نبی آخر الزمان کے دوسرے پر انطباق اس بشارت کا

بطور حقیقت نہین ہو سکتا وَھُوَ المَطلُوبُ دوسرے اس بشارت مین صاف ہی کہ حضرت موسیٰ نے جنکی اطاعت
کرنے کو بنی اسرائیل سے فرمایا انکی تعریف مین کہا کہ میرے مانند ایک نبی برپا کریگا اور پھر اٹھاروین آیت مین
خدا نے بھی جو فرمایا کہ تجھسا ایک نبی برپا کرونگا تو ظاہر ہی کہ مراد اُس سے مشابہت ور مماثلت صورت کی نہین ہی
نہ کسی نے ایسکا دعوی کیا کہ وہ حضرت موسیٰ سے صورت مین مشابہ تھے بلکہ مراد یہ ہی کہ جسطرح مین نبی مرسل اور صاحب
کتاب و مذہب ہون وہ بھی ہوگا اور جسطرح مین نے کفار کو زور شمشیر دکھایا او قتل کیا وہ بھی سزا دیگا اور یقینی ایسا
سوا آنحضرت ص کے جناب موسیٰ کے بعد برادران بنی اسرائیل مین دوسرا نہین ہوا پھر یہ بشارت جو آج تک
موجود ہی توریت مین منصف کے نزدیک آنحضرت کی صدق نبوت ور رسالت پر قائم مقام نص کی دلالت کرتی ہی
لیکن مَن لَم یَجعَلِ اللہُ لَہٗ نُوراً فَمَا لَہٗ مِن نُورٍ اور توریت مین حجی نبی کی کتاب مین ہی چھ کیونکہ رب الافواج فرماتا ہی کہ
ہنوز ایک مرتبہ اور تھوڑی سی مدت بعد مین آسمان و زمین ور تری اور خشکی کو ہلا دونگا سات بلکہ مین ساری قومونکو
ہلا دونگا اور ساری قوم کی مرغوب چیزین ہاتھ آئینگی اور مین اس گھر کو جلال سے بھر دونگا رب الافواج فرماتا ہی آٹھ
چاندی میری ہی اور سونا میرا ہی رب الافواج فرماتا ہی نو اس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہوگا
رب الافواج فرماتا ہی اور مین اس مکان مین سلامتی بخشونگا رب الافواج فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ یہ بشارت نسبت
خانہ کعبہ کے ہی کیونکہ پہلا گھر خدا کا قبلہ بنی اسرائیل وغیرہ کا بیت المقدس تھا جسکی طرف سب سجدہ کرتے تھے اور
پھر جناب رسالتمآب پیغمبر آخر الزمان کی امت کے لیے خانہ کعبہ قبلہ مقرر ہوا اور خدا کا گھر قرار پایا اسکے سوا کوئی اور خدا کا
گھر مقرر نہین ہوا جسکے اوپر پچھلا گھر صادق آوے پس وہی مراد اس بشارت کا ہی نہ غیر اسکے اور اُس سے بھی بہت خوبی
وصحت کے ساتھ اُن جناب کا نبی برحق ہونا ظاہر ہوتا ہی کیونکہ اس گھر کو خدا کا گھر انہین جناب نے معین کیا اور
اُسکی طرف سجدہ کیا اور سب سے سجدہ کرنے کو فرمایا لیکن ساتوان فقرہ آمین اُردو کا جسمین لفظ مرغوب چیزون کا ہی
اس فقرہ مین عبری زبان کی توریت مین لفظ حمدۃ ہی بجاے حملہ و میم و دال و ثاے مثلثہ جسکے معنی انکی زبان مین
محمدی بیاے نسبت ہی یعنی سب اس گھر مین محمد کے سجدہ کرنے کو اور اُس گھر کے اکرام کو جمع ہونگے یا مترجمین غلطی ہوئی
یا دانستہ اُسے ذکر نہین کیا تاکہ اہل اسلام استدلال نہ کرین اور یہ بھی بڑی بشارت ہی اور اہل اسلام کے دعوے کی
اظہار صداقت پر دلالت کرتی ہی کیونکہ انکے قبلہ کا اور نبی کا ذکر توریت کی اس بشارت مین موجود ہی اور کتاب شعیاہ
پیغمبر کے اکیسوین باب مین چھ کہ خداوند نے مجھسے یون فرمایا جا نگہبان بٹھلا جو کچھ دیکھے وہ بتلادے اُسنے سوار دیکھے
سات گھوڑچڑھون کے جوڑ دو دو آتے تھے اور گدھون پر بھی سوار اور اونٹون پر بھی سوار اور اُسنے بڑی فکر سے تاکا آٹھ
تب اُسنے شیر کی آواز سے پکارا کہ ای خداوند مین اپنی دیدگاہ پر تمام دن کھڑا رہا اور مین نے تمام رات کو اپنی چوکی پر
کاٹا نو اور دیکھے سپاہیون کے غول اور اُن مین کئی گھوڑ چڑھے دو دو کر کے آتے پھر اُسنے بات بڑھا کے یہ کہا بابل

گر پڑا گر پڑا اور اُسکے الاہونکی ساری پتلیان اُسنے زمین پر پٹک ڈالین فقط واضح ہو کہ یہ ترجمہ اردو کا توریت عبرانی کے
مخالف ہی کیونکہ اُسمین دو دو سوار نہین ہین بلکہ اسطرح ہی کہ اُس نگہبان نے دیکھا ایک سوار گھوڑے پر ایک سوار گدہے پر
ایک سوار اونٹ پر کہ وہ آتے ہین اسی طرح جو نوین آیت عبرانی مین ہی اسکا مطلب یہ ہی کہ دیکھا ایک سوار کو گھوڑے پر کہ وہ
آیا ہی اور اُسنے کہنا شروع کیا کہ گر گیا گر گیا بابل یعنی بغداد قدیم اور اُسکے معبود جو پتلیان تہین یعنی بت ٹوٹ کر زمین کے برابر ہوگئے
چنانچہ اصل عبارت عبرانی توریت کی لکھی جاتی ہی تاکہ دیکھنے والے دیکھین چہ کی خہ اَمَر اَلائِی اُدنِی لِخ هعمد همصبه
اَشر یرِاہ یگید دراہ رخب صمد پرشیم رخب حمور رخب گمل وهقشیب قشب رب قشب اور اس
عبارت کا حل اور ترجمہ موافق عالم یہود کے یہ ہی کے خہ بکسر کاف وسکون یاے تحتانی وضم خاے معجمہ وسکون ہاے مہملہ بمعنی یہی جو
اَمَر اَلائِی بفتح ہمزہ و میم وسکون را و کسر ہمزہ وفتح لام وسکون الف و کسر یاے مثناۃ تحتانی بمعنی کہا ہمسے اُدنِی بضم الف
وسکون دال و فتح نون و کسر ہمزہ وسکون یاے مثناۃ تحتانی بمعنی خدا کے ہی اور لِخ بکسر لام وسکون خاے معجمہ بمعنی جا وهعمد
بفتح ہمزہ وعین مہملہ و کسر میم وسکون دال بمعنی کھڑا رکھو همصبه بفتح ہا وسکون میم و کسر باے فارسی مثلثہ تحتانی مشددہ و
سکون ہا بمعنی دیکھنے والا اَشر بفتح ہمزہ و کسر شین معجمہ وسکون را بمعنی جو یرِاہ بفتح یاے تحتانی مثناۃ و کسر راے مہملہ و الف
وسکون ہا بمعنی دیکھیگا یگید بفتح یاے مثناۃ تحتانی و کسر کاف فارسی وسکون یاے مثناۃ تحتانی و دال بمعنی خبر دیگا
دراہ بکسر واؤ و فتح راے مہملہ و فتح الف وسکون ہا بمعنی اور دیکھا رخب بکسر راے مہملہ و کسر خاے معجمہ وسکون باے موحدہ
بمعنی سوار صمد بکسر صاد مہملہ و کسر میم وسکون دال بمعنی بالدار پرشیم بفتح باے موحدہ فارسی و فتح راے مہملہ و کسر شین معجمہ
وسکون یاے مثناۃ تحتانی وسکون میم بمعنی گھوڑا رخب حمور بکسر راے مہملہ و کسر خاے معجمہ وسکون باے موحدہ و فتح خاے
مہملہ وضم میم وسکون واؤ و راے بمعنی سوار گدھے کا رخب گمل بکسر راے مہملہ و کسر خاے معجمہ وسکون باے موحدہ و فتح
گاف فارسی و فتح میم وسکون لام بمعنی سوار اونٹ کا وهقشیب قشب بفتح واو و کسر ہاے مہملہ وسکون قاف و کسر شین معجمہ
وسکون یاے مثناۃ تحتانی و باے موحدہ و فتح قاف و کسر شین معجمہ وسکون باے موحدہ بمعنی اُسنے تاکا رب قشب بفتح را
مہملہ و فتح باے موحدہ مشددہ و فتح قاف و کسر شین معجمہ وسکون با بمعنی زیادہ تاکنا اسکا مجموع ترجمہ یہ ہوتا ہی کہ یہی جو کہا ہمسے
خدا نے جا و کھڑا رکھو دیکھنے والا جو دیکھیگا خبر دیگا اُسنے دیکھا سوار بالدار گھوڑے پر اور سوار گدہے پر اور سوار اونٹ پر اور اُسنے
تاکا زیادہ تاکنا یعنی بہت غور کر کے دیکھا اور اسی طرح پایا فقط بالجملہ اصل عبارت یہ ہی اور یہ اُسکا ترجمہ ہی جس سے متعدد ہونا
گدہے اور اونٹ کے سوار کا نہین نکلتا بلکہ ایک ایک سوار معلوم ہوتا ہی پھر اس صورت مین یا صاحب ترجمہ سے غلطی ہوئی
یا دانستہ اُسنے استدلال کے ضعیف کرنے کو اُسکے ترجمہ مین اسطرح بڑھایا بہر کیف جو عبارت اصل کتاب کی لکھی گئی اُس سے
صاف ظاہر ہی کہ ایک گدہے کے سوار کو دیکھا اور ایک اونٹ کے سوار کو دیکھا ۱۰ اب میرے دائین ہوے اور
میرے کھلیان کے غلہ جو کچھ مین نے رب الافواج اسرائیل کے خدا سے سنا سو تمسے کہدیا فقط اور ظاہر ہی کہ یہ بشارت ہی

بہ نسبت اُن پیغمبرون کے جو بعد حضرت یسعیاہ کے خدا کی طرف سے آئے اور گدھے کے سوار حضرت عیسیٰ تھے جنکا غالب
سواری وہ تھی اور اونٹ کے سوار جناب نبی آخر الزمان ہین کہ انکی سواری کا غالب و مخصوص وہ تھا اور بابل کے بتخانہ کا
گرنا وہی ہی جو وقت ولادت آنحضرت کے ظاہر ہوا کہ تمام روے زمین کے بت بتخانون مین منہ کے بل گر گئے اور طاق کسریٰ کے
کنگرے گر گئے اور آنحضرت نے بتخانون کو اور بتون کو توڑا اور خاک کے برابر کیا اور توریت کے غزل الغزلات کے پانچوین
باب مین سولھوان فقرہ ترجمہ اردو توریت کا یہ ہی ۱۶ اسکا منہ شیرینی ہی ہان وہ سراپا عشق انگیز ہی ای یروشلیم کے
بیٹیو یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہی فقط اور عبری مین یہ فقرہ حکّو ممتقیم وخلّو محمدیم زہ دودی وزہ رعی بنوت یروشلیم
شکیم معنی اسکے یہ ہین کہ حکّو بضم حاے مہملہ و کاف مشددہ و سکون واو ممتقیم بفتح میم اول و سکون میم ثانی و فتح
تاے مثناۃ فوقانی و کسرہ قاف و سکون میم ثالث یعنی باتین اسکی میٹھی اور شیرین ہین اور خلّو بضم خاے معجمہ و ضم لام مشددہ
و سکون واو بمعنی کلہ یعنی یہ سب باتین محمدیم بضم میم و فتح حاے مہملہ و میم اول مشددہ و کسرہ دال و سکون میم ثانی بمعنی
محمد ہے یہ سب کی سب باتین جنکا ذکر اوپر کے اشعار مین ہوا محمد مین ہین زہ دودی بفتح راے نقوطہ و سکون ہا و ضم دال
اول و سکون واو و کسرہ دال ثانی و سکون یاے تحتانی یعنی یہ میرا پیارا ہی وزہ بفتح راے منقوطہ و سکون ہا و رعی بکسرہ
راے مہملہ و کسرہ عین مہملہ و سکون یاے تحتانی معنی اسکے یہ ہین کہ یہ میری جان اور میرا دوست ہی بنوت بکسرہ باے موحدہ
و ضم نون و سکون واو و ثاے مثلثہ بمعنی بیٹیون کے ہی یروشلیم بفتح یاے مثناۃ تحتانی و ضم راے مہملہ و سکون واو
و فتح شین معجمہ و فتح لام و کسرہ یاے تحتانی ثانی و سکون میم بمعنی ای بیٹیو یروشلیم کی قوم کے جنھین مخاطب کرکے کلام فرمایا تھا
فقط اور اسمین بھی صاف تصریح ہی کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنا عشق بہ نسبت اُن حضرت کے ظاہر کیا ہی اور وہ حضرت ممدوح
بزبان انبیا علیہم السلام ہین اور پھر کتاب اشعیا کے ترجمہ اردو توریت مین کیسوین باب کی تیرھوین آیت یہ ہی کہ
۱۳ تیرہ عرب کے صحرا مین تم رات کو کاٹوگے ای ددانیون کے قافلو واضح ہو کہ وان شہر ہی انکے رہنے والون کو مخاطب
فرما کے پیغمبر نے فرمایا ہی کہ اپنے ایام غم و کلفت و جہالت کو کہ وہ رات سے مراد ہی بسر کروگے انتظار نبی عربی مین پھر فرمایا ہی
۱۴ چودہ پانی لیکر پیاسے کا استقبال کرنے آو ای تیما کے سرزمین کے باشندو روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو
فقط پانی سے مراد ایمان ہی اور علم ہی اور تیما زبان عبرانی مین شہر یمن کا نام ہی جسے جناب رسالتمآب نے آباد فرمایا اور
برکت دی اور پیاسے سے مراد وہ ہی کہ جو ہدایت اور ایمان کے طالب ہین اور ایمان قبول کرنے والے ہین اور بھاگنے والون سے
مراد وہ اشخاص ہین جو طالب ایمان و علم کے نہین تو انھین بطمع مال و روٹی مطیع بنا سکتے ہین ۱۵ پندرہ کیونکہ وہ
تلوارون کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھنچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہین اور یہ بشارت بھی
دلالت کرتی ہی آنحضرت کی صدق نبوت پر کیونکہ یمن کو انھین حضرت نے آباد کیا یعنی انھین ہدایت فرمائی طرف ایمان کے
اور صاحب شمشیر و تیر اور صاحب غزوات کوئی نبی عرب کی قوم مین سوا آنحضرت کے نہین ہوا جسکے حال پر یہ بشارت

صادق آتی

منطبق ہوا اور کتاب اشعیا کے باب چہل و دوم مین بشارتین دین اسلام کی اسطرح ہین دسؔ خداوند کے لیے ایک نیا
گیت گاؤ تم جو سمندر پر گذرتے ہو اور تم جو اُس مین بستے ہو ای بحری ممالک اور اُنکے باشندو تم زمین پر سر تا سر اُسی کی ستایش
کرو فقط اب ظاہر ہی کہ انبیاے بنی اسرائیل کے بعد بنیاد دین سواے اسلام کے کوئی نہین ہوا کیونکہ حضرت عیسیٰ نے
دین سابق کو بدلا نہین اور پھر اُسکے بعد ہی گیارؔہ بیابان اور اُسکی بستیان قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کرینگے
سلع کے بسنے والے ایک گیت گائینگے پہاڑون کی چوٹیون پر سے للکارینگے فقط اس سے صاف واضح ہی کہ قیدار کے
آباد دیہات اور بستیان بیابانون کی جنھون نے آوازین بلند کین اور سب قومون کی طرف دعوت اسلام کے لیے گئے
وہ سوا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے جو بنی قیدار یعنی بنی اسمٰعیل ہین اور اُنکے ہمراہیون کے اور کون ہو سکتا ہی اور وہ
گیت جیسے پہاڑون کی چوٹیون پر سے للکارا اہل اسلام کی اذان ہی اور اُسی کی طرف دسوین فقرہ مین بھی نئے گیت کا
اشارہ ہی اور اس سے سوا نبی اسلام علیہ السلام و مسلمین کے اور کچھ مراد نہین ہو سکتی ہی اور دین اسلام اور مسلمانون کے غلبہ
کا صاف صاف انطباق ہوتا ہی پھر اسکے بعد ہی بارؔہ وے خداوند کا جلال ظاہر کرینگے اور بحری ممالک مین اُسکی ثنا خوانی
کرینگے فقط یہ بشارت صاف دلالت کرتی ہی فقرۂ اول اذان اہل اسلام پر جو اللہ اکبر ہی اور یہ کہ وہ جو نئے دین والے ہین
ایسے غالب ہونگے کہ بر و بحر مین پھیلینگے اور بحری ممالک مین اُسکی ثنا خوانی کرینگے شاید یہ بشارت اُسکی ہی جو آنحضرت کے زمانے مین
ملک حبشہ پر اہل اسلام بھجواے گئے تھے اور اُنھون نے وہان والون کو جاکر دین اسلام تعلیم کیا بالجملہ محل مدح مین اور اہل اسلام کے
غلبہ مین بہ نسبت بر و بحر کے یہ بشارت منطبق ہی پھر اُسکے بعد ہی تیرؔہ خداوند ایک بہادر کے مانند نکلیگا وہ جنگی مرد کے مانند
اپنی غیرت کو اُسکائیگا وہ چلائیگا ہان وہ جنگ کے لیے بلائیگا وہ اپنے دشمنون پر بہادری کریگا اور انطباق اس بشارت کا اسلام کے
حالات پر ایسا ظاہر ہی کہ محتاج بیان نہین کیونکہ وہ حضرت پہلے کس بہادری کے ساتھ تھوڑی سی جمعیت سے مقابلہ کفار کو
برآمد ہوے اور اُسوقت تک نہ آلات حربی تھے نہ فوج کا انتظام تھا فقط اپنی بہادری اور جرات تھی یا اُمید نصرت الٰہی اور
قوت سیف یداللّٰہی اور کیسی غیوری آنحضرت نے اپنی دکھائی اور باوجود اسکے کہ کفار بادولت بہت تھے لیکن کبھی کسی سے بجز
اقرار الوہیت اور ترک اصنام پرستی کسی چیز کے طالب نہین ہوے اور غالب ہی کہ چلانا کلام حضرت اشعیا مین جو ہی اُس سے
مراد اذان دینا آنحضرت کا ہوگا یا آوازہ دعوت اسلام مراد ہو اور کفار کو جنگ کے لیے بلانا اور خود اُنپر حملہ کرنا اور جہاد کے لیے
جانا آنحضرت کا تو مشہور بلکہ مخصوص اُنھین جناب کے ساتھ ہی بالجملہ یہ بشارت اپنے انطباق مین بحال نبی آخر الزمان بمنزلہ نص
صریح کے ہی اور کتاب زبور کے باب چالیس مین حضرت داؤد کی پیشین گوئی ہی چھٹؔہ ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نے نہین چاہا تو نے میرے
کان کھولے سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی کا تو طالب نہین ساتؔ تب مین نے کہا دیکھ مین آتا ہون کتاب کے دفتر مین
میرے حق مین لکھا ہی آٹھؔ ای میرے خدا مین تیری مرضی بجالانے پر خوش ہون تیری شریعت تو میرے دل کے بیچ ہی
نوؔ مین بڑی جماعت مین صداقت کی بشارت دیتا ہون دیکھ ای خداوند مین اپنا منھ بند نہین کرتا اور تو جانتا ہی فقط

اب اِس سے ظاہر ہی کہ پہلی آیت سے یہ بات پیدا ہی کہ سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی جو شریعت موسوی مین تھی پہلے سے
بند ہو چکی تھی اور دوسری آیت سے صاف واضح ہی کہ نبوت جناب نبی عربی کی پہلے سے کتابون مین مندرج تھی تیسری
آیت سے صاحب شریعت اور حامل شریعت ہونا آنحضرت کا قبل نزول وحی ظاہر ہوتا ہی جیسا کہ اہل اِسلام کہتے ہین کہ
آنحضرت نے کبھی غیر نبی کی شریعت پر عمل نہین کیا ہمیشہ سے اپنی شریعت پر عمل و عبادت کرتے تھے کیونکہ شریعت حضرت کے
دل مین خدا نے دی تھی اظہار بعد نزول وحی ہوا چوتھی آیت سے جماعت کی نماز کا حضرت کی ذکر ہی اور ظاہر ہی کہ صاحب
شریعت اور صاحب جماعت سوا آنحضرت کے اور کوئی نبی نہین ہوا حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نہین نہ صاحب جماعت
یہ دونون صفتین مخصوص انھین حضرت سے ہین فقط اور عمدہ پیشین گوئی حضرت داؤد کی زبور کے باب چوبیس مین ہی جو صاف
جناب نبی عربی کے حق مین ہی سات ای پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو اور ای ابدی دروازو اونچے ہو کہ جلال کا بادشاہ داخل ہوگا
یہ جلال کا بادشاہ کون ہی خداوند جو قوی اور قادر ہی خداوند جو جنگ مین زور آور ہی نو ای پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو اور
ای ابدی دروازو اونچے ہو کہ جلال کا بادشاہ داخل ہووے دس یہ جلال کا بادشاہ کون ہی لشکرون کا خداوند ہی جلال کا
بادشاہ ہی فقط واضح ہو کہ پہلے فقرہ مین جو ہی ای پھاٹکو سر اونچے کرو اور ای ابدی دروازو اونچے ہو ہمین ترجمہ اردو مین
توریت کے غلطی واقع ہوئی ہی کیونکہ اصل عبرانی مین لفظ عولم بفتح عین مہملہ و سکون واو و فتح لام و سکون میم معنی دنیا و ابد دونون کے
آیا ہی اور چونکہ مناسب مقام آمد بادشاہ دنیا یہ ہی کہ خطاب اہل دنیا سے کرین اسلیے ترجمہ صحیح یہ ہی کہ ای دنیا کے دروازو اونچے ہو
اور غالبا یہ کنایہ ہی انبیا اور سلاطین سے بالجملہ اب ہمین جو خود سوال دو بار فرمایا کہ یہ جلال کا بادشاہ کون ہی اور خود ہی اسکا
جواب دیا اِس سے صاف ظاہر ہی کہ سوا جناب رسالتمآب کے اور کوئی پیغمبر بعد حضرت موسیٰ کے نہین ہو سکتا کیونکہ پہلے
سوال کا جواب یہ ہی کہ خداوند جو قوی و قادر ہی یعنی صاحب اقتدار و اختیار ہی خداوند جو جنگ مین زور آور ہی یعنی فتح
نصیب ہی جہاد مین اور سوا آنحضرت کے کسی نبی نے بعد حضرت داؤد کے جنگ و جہاد کفار سے نہین کیا اور زور آوری جنگ مین
نہین دکھائی اِسی طرح دوسرے جواب مین جو فرمایا ہی لشکرون کا خداوند ہی جلال کا بادشاہ ہی مخصوص انھین حضرت سے ہی
جو صاحب لشکر تھے بعد حضرت موسیٰ دو نبی مرسل ہوے ایک حضرت عیسیٰ انھون نے اقتدار و اختیار دنیا اور زور آوری
جنگ و جہاد مین اور صاحب لشکر ہونا ظاہر نہین فرمایا اِس سے وہ مبشر بہ ان اوصاف بشارت کے نہین ہو سکتے ہان
جناب نبی عربی مین ظہور ان اوصاف بشارت کا ہوا اِس سے وہی حضرت بالضرور مبشر بہ اسکے ہین اور زبور مین بشارت
و پیشین گوئی عمدہ آنحضرت کے لیے باب چہل و پنجم مین ہی ایک میرے دل مین اچھا مضمون جوش مارتا ہی مین ان چیزون کو
جو مین نے بادشاہ کے حق مین بنایا ہی بیان کرتا ہون میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہی دو تو حسن مین بنی آدم سے
کہین زیادہ ہی تیرے ہونٹون مین لطف بنایا گیا ہی اِسلیے خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا تین ای پہلوان اپنی تلوار کو
حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا چار اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے

اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھکو مہیب کام سکھلا دیگا پانچ تیرے تیر تیز ہین لوگ تیرے نیچے
گرے پڑتے ہین وے بادشاہ کے دشمنون کے دل مین لگ جاتے ہین چھ تیرا تخت ای سردار ابدالآباد ہی تیری سلطنت کا
عصا راستی کا عصا ہی سات تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہی اِس سبب سردار تیرے خدا نے تجھکو خوشی کے
تیل سے تیرے مصاحبون سے زیادہ مسح کیا آٹھ تیرے سارے لباس سے مر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہی کہ جن سے
ہاتھی دانت کے محلون کے درمیان اُنھون نے تجھے خوش کیا ہی نو بادشاہون کی بیٹیان تیری عزت والیون مین ہین
ملکہ اُوفیر کی سونے سے آراستہ ہوکے تیرے دہنے ہاتھ کھڑی ہی فقط اولاً جاننا چاہیے کہ یہ بشارت لباس غزل و شاعرانہ
مضامین جو رنگین و متضمن تشبیہات پر ہین سبب اُسکا وہ ہی کہ تا مناسبت قضایاے شعریہ کی مرعی رہے بعد اسکے غور
کرنا چاہیے کہ یہ کلام کہ تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہی یہ اشارہ اُسکا ہی جو سید البشر آنحضرت کا خطاب ہی یعنی سب آدمیون سے
مرتبہ بزرگ ہی اور یہ کہ ہونٹون مین لطف بتایا گیا ہی یہ اشارہ اُسکا ہی کہ جو منھ سے نکلتا ہی وہ کلام خدا ہی اور کلام الٰہی ہی جیسا کہ
آنحضرت کی شان مین قرآن مین ہی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى اور یہ اسلیے کہ خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا یہ اشارہ
ختم المرسلین ہونیکا ہی اور یہ کہ شریعت آنحضرت کی تا قیامت باقی رہیگی اور جو فرمایا ہی کہ ای پہلوان اپنی تلوار کو حمائل کرکے
اپنی ران پر لٹکا یہ بشارت اِسکی ہی کہ وہ حضرت صاحب شمشیر و جہاد ہین جیسا کہ کتاب اشعیا کی بشارت مین ہی کہ خداوند جنگی
مرد کے مانند نکلیگا ویسا ہی اِسمین ہی اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے
آگے بڑھ یہ بیان اُسکا ہی جو پہلے وہ حضرت دعوت فرماتے تھے اور بہ نسبت قرآن کے صداقت تحدی کرتے تھے اور بعد اظہار
معجزات فوج کشی اور جہاد فرماتے تھے اور تیرا دہنا ہاتھ تجھے مہیب کام سکھلاویگا یہ بشارت اِسکی ہی کہ بذریعہ جہاد کے وہ حضرت
غالب آئے اور سرکشان کفار کو خوف و ہراس پیدا ہوا تیرے تیر تیز ہین یہ بشارت طرز جنگ و جہاد کی ہی کہ آنحضرت نے
بذریعہ تیر و شمشیر کے جہاد فرمایا اور لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہین یہ بشارت اُسکی ہی جو حق تعالیٰ نے آنحضرت کو مؤید بفتح و
نصرت و غلبہ فرمایا تھا کہ ہمیشہ کفار پر جہاد مین غالب آتے تھے تیرا تخت ای سردار ابدالآباد ہی یہ تصریح ہی بقاے شریعت
محمدی کی اور یہ کہ وہ منسوخ کبھی نہوگی تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہی یہ تصدیق رسالت ہی اور تو صداقت کا
دوست اور شرارت کا دشمن ہی یہ بیان کمال عدل و دین ہی کہ کبھی آنحضرت نے عزیزون کے بھی کفر کو پسند نہین کیا
اِس سبب سے سردار تیرے خدا نے تجھکو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبون سے زیادہ مسح کیا مصاحبون سے مراد
انبیا ہین یعنی بسبب کمال دین و طاعت و صداقت کے خدا نے اور پیغمبرون سے زیادہ تجھے مرتبہ قرب و رحمت عطا فرمایا
تیرے سارے لباس سے مر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہی یہ بیان اُسکا ہی جو خصائص سے آنحضرت کے مشہور ہی کہ جس
گلی سے تشریف لیجاتے تھے وہ اُس روز معطر رہتی تھی اور لوگ پہچانتے تھے کہ آج وہ حضرت اِسطرف سے گذر فرما ہوئے ہین
اور بادشاہون کی بیٹیان تیری عزت والیون مین ہین یہ بیان اُسکا ہی جو سلطان خیبر کی بیٹی صفیہ آنحضرت کی ازواج میں تھین

بالجملہ یہ بشارت بہت صاف دلالت اسپر کرتی ہی کہ مبشر بہ اسکے جناب نبی آخر الزمان محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ ہین لیکن
بعض اشخاص نے جس مقام پر اس عبارت مین لفظ سردار خطاب مین واقع ہی وہان لفظ خدا سے ترجمہ کیا ہی یعنی تیرا تخت
ای خدا اور اس سبب خدا تیرے خدا نے اور یہ ترجمہ کرکے اُس سے الوہیت کو حضرت عیسیٰ کی ثابت کیا ہی اسلیے ہم
ناظرین کو حقیقت امر سے مطلع کرتے ہین کہ اصل عبرانی مین یہان لفظ الوہیم بفتح الف ولام وسکون واو وکسر ہاے ہوز
وسکون یاے تحتانیہ ومیم واقع ہی اور وہ لفظ زبان عبرانی مین کئی معنون مین مستعمل ہوتا ہی اور یہ استعمال خاص توریت مین
موجود ہی سردار کے معنی اور فرشتے کے معنی پر اور خدا کے معنی پر اور حقیقت ہین یہان معنی سردار ہی کیونکہ وہ تو عقلاً محال ہی
علاوہ اسکے اور اوصاف کیونکر از روے حقیقت کے ان جناب مین متحقق ہو سکتے ہین کس دن حضرت عیسیٰ صاحب شمشیر تھے
کب ان پر تلوار لٹکائی دست رہست نے انحضرت کے کیا مہیب کام کیا کس دن حضرت نے تیر اندازی فرمائی کس دن
اُنسے دشمن مغلوب ہوے کس دن بادشاہ زادیان انکی زوجہ بنین اگر پردہ تعصب اٹھاکر منصفین دیکھین تو حق
کالنور علی شاهق الطور ظاہر ہی ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور اور کتاب یشعیاہ کے باب پنجاہ ویکم مین صاف موجود ہی چاہیے
میری سنو ای میری اُمت میری طرف کان دھرو ای میرے گروہ کہ ایک شریعت مجھسے رائج ہوگی اور مین اپنی شرع کو قومون کی
روشنی کے لیے قائم کرونگا فقط اب یہ محل غور وانصاف ہی کہ کسی قدر یہ بشارت صدق رسالت سے جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ پر صاف صاف دلالت کرتی ہی کیونکہ نئی شریعت کا وعدہ جو خدا نے فرمایا ہی وہ دوسرے
نبی پر صادق نہین ہوسکتا کیونکہ بعد حضرت موسیٰ کے نہ کسی نے انبیاے بنی اسرائیل سے نہ حضرت عیسیٰ نے یہ دعوی کیا
کہ مین صاحب شریعت تازہ ہون نہ انکے طریقہ کا نام شریعت ہوا یہ مخصوص جناب نبی عربی کے ساتھ ہی کہ انھین حضرت نے
شریعت تازہ کے لانے کا دعوی بھی کیا اور انھین کے طریقہ کا نام شریعت بھی ہوا افہم وتذکر تنفعک الذکری
اب راقم رسالہ بعض بشارات کتب سماویہ کو لکھکر منصفین سے ایک بات عرض کرکے انصاف چاہتا ہی اور وہ
یہ ہی کہ از جملہ پیشین گوئی ہاے انبیاے سابقین جو کتب سماویہ مین بہ کثرت موجود ہین کتاب نحوم نبی کے باب
دوم مین جو توریت مین شامل ہی اسطرح وارد ہی ایک پراگندہ کرنے والا تیرے روبرو چڑھ آیا ہی تو قلعہ کو محفوظ رکھ اور
راہ کی نگہبانی کر اپنی کمر باندھ اور آپ کو سارے زور سے مضبوط کر دے کیونکہ خداوند یعقوب کی رونق کو اسرائیل کی
رونق کے مانند پھر بحال کریگا اگرچہ خالی کرنے والون نے انھین خالی کیا ہی اور انکی ڈالیان توڑ ڈالی ہین اسکے
پہلوانون کی سپر سرخ رنگی گئی ہی جنکے مرد قرمزی پوشاک سے ملبس ہوے ہین گاڑیان اسکے تیاری کے دن مین آگ کے
چھلکتے ہوئے ہسوون سے آراستہ ہین اور صنوبر کے بھالے ہلاے جاتے ہین بازارون مین گاڑیان بیطور دوڑتی پھرتی ہین
شاہ راہون کے درمیان وے بے تکان جاتین وے مشعلون کی سی نظر آتین وے بجلی کی سی کوندتین فقط اور
اسکی نسبت اہل کتاب یہ اقرار کرتے ہین کہ جو کچھ اس بشارت مین وارد ہی اُس سے مراد ریل گاڑی ہی اور وہ یہی ہی جو

ہوتی

اسوقت لوہے کی سڑک پر چلتی ہی اور اسپر سب کا اتفاق ہی اُس سے کوئی انکار نہین کرتا نہ یہ کہتا ہی اس جگہ کہ خدا جانے
اسکے کیا معنی ہین پیغمبرون کے یہ کلام ایسے ہین کہ اُسے ہم نہین سمجھے اور صاف مراد اُس سے نہین معلوم ہوتی بلکہ معنی اُسکے
معین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو صفات اِس بشارت مین ہین چونکہ انکا وجود اسمین پایا گیا ہی مثلاً پوشاک فوجی ملازمین انگریزی کی
سرخ و قرمزی ہوتی ہی اور انجن مین بھی رنگ سرخ ہوتا ہی اور اُس گاڑی مین تکان کم ہی اور جو فانوس انجن مین آگے لگا ہوتا ہی وہ
گاڑیون مین بھی روشنی ہوتی ہی تو مثل مشعل کے رات کو معلوم ہوتی ہی اور جو صفائی اُسکی انجن کے لوہے کی ہی اس سے دن کو
چمکتی ہوئی مثل برق کے معلوم ہوتی ہی اسلیے مراد بشارت یہی ہی اور وہ گاڑیان جنکا ذکر بشارت نبی مین ہی وہ یہی ہین جالانکہ
جملہ کتب سماویہ مین یہ ایک بشارت اس مضمون کی ہی جسکی بعض صفات متحقق ریل گاڑی مین ہین اور جو بشارتین کثر کتب
سماویہ مین ہین کہ شمار اُنکا دشوار ہی اور بہت کثرت سے انبیاے سابقین علیہم السلام نے اُنھین اپنی اپنی پیشین گوئی مین فرمایا
اور اُنکا انطباق بہت بے تکلف بہ نسبت جناب رسالتمآب اور دین اسلام کے ہوا اور ہی اور کیسی ظاہر بات ہی کہ ایک شخص نے
ادعاے نبوت کیا اور معجزات ظاہر کیے اور خدا کی طرف سے کتاب ایسی لایا کہ اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کیسی کیسی فصاحت
و بلاغت و ہدایت و حکمت پر مشتمل ہی کہ بیان اُسکا دشوار ہی یہان تک کہ ایک مدت تک وہ اِس عالم مین اس ادعا کے بعد موجود رہا
اور خلق کثیر اُسپر ایمان لائی اور اُسکی نبوت کی تصدیق کی اور اُن مصدقین مین کیسے کیسے عالم ہوے اور اُنھون نے اُن بشارتون کا
اقرار کیا کہ مراد اُنسے وہی حضرت ہین اور وہ بشارتین منطبق بھی ایسی ہین کہ منزلہ نص صریح کے ہین لیکن باوجود اُسکے پھر اُس سے انکار کیا
اور کیا جاتا ہی اور اُسکی تاویلین کی جاتی ہین اور اُنکے الفاظ کے معانی بدلے جاتے ہین کیونکہ حضرات جو وعدہ خدا نے حضرت
ابراہیم سے فرمایا تھا کہ اسمٰعیل سے ایک قوم بڑھاؤنگا وہ سوا بنی قیدار کے جو پیغمبر خدا کے دادا ہین کوئی اور قوم ہی یا تھی اور
اُس قوم کا بنی اسمٰعیل کی زیادتی او رعزت اور سب سے بڑا ہونا سوا جناب رسالتمآب کے اور کسی سے ظاہر ہوا بنی اسمٰعیل کی
قوم کی زیادتی سوا قوم محمدی کے جو عبرانی زبان کی توریت مین بلفظ لغوی کذول ہی اور اُس سے صاف بحساب جمل
آنحضرت کا نام نکلتا ہی جیسا کہ اوپر مین لکھ آیا کوئی اور بھی قوم بڑھی اور اُسنے عزت اور زیادتی دنیا مین پائی جو بارہ سردارون کا
قوم اسمٰعیل سے پیدا کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ سوا ائمہ دوازدہ گانہ کے جو جناب رسالتمآب کے جانشین ہین
اور ہر ایک نے اُنمین سے ادعا امامت کا کیا اور سب فرقہ اہل اسلام اُنھین بزرگ و سردار و امام جانتے آئے کوئی اور بھی
ایسے ہین کہ اِس بشارت کے لائق ہون اِسی وعدے مین جو عبرانی توریت کے لفظ سے کہ وہ بمادمادہ نام پاک آنحضرت کا
بحساب ابجد نکلتا ہی یا اور کسی کا جو خدا کے فرشتہ نے ہاجرہ سے کہا تھا کہ تیری اولاد کو مین بہت بڑھاؤنگا گنی جائیگی
اُسکا ظہور اہل اسلام مین نہین ہوا کیا جناب محمد مصطفےٰ کی بیٹی کی اولاد کو خدا نے ایسا نہین بڑھایا کہ جہان دیکھیے وہ
موجود ہین جو حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ خدا میرے مانند بنی اسرائیل کے بھائیون سے ایک پیغمبر اٹھائیگا
تم اُسکی بات پر کان دھرنا تو آیا نبی آخر الزمان نے کہ فرزندان اسمٰعیل سے تھے جو برادران بنی اسرائیل ہین ادعاے نبوت نہین کیا

اور خدا نے انکی رسالت قولی پر مدد نہین کی اور اُنپر لوگ ایمان نہین لائے کیا پیغمبر آخر الزمان کے وجود سے سب قومین آگاہ
نہین ہوئین اور دعوت اسلام خفیہ رہی اُس زمانے مین سب قومین نہین بلائی گئین کیا خانہ کعبہ کو خدا نے عزت و
جلال سے نہین بھر دیا کیا وہ قبلہ اہل اسلام نہین ہوا خدا کا گھر اُسکا نام نہین ہوا کیا پیغمبر خدا اونٹ پر سوار ہونے والے نہ تھے
کیا روز ولادت آنحضرت کے اہل سیر و تواریخ نے نہین لکھا ہے کہ بت روے زمین پر بتخانون مین گر پڑے اور طاق کسریٰ کے
چودہ کنگرے ٹوٹ گئے اور وہ اب تک موجود ہین حضرت سلیمان کی غزل مین عبرانی زبان مین صاف پیغمبر خدا کا نام فقرہ
خلو محمدیم مین مذکور نہین ہے کیا آنحضرت کے زمانے مین بنی قیدار جو دیہات مین رہتے تھے انھین زور نہین ہوا کیا اہل مین کو
دین اسلام سے قوت نہین ہوئی کیا آنحضرت کے لشکر والون نے تلوار و تیر سے جہاد و پیکار نہین کیا کچھ آلات حربی اُنکے
اُسکے خلاف تھے جسکی شعیا پیغمبر نے خبر دی تھی کیا اہل اسلام کی اذان اور انبیاؤن کی عبادات کی بہ نسبت نئی نہین ہے
بیابان و بنی قیدار کی بستیون مین پکار کر اذان نہین ہوئی کیا اہل اسلام نے پہاڑ کی چوٹی پر اور خانہ کعبہ مین اذان نہین دی
دعوت اسلام کی للکار کر نہین کی اور کیا اہل اسلام اور بنی مسلمین نے خدا کا جلال ظاہر نہین کیا پہلا فقرہ انکی اذان کا اللہ اکبر
نہین ہے کیا زمان نبوت مین حضرت کے اہل اسلام افریقہ نہین گئے ممالک بحری مین جاکر اسلام تلقین نہین کیا کیا خود پیغمبر خدا
اوقات جہاد کفار مین اہل لشکر کا لباس پہنکر برآمد نہین ہوے کیا اپنی غیوری آنحضرت نے سب کو نہین کھائی کیا انکار رسالت
آنحضرت نے اسلام کی طرف کفار کی دعوت نہین کی کیا بعد اتمام حجت لڑنے کو کفار کو نہین بلایا انکی سرکوبی نہین کی کیا اہل
باطن و ظاہر کے ساتھ حدود جاری نہین کیے مجرمین کو آگ مین نہین جلایا کیا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت
عیسیٰ کے نبی برحق ہونے کی گواہی نہین دی جیسا کہ مکرر مقامات مین قرآن شریف کے موجود ہے اور اُس گواہی کے
سچے ہونے کی تصدیق حضرت عیسیٰ نے نہین کی کیا جناب رسول خدا نے تصدیق انبیاے سابقین کی نہین کی اور جو
اور انبیا نے اپنی امتون کو معارف الٰہی بتائے تھے وہ سب اپنی اُمت کو نہین بتائے جس سے وہ حضرت تسلی دہ خلق ہوئین سکین
جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ تمام جہان کا رئیس آتا ہے پھر سوا آنحضرت کے اور کسی نے بھی یہ دعوی کیا کہ مین کافہ خلق پر مبعوث
ہوں کیا آنحضرت نے اپنی شریعت مین کسی اور نبی کی شریعت ملائی اور دوسرون کی شریعت مین حصہ لگایا یا اپنی شریعت
ناسخ سب شریعتون کا نہین فرمایا کیا اُن جناب نے لوہے کی لکڑی سے کہ تلوار ہے دشمنان خدا کو سزا نہین دی اور جہاد
نہین کیا کیا وہ حضرت لباس سفید نہین پہنتے تھے کیا خدا کا نام سوا آنحضرت کے دوش مبارک کے اور کسی کے بھی بدن پر
تھا کیا بنیا اور شلیم سوا کعبہ کے کوئی اور بھی ہو سکتا ہے جسکی طرف سجدہ ہوا اور ہوتا ہے پھر باوجود اسکے کہ کسقدر بشارتین کتب ہاے
سماویہ کی اُن جناب کے بارے مین منطبق ہین لیکن اسکے بعد بھی اقرار و اعتراف نہین کرتے اور سب کے درپے تاویل ہوتے ہین
یا کہتے ہین کہ یہ جو ہوے اس سے مراد نہین ہین بلکہ آیندہ ہونگے جب اتصاف اُن صفات سے جو بشارات مین موجود ہین ہو چکا
تو پھر سوا اُسکے موصوف و متصف کے دوسرے کو اُنکا موصوف و متصف کہنا انصاف سے بعید ہے اور کوئی منصف اسے

ابھی پسند نہ کریگا خصوصًا جب اُس دوسرے کے واسطے جسکے لیے یہ ادعا کرتے ہین اور علامات وصفات ایسے ہون کہ انکا اجتماع
اُن صفات کے ساتھ نہو سکے پھر کیونکر وہ دوسرا مراد ہو سکتا ہی کیونکہ یہ جتنی بشارتین کہ مذکور ہوئین اُن سب کا حاصل یہ ہی کہ قوم
اسمٰعیل کو خدا زیادہ کریگا اور وہی غالب آئینگے اور سب کو طلب کرینگے اور دین اُنسے ظاہر ہوگا اور اُنھین مین سے ایک ماکاک جو
نبی ہوگا برآمد ہوگا کہ وہ اپنی بہادری سب کو دکھائیگا اور جدال وقتال کریگا اور وہ نبی برادران بنی اسرائیل سے ہوگا فقط
اور اُنکی تاویل مین محل انکار جو اہل کتاب کہتے ہین وہ یہ ہی کہ یہ بشارات جنکے لیے ہین وہ ابھی پیدا نہین ہوے آیندہ آئینگے
یعنی زمان رجعت مین اُسکے ظہور کا وعدہ کرتے ہین اور زمان رجعت کی جو بشارتین انکی کتب مین ہین انکا سب کا حاصل یہ ہی کہ
بنی اسرائیل کو راحت ہوگی اور سب ترقی کرینگے اور خوشی سے رہینگے اور خدا کی بندگی مین اور داؤد کی اطاعت مین جو انکا بادشاہ
ہوگا بسر کرینگے نہ بیان ترقی بنی قیدار کا اور اظہار انکے قیدار کا پھر کسطرح اُسکا تحقیق اُس زمانے مین اُنکے موافق مراد ہو سکتا ہی علاوہ اسکے
انکی کتاب مین جو بشارات ہین جنھین وہ زمان رجعت کے ساتھ متعلق کہتے ہین اُن مین تصریح ہی کہ اُسوقت داؤد بادشاہ ہوگا اور وہ
اُنھین بنی اسرائیل سے جانتے ہین پھر اگر ایسا ہی تو بنی اسرائیل کے بھائیون سے جو پیغمبر مثل موسیٰ ہونے والے تھے جنکے لیے
خاص موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا یہ کب آئینگے یا آئے پھر یا اُن بشارتون کی تکذیب کیجاے یا انھین متعلق بحال رجعت سمجھا جاے
اور درصورت تصدیق بشارات پھر سوا آنحضرت کے جو بنی اسمٰعیل سے ہوگئے اور جامع صفات مذکورہ تھے دوسرا اُنسے مراد ہو بھی
نہین سکتا نہ وہ بشارتین اور کسی پر یا اور زمانے پر جو گذر گیا اور آئین وہ سب پائی گئین منطبق ہوتی ہین اور جب یہ نہوا تو یہ تاویل
انکی اور یہ انکار انکا لائق اعتنا اور قابل اعتبار ہونے سے ساقط ہی مین بشارتین اردو ترجمہ توریت سے نقل کرتا ہون ترجمہ
توریت مین کتاب ارمیاہ کے اکتیس باب کی چھبیس آیت سے چھتیس تک جسمین رجعت کی بشارت انکے موافق قول کے ہی
چھبیس دیکھو وے دن آتے ہین خداوند کہتا ہی کہ مین اسرائیل کے گھر مین اور یہوداہ کے گھر مین انسان کا بیج اور حیوان کا بیج بوونگا
فقط اور اس سے ظاہر مراد یہ ہی کہ انھین پھر ترقی دونگا اور آباد کرونگا اور واقع مین جب یہ بیان زمان رجعت ہو تو موافق ہی
اُس بیان سے جو کہ اہل اسلام کے یہان احادیث مین تفصیل سے مذکور ہی کہ زمان رجعت مین جناب صاحب العصر جو بارھوین
امام و خلیفہ نبی آخر الزمان کے اور اُنکی اولاد سے ہین ظہور فرمائینگے اور جو جو کہ اُسوقت آنحضرت کے مطیعون سے ہونگے وہ سب
بہت آباد اور خوش رہینگے اور اولاد مین انسان و حیوان کی بہت ہونگی اور پھل درختون مین اور غلہ بہت پیدا ہوگا اور اس مین جتنی
اقوام کہ باقی رہینگی وہ سب ایک حال پر ہونگی اور آباد ہونگی فرق اسقدر ہی کہ اہل اسلام کے بیان مین عموم بہ نسبت جملہ ہمراہیان
حضرت کے ہی اور اس بشارت مین بیان جزوی ہی یعنی اُسی قوم کا جو مخاطب بشارت تھی اٹھائیس اور ایسا ہوگا کہ جسطرح
مین نے انکی گھات مین بیٹھکر انھین اکھاڑا اور ڈھایا اور برباد کیا اور دکھ دیا اُسی طرح مین چوکی دے کے انھین بناؤنگا اور لگاؤنگا
خداوند کہتا ہی فقط اور یہ وعدہ بھی ظاہر ہی کہ بربادی بنی اسرائیل کی بسبب انکی نافرمانی کے ہوئی جب عالم رجعت مین
دین اسلام کو قبول کرینگے تو اسی سے وہ بھی مثل دیگر مطیعون کے آباد ہو جائینگے انتیس اُن دونون مین یہ پھر نہ کہا جائیگا

کہ باپ دادون نے کچے انگور کھاے اور لڑکون کے دانت کھٹے ہوگئے فقط تیس[۳۰] کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مریگا ہر ایک جو کچے انگور کھاتا اُسکے دانت کھٹے ہونگے فقط ظاہر ہی کہ اُن دو تین فقرون مین بیان اُس زمانے کے عدل و انصاف کا ہی کہ وہ حضرت الیاس روے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے اور یہ کرینگے کہ کوئی غیر مجرم کو مجرم کے گناہ مین نہ پکڑیگا جیسا کہ اُس سے پہلے وقت شیوع ظلم و بدعت رہا تھا اور ہی مثلاً کہ سلاطین ایک کے جرم مین اُسکے کلیۃ مال و متاع کو ضبط کر لیتے ہین کہ اُمین حقوق دیگر ورثہ بھی جو مجرم نہین ضبط ہو جاتے ہین اور یہ حکم خاص اہل اسلام کا اور اُنکی کتاب عزیز قرآن کا ہی لا تزر وازرۃ وزر اخری جو اُسوقت سب مین جاری ہوگا اکتیس[۳۱] دیکھو وے دن آتے ہین خداوند کہتا ہی کہ مین اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھونگا فقط یہ پیشین گوئی اسکی ہی کہ بنی اسرائیل بدون مانع رجعت دین اسلام کو خوشی سے نہ قبول کرینگے جو سبب اُنکی راحت و آبادی کا ہو بتیس[۳۲] اُس عہد کے موافق نہین جو مین نے اُنکے باپ دادون سے کیا جس دن مین نے اُنکی دستگیری کی تا کہ زمین مصر سے اُنھین نکال لاؤن اور اُنھون نے میرے اِس عہد کو توڑا اور مین نے اُنھین ترک کر دیا خداوند کہتا ہی فقط اِس فقرہ سے تین امر مستنبط ہوتے ہین ایک یہ کہ دین اسلام ناسخ اور مخالف شرائع سابقہ کا ہی دوسرے یہ کہ اُنھون نے یعنی بنی اسرائیل نے عہد خدا کو توڑا تیسرے یہ کہ بسبب اُس عہد شکنی کے وہ مغضوب و مطرود الٰہی ہوے اور رہینگے جب تک کہ پھر دین اسلام کو جو نیا عہد ہی قبول کرین تینتیس[۳۳] بلکہ یہ وہ عہد ہی جو مین اسرائیل کے گھرانے سے کرونگا اُن دنون کے بعد خداوند فرماتا ہی مین اپنی شریعت کو اُنکے اندر رکھونگا اور اُنکے دل پر اُسے لکھونگا اور مین اُنکا خدا ہونگا اور وہ میرے لوگ ہونگے فقط واضح رہے کہ یہ نیا عہد دین اسلام ہی جسکا ذکر اوپر کی بشارت مین ہو چکا ہی اور شریعت لقب مشہور مختص ہی ساتھ شریعت جناب مصطفوی کے اور تخصیص اُن دنون کی بظاہر اسلیے ہی کہ اُس زمانہ مین حکم خدا یہ ہوگا کہ جو ایمان نہ لاے وہ ہرگز قتل کرنے سے محفوظ نہ رہے اور سب دنیا ایک دین ہو کر رہے بخلاف زمان جناب رسالتماب کے کہ اُسوقت یہ شدت نہ تھی بلکہ جزیہ دینے سے اور مصالحہ سے بھی اقوام اپنے دین پر چھوڑ دی جاتی تھین جیسا کہ شاہد ہی اُسپر لکم دینکم ولی دین اور جب اِس مرتبہ خدا کی طرف سے تشدد ہوگا اُسوقت بنی اسرائیل اِس دین کو قبول کرینگے اور جب دین اسلام قبول کر لینگے تو حق تعالی اِس شریعت کو اُن مین شائع کریگا اور اُسکے احکام کا علم بہ برکت اسلام اُنکے دلون مین مثل کالنقش فی الحجر ہو جائیگا جسکے ذریعہ سے پھر وہ گناہون سے محفوظ رہینگے اور اچھی عبادتین کرینگے اور مورد رحمت الٰہی ہو کر خوش اور آباد ہونگے چونتیس[۳۴] اور وے پھر اپنے اپنے پڑوسی اور اپنے اپنے بھائی کو یہ کہکے نہ سکھاوینگے کہ خدا کو پہچانو کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وے سب مجھے جانینگے خداوند کہتا ہی کہ مین اُنکی بدکاری کو بخش دونگا اور اُنکے گناہون کو یاد نہ کرونگا فقط یہ بیان ہی اِسکا کہ اُس زمانے مین ایک دین ہوگا اور کوئی منکر اور کافر نہوگا پینتیس[۳۵] خداوند یون کہتا ہی وہ جسنے دن کی روشنی کے لیے سورج کو مقرر کیا ہی اور جسنے رات کی روشنی کے لیے چاند اور ستارون کا نظام کر دیا ہی جو سمندر کو تھما دیتا ہی جسوقت اُسکی لہرین شور کرتی ہین اُسکا نام رب الافواج ہی چھتیس[۳۶] اگر یہ نظام میرے آگے سے موقوف ہو جائیگا خدا

کہتا ہی تو اسرائیل کی نسل میرے آگے سے جاتی رہیگی کہ ہمیشہ تک قوم پھر نہو فقط بظاہر مراد اِس بشارت سے یہ ہی کہ بنی اسرائیل جو ذریت حضرت ابراہیم ہین وہ زمین پر سے نابود نہو جائینگے اور پھر بعد قبول کرنے دین اسلام کے آباد و خوش ہونگے فقط اور متعلق بزمان رجعت جو بشارتین اُنکے یہان ہین وہ بشارتین ہین جو یرمیاہ نبی کی کتاب نبوت کے تیس باب مین ہین اور وہ یہ ہین تین کہ دیکھ وے دن آتے ہین خداوند کہتا ہی کہ مین اپنی قوم اسرائیل کو اور یہوداہ کی اسیری کو موقوف کراونگا خداوند کہتا ہی مین ایسا کرونگا کہ وے اُس سرزمین مین جسے مین نے اُنکے باپ دادون کو دیا پھر آوین اور اُسکے مالک ہووین فقط واضح ہو کہ جب یہ بشارت مختص بزمان رجعت سمجھی جاے تو اُس سے یہ مستنبط ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل بھی اُس زمانے مین بعد قید و شدت کے رہائی پائینگے اور جسقدر زمین پر اُنھین پہلے دخل تھا اُسی قدر پھر اُنھین دیجائیگی اور اُسمین آباد ہونگے نہ یہ کہ کل روے زمین کے مالک ہوون بالجملہ اس بشارت سے بنی اسرائیل کی سلطنت اور حکومت جزئی بعض زمین کی ظاہر ہوتی ہی ساتت ہاے کہ وہ دن بڑا ہی یہان تک کہ اُسکے مانند کوئی نہین وہ یعقوب کی مصیبت کا وقت ہی پر وہ اُس سے رہائی پائیگا فقط پوشیدہ نرہے کہ اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ پہلے بنی اسرائیل بسبب اپنے انکار کے مصیبت مین گرفتار اور سزایاب ہونگے لیکن پھر بعد ایمان لانے کے رہائی پائینگے آٹھ کیونکہ اُس دن ایسا ہوگا رب الافواج کہتا ہی کہ مین اُسکا جوا تیری گردن پر سے توڑونگا اور تیرے بندھنون کو کھول ڈالونگا اور بیگانے پھر اُس سے خدمتگذاری نہ کرائینگے فقط اور یہ ظاہر ہی کہ جب بعد ایمان قبول کرنے کے رہا ہو جائینگے تو کیونکر اُنسے خدمت لیجائیگی نو پھر وے خداوند اپنے خدا کی اور اپنے بادشاہ داؤد کی جسے مین اُنکے لیے برپا کرونگا خدمت کرینگے فقط اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ کیا عجب ہی کہ زمان رجعت مین جو انبیا اور اقوام کے اُٹھنے کی خبر اہل اسلام مین ہی اُسکے موافق بنی اسرائیل کی قوم کے لیے جو منتظم اور حاکم مقرر ہوون وہ داؤد ہون اور وہ جناب صاحب العصر علیہ السلام کی طرف سے موافق شریعت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ بنی اسرائیل مین حکمرانی کرین دس اسلیے ای میرے بندے یعقوب مت ڈر خداوند کہتا ہی اور ای اسرائیل مت گھبرا کہ مین تجھے دور سے اور تیری اولاد کو اسیری کی سرزمین سے چھڑاونگا اور یعقوب پھریگا اور وہ چین کریگا اور آسودہ ہوگا اور کوئی اُسے نہ ڈرائیگا فقط اِس فقرے سے ظاہر ہوتا ہی کہ جو کچھ روایات و اخبار اہلبیت علیہم السلام مین وارد ہی کہ انبیا و صلحاے مومنین گذشتہ اور اِس اُمت کے سب قبرون سے اُٹھ جناب صاحب علیہ السلام کی اعانت کے واسطے اور آنحضرت سے بیعت کرنے کو اُٹھینگے اور دنیا مین آکر بعیش و عشرت زندگانی کرینگے وہ بہت صحیح ہی گیارہ کیونکہ مین تیرے ساتھ ہون خداوند کہتا ہی کہ تجھے بچاؤنگا اگرچہ مین سب قومون کو جنھین مین نے تجھے تتر بتر کیا تمام کر ڈالونگا تو بھی تجھے تمام نہ کرونگا پھر مین تجھے اندازے سے تنبیہ دونگا کہ تجھے بن سزا دیے نہ رہونگا فقط اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل کو بھی پہلے بسبب اُنکی اعمال بد کے زمان رجعت مین سزا دیجائیگی جیسا کہ اخبار اہلبیت علیہم السلام سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب صاحب ع جتنے مومنین کاملین اور کفار محض ہین سب کو جزا و سزا دینگے بارہ کہ خداوند یون کہتا ہی کہ تیری چوٹ لاعلاج ہی اور تیرا گھاؤ نہایت سخت دردناک ہی فقط یہ فقرہ دلالت اِسپر کرتا ہی کہ کفار بنی اسرائیل کو عذاب الیم مین مبتلا ہونا ضرور ہی سولہ تسپر بھی

جو تجھے نگلتے ہین نگلے جائینگے اور تیرے سب دشمن اسیر ہو جائینگے اور جو تجھے غارت کرتے ہین غارت کیے جائینگے اور مین ایسا کرونگا
کہ وے سب جو تجھکو لوٹتے ہین آپ لوٹے جائینگے فقط بظاہر یہ فقرہ دلالت کرتا ہی کہ جناب صاحب العصر علیہ السلام کے زمانے مین
جملہ کفار سزا پائینگے او رمثل بخت نصر وغیرہ جنھون نے تخریب بیت المقدس اور قتل و غارت بنی اسرائیل مین بہت کوشش کی ہو
بہت سزا پائینگے اور بسبب اُنکے کفر کے جو بہت زیادہ تھا رہائی نہ پائینگے اور معذب رہینگے ہمیشہ سترہ [17] کیونکہ مین تجھے پھر
صحت بخشونگا اور تیرے گھاؤ چنگے کرونگا خداوند کہتا ہی کہ اُنھون نے تیرا نام مردود رکھا کہ یہ صیہون ہی جسکا کوئی طلبگار نہین
اٹھارہ [18] خداوند یون کہتا ہی کہ دیکھ مین یعقوب کے خیمون کو جو اسیری مین ہین پھیر لاؤنگا او راُسکے مسکنون پر رحمت کرونگا اور شہر
اپنے ٹیلے پر بنایا جائیگا او رقصر اپنے ہی مقام پر آباد ہو جائیگا واضح ہو کہ یہ فقرہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ بنی اسرائیل زمان رجعت مین
پھر آباد ہونگے انیس [19] اور اُن مین سے شکرگذاری اور خوشی کرنے والون کی آواز نکلے گی اور مین اُنھین افزائش بخشونگا اور وے
گھٹائے نہ جائینگے اور مین اُنھین شوکت بخشونگا اور وے رسوا نہونگے فقط اور ظاہر ہی کہ بعد قبول کرنے ایمان کے اور پابند ہونے
شریعت نبی آخر الزمان کے پھر سوا عزت و شوکت کے اُس زمانے مین اور کیا متصور ہی بیس [20] اور اُنکی اولاد ایسی ہونگی جیسے
اگلے وقت مین تھین اور اُنکی جماعت میری حضور قائم رہیگی اور مین اُن سب کو جو اُنپر ظلم کرے سزا دونگا اور یہ بہت موافق ہی اُس سے
جو اہل اسلام مین منقول ہی کہ آنحضرت کے زمانے مین برکت زیادہ ہوگی اولاد مین زیادہ پیدا ہونگی اور میوے اور غلہ اور شہد اور
ہر قسم کی پیداوار زیادہ ہوگی اور جماعت کا قیام خدا کے حضور دلالت اسپر کرتا ہی کہ وہ سب نماز جماعت اسلام مین حاضر ہوا کرینگے
اور مشغول بندگی رہینگے اور جو جو کفار کہ اہل اسلام سے مخاصمت اور عداوت کرینگے وہ ضرور سزا پائینگے اکیس [21] اور اُنکا ناظم اُنھین مین
ہوگا اور اُنکا فرمانروا اُنکے درمیان مین سے پیدا ہوگا اور مین اُسے نزدیک آنے دونگا اور وہ میرے نزدیک آئیگا کیونکہ کون ہی
جسنے اپنا دل لگایا ہی کہ میرے پاس آوے خداوند کہتا ہی یہ فقرہ اُسی پر دلالت کرتا ہی جو پہلے احتمال لکھا گیا ہی تعین لفظ داؤد مین
کہ یا انبیاے سابقین بنی اسرائیل پر اُسوقت اُنکے انتظام کو از جانب صاحب علیہ السلام مقرر کیے جائینگے یا جو اُن مین سے
صلاحیت اسکی رکھتے ہونگے وہ اُنپر فرمانروا بنائے جائینگے بائیس [22] اور تم میرے لوگ ہوگے اور مین تمھارا خدا ہونگا فقط یہ
دلالت اسپر ہی کہ اُسوقت ایمان خالص ہوگا تئیس [23] دیکھ خداوند کی آندھی شدت سے چلتی ہی ایسی آندھی بوچھاڑ کے ساتھ
جو کہ شریرون کے سر پر پڑے گی فقط یہ فقرہ دلالت کرتا ہی کہ صاحب العصر علیہ السلام کا ظہور و خروج بہت شوکت و غلبہ کے ساتھ
ہوگا اور انتقام آنحضرت کا کفار سے بہت قوی اور شدید ہوگا چوبیس [24] خداوند کا قہر شدید جب تک یہ سب کچھ نہولے اور وہ اپنے
دل کے مقصد پورے نہ کرے تھمے گا نہین تم آخری دنون مین اسے سمجھوگے فقط یہ فقرہ اسپر دلالت کرتا ہی کہ پہلے وہ حضرت
جملہ کفار کی سرکوبی اور سزادہی فرمائینگے اور جب سب ایمان قبول کر لینگے اُسوقت امن و امان ہوگی اور جو وعدہ بنی اسرائیل سے
فرمایا ہو وہ ظاہر ہوگا اور اس سے بھی صاف ظاہر ہی کہ جیسے خدا نے آندھی کر کے تعبیر فرمایا کہ وہ صاحب شوکت و انتقام و شدت ہی
بنی اسرائیل سے نہین ہی بلکہ وہ وہ ہی جو بنی اسرائیل پر پہلے تعذیب و تادیب کریگا اور بعد اُسکے اُنھین آباد کریگا اور عزت دیگا

اور ایسا ہی کہ جبکے زمانے مین انبیاے سابقین اسکی ہمرہی کو زندہ ہونگے اور وہ یقینی امام مہدی علیہ السلام ہین جو نسل
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہین اور تمام فرقون کا اہل اسلام کے اسپر اتفاق ہی اللہم عجل فرجہ وسہل مخرجہ مسکین وہ امام وخلیفہ
رسول ہین کہ حق تعالی انھین اقتدار واختیار شاہی عطا فرماکر اپنے مجرمون کو انکے ہاتھ سے سزا دیگا اور اپنے مطیعون کو راحت
وآرام پہونچائیگا خود نبی نہین ہین جیسا کہ ان بشارات کتب سماویہ مین بھی کہین اسکی تصریح بلکہ اشارہ بھی نہین ہی کہ وہ سزا دہندہ
نبی ہوگا اور اگر کہین کہ جنھین تم امام مہدی علیہ السلام کہتے ہو ہم انھین داؤد کہتے ہین جب بھی اس بشارت مین انھین
خدا نے باسم بادشاہ یاد فرمایا نہ باسم نبی ورسول فتدبر خلاصہ کلام یہ ہی کہ جو بشارات کتب سابقہ سماویہ متعلق برجعت
ترجمہ اردو توریت سے یہان منقول ہوے مراد انکی بیان انجام کار بنی اسرائیل ہی جیسے ہمنے بیان اہل اسلام سے جو درباب
احوال رجعت وہ کہتے ہین منطبق کردیا نہ بیان حال بنی اسمعیل کیونکہ نہ وہ کہین مخاطب ان بشارتون مین ہین نہ کہین انکا ان مین
ذکر ہی اور جو بشارتین کہ نبوت پر جناب رسالتمآب کی دلالت کرتی ہین کہ بعض انسے ہمنے اس سے پہلے ذکر کین ہین انکی
مراد بیان حال بنی اسمعیل ہی جو بنی قیدار ہین پھر کسطرح ہوسکتا ہی کہ جو مراد ان بشارتون سے ہین وہی ان بشارتون سے مراد
سمجھی جائین اور دونون کو ایک کیا جاے اور جب یہ ثابت ہوچکا تو سوا تعصب اور حمیت مذہب کے کوئی وجہ انکار
وتاویل کی بمقابل ان بشارتون کے منصف کے آگے ثابت نہین ہوسکتی اور یہ بہت واضح گا النور علی شاھق الطور لیکن
من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور فقط فصل نوین ذکر مین اور دلیلون کے اور نشانیون کے جو دلالت کرتی ہین
آنحضرت کے دعوی نبوت کے سچے ہونے پر اور واضح ہو کہ یہ علاوہ ان دونون طریقون کے ہین جو اثبات نبوت مین
معروف ہین یعنی معجزات اور بشارات جو مذکور ہوچکے جناب غفران مآب نے عماد الاسلام مین فرمایا ہی کہ ہماری دلیل صدق
بعثت مین آنحضرت کے منحصر انھین دونون طریقون مین نہین ہی بلکہ ہم اثبات نبوت مین آنحضرت کے اور بھی مسلک رکھتے ہین
کہ وہ گواہ عادل صحت نبوت اور صدق بعثت پر آنحضرت کے ہین پس کہتا ہون کہ از انجملہ یہ ہی کہ سب انبیا اپنی قوم مین
ابتداے امر سے صلاح وتقوی کے سات معروف اور صدق وامانت اور عفاف ودیانت وخوف خدا سے موصوف
ہوتے تھے خصوصا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ افضل واکمل افراد اپنی قوم عرب سے بلکہ تمام عالم سے تھے اور یہ عادت
جاری نہین ہی کہ جنکی راست گوئی ہمیشہ شعار رہا اور کبھی کذب ودروغ کے پاس نہین گئے وہ دعوی نبوت کا اور نزول
وحی کا بجہت دروغ اور بے صرفہ خار اپر باندھین اور روز قیامت سے نہ ڈرین عقلمند کو کبھی ایسی بات کا گمان نہین ہوتا ذلک
ظن الذین کفروا فویل للمکذبین اور اسی سے ہی جو کثر روایات مین وارد ہوا ہی مین اسی فاضل زمخشری کی روایت پر
اکتفا کرتا ہون کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کوہ صفا پر تشریف
لیگئے اور فرمایا یا صباحاہ پس ہر طرف سے اشخاص گرد حضرت کے مجتمع ہوے اسوقت حضرت نے فرمایا کہ ای فرزندان عبد المطلب
اور ای احفاد فہر اگر مین تمکو خبر دون کہ بارستیکہ اس پہاڑ کے دامن مین سواران دشمن تمہارے قتل کو آے ہین تو ہوسکتا ہی

فصل نوین ذکر مین اور دلیلون کے اور نشانیون کے جو
دلالت کرتی ہین آنحضرت کے دعوی نبوت کے سچے ہونے پر

کہ تم میری تصدیق کرو سب نے عرض کیا کہ ضرور ہم تصدیق کرینگے اور یہ کیونکر نہ کہتے حالانکہ وہ حضرت قبل از بعثت اپنی
قوم مین لفظ امین کے ساتھ ملقب تھے بعد اسکے فرمایا کہ مین آیا ہون کہ تمھین خوف دلاؤن اور ڈراؤن اُس سے جو تمھارے
آگے روز قیامت آنے والا ہی اُسوقت ابولہب نے شرارت حمیت و غضب سے کہا کہ تبا لک الھذا دعوتنا اور حضرت کی
دعوت نہ قبول کی اور کچھ روز قیامت کا ڈر دل مین نہ لایا اور اُسی کے قریب ہی جو جاحظ اور غیر اُنکے نے کہا ہو کہ آنحضرت نے
کبھی جھوٹ کلمہ نہین فرمایا نہ مہمات دین مین نہ مہمات دنیا مین اور اگر ایکبار بھی کبھی جھوٹ بات حضرت کی زبان سے
سرزد ہوئی ہوتی تو آپ کے دشمن اُسے کیسا مشتہر کرتے اور کبھی امر قبیح کی طرف آنحضرت نے نہ نبوت کے پہلے نہ بعد اسکے
اقدام نہین فرمایا اور کلام حضرت کا نہایت فصیح ہوتا تھا اور تبلیغ رسالت مین انواع مشقت کے متحمل ہوے اور صبر کیا
اور کسی ارادے مین حضرت کے فتور و سستی نے راہ نہین پائی اور جبکہ اپنے دشمنون پر غالب آے اور مرتبہ بلند پر حکومت کے
پہونچے کہ حکم حضرت کا انفاس و اموال پر اُنکے نافذ ہوا ہرگز حال حضرت کا اُن صفات کمال مین جو پہلے تھا اُس سے متغیر نہین ہوا
بلکہ اول عمر سے آخر تک طریقہ مرضیہ پر مستمر رہے اور یہ سب صحت نبوت پر اور صدق قول و نیت پر آنحضرت کے دلالت
کرتے ہین اور اُسی جملہ سے ہی جو فاضل مفسر تفسیر کبیر نے بیان کیا ہی کہ وہ حضرت اُس قوم مین بھی کہ نہ وہ عقل و حکمت رکھتی تھی
نہ صاحب کتاب تھی اور سب حق سے روگردان تھے یا بتخانون مین بیٹھتے تھے اور بت پرستی مین مشغول رہتے تھے مثل
عرب کے مشرکون کے یا وہ تھے کہ تشبیہ و تجسیم کا دین تھا اور ترویج اکاذیب و افتراؤن مین راسخ القدم تھے جیسا کہ یہود کا
حال تھا یا وہ تھے کہ شرک کرتے تھے اور دو خدا کے قائل تھے اور ہمیشہ محارم کے ساتھ نکاح کی تجویز کرتے تھے مثل گبر و
مجوس کے یا تثلیث پر اصرار کرتے تھے بالجملہ ایسی جماعت مین آنحضرت نے نشو و نما پایا اور باوجود اسکے ادعا کیا کہ مین
خدا کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہون ساتھ کتاب منیر کے اور حکمتہاے باہرہ کے واسطے تمام کرانے مکارم اخلاق ظاہرہ کے اور
تکمیل کرونگا اُنکی قوت علمیہ مین ساتھ عقائد حقہ کے اور قوت عملیہ مین اعمال مستحسنہ مرضیہ کے ساتھ اور عالم کو منور کرونگا ساتھ
نور ایمان اور اعمال صالحہ کے اور جو کچھ کہ فرمایا تھا اُسی کے موافق کیا اور حق تعالی نے اُنکے دین کو اپنے وعدے کے موافق
جلوہ گر فرمایا اور نبوت کے معنی نہین ہین مگر یہی کہ جو ہوا کیونکہ نبی وہ ہی جو نفوس بشریہ کی تکمیل کرے اور امراض قلبیہ جو
اکثر نفوس مین غالب ہوجاتے ہین اُسکا معالجہ کرے پس ضروری ہی خلق کے واسطے کہ ایک ایسا طبیب ہو جو ان بیماریون کا علاج
کرے اور جبکہ دعوت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نے علاج مین قلوب مرضیہ کے تاثیر کامل دکھاے اور اُنکی ظلمتون کو بوجہ اکمل
و اتم زائل کیا تو اب واجب ہوا کہ بکمال یقین جانا جاے کہ وہ حضرت پیغمبر ہین اور سب انبیا و رسول سے افضل ہین اور
مفسر مذکور نے افادہ کیا ہی کہ یہ طریقہ اثبات نبوت کا از قبیل براہین لمیہ ہی اور بذریعہ معجزات کے اثبات نبوت کا از قسم
براہین انیہ ہی اور موید و مصادق ہین تقریر کے لیے ہی جو جناب غفران مآب نے فرمایا ہی کہ اسمین کچھ شک نہین ہی کہ اصول
معارف الہیہ کو خلق نے نہین پہچانا مگر آنحضرت کے ارشاد و ہدایت سے بعد اسکے کہ سب جاہل و غافل تھے اُس سے اور

صفات بد اور رذائل اور باطل پر مقیم تھے پس آنحضرت نے انھین اعتقادات صحیحہ اور اخلاق راجحہ کی طرف ہدایت فرمائی اور ان باطیل
ورذائل سے منع کیا اور وہ اس حیثیت سے ہی کہ جب عقلمند اور زکی آدمی کہ جسکی طبیعت مخلوق بانصاف ہوئی ہو
اُن حالات مین آنحضرت کی تتبع کرے تو یقینی جانیگا کہ یہ معارف در احکام جنھین حضرت نے بیان فرمایا مطابقت
رکھتے ہین اُنسے جس سے حکماے اعصار اور عقلاے روزگار نے بہت فکرون کے بعد حکمت علمیہ و عملیہ مین بہت تحقیق
و تنقیح کے بعد لکھا ہی بلکہ مرتبہ مطابقت سے بھی زیادہ ہی اسی افضل اصل پر محتوی ہین اور مبطل اُنکے زعم فاسد کے ہین جہان کہین وہ
حق سے تجاوز کر گئے ہین باوجود اسکے پھر یہ بھی ضرور ہی کہ وہ حضرت امّی تھے کسی سے علم نہین حاصل کیا اور قوم حضرت کی
سب اہل شرک وجہالت تھی اور پھر اسکے ساتھ ایسے اخلاق بزرگ آنحضرت سے ظاہر ہوے پس یہ دلیل روشن صدق
دعوی نبوت پر آنحضرت کے ہوگی جناب اخوند صاحب نے حق الیقین مین فرمایا ہی کہ ایک بڑا معجزہ حضرت کے معجزات سے
یہ تھا کہ اُس قوم مین نشو و نما پایا کہ جو جمیع اخلاق حسنہ سے خالی تھی اور مدار اُنکے سب کامون کا تعب اور عناد اور نزاع اور
فساد اور تغائر اور تحاسد پر تھا جو عمدہ اخلاق رذیلہ مین او رحج مین جانورون کی طرح برہنہ ہو جاتے تھے اور کعبہ کے گرد تالیان
بجاتے تھے اور سیٹی اور اُچھلنا اُنکی عبادت تھی اور اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ جنکی عبادت ایسی ہوگی اُنکے اور اطوار کیسے ہونگے
اور اب تک کہ ہزار برس سے زیادہ آنحضرت کو مبعوث ہوے ہوچکا ہی اور اس مدت سے شریعت مقدسہ نے اُنکی طوعا و کرہا
اصلاح کی ہی لیکن جس کسی نے کہ صحراے مکہ مین اُنھین دیکھا ہی وہ جانتا ہی کہ چارپایون سے زیادہ اب تک بدتر ہین اور اُس
قوم مین آنحضرت نے تمامی اخلاق حسنہ اور اطوار حمیدہ کے ساتھ علم و حلم و حیا و کرم و عفت و سخاوت و شجاعت و مروت
اور تمامی صفات کمالیہ کے ساتھ ظہور فرمایا اور اسی جگہ سے ہی جو کہا ہی کہ آنحضرت کے اخلاق عظیمہ کا ملاحظہ کہ خارق عادت پر
دلالت کرتا ہی کیونکہ وہ حضرت بہ نسبت اپنی اُمت کے غایت شفقت مین تھے یہان کہ کریمہ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ
کے ساتھ مخاطب ہوے اور اسی طرح سخاوت بھی حضرت کی بہت زیادہ تھی یہان تک کہ حق تعالی نے ارشاد وَلَا تَبْسُطْهَا
كُلَّ الْبَسْطِ سے اُسمین افراط فرمانے سے نہی فرمائی اور کبھی حضرت نے مال و متاع دنیا کی طرف نظر و التفات نہین فرمایا یہانتک
کہ قریش مال اور ازدواج اور ریاست کو دیتے تھے کہ تا اُسے لیکر اپنے دعوے سے دست بردار ہون مگر اُسکے نزدیک نہین گئے
اور فقرا و مساکین کے ساتھ کمال تواضع اور فروتنی کے ساتھ پیش آتے تھے اور مالداروں سے اور ارباب ثروت سے بہت
بلندی اور ترفع فرماتے تھے اور لڑائی کے مقام پر کمال شجاعت ظاہر ہوتا تھا کبھی دشمن سے منہ نہین پھیرتے تھے اگرچہ
کیسا ہی خوف و سختی ہو جیسا کہ روز جنگ احد اور جنگ احزاب مین سلمان ہوا تھا اور پند و نصیحت کے مقام پر اور جو جگہ تعلیم احکام
اور معارف و حکمت کی ہوتی تھی وہان ہمت کو ایسا صرف فرماتے تھے کہ جسکی تعریف حق تعالی قرآن مین فرماتا ہی هُوَ
الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ
بالجملہ ارباب نظر اور اہل ہوش کے آگے وہ حضرت ایسے مجمع سب صفات کمالیہ بشریہ کے تھے کہ اُنکا اجتماع دوسرے شخص مین

ممکن نہین ہی اور اسمین حاجت زیادہ تفصیل کی نہین ہی کیونکہ کسقدر دشمن حضرت کے تھے اور پیغمبرون کے نہ تھے اور سکا سبب
یہ تھا کہ حضرت مامور بہ جہاد وقتل و سرکوبی کفار ومشرکین تھے باوجود اسکے یہ نہین ممکن ہوا کہ کوئی کسی بدی کی نسبت حضرت
کی طرف کر سکے بلکہ جو کچھ کہ جاحدین ومنکرین کہتے تھے وہ ایسی باتین ہین کہ جنسے خود معلوم ہوتا ہی کہ جب کوئی برائی نہ پاتے تھے
تو لاچار ہوکر بے اصل باتین کہتے تھے والا اُسی برائی کو نقل کرتے اور شہرت دیتے مثلاً جب مجبور ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ
بڑے جادوگر ہین پھر یہ ایسی بات ہی کہ جسکی بے حقیقتی ظاہر ہی اور اُس بدگوئی مین بھی اقرار عظمت ضرور ہوتا تھا اسی طرح
اب تک حال ہی چنانچہ راقم رسالہ کو ایک شخص سے کہ وہ بڑے مرتبہ پر اقتدار وحکومت دنیا کے تھا ملاقات کا اتفاق ہوا ایک روز
خلوت کی صحبت مین اُسنے کہا کہ یہ امر بعد تحقیق ثابت ہوا کہ جتنے انبیا ہین یہ سب حکما تھے اور دنیا کو حکما وعقلا نے ہر طرح
حاصل کیا کسی نے تلوار کے ذریعہ سے کسی نے صناعت وعلوم کے حیلہ سے انھون نے اس نام سے دنیا پر اپنا قبضہ کیا کہ ہم
خدا کی طرف سے آئے ہین مین نے کہا کہ تم جنکی اُمت سے اپنے تئین کہتے ہو اُنکا کیا حال تھا وہ کیا تھے کہنے لگا کہ وہ بھی
ایک حکیم تھے یہ کہکر کہنے لگا کہ تمھارے پیغمبر بہت بڑے حکیم تھے اُنکے برابر کوئی عقل وحکمت مین نہ تھا اور اگر چند روز اجل انھین
مہلت دیتی تو سب دنیا پر اُنکا قبضہ ہو جاتا جب یہ اُسنے کہا تو مین متبسم ہوا تب کہنے لگا کہ کیا وجہ ہی مین نے کہا کہ مجھے اسکی
تصدیق اسوقت خوب ہوئی آپ کے کہنے سے کہ یہ سب سے بڑے ہین بالجملہ حضرت کی بزرگی اور کمال عقل وحکمت کا ایسا ہی
کہ جاحدین ومنکرین بھی اُس سے انکار نہین کر سکتے اور جب یہ متحقق ہوا کہ اکمل افراد بشر یقینی وہ حضرت ہین تو لامحالہ خدا کی
طرف سے بھی قابل رسالت انھین کو ہونا چاہیے کہ مفیض سے افاضہ بحسب استعداد مستفیض ہوتا ہی اور اسی طرح جو دعوی
رسالت فرمایا وہ یقینی سچا ہی والا ایسا شخص ایسے امر کاذب وباطل کو جو مستلزم کذب بے حد کا عمر بھر ہو اور کیا کیا ذلتین سبب
اور رنج وتعب اُس سے عاید حال ہون اختیار نہ کرتا جیسا کہ ظہور اُسکا مسیلمہ کذاب کے واسطے ہوا فتذکر اور منجملہ انھین ادلہ کے ہی
جو مبحث وجوب بعثت مین مذکور رہا کہ پیغمبران برحق کا بھیجنا ذمہ ہمت حکیم مطلق کے واسطے ہدایت خلق کے واجب ہی اور
حکیم سے خلاف حکمت کے نہین ہو سکتا پس اگر یہ پیغمبر برحق نہوتے تو چاہیے کہ حکیم مطلق باوجود اسکے کہ خلق پیغمبرون کی
محتاج تھی لیکن اُسنے ترک واجب فرمایا اور جب موافق زعم منکرین بعثت کے زمانہ پیغمبر سے خالی ہوا اور خلائق انکے پھندے مین
گرفتار ہوئی جو جھوٹ نبوت کا دعوی کرے تو کیونکر عاقل کی عقل تجویز کرتی ہی کہ حکیم علیم دروازہ ہدایت کا اُنسے بند کرے
اور اُنھین ہدایت نہ فرماے اور منجملہ اُن دلیلون کے یہ ہی کہ کوئی عاقل جسارت نہین کرتا ایسے جھوٹ دعوے پر جسکے لیے فروغ
نہو اور وہ باعث ہمیشہ آگ مین رہنے کا اور دنیا مین ذلیل ہونیکا ہو پس اگر نیت صادق اور بعثت حضرت کی برحق نہوتی
تو کبھی ایسی ذلت کو اختیار نہ کرتے اور اپنے شہر ووطن کا چھوڑنا اور سختیون کا اور شدتون کا اُٹھانا گوارا نہ فرماتے کیونکہ وہ
حضرت پناہ بخدا اگر پیغمبر نہ تھے تو صاحب عقل وفہم تو باتفاق مخالف وموالف تھے اور کوئی عقلمند ایسا نہین ہی کہ اپنے
نفس کو ہلاکت اُخروی مین اور دنیا کی ہلاکت مین ڈالے اور عزت وآبرو اپنی اور اپنے بڑون کی برباد کرے اور کفار کے

ظلم وستم پر اپنے لیے اور اپنے عزیزون کے اور اپنے دوستون کے لیے صبر کرے یہان تک کہ اسکی نوبت پہونچے کہ وطن اور گھر چھوٹے اور ابو طالب سا شفیق چچا اور سوا انکے اور بزرگ آنحضرت کے بے اسلیے کہ انھین صدق نبوت کا حضرت کی یقین حاصل ہو چکا تھا اور تصدیق کر چکے تھے کیونکر ہو سکتا ہی کہ اسکے متحمل ہوتے کہ ہمارا پارہ جگر ان شدائد مین مبتلا ہوا اور کبھی گھر سے باہر نہ جانے دیتے اور پھر بسبب خوف واذیت کے اپنی قوم کے کافرون سے شعب مین پوشیدہ ہوتے اور حضرت کی حمایت مین کوشش کرتے اور خود حضرت اپنے تئین کب مہلکون مین ڈالتے حالانکہ آنحضرت نے اعلان کلمہ حق کے لیے ریاست خاندانی کا بھی خیال نہ کیا اور مال ومتاع دنیا اور ترک خانہ پر بھی نظر نہ فرمائی اور ایسی ایسی اذیتون کے اور شدتون کے متحمل ہوے کہ کوئی شخص اُسے گوارا نہین کرتا یہان تک کہ نوبت بترک دیار وعزیزان وخانہ پہونچی اور کیسے کیسے عزیزین اقربا سے چھوٹ کر دور کے اشخاص سے قریب ہوے اور ادنی ادنی کی صحبت کو اختیار فرمایا اور کس کس سختی کا تحمل ہو نا چاہیے شیخ وجہی لکھا الف دا ع کتاب اعلام الوری طبرسی سے جناب سید سند نے نقل فرمایا ہی کہ قریش نے حضرت کی اذیت رسانی مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا اور سب سے زیادہ اذیت رسانی مین حضرت کی ابو لہب ملعون تھا چنانچہ مروی ہی کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مقام حجر اسمعیل مین بیٹھے تھے پس قریش نے حضرت کی اذیت رسانی کے واسطے سلا بز کی یا ناقہ بچہ سالہ کی لاکر حضرت پر ڈالدی کہ اُس سے حضرت بہت ناروھناک ہوے اور اپنے چچا ابو طالب سے شکایت کی اور سلا اُس پوست رقیق کا نام ہی جسمین بچہ حیوان کا رہتا ہی اور پیدا ہوتا ہی اور وہ انسان مین بلفظ عرب باسم مشیمہ مشہور ہی اور حیوان مین موافق لغت عرب کے سلا ہے اور زبان ہندی کے محاورے مین انول نال اُسے کہتے ہین اور صاحب کشاف نے لکھا ہی کہ ابو لہب کی جورو کہ اُسکا ام جمیل نام تھا اور حرب کی بیٹی اور ابو سفیان کی بہن تھی یہ گوکھرو کے کانٹے پیغمبر خدا کی راہ مین شب کو بچھایا کرتی تھی کہ تا حضرت کے پاؤن مین وہ چبھین اور اُس سے حضرت کو تکلیف ہو اور قریش نے باتفاق سب کو منع کیا تھا کہ کوئی کسی قسم کا معاملہ بیع وشرا کا آنحضرت کے ساتھ بلکہ تمام بنی ہاشم کے ساتھ نہ کرے پھر کون شخص باخرد ہی کہ ایسے شدائد کا متحمل امر کاذب کے لیے ہو جس سے آخرت کا خسران اور دنیا کا ایسا نقصان وحرمان ہو کہ گھر مین سونا بیٹھنا نہ ملے راہ مین چل نہ سکے شہر مین کھانے پینے تک کی اشیاے ضروری لے نہ سکے فقط اور انھین دلیلون سے جو عمدہ سب دلیلون سے ہی ایمان لانا علی ابن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام کا ہی اور سب صحابون سے زیادہ مطیع اور فرمان بردار ہونا آنحضرت کا ہی ساتھ اُس شان وقوت اور صلاح وتقدس کے جو آنحضرت کے واسطے حق تعالی نے عطا فرماتے تھے کہ اُسکے باعث سے تمام خلق سے ممتاز تھے اور کبھی خدا کی راہ مین اور کام مین ملامت خلق کا اندیشہ نہ کرتے تھے پھر کیونکر یہ ہو سکتا ہی کہ ایسا شخص امر غیر کو اختیار کرے ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین جو کہا ہی اُسکا محصل یہ ہی کہ جناب امیر علیہ السلام کی اطاعت پیغمبر مطاع کے واسطے اول دلیل ہی صدق نبوت کے اوپر کیونکہ وہ حضرت غایت مرتبہ ذکا اور صلاح وورع کے ساتھ یہان تک کہ انکی شان مین کبھی شائبہ تساہل اور طمع اور خوف کا اور مثل اسکے جو اور اغراض دنیویہ ہین وہ متوہم نہین ہو سکتا

اور اسلیے کہ وہ حضرت مخصوص آنحضرت کے اور رازدان اور اہل باطن سے تھے اور بعد جناب امیر علیہ السلام کے ایمان سلمان
و ابوذر کا اور جو اُنکی امثال سے صحابیون مین متقی اور مخصوصین تھے دلیل صدق نبوت ہی انتہی اور راقم رسالہ کہتا ہی کہ کوئی
دلیل اِس سے زیادہ واضح نہین ہی اگر غور کیا جاے اور واقع مین یہ ہی کہ جو پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ جب مین شب معراج کو
آسمان پر گیا تو ساق عرش پر مین نے لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ اُسوقت مین نے جبرئیل سے
پوچھا کہ وہ میرا وزیر کون ہی کہا انھون نے کہ علی ابن ابیطالب تو حقیقت مین جیسا لڑائیون مین اور مقاتلات خصم مین حق تعالی نے
اپنے نبی کی بذریعہ علی ابن ابیطالب کے نصرت فرمائی اسی طرح صدق دعوی نبوت کی تائید اُنکے اول امر سے ایمان لا سکے
اور تصدیق رسالت کرنے سے فرمائی کیونکہ مثل علی ابن ابیطالب بعد جناب رسالتماب کوئی شخص ایسا نہین پایا جاتا
کہ مکارم اخلاق مین کامل و یکتا اور شجاعت و قوت مین بے نظیر اور اظہار خوارق عادات اور معجزات پر قادر ہو جنھین ایک دو
شعبدے کرنے آتے تھے انھون نے کیا نہ کیا جسنے در خیبر کو اکھاڑ کر پل بنایا اور تلوار سے اُسکی کلمات شہادتین کو سب کی
زبان پر جاری کرایا اور جملہ علوم مین ہدایت کی اور اُن علوم کے کاملین کو تعلیم کیا اور معجزات کثیرہ حیات نبی مین اور بعد
حضرت کے طالبین کو دکھاے اُسے کب عقل قبول کرتی ہی کہ وہ اپنے تئین امر باطل پر مطیع کرتا اور ناحق طوق اطاعت
و انقیاد کا اپنی گردن مین پہنتا اور جسطرح زمان حیات نبی مین مطیع تھا اُسی طرح اُنکے آثار پر بعد وفات آنحضرت کے بھی چلتا
اور ہمیشہ سب کو اِس تصدیق و اطاعت کی تاکید اور انما انا عبد من عبید رسول اللہ کا اقرار کرتا ہمیشہ بات رازدارون سے
فاش ہوتی ہی اور علی ابن ابیطالب سے تا جناب صاحب العصر علیہ السلام بارہ خلفا حضرت کے کہ ہر ایک علوم باطنیہ اور
ظاہریہ مین کامل اور صاحبان معجزات تھے ہوے اور ہر ایک تصدیق نبوت اور اقرار اطاعت کرتے آے اگر معاذ اللہ
یہ نبوت برحق نہوتی تو پہلے ابوطالب و حمزہ و جعفر اور علی ابن ابیطالب اطاعت نہ کرتے اور اگر اور کسی سے نہ کہتے تو اپنی اولاد
و ازواج کو تو مطلع کرتے اور اہلبیت سے یہ راز فاش ہوتا حالانکہ سب ایک قسم کے ساتھ تصدیق و اطاعت کرتے آے
اور کسی نے خلاف نہین کیا پس بہتر دلیل ایمان علی ابن ابیطالب اور اتفاق ائمہ اثنا عشر علیہم السلام سے اِس تصدیق مین
صدق دعوی نبوت پر اور کیا ہو سکتا ہی وَ ہُوَ بِنَفْسِہِ کافٍ لِمَنْ لَہُ عَقْلٌ سَلِیْمٌ وَ ذِہْنٌ مُسْتَقِیْمٌ اور انھین دلیلون سے یہ ہی
کہ ہمیشہ جناب رسالتماب ادعا فرماتے تھے کہ مین سب پیغمبرون سے اور جملہ انبیا کے معجزات رکھتا ہون پس اگر ایسا نہوتا اور
خوارق عادات او معجزات آنحضرت کے ہاتھ پر ظاہر نہوتے تو تھوڑی سی مدت مین یہ بات ضعیف ہو جاتی اور جو منکرین
و جاحدین طالب معجزہ ہو کر آتے تھے اور دیکھنے کے بعد بہ حمیت جاہلیت سے جادوگر کہتے تھے جب وہ نہ دیکھتے
ظہور خرق عادت اور معجزے کو تو پناہ بخدا کاذب کہتے ساحر نہ کہتے اور اسی طرح جو طالب حق کے لیے معجزے کے طالب
ہوتے تھے وہ بھی جب نہ دیکھتے تو کاہے کو ایمان لاتے بلکہ سب سے زیادہ اُنکی نظر مین وقعت نہ رہتی اور وہ اعلان
کذب بستائی مین خدا کے واسطے کوشش کرتے اور اُسے عبادت اور اظہار حق جان کر کرتے اور کہتے تاکہ اور لوگ گمراہ نہو پائین

جیساکہ بعد معائنہ معجزات اور تصدیق کے اعلان کلمہ دین مین جدوجہد اور کوشش کرتے تھے بالجملہ یہ بات چندروز مین مشتہر ہوجاتی اور قریب وبعید سب مطلع ہوجاتے کہ یہ ادعاے صادق نہین ہی اور دروازہ تصدیق نبوت اور اسلام کا بند ہوجاتا جیساکہ بہ نسبت مسیلمہ کذاب کے ہوا یا اور جس جس نے کہ ایسے ارادے اور دعوے جھوٹ کیئے اُنکے انجام ہوے فتدبر کذا اور ازجملہ انہین ادلہ کے یہ ہی کہ ہمکو بشہادت کافہ خلق آیین کیا اہل اسلام اور کیا اہل کتاب اور کیا اصحاب آراواہوا اور کیا زنادقہ وجود شریف اور نبوت کا ادعا فرمانا آنحضرت کا بخوبی ثابت ہی کیونکہ مثبتین ومصدقین تو یہ کہتے ہین کہ وہ حضرت فلان مقام پر پیدا ہوے اور نبی ہوے اور ادعاے نبوت اُن جناب نے فرمایا اور صدق دعوی آنحضرت کا بظہور معجزات ظاہر ہوا اور جاحدین او منکرین یہ کہتے ہین کہ ایک شخص فلان مقام پر اس نام کے ہوے تھے اور انھون نے ادعاے نبوت کیا تھا لیکن نبی نہ تھے اور واقع مین یہی انکار سے اقرار وگواہی آنحضرت کے وجود شریف کی اور اُنکے ادعاے نبوت کی ایسی حاصل ہوتی ہی کہ پھر کسی طرح کا شبہ عاقل کو اِسمین نہین رہتا بعد اسکے پھر جو غور کیا جاتا ہی کہ حقیقت امر کیا ہی تو یہ ظاہر ہی کہ جب آنجناب سے ادعاے نبوت فرمایا تو سوقت دو فرقے ہوے ایک وہ جنھون نے بعد معجزات کے دیکھنے کے اور تجربہ نبوت کے تصدیق کی اور طریقہ اسلام کو قبول کیا دوسرے وہ جو ایمان نہ لاے لیکن پھر وہ آنحضرت کو کیا کہتے تھے تو جو کچھ کہ مشہور ہی اُسکے موافق یہ ہی کہ اُنکی کئی قسمین تھین ایک وہ کہ اُن جناب کو ساحر کہتے تھے ایک وہ کہ مجنون کہتے تھے ایک وہ کہ بادشاہ جانتے تھے ایک وہ کہ تامل کرتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے مگر ایمان نہین لاے اور مصالحہ کیا جیساکہ نصاری بنی نجران کا فعل اسپر شاہد ہی بالجملہ اُن سب کے حال مین تامل کیا جاتا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو ساحر جانتے تھے اور کہتے تھے اُسکا منشا بجز حماقت کے اور کچھ نہین ہی کیونکہ واقع مین سحر کی کچھ حقیقت خود بھی نہین ہی پھر جسنے اُسکی نسبت کسی کی طرف کی اُسکی جہالت اور بے حقیقتی خود اُسکے قول سے ظاہر ہی اور کسی طرح التفات کے قابل نہین ہی اور اگر سحر کو بمعنی شعبدہ لین جیساکہ قرآن مین ہی جاؤ بسحر عظیم تو اُسکا اور معجزے کا فرق ظاہر ہی کیونکہ شعبدے کی علت ظاہر اور معلوم ہوجاتی ہی اور جو اُسکے جاننے والے ہین وہ بتادیتے ہین پھر اگر واقع مین ایسا ہوتا تو چاہیے کہ کوئی تو شعبدہ باز مقابلہ کرتا اور معارضہ کرتا اور جو معجزات کہ آنحضرت سے ظاہر ہوے اُنکے علل واسباب بتاتا اور اُسے منکرین مشہور کرتے اور جنھون نے خدا کی خوشی کے لیے دین اسلام کو قبول کیا تھا وہ بھی اُس سے آگاہ ہوتے اور اِس دین سے انحراف کرتے اور دروازہ ترقی دین اسلام کا بند ہوجاتا اور یقینی ایسا نہین ہوا بلکہ ظاہر ہی کہ بادشاہون سے مقابلے ہوتے تھے اور دعوت اسلام کے ساتھ بعد اظہار معجزات اور تحدی اور اتمام حجت ہر گونہ نوبت جدال وقتال کی آتی تھی پھر اگر شعبدہ سازی ہوتی تو یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ سلاطین شعبدہ بازون کو مہیا کرکے معارضہ اُن معجزات کا نہ کرتے اور قتل نفوس اور غارت اموال کو گوارا کرتے جیساکہ فرعون نے کیا تھا اور لونڈی غلام بننا مسلمانون کا منظور کرتے پھر اِس سے بخوبی واضح ہی کہ یہ قول کسی طرح صادق نہ تھا بلکہ اپنی عداوت اور جہل سے جب معجزے کے مشاہدے سے مجبور ہوتے تھے تو اُسے سحر وجادو کہتے تھے اور وہ طائفہ جو مجنون کہتے تھے اور جو کیفیت کہ نزول وحی کے وقت آنحضرت پر طاری ہوتی تھی اُسے صرع اور مرض کے ساتھ تعبیر کرتے تھے

بیان فرق کا شعبدہ اور معجزہ مین

اُسمین بھی جو دیکھا جاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ منشا اُسکا بھی عداوت اور حمیت مذہب مالوف تھا کیونکہ سلامتی اور بطلان و
نقصان جو اُسکا حال انسان کے اقوال و افعال سے معلوم ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ وہ حضرت خدا کی طرف سے جو کتاب لائے
کہ وہ قرآن ہی اور اُسپر بھی باتفاق مصدقین اور منکرین کا کہ وہی ہی موجود ہی اُسکے دیکھنے سے بخوبی عاقل صاحب علم کو معلوم ہوتا ہی
کہ عبارت آیات اُسکے انواع صنائع و بدائع و فصاحت و بلاغت پر ایسے مشتمل ہین کہ مثل اُسکا اب تک کسی سے نہین ہو سکا
اور جس زمانے مین کہ وہ حضرت ظاہر ہوے کیسے کیسے نامی شعرا اور فصحا عرب مین تھے اور اسی کا چرچا زیادہ تھا لیکن باوجود
تحدی کوئی معارضہ نہ کر سکا و الا وہ بھی موجود ہوتا اور ظاہر ہی کہ جاحدین و منکرین نبوت کی ہمیشہ سے کثرت و قوت رہی ہی
پھر اگر ایسا ہوتا تو وہ بالضرور قرآن کے مقابلہ و معارضہ کے لیے اُسے ظاہر کرتے اور کتب اخبار و سیر مین اور کتب ادبیہ مین
اُسے درج کرتے اسی طرح مضامین اُسکے خصوصًا متعلق بہ سیاسات و معاملات و مواریث اور امثال اُسکے ایسے ہین کہ جو حکما نے
عمرین صرف کر کے حکمت عملی کے قوانین بنائے ہین اُن سب سے وہ افضل ہین اور اُنکی پابندی سے کبھی انسان مبتلا مفاسد و
مہالک کا نہین ہوتا اور بھی سوا اُسکے اکثر مقولات و احادیث آنحضرت کے کتب مین موجود ہین اُنکے دیکھنے سے آج بھی کمال عقل و
فراست آنحضرت کا واضح ہوتا ہی علاوہ اسکے ظاہر ہی کہ جو تدابیر و انتظام ترویج دین اسلام کے لیے آنحضرت نے فرمائے وہ سب
شخصی تھے صنفی نہ تھے کیونکہ ابتدا و ترقی اسلام کی خاص ذات والاصفات سے آنحضرت کے ہوئے جیسا ضعف ابتدا مین
اور قلت اعوان و انصار کی تھی وہ ظاہر ہی اور وہ تدابیر سب ایسی مفید ہوئین کہ جو منشا و مقصود تھا وہ حاصل ہوا اور یہ بھی
متواترات سے ثابت ہی کہ وہ حضرت اکثر امور مین اصحاب سے مشورہ فرماتے تھے اور بعد مشورہ کام کرتے تھے اور یہی ظاہر ہی
کہ یہ کام ایسے شخص کا ہی کہ جو بہت عقل کامل اور حواس صحیح و زکی رکھتا ہو تا کہ ہر شخص کے کلام اور رائے کے نقص و صواب کو دیکھے
اور جو مخالف عقل و مصلحت سے کرے اُسکی تردید کرے اور جو موافق حکمت کلام کہے اُسکی توجیہ و تحسین ایسی کرے کہ سب اُسے
تسلیم کرین اور خلاف رفع ہو جائے پھر ایسے شخص کو مجنون کہنا اُسی کا کام ہی کہ جسے خود فہم و عقل سے بہرہ نہو اور بسبب اسکے
کہ خود قدرت تنقیح و تدقیق کی نہ رکھتا ہو صحیح و سقیم و مریض و سلیم و نیک و بد مین تفرقہ نہ کر سکے اور جب یہ ہوا تو یہ بھی قول عقل کے
نزدیک لائق کان رکھنے کے نہین ہو سکتا اب رہا وہ فرقہ جو بادشاہ کہتے تھے اُسمین بھی جو تامل سے دیکھا جاتا ہی تو واضح ہوتا ہی
کہ یہ بھی باب دشمنی سے اور عدم معرفت کے باعث سے تھی کیونکہ محض حکومت سے جو بعد نبوت حاصل ہوئی سلطان محض
کہنا بیکار ہی یا شوکت و اقتدار ہونا نبی ہونے کے منافی نہین ہی بلکہ دیکھنا چاہیے کہ غالب سیرت آنحضرت مین پیغمبرون کی تھی
یا بادشاہون کی پھر یہ تو سیر و اخبار کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہی کہ غالب سیرت آنحضرت کی وہی تھی کہ دین حق کی طرف اور
خدا پرستی کی طرف دعوت کرتے تھے اور ہدایت خلق کی طرف جو کار خاص پیغمبرون کا ہی توجہ تام رکھتے تھے اور ہمیشہ عبادات
شاقہ اور جد و جہد طاعات مین اور تعمیل احکام مین جو خدا کی طرف سے تبلیغ کے لیے نازل ہوتے تھے فرماتے تھے اور کبھی
جسطرح ملوک و سلاطین دنیا کی دولت سے منتفع اور متلذذ ہوتے ہین اور خزانے جمع کرتے ہین یہ منتفع و متلذذ ہوئے نہ اموال دنیا

کچھ جمع کیا بلکہ ہمیشہ جو مال آتا تھا اُسے سب مسلمانون کو تقسیم فرماتے تھے اور اپنے لیے سب سے کم لیتے تھے اور وہ بھی اکثر
راہ خدا مین پھر دیدیتے تھے اور اپنے کھانے پہننے مین کبھی اورون پر زیادتی نہ فرماتے تھے اور کبھی طبیعت آنحضرت کی جاہ و حشم
کی طرف مثل بادشاہون کی طبیعت کے متوجہ نہ تھی اور یہ ایسی بات ہی کہ جو آنحضرت کے رازدان صحابون سے منقول ہی اور وہ
نقل متواترات سے ہی اور اگر اسکے خلاف ہوتا تو مثل سلاطین کے آنحضرت کے واسطے بھی خزانے اور جواہر خانے اور ابنیہ لطیف
اور عمارات و خانہاے وسیع اور مراکب عمدہ ہوتے کہ وہ کتب سیر و اخبار مین مفصل مذکور ہوتے اور جسطرح خلافت کے لیے
اہل دنیا نے بعد آنحضرت کے جناب امیرؑ سے مخالفت و نزاع کی اُنکی نسبت بھی مخالفت کرتے اور جب یہ کلیہ بتا چکے تھے
کہ پیغمبر نے فرمایا ہی نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوَرِّثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ وہان اُس متروکہ کی نسبت بھی نزاع کرکے غصب
کرتے حالانکہ سوا باغ فدک کے اور کچھ کسی نے نہین چھینا اور یہ اسی جہت سے تھا کہ تا قوت علی ابن ابیطالبؑ کو کسی طرح کی
دنیا کی راہ سے باقی نہ رہے پھر اگر پوشاک و مراکب وغیرہ اپنی میراث جو آنحضرت کو حال حیات مین رسول اللہؐ نے
دی تھی مثل بادشاہون کی مواریث و اموال کے ہوتی تو جیسا باغ فدک کو کہ اُسے بحکم خدا جناب سیدہ کو دیا تھا غصب کیا
اُس میراث بخشیدہ کو بھی جو منقولہ تھی اپنی منفعت کو اور علی ابن ابیطالبؑ کے بیکس و ضعیف کرنے کو ضرور لیتے کہ دشمن سے
کبھی نیکی نہین ہوتی جب باغ فدک کے لیے جو غیر منقولہ تھا عداوت کا اعلان اور اپنے طالب دنیا ہونیکا اظہار کر چکے تھے تو پھر
اموال منقولہ مین کون مانع تھا اور منازعین بھی اکثر رازدان تھے کیونکہ بعض کی بیٹیان خانہ رسول خدا مین زمرہ ازواج تھین
یہ بھی احتمال نہین ہی کہ اموال اُنسے پوشیدہ تھا پھر کیا وجہ کہ ایک مین مخالفت فعل نبی کی اختیار کی اور دوسرے عطیہ مین خلاف
نہ کیا مگر اسی جہت سے کہ اُسے سب جانتے تھے کہ وہ مال لائق طمع کرنے کے نہین ہی اور یہ بھی بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ وہ حضرت
جمیع انبیا کی نبوت کے حق ہونے کو ہمیشہ سب سے فرماتے تھے اور اُنکی معصوم خطا سے ہونیکا سب کو یقین دلاتے تھے
اور اُنکے افعال کی ہمیشہ ایسی توجیہین اور تاویلین فرماتے تھے کہ جس سے کوئی شک اور شبہ اُنکے افعال کے صحیح ہوتے مین
نہ کر سکے پھر اگر محض سلطان ہوتے تو کبھی بہ نسبت جملہ انبیا کے یہ اہتمام نہ فرماتے چوتھے یہ کہ اول امر سے آخر زمان حیات تک
جو سیرت آنحضرت کی تھی وہ بدلی نہین پھر اگر سلطان محض ہوتے تو جب تسلط تام حاصل ہو چکا تھا اور اسلحہ و لشکر جمع ہو چکا تھا
چاہیے کہ اُس سیرت کو بدلتے اور ایسے احکام جو موافق مقتضاے مشتہیات انسانی و نفسانی مین جاری کرتے نہ یہ کہ ایک
مہینا سال مین بھوک و پیاس مین بسر کرتے اور سب کو بھوکا اور پیاسا رہنے کو حکم کرتے اور آٹھ پہر مین پانچ وقت نماز پڑھنے کو
کہتے اور خود بھی اُسکے پابند ہوتے اور ہر سال سفر حج کی مشقت کے متحمل ہوتے اور سب کو اُسکے ساتھ حکم کرتے پانچوین یہ بھی
بات ہی کہ سلاطین و ملوک کی اصل غایت فوج کشی سے اور بادشاہون سے نزاع و قتال و مقاتلہ کی یہ ہوتی ہی کہ ملک غیر پر قابض ہون
اور مال غنیمت حاصل کرین نہ یہ کہ جب کوئی مغلوب ہو کر اعلان کلمہ شہادتین کا کرے اور اسلام قبول کرے تو فوراً اسکے مارنے
اور اُسکے مال و ملک کے لینے سے باز آئین اور بجز اعلان کلمہ دین کچھ اور مطلب اور غایت نہو اور کوئی شبہ نہین ہی کہ وہ حضرت

ایسا ہی کرتے تھے تو چہئے یہ امر بخوبی ثابت ہی کہ وہ جناب اصنام پرستی اور اعتقاد مذاہب باطلہ سے مانع ہوتے تھے اور خدا پرستی
کی طرف دعوت کرتے تھے اور یہ ایسی صفت ہی کہ جو جملہ انبیا اسی کو کرتے رہے ہین پھر ایسے شخص کی نسبت جو لفظ سلطان
محض کا اطلاق کرتے تھے وہ نہین تھا مگر یا انکی بےعقلی اور قلت تدبیر و تفکر سے اُن جناب کے حالات و افعال مین یا بسبب بغض
و عداوت کے ایسا کہتے تھے پھر جب یہ ہوا تو انکا بھی قول کچھ کان رکھنے کے قابل نہین اور کوئی دلیل ایسی نہین کہ اسپر توجہ
کی جائے کیونکہ اگر بسبب حکمرانی و اقتدار و کثرت افواج و تعدد ازواج کے یہ کہتے ہین تو چاہیے حضرت سلیمان کو بھی پیغمبر نہ کہین
کہ اُنسے زیادہ یہ امور وہان مجتمع تھے اور اگر اسلیئے کہتے ہین کہ آنحضرت نے دین اسلام کی ترویج مین محض ہدایت لسانی پر اکتفا نہین
فرمایا بلکہ زور شمشیر کو بھی اسکا معین گردانا اور جنھون نے انکار و سرتابی حکم سے کی اُنپر فوج کشی کی اور انھین قتل کیا تو حضرت موسی نے بھی
ایسا ہی کیا ہی کہ فرعون کو مارا اور اُسپر فوج کشی کی اور قبطیون کو مستاصل کیا پھر اگر جہاد کرنا کفار سے اور جو خدا پرستی نہ کرے
سبب اسکا ہو کہ جہاد کرنے والے کو نبی ہونے سے مانع ہو تو چاہیے کہ حضرت موسی کو بھی نبی نہ کہین اور جن جن پیغمبرون نے
کہ دعاے بد کرکے بذریعہ عذاب الٰہی اپنے زمانے کے کفار کو ہلاک کیا انھین بھی نبی نہ کہین اور جب اور انبیا کو ان افعال کے ساتھ
نبی کہتے ہین اور آنحضرت کے بارے مین بسبب ان امور کے نبوت سے انکی انکار کرتے ہین اور بادشاہ محض کہتے ہین تو یہ انکار
توجہ کے لائق نہین ہی اور اگر بادشاہ اسلیے کہتے تھے کہ انکی زبانی ہدایت ایسی موثر نہین ہی کہ وہی کافی ہو جاتی ترویج دینے کو
یہان تک کہ نوبت شمشیر کشی کی نہ آتی تو یہ بھی بات بے حقیقت ہی کیونکہ ہدایت انھین کو موثر ہوتی ہی کہ جو مادہ قابلہ اسکا رکھتے ہین
دعوت و نصیحت کسی کی علت تامہ نہین ہی کہ وجود معلول کا اُس سے مختلف نہو اور جو آوازہ دعوت و نصیحت نبی کے سُنین وہ انکی تاثیر سے
ہدایت قبول کرلے اور کبھی کسی کے لیے بات حاصل نہ تھی نہ ہی کیونکہ کلام نبی کا مرتبہ تو کلام خدا کے بعد موثر ہونا چاہیے
پھر آج بھی تو جو کلام خدا کتب ہاے سابقہ و لاحقہ مین موجود ہی ممکن ہی یہ کب تاثیر ہی جو اُسے سُنے وہ مذہب حق کو اختیار کرلے
اور اگر ایسا ہی ہوتا تو ہر نبی ع کے زمانے مین سب پابند و مطیع انکی ہدایت و حکم کے ہوتے اور مخالفت انکی کوئی نہ کرتا اور کسی طرح
مذاہب باطلہ باقی نہ رہتے نہ امتہاے سابقہ پر عذاب الٰہی نازل ہوتا نہ پیغمبرون کو اذیتین پہونچتین اور نہ قتل ہوتے نہ زیادہ
ارسال رسل اور انزال کتب کی حاجت ہوتی اور جب سب پیغمبرون کی ہدایت کا علت تامہ ہونا ثابت نہین تو اگر آنحضرت کی بھی
ہدایت زبانی اور دعوت تنہا علت تامہ ہدایت کی مثل اور پیغمبرون کے نہو تو کوئی مخالفت اور انبیا سے لازم نہین آتی ہان اگر
دعوت کے بعد پہلے اتمام حجت اور اسکات خصم تقریر کی راہ سے نہ کرکے مثل بادشاہون کے حکم دیتے اور اسکے انفاذ کے لیے
لڑتے تو البتہ یہ کہنا محل و مقام پر اپنے تصور کیا جاتا اور جبکہ اصنام پرستی کو منع کیا اور خدا پرستی کو حکم دیا اور نقائص اصنام کے
اور بت پرستی کے بیان کیئے اور وجود واجب الوجود کو بادلہ عقلیہ ثابت کردیا اور اُسکی طاعت کا حسن عقلی سب کو پہونچایا
اور اپنی رسالت کے دعوے کو بادلہ ثابت کردیا اور جو کتاب خدا کی طرف سے قرآن لاے اُسکے معارضہ کے واسطے
تحدی کی پھر سب حجتون کے تمام کرنے کے بعد بھی جب کفار برسر انکار ہی رہے تو غیر شمشیر کشی کیا علاج تھا اور کس طرح ترویج حق کی

ممکن تھی اور اکثر پیغمبرون نے بعد اتمام حجت پھر بجز ہلاک قوم مخالف اور کچھ چارہ نہین دیکھا اور اسی کو اختیار کیا ہی کسی نے عذاب الٰہی طلب کر کے مارا کسی نے خود تلوار کھینچی دیکھو حضرت نوح کو کہ بذریعہ طوفان کسقدر مخلوقات خدا کو غرق کر کے ہلاک کیا اور حضرت موسیٰ کو کہ تلوار سے کتنے مخالف اپنے مارے اور دریاے نیل مین کسقدر مخلوقات خدا کو مع فرعون غرق کر کے قتل کیا اور اما لقہ کو مارا اور غارت کیا پھر اگر بعد اتمام حجت اور اظہار رسالت یہ قتل جم غفیر کا اور شمشیر کشی انکی ہدایت اور نبی ہونے کو مضر نہوئی تو اسی طرح انکی بھی شمشیر زنی کو معین ہدایت کا جانتے اور کہتے نہ یہ کہ انکے لیے تو قتل عام کو مضر نہ جانین اور کچھ نہ کہین اور یہان جو بعد اتمام حجت اُنسے کم کفار مارے گئے اسکے لیے کہین کہ اگر نبی ہوتے تو انکی دعوت اور نصیحت اور ہدایت ہی کافی ہوتی قتل کی اور شمشیر کشی کی حاجت نہ پڑتی کیونکہ ایک بام دو ہوا نہین رکھتا علاوہ اسکے جو جو انکار اسوقت کرتے تھے اور ایسے کلمات کہتے تھے جب انکے خود حال کی طرف رجوع کی جاتی ہی تو ظاہر ہوتا ہی کہ اُنمین سے کوئی ایسا شخص نہین ہی کہ اُسکے علم و عقل و ادب پر اہل اخبار و سیر نے اتفاق کیا ہو اور اسکے اقوال کو نقل کیا ہو جس سے اُسکی حقیقت علمی اور کمال عقل ظاہر ہو بلکہ اکثر اہل مکہ و قریش ان کلمات کے کہنے والے تھے جنھین علم و عقل سے کچھ بہرہ نہ تھا لات و عزی کو خدا جانتے تھے خاص کعبہ مین بتون کو رکھتے تھے اور اصنام پرستی کرتے تھے اور برہنہ ہو کر حج کے افعال بجالاتے تھے بجز شعر گوئی اور نسب دانی کے کسی علم کا علوم عقلیہ و نقلیہ سے اُنکے زمانے مین چرچا نہ تھا نہ کوئی مدرسہ تھا کہ اسمین علوم کی تعلیم و تکمیل نفوس بشریہ کی ہوتی تھی بلکہ مثل بہائم کے مبتلاے ظلمت جہل ہو کر اپنی مشتہیات نفسانی کے مقتضا کے موافق افعال عمل مین لاتے تھے جب انھین خلاف مالوف اُنکے مذہب حق کی تکلیف دی گئی اور دیکھا انھون نے کہ آپ پابند احکام شرعیہ الٰہیہ کا ہونا ہوگا اور مقابل نبی کے حجت لانے سے عاجز آگئے تو بہ مجبوری کلام جاہلانہ زبان پر لانے لگے تا کہ مورد ملامت نہون اور اہل آزاد اہوا ہے کہ کبھی کسی مذہب کے پابند نہین رہے اور اسمین وہ اپنی آزادی جانتے تھے اور لوگ انھین بہت صاحب عقل سمجھتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ ایک شخص رسالت کا مدعی ہوا ہی اور خرق عادت کو ظاہر کرتا ہی اور ادلہ و حجج وجود الله پر عقلی ایسی قائم کرتا ہی کہ انکا اٹھانا دشوار ہی پھر اگر تسلیم کرین اور اعتقاد ظاہر کرین تو محکوم بننا ہوگا اور خلاف آزادی ہوگا اور جو سب کی نظر مین اعتماد و اعتبار ہی وہ ساقط ہو جائیگا اسلیے انھون نے اپنے بچانے کو اور عوام کے سمجھانے کو اور بہکانے کو ایسے کلمات کہنے اختیار کیے تھے یا اہل کتب ہاے سابقہ تھے اور انمین سے بھی اکثر یہود تھے کہ جو مکہ مین اور اطراف حجاز مین حکومتین رکھتے تھے اور تجارت کرتے تھے اور دنیا کی راہ سے اسوقت معزز تھے اور انمین بھی دو فرقے تھے ایک وہ جو بت پرست تھے دوسرے وہ جو اپنے تئین توریت کے عامل جانتے تھے اور مذہب کی اور کتاب کی راہ سے اور اقوام پر اپنا افتخار ظاہر کرتے تھے اور پیغمبرون کی نسل سے اپنے تئین ظاہر کر کے سب سے زیادہ اپنا سر بلند کرتے تھے پھر ظاہر ہی کہ حمیت و عصبیت ہمیشہ سے اس قوم کا خاصہ ہی اسی لیے انھون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی نبوت سے باوصف موجود ہونے بشارات نبوت کے بہ نسبت آنحضرت کے توریت مین بھی انکار کیا اور کبھی اُنکے موعظہ و نصیحت پر کان نہ رکھا اور آخر کو اُن جناب کو دار پر کھینچا اور جو کچھ کیا وہ مشہور ہی اسی طرح بہ نسبت جناب نبی آخر الزمان کے بھی انھون نے انکار

اختیار کیا اور جو جو بشارتین توریت مین تھین اُنکے لیے تبدیل و تاویل سے کچھ نہ اُٹھا رکھا اور ظاہر ہی کہ سبب اسکا یہ تھا کہ دو
امر بڑے قوی اُنھین اسلام قبول کرنے سے مانع ہوتے تھے ایک الفت و محبت اپنے مذہب قدیم کی دوسرے اطاعت
وانقیاد کا دوسرے کی ننگ و عار جاننا اور جو بڑے بڑے علما اُنکے تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب دین اسلام سب اختیار
کر لینگے تو ہمارے دنیا کی منفعتین پھر نہ باقی رہینگی اور سب رجوع کرینگے آنحضرت کی طرف اور ہم بیچارہ ہو جائینگے اسلیے جو
عبارات و بشارات کہ کتب سابقہ مین تھین اُنکی تبدیل و تاویل اسطرح عوام کے آگے کرتے تھے کہ وہ اُنکی نظر مین سبب
الف مذہب کے حق معلوم ہوتا تھا اور نئی باتین جو دیکھتے کہ اُس سے نسخ بعض احکام کا بھی ظاہر ہوتا تھا جس سے مضرتین بھی
دنیا کی راہ سے متصور تھین اور نئی بات سے جب تک الف و عادت نہو لے توحش کا ہونا لازمہ بشریت ہی خصوصًا جبکہ اپنے
بڑے اور عالم منع کرین اور حق کو باطل بنا کر دکھائین اس جہت سے وہ لوگ بھی دوری کرتے تھے اور چونکہ زمانہ جاہلیت کا
پیشتر سے زیادہ گذر چکا تھا اِس جہت سے خدا پرستی کی طرف سب بہت کم مائل تھے اور ہر طرف جہالت کی تاریکی احاطہ
کیے تھی زنادقہ و کفار کی کثرت صحبت و اختلاط سے اہل کتاب بھی مذہب مین سست ہو گئے تھے اور بجز تحصیل دنیا اور
اتباع شہوات و اکتساب لذات توجہ علوم و عبادات کی طرف قلیل رہ گئی تھی اور بہت کم تھے وہ اشخاص کہ کتابون کا
علم رکھتے ہون اور اُسکے ساتھ طالب حق بھی ہون بلکہ اکثر منہمک تحصیل دنیا مین تھے اور مذہب بطور رواج کے رہگیا تھا
نہ چرچا عبادتون کا تھا نہ تعلق علوم عقلیہ و نقلیہ سے تھا جو علم کتاب جانتے تھے اُنکی بھی غایت یہ تھی کہ اسی کے ذریعہ سے دولت
و عزت دنیا کا اکتساب کرین اور اسلام قبول کرنے مین دین مالوف کا بھی ترک ہوتا تھا اور بہت سی مرغوب چیزین اور معتاد
چھوڑنی پڑتی تھین طاعات و عبادات کا متحمل ہونا ہوتا تھا روپیہ کا زکوۃ و خمس مین دینا گران تھا حفظ اسلام کے لیے صف
جنگ مین کھڑے ہو کر لڑنا اور جان دینا بہت ہی دشوار تھا پانچون وقت جماعت مین نماز کو حاضر ہونا اور حج کے لیے دور دور سے
مکہ معظمہ کا جانا اور ہر سال مین ایک مہینا بھوک پیاس مین خصوصًا ایام گرما مین بسر کرنا اور ہر خطا پر حدود و قصاص
شرعی کا متحمل ہونا اور گناہون کے ارتکاب پر کفارات کا ادا کرنا اُنھین جنھون نے ابتداے خلقت سے آزادی و راحت و
آراستگی مین بسر کی اور ہمیشہ موافق اپنے مشتہیات کے عمل مین لاتے رہے بہت ہی دشوار تھا انھین اسباب و اغراض
فاسدہ سے ظاہر ہی کہ یہ سب انکار اختیار کرتے تھے اور ایسے کلمات بہ نسبت آنحضرت کے زبان پر لاتے تھے اور جو ان اغراض
و اسباب سے بری اور محض طالب حق تھے وہ خود آنحضرت کی خدمت مین آے اور مشرف باسلام ہوے دیکھو قصہ سلمان
و ابوذر رضی اللہ عنہما کا اور جو اُنکے امثال تھے کہ کسطرح آے اور مشرف باسلام ہوے اور طالب حق ہونا اُنکے لیے موجب
کہا گیا کہ اُنھون نے بعد اسلام قبول کرنے کے بھی مثل اور صحابیون کے جو دنیا کے لیے مسلمان ہوے تھے اپنا شعار
نہین کیا بلکہ بعد مسلمان ہونے کے بھی تا مرگ طاعت و عبادت الٰہی مین اور زہد و ترک دنیا مین مشغول رہے اور کبھی دنیا
کی طرف میلان نہین کیا ہمیشہ طالب آخرت رہے پھر اگر منکرین کا انکار کرنا صحیح ہوتا تو ایسے اشخاص اُن مین سے کسطرح

دین اسلام قبول کرتے اور تصدیق آنحضرت کی رسالت کی خود اگر کرتے اس سے بخوبی واضح ہی کہ منشاء انکار کا اور ایسے
کلمات بیہودہ کے کہنے کا حمیت مذہب و تعصب کفر اور جہالت اور قصور معرفت اور اسباب اور اغراض فاسدہ دنیویہ تھے کما عُدَّ
ذالک اور واقع مین یہ ہی کہ ایسے اشخاص کا بادشاہ یا صاحب اقبال یا ساحر کہنا آنحضرت کو یہ بھی تو دلیل اسکی ہی کہ یقینی جب وہ
حضرت اظہار معجزات و خوارق عادات سے حجت تمام فرماتے تھے تو یہ بمقابل اُن حجتون کے بہ مجبوری یہ کلمات کہتے تھے
اور بھی کلمات جو دشمن کہتے تھے بڑے شاہد آنحضرت کے پیغمبر اور صاحب معجزات ہونے کے ہین یہ ہے کہ جنہون نے مصالحت کی
اور اقرار و انکار نبوت مین تامل کیا جیسا کہ قصہ بنی نجران کے نصاریٰ کا کتب اخبار سیر مین بہ کثرت مشہور و مذکور ہی پس اُسکے
بھی دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ وہ بھی حقیقت مین پیغمبر ہونے کو تسلیم کر گئے والا اگر نبی نہ جانتے تو روز مباہلہ مباہلہ سے
انکار نہ کرتے بلکہ یا مباہلہ کرتے یا لڑتے اور بے وجہ کسی طرح جزیہ دنیا قبول نہ کرتے لیکن یقینی وہ بھی سمجھے کہ نبی ہین جب تو
مباہلہ سے باز آئے اور مصالحہ کو اختیار کیا لیکن چونکہ وہی خرابی جو اختیار مذہب اسلام سے اُنکے لیے بھی عائد ہوتی تھی
جسکا ذکر اوپر ہوا اور حمیت مذہب نے انہین بھی قبول مذہب اسلام سے باز رکھا بالجملہ انکا بھی نہ لڑنا اور مباہلہ نہ کرنا
اور جزیہ دیکر مصالحت کرنا یہ بھی دلیل قوی ہی آنحضرت کی نبوت کے واسطے کہ ایسے عقلا سے ایسا فعل ظہور مین آیا بالجملہ اعتبار
و اعتماد افعال و اقوال پر دو طرح حاصل ہوتا ہی ایک بنظر اُس فعل و قول کے کہ واقع مین وہ عقلاً اچھا ہی یا برا ہی دوسرا بنظر اُسکے
فاعل اور کہنے والے کے پس ظاہر ہی کہ فعل نبی آخر الزمان کا ہدایت خلق تھی اور فعل اُنکا اقرار و اظہار وجود آلہ قدیم اور انکار
اصنام وغیرہ مخلوقات کے خدا جاننے سے تھا اور یہ فعل و قول عقلاً ایسے اچھے ہین کہ بادی النظر مین ادنیٰ عاقل اُسکے اچھے ہونے کی
گواہی دے سکتا ہی اور فعل منکرین نبوت کا اصنام پرستی اور کفر و شرک تھا اور قول اُنکا تکذیب نبی کے اور نسبت ایسے الفاظ کے
بھی جسکی نسبت منسوب الیہ کی طرف کسی طرح صحیح نہین ہو سکتی خواہ اِس جہت سے کہ جسکی نسبت کرتے تھے خود اُسکی حقیقت ہی
نہین ہی جیسا سحر ہی یا وہ مستحق اُسکا پیش عقلا نہین ہو سکتا جیسا کہ کوئی آفتاب روشن کو تاریک کرنے والا جہان کا کہے
یا بیدار کا نام خفتہ رکھے یا عالم کو جاہل کہکر پکارے تو حقیقت مین وہ اُسکا مصداق نہین ہو سکتا اور یہ نسبت غلط ہوتی ہی
اور وہ لفظ مجنون ہی کہ جسنے آنحضرت کے افعال و اقوال مین نظر کی ہی وہ کبھی اِسکی نسبت اُن جناب کی طرف صحیح نہین جان سکتا
اسی طرح لفظ بادشاہ محض کا ہی کہ وہ بھی بوجوہ مذکورۂ بالا صاحب عقل کے نزدیک آنحضرت کے اوپر صادق نہین آسکتا او
یہ قول و فعل دونون منکرین کے ایسے برے ہین کہ تھوڑے سے تامل مین عاقل منصف اُسکی برائی پر بخوبی مطلع ہو سکتا ہی
اور بہ نظر ذات اُنکی اُنکے برے ہونیکا عقلاً یقین کر سکتا ہی اور انکار اِس سے مکابرہ محض ہی اب رہا یہ امر کہ اِن افعال و اقوال کو
بہ نظر اُنکے فاعل اور کہنے والے کے تسلیم کیا جاے اور انہین لائق اعتماد و اعتبار کے سمجھا جاے پس ظاہر ہی کہ منکرین کا
حال وہی تھا جو اوپر مذکور ہوا کہ تعصب اور الف مذہب قدیم سے اور اپنی جہالت اور انہماک کے کفر اصلی مین اور تحصیل دنیا مین
اور اتباع شہوات اور اغراض فاسدہ کے لیے انکار کرتے تھے اور ایسے کلمات کہتے تھے اور سوا اسکے یہ جتنے منکرین تھے

اُن مین سے نہ کوئی پیغمبر تھا نہ امام کہ وہ بھی حجت خدا ہو بلکہ سب عوام اور رعایا اور اُمت انبیاے سابقین کے تھے
کیونکہ وہ یا بت پرست تھے یا اہل آرا و اہوا تھے یا اہل کتاب تھے یا زنادقہ تھے بالجملہ کوئی اُن مین سے نہ خود نبی نہ خلفاے
انبیاے سابقین سے تھا اور نہ اُن مین سے کسی نے خود اسکا دعویٰ کیا کہ ہم جو انکار کرتے ہین اور یہ کہتے ہین یہ فلان نبی
یا امام کے کہنے سے کرتے ہین جو موجود ہی نہ کسی فرقہ نے کسی منکر پر اسکا اجماع کیا کہ فلان شخص پیغمبر یا امام خدا کی طرف سے ہی
تاکہ اُسی کے اعتماد سے ان افعال و اقوال پر کچھ لحاظ کیا جاتا بلکہ سب منکرین مرتبہ مین برابر تھے اور آنحضرت نے اپنے افعال
و اقوال کے ساتھ ادعاے نبوت بھی کیا اور خوارق عادات اور معجزات بھی مقارن دعویٰ نبوت کے ظاہر فرماے اور
دکھاے یہان تک کہ لوگ معتقد ہوے اور دین اسلام نے رواج پایا اور رفتہ رفتہ اسلام کو کثرت اور ترقی حاصل ہوئی کچھ
پہلے سے تو شوکت و اقتدار نہ تھا کہ اُسکے ذریعہ سے جو مغلوب ہوے انھین مسلمان کیا اور اپنے دین پر لاے اور منجملہ اُن معجزات کے
اب ایک کتاب اُنکی قرآن شریف موجود ہی اسی طرح بارہ نائب اُنکے ہوے اور ہر ایک نے اسکا ادعا کیا کہ ہم خلیفہ رسول
ہین اور حجت خدا ہین اور معصوم ہین گناہون سے اور ہمین خدا نے سب علمون کا عالم کیا ہی اور اُن سب نے بھی مقارن اُس
دعوے کے طالبین کے سامنے خوارق عادات و معجزات ظاہر فرماے جیساکہ وہ کتب اخبار و سیر مین بہت کثرت سے
مشہور ہین اور انھین کے دیکھنے سے معاصرین اہل اسلام سے جو صاحبان عقل و علم و انصاف و طالب حق تھے اُنکی تصدیق
کرتے رہے اور اُنکے ساتھ ایمان لاتے رہے اور یہ بھی فرقہ اسلام مین بڑا طائفہ ہی اور ان سب اوصیاؤن نے اور اُنکے
اتباع نے تصدیق رسالت کی اور ہر ایک اِن بارہ اوصیاؤن سے جو مدعی امامت و خلافت و عصمت ہین ایسے ہین کہ بنظر اُنکے
احوال و افعال و آداب و اقوال کے معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب اہل حق سے تھے اور جو شخص کہ اُنکے احوال کو جو کتب مین بکثرت
مندرج ہی دیکھے تو اُسے یقینی معلوم ہوگا کہ ہر ایک اُنمین سے اعلم اور ازہد اور اورع اور اعقل ناس تھا یہان تک کہ دشمنون نے بھی
اُنکے سوا اچھا کہنے کے بدگوئی کی گنجائش اُنکے افعال و اقوال مین نہین پائی اور دنیا مین اُن سب نے اکثر بہت ضیق و
شدت مین اپنے دشمنون کے ہاتھ سے مدت حیات کو بسر کیا لیکن باوجود اسکے ہمیشہ طالب رضاے الٰہی اور قاصد
ثواب اخروی رہے اور کبھی مخالفت قرآن کی اور حکم سید الانس والجان نہین کی اور اس اتباع مین جو اذیتین پہونچی تھین
اُس سے ناخوش نہوتے تھے بلکہ باعث خوشی خالق کا اور اپنی عزت کا جانتے تھے اور ہمیشہ اعلان کلمہ دین مین اور ابطال
ادلہ منکرین مین کوشش کرتے تھے اسی طرح علما و محدثین اسلام سے جو آنحضرات کے تابعین سے ہین اور اُنکے ذکر احوال سے
کتابین بھری ہوئی ہین اور اُنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب علم و فضل و زہد و ورع و صدق لہجہ رکھتے تھے اور ہمیشہ
طلب حق کے لیے متحمل اذیتون کے اور انواع مصائب و شدائد کے رہتے تھے اور کسی طرح آنحضرات کے افعال مین عاقل کو
یہ شبہہ نہین ہوسکتا کہ وہ طلب دنیا کے لیے اور اغراض فاسدہ کے لیے اِس طریقہ پر تھے کیونکہ جب اُنکے ائمہ و سادات خلافت
ظاہری سے محروم تھے اور اُنکے دشمن اور غاصبان حقوق جنکی مسند خلافت ظاہری تھی تو انھین اِس طریقہ پر رہنے سے سوا طلب حق کے

کیا فائدہ دنیا متصور ہو سکتا ہی ہمیشہ قتل ہوتے تھے اور بلاے اسیری اور تاراجی خانہ اور مذلت ظاہری مین مبتلا رہتے تھے
اگر دنیا پرست ہوتے تو جو بادشاہ تھے انکی طرف رجوع کرتے جیسے علماے حضرات اہلسنت سلاطین وقت پاس جو دشمنان
ائمہ ہدیٰ تھے حاضر ہوتے تھے اور انکے حکم سے انکی خوشی کے لیے احادیث موضوعہ وضع کرکے اعزاز ظاہری اور اموال دنیوی
حاصل کرتے تھے اور جب یہ ہوا تو حق پسندی اور تدین اور صدق لہجہ ان اوصیاے دوازدہ گانہ کا اور جو انکی تابعین سے تھے اُس
مین بخوبی عقلاً ثابت ہی اور لائق اعتماد و یقین کے ہی اور کوئی شبہہ نہین ہی کہ ان سب نے تصدیق نبوت نبی آخر الزمان کی ہی
اور اسمین سب یک زبان ہین پھر اس اعتبار سے بھی قول و فعل اُن سب کا لائق اعتماد و اعتبار کے ہو سکتا ہی جسنے دعاے نبوت
اور عصمت اور امامت کیا ہو اور بہت لوگون نے اسکی تصدیق کی ہو نہ عوام الناس اور وہ کہ جسکی کچھ حقیقت بمقابل نبی و
امام کے نہو یا اغراض فاسدہ کے لیے انکا انکار کرنا ظاہر ہو پس بحیثیت نفس افعال و اقوال منکرین و ہم بحیثیت اشخاص منکرین انکے
افعال و اقوال کا قبیح و بے حقیقت ہونا اور پایہ اعتماد و اعتبار سے عقلاً ساقط ہونا ظاہر ہی اور بحیثیت نفس افعال و اقوال و ہم
بحیثیت شخص آنحضرت کے اور اُن اشخاص کے جنھون نے زمان موجودگی مین آنحضرت کے اور جنھون نے بعد وفات اُن جناب کے
تصدیق نبوت کی اُن افعال کا حسن اور اقوال کا صدق اور قابل اعتماد و اعتبار کے ہونا ثابت ہی بلکہ کالنور علی شاہق الطور ہی کہ تھوڑے
فہم والے بھی اُسے سمجھ سکتے ہین اور وہ اپنے ثبوت و ظہور مین محتاج زیادہ فکر و نظر کے نہین اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو اسی سے
عاقل کو جاننا ضرور ہی کہ جو دعوی آنحضرت نے رسالت کا فرمایا تھا وہ صادق تھا اور یقینی وہ جناب نبی برحق ہین اور جب یہ
متحقق ہو چکا تو جو انھون نے خدا کی طرف سے خلق کو پہونچایا اور بتایا وہ سب حق ہی خواہ وہ متعلق بعلم ضروری یعنی اصول دین کے
ہو یا متعلق بطاعات و معاملات و حدود و قصاص ہو اور یہ طریقہ استدلال و معرفت کا بہت خوب ہی اور مفید کمال یقین کو ہی
اور شاید کہ صدر اسلام مین بھی اسی پر عمل تھا کہ پہلے معرفت نبی مین جد و جہد کرتے تھے اور جب نبی کو نبی جان چکے تو جو وقت جو کچھ
انکا ارشاد ہوتا تھا اُن سب کی تصدیق کرتے تھے اور اُسپر عمل کرتے تھے اور اسی لیے اُنکا یقین کامل ہوتا تھا اور اس طریقہ مین
نبی کی ضرورت بہت ہی و لیکن یہ بات منافی اُسکی ہی جو اس زمانے مین بعض اشخاص آدم صورت نے یہ عوام فریبی اختیار کی ہی
کہ کہتے ہین کہ نبی کی کچھ ضرورت ہی نہین ہی اسلیے کہ جتنے احکام کتاب ہمدین ہین وہی واجب التعمیل ہین اور اسے جو عربیت
جانتا ہی وہ پہچان سکتا ہی اور یہ پرانا قول ہی جو انکے بڑون نے زمان مرض مین پیغمبر خدا کے کہا تھا کہ حسبنا کتاب اللہ اور صدور اس
قول کا اول و آخر دونون کی بے دینی اور بے خبری سے ہوا کیونکہ جسطرح حق تعالی کہ واجب الوجود ہی ایسا محجب غیوب مین
محجوب ہی کہ اُس تک رسائی ممکن کی جو مخلوق ہی ناممکن ہی اُسی طرح کلام اُسکا جو قرآن ہی ایسی کتاب معجز ہی کہ اُسکے تمام و کمال کا
علم اور جاننا بے بتاے قوت بشری سے خارج ہی بعض ظواہر آیات و احکام کے سمجھنے سے سب کے جاننے کا دعوی کرنا
حماقت ہی اسی لیے جنھون نے پہلے یہ دعوی کیا تھا انھین کے حال مین کتب اہلسنہ مین مذکور ہی کہ لفظ کلالہ و ابا کے
معنی نہ جانتے تھے اور دقائق کا اُسکے سمجھنا کیا ذکر ہی اور جسطرح معرفت اور یقین و حوالہ کے حاصل کرنے مین بادلہ عقلیہ حکمیہ وقت

طریق عمدہ معرفت اصول دین کا

اور اسی سے اکثر مذاہب باطلہ پیدا ہو گئے اُسی طرح اُس کلام بلاغت نظام کی تفسیر و تاویل دل سے کرنے مین ایسی خرابیان پیدا ہوتی ہین کہ کچھ بن نہین پڑتا اور بے اِسکے کہ سنت و کتاب دونون جمع کرے حفظ دین کا اور صحت اعتقاد و اعمال کی ممکن نہین ہے اور یہ بہت ہی سہل ہے کہ پہلے نبی کی معرفت حاصل کرے کہ وہ بہ نسبت معرفت خدا کے آسان ہے عقلاً و نقلاً کیونکہ وہ ہماری صورت پر ظاہر ہوے تھے اور بہت لوگون نے اُنھین دیکھا اور اُنکی صحبت مین رہے اور اُنکے افعال و اطوار پر شبانہ روز یکجائی کے باعث سے آگاہ ہوے اور بعد حصول اعتماد اعتقاد اُنکے اچھے ہونیکا اور تصدیق اُنکی نبوت کی اور جتنی دلیلین اُنکی نبوت کی مذکور ہوئین اُنسے بخوبی صادق دعوی نبوت ظاہر ہوا ہے جب یہ معرفت بوجہ کمال حاصل ہو جاے تو کوئی دقت باقی نہین رہتی اُنکے ارشاد و ہدایت کے موافق خدا کے بھی وجود کا اور معاد کا بھی اعتقاد کر سکتے ہین اور احکام الٰہی کی بھی تعمیل کر سکتے ہین اور طاعات و عبادات بھی اُسطرح ادا کر سکتے ہین جو باعث معبود حقیقی کی رضامندی کا ہے بالجملہ اہل مذاہب ہونے کو اِس سے بہتر طریقہ نہین ہے کہ پہلے نبی کی معرفت جو ضروری ہے حاصل کرے اور پھر اُسکے اقوال کے موافق اعتقاد کرے اور اُنکے فرمان کو بجالاے اور جسکے لیے منع کرین اِس سے اپنے تئین باز رکھے رزقنا اللہ و جمیع المومنین طاعۃ النبی المختار و آلہ الاطہار علیہ صلوات اللہ الغفار اور اسی جملہ سے دو قصہ ہین کہ فرقہ اسلام مین گذرے ہین اور سب اہل سیر و اخبار کا اتفاق ہے از قبیل متواترات ہین کسی طرح وقوع مین اُنکے بہ نظر اُنکی شہرت کے شبہہ نہین ہوتا اور بیان اُنکا مجمل استدلال یہ ہے کہ دو چیزین دنیا مین بہت عزیز ہین کہ مقتضاے بشریت سے یہ ہے کہ اُسکے مقابل مین کسی کو نہین سمجھتا ایک سلطنت کہ اُس سے زیادہ کوئی مرتبہ دنیا مین بڑا نہین دوسرے اپنی جان و آبرو اور اُس سے بھی زیادہ اپنی اولاد و اقارب کی جان و آبرو خصوصاً عورات سے اپنی جورو و بیٹی بہنون کی آبرو و عزت بہت عزیز ہوتی ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی جان دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن جب مرتبہ اختیار مین اُسے کر دین اور کہین کہ یہ کام ہے اگر تم کرو گے تو تمکو سلطنت و اقتدار و عزت و انصار نجات دینگے اور دولت دنیا بھی تمسے مساعد ہو گی اور بادشاہ وقت تمسے راضی ہو گا اور تمھارا اعزاز و اکرام بھی زیادہ ہو گا اور اگر ایسے نہ کرو گے تو نقصان مال و عزت کا و جان کا تمکو اور تمھاری اولاد و اعزہ و اقارب و عورات کو پہونچیگا اور بادشاہ وقت سے مخالفت و مخاصمت ہو گی تو یقینی اس مقام پر عاقل کبھی اپنے اختیار سے اپنی ہلاکت اور اپنے اعزہ و اقارب کی اور ذلت قید و بند و بے پردگی اپنی عورات کی اور تاراجی گھر کی اور ضیاع اموال پر امر باطل کے لیے راضی نہین ہوتا اور اگر ایسے مواضع مین کوئی اِس قاعدے کے خلاف خدا پرستی اور اتباع حق کے لیے اُن امور کا متحمل ہو جاے تو اُسکا وہ فعل لائق احتجاج اور استدلال کے عقلا اور خدا پرستون کی نظر مین ہو گا یہی حال اُن دونون قصون کا ہے اسلام مین چنانچہ بیان قصہ اول کا یہ ہے کہ خلیفہ ثانی حضرات اہلسنت نے قریب زمان وفات اپنے بعد کے لیے انتظام خلافت کا شورے پر رکھا تھا اِسطرح کہ چھ شخصون کو انتخاب کیا تھا کہ وہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد ابن ابی وقاص تھے اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سب اشخاص ایک کے خلیفہ ہونے پر اتفاق کرین تو وہی خلیفہ ہو اور اگر آپسمین

بیان اُن دو قصوں کا جن سے صدق نبوت ثابت ہوتا ہے

اختلاف

اختلاف ہو تو جسطرف زیادہ ہون وہ کم کو مار ڈالین اور اگر اختلاف مین بھی برابر ہون کہ دو شخص ایک کو اختیار کرین اور دو
شخص دوسرے پر راضی ہون تو وہ تین آدمی کہ جن مین عبد الرحمن سسر عثمان کا ہو یہ دوسرے تین شخصون کو جنمین عبد الرحمن
نہین ہی بشرط مخالفت کرنے اُنکے عبد الرحمن سے اور نہ موافقت کرنے اُسکی راے کے ساتھ قتل کرین ہر چند مطلب ان
شروط و قیود کا اس شورے مین اُن خلافت مآب کا بھی یہی تھا کہ عثمان ہی خلیفہ ہون اور علی ابن ابیطالب اپنے حق سے محروم
رہین کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عبد الرحمن عثمان کا سسر ہی اور سعد کے چچا کا بیٹا ہی اور یہ تینون آپس سے جانہونگے
والا تخصیص عبد الرحمن کی کیا ضرور تھی بالجملہ اُس روز جب جناب امیر علیہ السلام اپنے مناقب و فضائل سب کے سامنے اور
اپنا استحقاق خلافت کے لیے بیان فرما چکے اور سب تصدیق کر چکے تو اُسکے بعد عبد الرحمن نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ بیعت
کرتے ہین بشرطیکہ آپ کتاب و سنت پر اور سیرت شیخین پر عمل فرماے یہ سُنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ کتاب و سنت رسولؐ پر مین
عمل کرونگا لیکن سیرت شیخین پر عمل نہ کرونگا اور عبد الرحمن نے بھی یہ بات اسی لیے کہی تھی کہ وہ جانتا تھا کہ وہ حضرت کامل الایمان ہین
اُن دونون کی سیرت پر بسبب اُنکے مبتدع و فاسق ہونے کے عمل نہ کرینگے اور ایسا ہی ہوا بعد اُسکے یہی کلام کو عثمان سے کہا
اُسنے یہ شرط قبول کر لی اور اُسکے ساتھ سب نے بیعت کی اور آنحضرت نے خدا پرستی سے ترک سلطنت کو گوارا فرمایا اور مخالفت
رسولؐ خدا کو نہ پسند کیا اب اس جگہ سے عاقل کو غور کرنے سے کئی امر واضح ہوتے ہین ایک یہ کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب
بالضرور صاحب فضائل و مناقب ایسے تھے کہ اور کوئی اس مرتبہ مین نہ تھا یہان تک کہ اُنکے بدخواہون نے بھی تصدیق کی
فضائل کی اور اپنا مطلب دوسری طرح مکر و خدع کی راہ سے نکالا فضائل و مناقب مین انکار کر کے مخالفت نہین کی اور
دوسرے سب فضائل و مناقب کے سوا ترک کرنا سلطنت و خلافت کا بسبب نہ اختیار کرنے سیرت شیخین کے خود
کتنی بڑی فضیلت ہی کہ ہر شخص اُسے جان سکتا ہی اور غیر معصوم دوسرے سے یہ کلام نہین ہو سکتا تیسرے تصدیق و یقین
آنحضرت کا بہ نسبت صدق نبوت و رسالت جناب رسالتمآب کے کیسا کامل تھا کہ اُسکے ساتھ کسی طرح آنحضرت سے مخالفت
سنت رسولؐ کی جو اختیار سیرت شیخین مین لازم آتی تھی نہو سکی اور اگر یہ اقرار و تصدیق محض لسان ہوتا تو ایسے امر عظیم کو جو دنیا کے لیے
سب سے زیادہ مفید ہی کبھی اُسوقت ترک نہ فرماتے اور یہ بدیہی بات ہی کہ سب اصحابون سے اور اقرباؤن سے زیادہ وہ حضرت
جناب پیغمبر خدا کے رازدار تھے پھر اگر یہ نبوت واقعی نہوتی بلکہ مثال اقوال منکرین سحر یا سلطنت یا محض علم انسانی ہوتا تو سب سے زیادہ
اُسکا علم جناب امیرؑ کو ہوتا پھر جب عہد رسالت ہی گذر چکا تھا اور کوئی امید منفعت رسانی دنیا کی آنحضرت سے بسبب اُنکے انتقال
فرمانے کے اس عالم سے باقی نہ رہی تھی اور خلافت و سلطنت جو اعلیٰ درجہ ترقی کا ہی تھوڑی سی مخالفت مین آنحضرتؐ کے ارشادات سے
حاصل ہوتی تھی تو کسلیے وہ حضرت اُسے ترک فرماتے اور بادشاہ ہونے کے عوض مین فقر و فاقہ اور رعیت بننا اپنے دشمنون اور
کم رتبون کا پسند فرماتے لا واللہ ما ذلک الظن بہ حالانکہ علم و عقل ہونا آنحضرت کا ایسا متواتر و مشہور ہی کہ مثل اُنکے دوسرے کے لیے
نہین ہی اور کلمات و خطب و اشعار جو اُن جناب کی کتابون مین ہین اُن سب کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ یہ کلام نادان

یا جاہل کا نہین ہو بلکہ ایسے شخص سے صادر ہوا ہی جو عقل و حکمت سے مملو ہی اور حکیم سے خلاف حکمت نہین ہوتا پس یہ فعل آنحضرت کا
اور جملہ احوال مین آنحضرت کا تا سی پیغمبر خدا کا اختیار کرنا اول دلیل واضح صدق نبوت کی ہی دوسرا قصہ معرکہ کربلاے معلی کا ہی جو
جناب سید الشہدا اور انکے ہمراہیون سے ظہور مین آیا کیونکہ وہ سب اخبار و آثار جو اِس قصہ کے بیان مین ہین حاصل انکا یہ ہی کہ
وہ حضرت بہ حکم یزید فوج کوفہ و شام کے ہاتھ سے مع انصار و اقربا شہید ہوے اور اول امر سے از جانب یزید آخر تک اجازت تھی
کہ اگر حسین ابن علی بیعت اختیار کرلین تو امان ہی والا خون آنحضرت کا مباح ہی اور وہ حضرت بھی ایسے یقینی جانتے تھے کہ بیعت کرنے
مین بھی ہلاک ہونگا اور انصار و اقربا بھی کہ ہمین اپنی اولاد اور کیسے عزیز و قریب بھی مارے جائینگے اور بیبیان اسیر و بے پردہ ہونگی
اور ہتک حرمت اور اموال کی غارت و بربادی ہوگی جیسا کہ قبل از وقوع واقعہ اپنے نانا کے خبر دینے کی راہ سے سب کو اس سے
خبردار کرتے تھے معہذا الک کیسی کیسی صعوبتون اور شدتون کے خود بھی وہ حضرت اور انکے ہمراہی متحمل ہوے کہ زبان قلم کو اسکے
بیان کی طاقت نہین ہی اور ہرگز انسان بمقابل ان شدائد کے صبر نہین کر سکتا اور خود بھی وہ حضرت پروردہ کنار رسول خدا تھے
اور انصار ون مین بھی اصحاب رسول اور تابعین سے تھے پھر اگر یہ نبوت صادق نہوتی تو کسطرح ہو سکتا ہی کہ ایسے شدائد مین بھی
مبتلا ہونے کے بعد بر سر ناحق رہتے اور بیعت کو اختیار کرکے خود اور انصار حضرت کے اپنے تئین اس ہلاکت سے نہ بچاتے حالانکہ
مشہور کلمات سے آنحضرت کے یہ ہین کہ فرماتے تھے جواب طلب بیعت مین کہ یزید فسق ظاہر کو عمل مین لاتا ہی اور میرے نانا نے
فاسق کی اطاعت کرنے کو منع فرمایا ہی مجھسے شخص کو ایسے کی اطاعت زیبا نہین یا جو کوئی راہ مین یا بعد کربلا پہونچنے کے کچھ
موافق ظاہر مصالح دنیا کے سمجھتا تھا تو اسکے جواب مین فرماتے تھے کہ مجھسے نانا نے میرے یہ فرمایا ہی اسکی مین مخالفت نہین کر سکتا
بالجملہ جسقدر شدائد و مصائب آنحضرت پر اور انکے ہمراہیون پر اور بعد شہادت آنحضرت کے جناب علی ابن الحسین علیہ السلام اور سب
اہلبیت رسول پر گذرے کہ وہ کتابون مین مذکور ہین انکے متحمل یہ حضرات نہین ہوے مگر خوشی خالق کے لیے اور جتنے انصار
و اقربا کہ مارے گئے غرض سب کی یہ تھی کہ آج حفظ و حمایت اقرباے رسول مین کہ ہم بہ حکم قرآن اور نبی سید الانس والجان انکے
امانت دار ہین جانین اپنی قربان کیجیے اور اسکا عوض خدا اور رسول سے لیجیے سوا اسکے دوسرا مطلب نہ تھا کیونکہ سب جانتے تھے
کہ مقابلہ بادشاہ جابر سے ہی اور ہماری جمعیت بہت ہی قلیل ہی اس لشکر کثیر کے مقابل سوا مارے جانے کے اور کچھ انجام نہوگا
اور کوئی امید بہبود دنیا کی سید الشہدا سے کسی کو بعد کربلا پہونچنے خصوصا روز عاشورا جب لڑائی شروع ہو چکی تو باقی نہ تھی
اور جسطرح سید الشہدا کے لیے اختیار تھا کہ جب بیعت کرلین تو امان ہو اسی طرح جملہ انصار و اقربا جانتے تھے اور دیکھتے تھے کہ
جو چلا جائیگا اسے کوئی نہ ماریگا اور جو اٹھ گئے انسے کوئی متعرض نہوا پھر اگر یہ دین اور نبوت حق نہوتی تو کسطرح وہ حضرت سے
اختیار کرتے اور انصار و اقربا بھی ایمین انکی اعانت کرتے اور سب اہلبیت اِس فعل کے ہمیشہ در پی تحسین رہتے ایسے امتحان کے بعد
کسی طرح شبہہ نہین ہوتا کہ یہ نبوت حق نہین ہی بلکہ یہ واقعہ صدق نبوت اور حقیقت مذہب کے لیے ایسی دلیل ہی کہ مثل اسکے
اور اہل ادیان و ملل سابقہ کو حاصل نہین ہوے اور یقین ہی کہ جو عاقل اِسمین غوض و فکر کریگا اور کتب مین ان مصائب و شدائد کو

جو منکرون ہین دیکھینگا وہ یقینی جانیگا اس سے بہتر شاہد حقیقت مذہب پر اور کیا ہوسکتا ہی اسلیے کہ ماہی سے سرداد و نداد در
دست یزید ؎ باشد کہ بنائے لا الٰہ است حسین

دسوین فصل بیان مین بعض فضائل و مناقب کے آنحضرت کے

جنکا اعتقاد کرنا ضروری ہی واضح ہو کہ کسکی مجال ہی کہ جسکی ایک مدح خلق مین حق تعالیٰ فرماے اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیمٍ اسکے مناقب لکھ سکے اور اسکے فضائل کا احصا کرسکے حقیقت مین انکے فضائل و مناقب کو یا خالق جانتا ہی یا مخلوق مین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جانتے تھے اور انکے جانشینان عالم مین بالجملہ جناب اخوند صاحب نے حق الیقین مین فرمایا ہی کہ جاننا چاہیے کہ آنحضرت سب دنیون پر مبعوث ہوے تھے خصوصیت عرب کی نہ تھی اور اسی طرح نبی جان پر بھی خدا کی طرف سے مبعوث ہوے تھے اور یہ بات بنص قرآنی ثابت ہی اور حضرت کا دین و شرع ناسخ سب دینون کا اور شریعتون کا ہی اور بعد حضرت کے پیغمبر نہوگا اور وہ حضرت سب مخلوقات خدا سے افضل ہین کیا فرشتے اور کیا انسان اور کیا جنیان اور اسی طرح جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور جملہ ائمہ سے افضل تھے اور جو بعض غلات نے کہا ہی کہ علی ابن ابیطالب پیغمبر خدا سے افضل تھے وہ کفر ہی انتہیٰ محصّل کلامہ اور پوشیدہ نرہے کہ مقام اعتقاد مین بہت احتیاط اور تحقیق اور میانہ روی ضرور ہی نہ یہ کہ اخبار احاد پر اعتماد کر کے جو کچھ درباب فضیلت گوش زد ہو اسپر اعتقاد کرین اور سمین تامل نہ کرین کہ اس سے کیا کیا خرابیان پیدا ہوتی ہین کیونکہ اعتقاد فضائل مین بہت اشکال ہی ذراسے قدم بڑھانے مین حد اعتدال سے مرتبہ غالی کو پہونچ جاتا ہی اور تھوڑی تفریط سے مقصر کے مرتبہ مین آجاتا ہی اسلیے چاہیے کہ حد اعتدال کا حافظ رہے اور افراط و تفریط سے اپنے تئین بچاے اور خدا سے حفظ و عصمت کو طلب کرتا رہے اس جگہ پر حق یہ ہی جو اخوند صاحب نے فرمایا ہی نہ وہ کہ جو کلام غلات و مفوضہ سے بسبب اپنے جہل کے مانوس و مالوف ہوگئے ہین اور جو کلام عربی منسوب طرف ائمہ علیہم السلام کے سن لیا بے اسکے کہ اسکے راوی کی تحقیق کرین اور متشابہ کو محکم پر اور مجمل کو مفصل پر عرض کر کے تحقیق و تنقید کرین اور دیکھین کہ اس زمانہ غیبت مین سکی تسلیم و اعتقاد سے کیا ہوتا ہی اسے معمول اور معتقد کرتے ہین اور منبرون پر اور صحبتون مین بیٹھکر جاہل شیعون کو سناتے ہین کہ وہ موجب انکے فساد اعتقاد کا ہوتا ہی جیسا کہ بعضین اشخاص نے موافق خبر مشہور نَزِّلُونَا عَنِ الرُّبُوبِیَّةِ وَ قُولُوا فِینَا مَا شِئْتُمْ کے یہ توہم کیا ہی کہ یہ خبر دلالت اس بات پر کرتی ہی کہ خدا ہونے کے سوا جس صفت و صفت کو کہ چاہو وہ حضرات ائمہ اثنا عشر کے واسطے ثابت کرو اور بعض انمین سے جو اسکے قائل ہوے کہ ائمہ علیہم السلام کی طرف نسبت خلق کی اور روزی رسانی کی بھی جائز ہی انکا بھی متمسک یہی روایت ہی اور واقع مین یہ اوہام باطلہ سے ہین بلکہ مراد اس سے یہ ہی کہ حد سے تجاوز نہ کرین تو سچی تعریف و مدح انکی جہان تک کرینگے وہ کم ہی اس مرتبہ سے جو انکے مناقب و فضائل کا ہی اور یہ حضرات کا ارشاد فرمانا کہ لَا تَرْفَعُونَا فَوْقَ حَدِّنَا یعنی جو ہماری حد ہی اس سے زیادہ ہمین بلند نہ کرو یہ صاف دلالت کرتا ہی کہ افراط و غلو کے مرتبہ کی طرف نہ جاؤ اور ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے کہ افضل بشر بلکہ افضل مخلوق خدا ہین اور ہمیشہ ائمہ علیہم السلام اپنے انتساب کو آنحضرت کی طرف باعث مفاخرت اور مباہات کا اپنے جانتے تھے ائمہ علیہم السلام کو تفضیل دینا پاؤن کا حد اعتدال سے باہر نکالنا ہی اسی طرح آنحضرت کی طرف خلق

دسوین فصل بیان مین اُن مناقب کے جنکا اعتقاد کرنا ضروری ہی

ورزق کی نسبت کرنا اُس سے زیادہ فحش ہی کیونکہ خدا کے رب ہونے مین مالک ہونا اور خالق ہونا اور رازق ہونا داخل ہی پس مرتبہ ربوبیت سے اُتارنا اُسی وقت متحقق ہوگا جب اِن مدارج سے اُتارین والا درجہ عبودیت سے مرتبہ ربوبیت کی طرف اُٹھاتا ہوگا اور چونکہ کتاب التوحید مین بحمد اللہ مین اسے اچھی طرح لکھ چکا ہون اِس سے محتاج اعادہ کا نہین یہان بسبب مناسبت مقام کے بقدر اشارہ ضرور تھا کہ بیان عقائد مین ہر مقام پر ضروری بات اُس جگہ کی رہ نہ جانے پاے فقط۔ اب یہ کہ انبیا او اوصیا علیہم السلام فرشتگان سے افضل ہین پس یہ مسئلہ اختلافی ہی فرقہ ہاے اسلامیہ مین چنانچہ معتزلہ کا مقولہ یہ ہی کہ فرشتون کی نوع نوع بشر سے افضل ہی اور ملائکہ مقربین انبیاے مرسلین سے افضل ہین اور فرشتگان غیر مقرب سے انبیا فاضل تر ہین اور اشاعرہ کا مذہب یہ ہی کہ جمیع پیغمبران ملائکہ سے مطلقاً بہتر ہین نہ اوصیا اور امامیہ کا مذہب یہ ہی کہ انبیا اور اوصیا جملہ ملائکہ سے افضل ہین چنانچہ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ اعتقادات مین فرمایا ہی کہ اِنَّ اِعْتِقَادَنَا فِی الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ اَنَّهُمْ حُجَجُ اللّٰهِ وَاَنَّهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ اور یہ مسئلہ شیعون کا اجماعی ہی بلکہ ضروریات ایمانی سے ہی اور اِس اعتقاد کا ظہور انمین ایسا ہی کہ انکی جانب مقابل بھی سب جانتے ہین چنانچہ مصنف تفسیر کبیر نے کہا ہی مَذْهَبُ الْاِمَامِيَّةِ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَوْصِيَاءَ كُلَّهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ اور بعض علماے امامیہ نے مثل محقق طوسی وغیرہ نے اِس تفضیل کو معلل کیا ہی ساتھ پاے جانے قوتون کے انبیا مین جو مضاد قوت عقلیہ کے ہین بسبب اسکے کہ وہ افراد بشر سے ہین اور مقہور کرنا اُنکا قوتہاے شہوانیہ کو انقیاد و اطاعت فرمان ملک دیان کے واسطے ظاہر ہی بخلاف فرشتون کے کہ وہ قوتہاے شہوانیہ سے پاک اور بری ہین پس انمین وہ چیز جو اطاعت کے معارض ہو پائی ہی نہین گئی اور اِس جہت سے وہ جہاد نفس کی طرف جو جہاد کبیر نام رکھا جاتا ہی محتاج نہین ہی اور جب یہ ہوا تو انبیا اور اوصیا مجاہد کے مرتبہ مین ہونگے اور ملائکہ غیر مجاہد کے مرتبہ مین اور فضیلت مجاہد کی غیر مجاہد پر ہوشیار وفہیم کے نزدیک ظاہر ہی انتہی اور اِس مذہب کی صحت پر اخبار کثیرہ دلالت کرتے ہین کہ بعض اُنمین سے وہ ہی جو فرمایا ہی کہ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَخُدَّامُنَا وَخُدَّامُ شِيْعَتِنَا اور یہ امر بھی جاننا ضرور ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جملہ انبیا و رسل سے افضل تھے بلکہ انحضرت کے اوصیا بھی پیغمبران سابق سے بہتر تھے اور جناب سید سند نے اِس سے کہا کہ یہ قول علی الاشہر اقوی ہی اور اقوال سے جو اِس بارے مین ہین اور مصنف رسالہ کا بھی یہی معتقد ہی اگرچہ اِسمین حضرات اہلسنت کی طرف سے بہت کچھ موافق اپنے طریقہ کے منع مین اسکے جد و جہد کی گئی ہی ولیکن وہ اِس مرتبہ مین ہین کہ اُسے کہین تِلْكَ قَعَاقِعُ لَا اَصْلَ لَهَا چونکہ یہ مسئلہ ضروریات ایمان کا ہی اسلیے واجب ہی کہ پہلے قول مانعین کو لکھکر پیچھے اُسکے دفع کو ذکر کیا جاے اور قوت اِس قول کی نقل کی جاے کہ تا معتقد کو خلجان نہ رہ جاے واضح ہو کہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بہ نسبت اِس مسئلہ کے جو اپنے تحفہ مین لکھا ہی اُسکا محصل یہ ہی کہ غیر نبی نبی کے برابر ثواب و منزلت و قرب مین پیش خدا نہین ہو سکتا چہ جاے اسکے کہ اُس سے افضل ہو جاے اور یہی مذہب سب فرقون کا اسلام کے ہی سواے فرقہ امامیہ کے کہ اِس مسئلہ مین اُنکے آپسمین خرخشہ بہت ہی اسقدر پر خود بھی اجماع رکھتے ہین کہ جناب امیر اُن پیغمبرون سے جو اولو العزم نہین ہین افضل ہین اور پیغمبر آخر الزمان سے

تحقیق انبیا اور ائمہ کے افضل ہونے کی فرشتگان سے

تحقیق ائمہ کرام علیہم السلام کے افضل ہونے کی انبیاے سابق سے

افضل نہین ہین اور انبیاے اولوالعزم سے جناب امیر کے افضل ہونے مین بعض نے اُنکے توقف کیا ہی چنانچہ ابن مطہر حلی بھی متوقفین سے ہین اور بعضے حضرت امیر کو اُنکے برابر جانتے ہین اور چونکہ فرقہ زیدیہ نے اس باب مین رد شنیع امامیہ پر کی ہی اور روایات متواترہ جنسے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جو شخص کہے کہ کوئی امام ائمہ سے انبیا سے افضل ہی پس وہ ہالک ہی اور ان اخبار کو انھون نے ائمہ ثلثہ سے کہ مراد اُس سے حضرت امیر اور سبطین ہین اپنی کتابون مین ذکر کیا ہی تو اہلسنت کو حاجت اثبات کی اِس مطالب کی شیعون کی کتابون سے اقوال عترت نبی سے اب باقی نہین رہی لیکن بنابر اسکے کہ اس رسالہ مین التزام اسکا کیا ہی کہ کتب امامیہ سے ہر بحث مین کچھ کچھ نقل کیا جاتا ہی اسلیے نقل کرتا ہون کہ کلینی نے ہشام احول سے کہ اُسنے زید ابن علی سے روایت کی ہی اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَئِمَّہ وَاِنَّ مَنْ قَالَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَھُوَ ضَالٌ کہ اُسکا محصل یہ ہی کہ پیغمبران علیہم السلام ائمہ سے افضل ہین اور جو اسکے سوا کہے وہ گمراہ ہی اور لیکن مخالفت انکی اس عقیدہ کی کتاب ہندسے بس اظہر من الشمس ہی کیونکہ سب قرآن دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ انبیا برگزیدہ کیے گئے ہین تمام عالم سے اور عقل بھی صریحًا دلالت کرتی ہی کہ پیغمبر کو واجب الاطاعت کرنا اور اُنپر وحی کا بھیجنا اور اُنہین علی الاطلاق سب پر حاکم کرنا کہ جس بات کو چاہین اُسکے کرنے کو حکم دین اور جو چاہین اُسکے نہ کرنے کو نہی کرین اور امام کو اُنکا نائب اور تابع کرنا بدون اسکے کہ نبی امام سے فضیلت رکھتا ہو متصور نہین ہو سکتا اور چونکہ یہ معانی ہر نبی مین موجود ہین اور ہر امام مین مفقود ہین تو کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہو سکتا یہان تک کہ شاہ صاحب نے کہا ہی کہ ہمیشہ امامیہ کا یہ قاعدہ ہی کہ فروع مین اِس قدر غلو کرتے ہین کہ اصول کو خراب کر دیتے ہین فقط اور اگرچہ جواب اِسکا علماے امامیہ نے جوابات مین تحفہ اثنا عشریہ کے سبب شرح و بسط کے ساتھ دیے ہین کہ وہ بے بنیاد کرتے ہین اور واقع مین اس رسالہ مین وہ اُمور لکھے جاتے ہین کہ جنکا اعتقاد کرنا موافق مذہب امامیہ کے ضرور ہی نہ زور نمائی اور بسط کلام جیسا کہ علم کلام کی کتابون مین دستور ہی لیکن چونکہ فی الجملہ استدلال ہر مسئلہ مین ضرور ہی تاکہ سبب حصول یقین کا ہو اسلیے اس مسئلہ مین بھی ضرور ہی کہ اس خلاف کا جواب اور تضعیف اور اپنے دعوے کی تقویت لکھی جاے تاکہ دیکھنے والے کو حقیقت امر پر اطلاع حاصل ہو پس کہتا ہون مین کہ جو دلیل عقلی شاہ صاحب نے اِسمین لکھی ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ نبی کہ جو منوب عنہ ہی ہر امام سے جو نائب ہی افضل ہونا چاہیے یہ فضیلت ہر منوب عنہ مین بہ نسبت اُسکے نائب خاص کے جو اسکی فرع ہی البتہ مسلم ہی تاکہ فرع کی زیادتی اصل پر لازم نہ آے لیکن یہ مستلزم اسکو نہین ہوتی کہ ہر فرد منوب عنہ کی دوسری منوب عنہ کی بھی نائب سے بہتر ہو اور نہ اُسکی مستلزم ہی کہ ہر فرد نائب کی ہر فرد سے منوب عنہ کی افضل ہو کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہی کہ بعض افراد منوب عنہ کی اس مرتبہ مین افضل و اعلی ہو کہ اُنکے نائب سوا اپنے منوب عنہ کے اور سب افراد منوب عنہ سے افضل ہون جیسا کہ یہ بات غور کرنے سے اصول و فروع نباتات مین اور تامل حال سلاطین و وزراء دنیا کی بخوبی واضح ہوتی ہی کیونکہ یہ ضرور ہی کہ ہر فرع اپنی اصل کی محتاج ہو اور اُس سے ضعیف ہو لیکن یہ ضرور نہین ہی کہ ہر فرع نبات جملہ اصول نباتات سے ضعیف ہو اور اسی طرح ہر وزیر بہ نسبت اپنے بادشاہ کے جسکا نائب ہی محتاج ہی اور ضعیف ہوتا ہی لیکن بہ نسبت جملہ بادشاہون کے اور فرمانروایون کے

اُسے کم پایہ وضعیف ہونا ضرور نہین ہی بلکہ ممکن ہی کہ جو بادشاہ ہفت اقلیم ہو تو اُسکے وزرا یقینی اور سلاطین سے زیادہ صاحب اقتدار وقوت ہونگے جیسا کہ اِس زمانے مین ہم دیکھتے ہین کہ ہمیشہ نواب گورنر جنرل بہادر وزیر ہندوستان جملہ سلاطین وفرمانروایان ہندستان بلکہ اور مقامات کے بھی سلاطین سے زیادہ قوی وباقتدار ہوتے ہین اِسی طرح اگر جناب رسالتمآب ختمی صلی اللہ علیہ وآلہ کہ باالاتفاق تمام رسولان وپیغمبران سے افضل ہین اور شریعت آنحضرت کی ناسخ جمیع شرائع کی ہی انکے وصی اور نائب بھی اور پیغمبرون سے افضل ہون تو اِسمین کیا استبعاد ہی اور جب استحالہ عقلی اِس بیان سے مرتفع ہوا تو نصوص واحادیث فضیلت وافضلیت کی واجب العمل ہونگی کیونکہ اُنکا کوئی صارف پایا نہین گیا جس سے وہ واجب العمل نہون اور وہ نصوص مستفیضہ ہین کہ موافق طریق امامیہ اور حضرات اہلسنت کے وارد ہوئی ہین اور انشاءاللہ بعض اُنکی عنقریب لکھونگا مگر جو روایت کہ شاہ صاحب نے کافی مین لکھی ہی وہ زید ابن علی سے مروی ہی اور زید کا قول امامیہ کے نزدیک حجت نہین ہی اور یہ معارض وراحادیث وادلہ کو نہین ہوسکتا اور جب قول زید حجت نہوا پس نصوص زیدیہ شیعون پر حجت کس طرح ہونگی واقع مین اِس روایت کو حجت شیعون پر لانا اُنکا کام تھا جو حال اختلاف فرق سے آگاہ نہو لیکن یہ ایسی بات ہی کہ جناب شاہ صاحب کی طرف اِسکی نسبت نہین ہوسکتی ہان یا اِسلیے ہوگا کہ اپنے فرقے والے جانین کہ دوسرے فرقے کو انکی کتاب وروایات سے الزام دیا یا عوام شیعہ جو دیکھین اور روایت کلینی کا نام سنین تو اُسے بجبر قبول کرنے لگین اور کچھ نہ بن پڑے اور اسوجہ سے انکی نظر مین اپنا مذہب بے حقیقت معلوم ہو اور یہ جو اُنھون نے فرمایا ہی کہ غیر نبی نبی کے برابر نہین ہوسکتا چہ جاے اِس بات کے کہ اُس سے افضل ہو اور سب اسلام کے فرقون کا یہی مذہب ہی سواے امامیہ کے فقط یہ بات کچھ ولولہ مین نوک قلم سے نکلی ہی والا کیا سب فرقہ ہاے اسلامی کا یہ مذہب ہی کہ سب ملائکہ بھی جو غیر نبی ہین وہ انبیا سے مفضول ہین اور جملہ انبیا جمیع ملائکہ سے افضل ہین کیونکہ غیر نبی کا مفہوم افراد انسانی اور افراد فرشتگان اور نبی جان سب کو شامل ہی اور اگر یہ کہین کہ نہین مراد ہماری غیر نبی سے افراد انسانی مین ہی جب بھی یہ کلیہ بقول محققین صوفیہ منقوض ہوگا اور کیا وہ حضرات فرقہ ہاے اسلامیہ سے خارج ہین اور اِسمین کوئی شبہ نہین ہی کہ اِس فرقہ والون کے نزدیک اہل اسلام سے یہ بات مقرر ہی کہ مرتبہ ولایت کا اشرف ہی مرتبہ نبوت سے جیسا کہ کتاب فصوص مین اِسکی تصریح موجود ہی اور یہان ترجمہ اُسکا بطور محصل مین لکھتا ہون جسے منظور ہو اصل کتاب سے مقابلہ کرلے شیخ محی الدین عربی فرماتے ہین کہ خاتم الاولیا اگرچہ احکام ظاہری مین تابع خاتم الرسل کے ہوتا ہی لیکن یہ تابع ہونا اُنکے مقامات مین قدح نہین کرتا اور جو ہمارا مذہب اُسکے بارے مین ہی اُسکے مناقض نہین ہوتا کیونکہ وہ اگرچہ اِس حیثیت سے پست تر ہی لیکن ولایت کی حیثیت سے مرتبہ اُسکا اعلی ہی اور بسبب ہمارے ظاہر شرع کے بھی بعض اُمور ایسے واقع ہوے ہین کہ جو اِس قول کی ہمارے تائید کرتے ہین جیسا کہ اسیران بدر کے لیے عمر کا حکم فضیلت رکھتا تھا اُسے جسکے لیے پیغمبر خدا حکم فرماتے تھے اور ایسا ہی حال ہی تابیر نخل کا پس لازم نہین ہی کہ کامل جمیع وجوہ سے کامل ہو اور جو مردون کی نظر مین معتبر ہی وہ پہلے خدا کا جاننا ہی ولیکن اور حوادث کا جاننا پس اہل

حوادثات کے ساتھ متعلق نہین ہوتے اور ہر گاہ پیغمبر خدا کے واسطے نبوت کو بصورت ایک دیوار کے جو اینٹون سے بنائی گئی ہو دکھایا تھا اسلیے آنحضرت نے اُسے جمیع وجوہ سے کامل پایا سوا ایک اینٹ کی جگہ کے پس وہ حضرت اُس اینٹ کی جگہ خود ہوگئے اور بات ایسی ہی ہی کہ پیغمبر خدا نہین دیکھتے مگر ایک اینٹ کو اور لیکن خاتم الاولیا پس اُسے ضرور ہی کہ دو اینٹ کی جگہ کو خالی دیکھے ایک سونے کی اینٹ ایک چاندی کی اور اُسکے وجود سے دونون اینٹون کی جگہ کامل ہوجاے اور اِسکا سبب یہ ہی کہ وہ احکام ظاہری مین تابع شرع خاتم الرسل کا ہی اور وہ کنایہ ہی چاندی کی اینٹ سے اور چونکہ وہ باطن مین علوم کو جناب باری تعالی سے لیتا ہی اور سب پیغمبرون کو جسطرح وہ اپنی حقیقت پر ہین دیکھتا ہی اور وہ اکتساب اُس جگہ سے کرتا ہی کہ جہان سے وہ فرشتہ جو وحی لاتا ہی پیغمبر کی طرف وہ لیتا ہی پس مراد سونے کی اینٹ سے وہ ہی انتہی اور ظاہر ہی کہ موافق اِس قول کے خاتم الاولیا کا افضل ہونا خاتم الانبیا سے جنکا وہ تابع ہی بخوبی واضح ہوتا ہی اور یہ افضیلت امامیہ کے قول سے بہت زیادہ ہی کیونکہ امامیہ نے کب ایسی فضلیت کا دعوی کیا ہی شیعہ تو یہ کہتے ہین کہ وصی جناب خاتم الانبیا کے اور خود وہ حضرت جو افضل رسل ہین اور سب پیغمبران سابق اُنسے مفضول ہین یہ دونون افضل ہین انبیاے گذشتگان سے نہ خود جناب ختمی مآب سے پھر اب کیونکر یہ صحیح ہوگا کہ سواے امامیہ کے سب فرقہ ہاے اسلامیہ کے نزدیک نبی سے غیر نبی افضل نہین ہی فما لکم کیف تحکمون اور جیسا پہلے فرقہ امامیہ کو مورد طعن گردانا جاتا تھا اب جو کچھ کہنا ہو وہ یہ نسبت مصنف فصوص کے الزام دین یا تحسین کرین کہ اُنکی تحقیق اور جسارت شیعون سے بہت زیادہ ہی اور اگر اُنکے اِس قول سے راضی ہین تو شیعون کی احتیاط اور میانہ روی اور حق پسندی تو فی الواقع لائق مدح ہی لیکن تعجب کی بات یہ ہی کہ اِس دلیل کو کہ مفضول افضل نہین ہوسکتا کیون ذکر کیا کاش اِس مسئلہ مین ہماری تائید کرتے تو اتنا لازم آتا کہ علی ابن ابیطالب اور اُنکے جانشینان علیہم السلام کہ سب عترت و اقرباے نبی ہین اور اُنکی مودت کو حق تعالی نے قرآن مین اجر رسالت قرار دیا ہی اور اس اعزاز و اختصاص مین بھی اور انبیا سے زیادہ ہین افضل انبیاے سابق سے ہوتے اور یہ بھی واقع مین فضیلت نبی آخر الزمان کی تھی کہ اُنکی نیابت کے باعث سے یہ افضل ہوتے تھے ہان جو مخدور اِسے لازم آتا وہ یہ تھا کہ علی ابن ابیطالب کا اقرار فضیلت ہوتا تھا پھر یہ تو طبقہ اسلام مین کالشمس فی غایۃ الاشراق ہی اور اِسی لیے اُدھر علماؤن نے امامت مین تقدیم مفضول کے فاضل پر تجویز کی ہی پھر کیا مضائقہ تھا یا توقف اِس مسئلہ مین کرتے اِس انکار اور ملامت نے جواب دہی کو واجب کیا والا ایک عمدہ فرد افراد معتقدات شیعہ سے جاتی ہی بالجملہ جو قباحت اِس دلیل کے ذریعہ سے شیعون کے لیے طلب کی جاتی ہی وہ یا متبنی مذہب حضرات اہلسنت و اُنکی دلیل تحقیقی پر صحیح ہی اور اُسکا فساد مستغنی ہی بیان سے کیونکہ بنا صحت خلافت کی خلفاے ثلثہ کی اور اُنکے امثال کی موقوف ہی اِس بات پر کہ مفضول کا امام کرنا فاضل پر صحیح ہی اور اِس قاعدے کی بنیاد کی مضبوطی کو اُدھر کے علمانے کسقدر تقویت اور زور دیا ہی کہ کتابین بھری ہین یہان تک کہ مصنف تفسیر کبیر نے مسئلہ جواز تقدیم مفضول مین فاضل پر استدلال کیا ہی اِس سے کہ جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے اسامہ بن زید کو خلیفہ اول جناب ابی بکر اور خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب پر یا تنہا اُنھین خلافت مآب پر

علی خلاف الروائتین ایسا گر دانا تھا باوجود اسکے کہ دونون صاحب اس سے فضل تھے فقط پھر جب یہ جائز ہوا تو اُنکے نزدیک
ترجیح راجح کیونکر لازم آئیگی یا وہ قباحت مسلک عدلیہ کی بنا پر لازم آتی لیکن وہ بھی ناتمام ہی کیونکہ اُسکا وقت وہ ہی جب اسکے
قائل ہون کہ وصی پیغمبر اپنے نبی سے افضل ہی اور یہ شیعون کے عقیدے سے منزلون دور ہی کیونکہ یہ قاطبۃً پیغمبر خدا ختمی
صلی اللہ علیہ وآلہ کو جناب امیر سے افضل جانتے ہین ہان یہ اُنکے ساتھ متعلق ہو سکتی ہی جو مرتبہ ولایت کو مرتبہ نبوت سے
اشرف جانتے ہین پھر کسطرح اسکے ذریعہ سے شیعون پر طعن و ملامت وارد ہو سکتی ہی علاوہ اسکے خود اُنکے یہان امام غزالی نے
روایت کی ہی الشَّیْخُ فِی قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِہٖ پھر جب شیخ مثل نبی ہو تو کیا وجہ ہی کہ نائب حقیقی افضل الرسل کا جسے خود بحکم خدا
نائب کیا تھا وہ شیخ سے بھی افضل نہو اور جب شیخ نبی کے برابر ہوا تو جو افضل شیخ سے ہی وہ نبی سے افضل ہو چکا اور ابن مسعود سے
روایت کی گئی ہی کہ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُحَدِّثَ النَّاسَ اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ اٰتَاہُ اللّٰہُ اَجْرَ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا اور شیخ عبد القادر جیلانی نے
غنیۃ الطالبین مین روایت نقل کی ہی کہ مَنْ تَعَلَّمَ بَابًا لِیُعَلِّمَ النَّاسَ اُعْطِیَ ثَوَابَ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا وَصِدِّیْقًا پس ایسے
بزرگوار جب اُمت کے ایک شخص کے واسطے مساوات یا فضلیت انبیا سے روا رکھتے ہین تو اگر شیعون نے وصی افضل البشر کیلیے
روایت ایسی نقل کی تو کیا وجہ ہی جو یہ مورد طعن و ملامت کے گردانے جائین لیکن دیکھنے کو چشم انصاف وحق بینی ضرور ہی نہ یہ کہ
ہمہ تن ہمت مصروف طرف تخریب والزام دہی کے ہو کہ ایسے وقت مین خیال حق و باطل کا باقی نہین رہتا بحمد اللہ کہ
حقیر کو تخریب مذہب سے کسی کے مطلب نہین ہی بلکہ اصل مقصود اثبات اُسکا ہی جسکا ہمین عقیدہ کرنا چاہیے نہ نقض و
ابرام کیونکہ یہان اُس سے کام نہین ہی بالجملہ اصل مطلب یہ ہی کہ اوصیاے جناب ختم الرسل اور پیغمبرون سے افضل ہین اور
اُسکا استحالۂ عقلی رفع کر چکا ہون اب جو آیات واحادیث کہ اُسکی صحت پر دلالت کرتی ہین اُسے لکھتا ہون لیکن یہ تنبیہ
پہلے جاننا چاہیے کہ خود انبیا مین نسبت فضائل و مناقب کی برابر نہین ہی جیساکہ حق تعالی قرآن مین فرماتا ہی تِلْکَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجَاتٍ اُسکی تفسیر مین قاضی بیضاوی نے جو کہا ہی اُسکا محصل یہ ہی کہ تِلْکَ الرُّسُلُ
یا اشارہ ہی طرف اُس جماعت انبیا کے جنکے قصے اِس سورے مین بیان ہوے یا مراد وہ جماعت ہی جنکا علم پیغمبر کو تھا یا لام
استغراق کے واسطے ہی تو اُسوقت مین جمیع پیغمبران مراد ہونگے اور فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ کے معنی کہین ہین کہ یعنی مخصوص کیا ہی
اُسے بعض کو بعض سے ساتھ ایک منقبت کے یعنی ایک صفت کے جو اُنکے دوسرے کے واسطے نہین ہی مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ
اِسے کہا ہی کہ یہ تفصیل ہی اُس تفضیل کی جو فَضَّلْنَا مین فرمایا تھا اور مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ کو کہا ہی کہ وہ موسی ہین اور بنابر دوسرے قول کے
موسی اور محمد علیہما السلام ہین کیونکہ موسی علیہ السلام سے کلام حق تعالی نے لَیْلَۃَ الْحَیْرَۃِ اور کوہ طور پر فرمایا ہی ومحمد صلی اللہ
علیہ وآلہ سے شب معراج کو کلام فرمایا ہی جب مرتبہ قرب مین قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اسے معزز ومخصوص ہوے ہین اور صاحب
فہم پر فرق دونون صاحبون کے درجے کا اُنکے مقام صدور کلام ملک علام سے واضح ہوگا اور رَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجَاتٍ کی
تفسیر مین کہا ہی کہ یہ اِسطرح کہ جسکے رتبے کو بلند کیا اُسے اُسکے غیر پر فضیلت بوجوہ متعددہ اور بمراتب متباعدہ دی اور وہ محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہ وہ حضرت مخصوص ہین ساتھ دعوت عام کے اور حجت ہاے متکاثرہ اور معجزات مستمرہ اور آیات
اور نشانیون کے جو پے در پے ساتھ تعاقب دہر کے ظاہر ہوئین اور ہوتی ہین اور فضائل علمیہ اور عملیہ آنحضرت کے ہین جو حد حصر سے
خارج ہین اور کھل کر نام جو حضرت کا یہان ذکر نہ فرمایا بلکہ بابہام کہا اسکی وجہ حضرت کے مرتبے کی بزرگی ہی اور یہ ابہام
بمنزلہ اسکے ہی کہ گویا علم متعین ہی اس وصف کے لیے جو تعین سے مستغنی ہی اور سعدالدین تفتازانی نے کہا ہی کہ ھٰنا ھُوَ المُختار
فِی اَفضَلُ الاَنبِیَاءِ عَلٰی مَا اِستَقَرَّ عَلَیہِ رَای العُلَمَاءِ وَفِی التَّعبِیرِ عَنہُ بِاللَّفظِ المُبہَمِ تَنبِیہٌ عَلٰی اَنَّہُ مِنَ الشُّہرَۃِ بِحَیثُ لَا یَذہَبُ
الوَھمُ اِلٰی غَیرِہٖ فِی ھٰذَا المَعنٰی اَلَا تَرٰی اِنَّ التَّنکِیرَ الَّذِی یُشعِرُ بِالاِبہَامِ کَثِیرًا مَا یُجعَلُ عَلَمًا مِنَ الاَعظَامِ وَالاَفخَامِ
فَکَیفَ اللَّفظُ المَوضُوعُ لِذٰلِکَ بالجملہ اس تفسیر وتنقیح سے بخوبی ثابت ہوا کہ انبیا بھی سب فضیلت مین برابر نہین ہین ولیکن جناب
رسالتمآب ختمی صلی اللہ علیہ وآلہ سب سے افضل اور بلند مرتبہ ہین اور اسی طرح اسکی تفسیر مین فاضل کاشانی نے بھی عیون اخبار الرضا
سے ایک حدیث نقل کی ہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے کہ آنحضرت نے فرمایا مَا خَلَقَ اللہُ خَلقًا اَفضَلَ مِنِّی وَلَا
اَکرَمَ عَلَیہِ مِنِّی قَالَ عَلِیٌّ فَقُلتُ یَا رَسُولَ اللہِ اَفَاَنتَ اَفضَلُ اَم جَبرَئِیلُ فَقَالَ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی فَضَّلَ اَنبِیَائَہُ المُرسَلِینَ عَلٰی
مَلَائِکَتِہِ المُقَرَّبِینَ وَفَضَّلَنِی عَلٰی جَمِیعِ النَّبِیِّینَ وَالمُرسَلِینَ وَالفَضلُ بَعدِی لَکَ یَا عَلِیُّ وَلِلاَئِمَّۃِ مِن بَعدِکَ وَاِنَّ المَلَائِکَۃَ لَخُدَّامُنَا
وَخُدَّامُ مُحِبِّینَا یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ حق تعالی نے کسی خلق کو اپنی مخلوقات سے مجھسے بہتر خلق نہین فرمایا علی ابن ابیطالب
فرماتے ہین کہ مین نے اسوقت عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا آپ افضل ہین یا جبرئیل اسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ حق تعالی نے
فضیلت اور بزرگی دی اپنے پیغمبران مرسل کو ملائکہ مقرب پر اور مجھے فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی جملہ پیغمبران و مرسلین کے اوپر
اور یہ فضیلت اور بزرگی میرے بعد تمھارے واسطے ہی اے علی ابن ابیطالب اور یہ فضیلت تمھاری بعد اور ائمہ کی طرف
منتقل ہوگی اور بہ تحقیق کہ ملائکہ ہمارے خدمتگذار اور ہمارے دوستون کے خدمتگذار ہین بالجملہ جسطرح تفاوت مدارج
رسالت اور نبوت مین قرآن سے ثابت ہوا اسی طرح یہ بھی موافق قرآن ہی کہ برگزیدگی اولاد و ذریت کی پیغمبرون کی بھی
مختلف ہی اور جیسا حق تعالی نے انبیا کو برگزیدہ فرمایا ہی اسی طرح بعض بعض انبیا کی اولاد و ذریت کو بھی عالم سے برگزیدہ کیا ہی
نہ یہ کہ حق تعالی نے فقط انبیا کو برگزیدہ سارے عالم پر کیا ہی اور سب قرآن اسی پر دلالت کرتا ہی جیسا کہ شاہ صاحب نے
ادعا فرمایا ہی کیونکہ جو ہمارے اس صادق دعوے پر شاہد ہی وہ بھی تو قرآن ہی کہ بعض روایات خاصہ کے موافق اسمین بھی
تصرفات ہوے لیکن جسقدر بعد محو و تبدیل بھی رہگیا اس سے بھی شہادت کافی اس بات کے لیے حاصل ہی اور دلالت اسکی بطور
نص صریح ہی کما قال عز من قائل فی سورۃ آل عمران اِنَّ اللہَ اصطَفٰی اٰدَمَ وَنُوحًا وَّاٰلَ اِبرَاھِیمَ وَاٰلَ عِمرَانَ عَلَی العٰلَمِینَ ذُرِّیَّۃً
بَعضُھَا مِن بَعضٍ وَاللہُ سَمِیعٌ عَلِیمٌ اب اس آیہ وافی ہدایہ سے کیسا صاف ثابت ہوتا ہی کہ حق تعالی نے تنہا انبیا کو برگزیدہ عالم پر
نہین فرمایا بلکہ جسطرح پیغمبرون کو برگزیدہ کیا اسی طرح بعض بعض آل پیغمبران کو بھی برگزیدہ فرمایا ہی مالمون سے اور اسکی تفسیر مین
جو مفسرین حضرات اہلسنت نے لکھا ہی محصل اسکا یہ ہی کہ یعنی حق تعالی نے برگزیدہ فرمایا آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو

اور آل عمران کو تمام عالم پر ساتھ رسالت کے اور خصائص روحانیہ اور جسمانیہ کے اور اسی سبب سے انھون نے توانائی و قوت پائی ان امرون پر کہ انکے غیر اُسے نہ کر سکتے تھے بالجملہ جب حق تعالی نے طاعت پیغمبرون کی واجب کی اور بیان فرمایا کہ وہ طاعت محبت خدا کو کھینچنے والی ہی تو بعد اُسکے بیان فرمایا مناقب و اوصاف انبیا کو تاکہ وہ اس طاعت پر زیادہ تحریص کی اور اسی سے استدلال لایا گیا ہی انبیا کی فضیلت کا ملائکہ پر اور آل ابراہیم اسمٰعیل اور اسحٰق ہین اور انکی اولاد ہی اور پیغمبر خدا بھی اسمین داخل ہین اور ذریتہ حال واقع ہی ترکیب مین جملہ کی یا بدل ہی آل ابراہیم اور آل عمران سے یا آلین سے اور نوح یعنی وہ ایک ذریت ہین کہ منشعب ہوے ہین بعض بعض سے اور یہ بھی قول ہی کہ بعض بعض سے دین مین منشعب ہین اور ذریتہ بیٹا ہی اور یہ لفظ واحد اور جمع سب پر واقع ہوتا ہی فقط واضح ہو کہ یہ تفسیر اور بیان فاضل بیضاوی ہی جو انھون نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی اب محل انصاف ہی کہ پیغمبر خدا تو آل ابراہیم مین یقینی داخل ہین لیکن بنا بر انکے اقرار کے اولاد اسمٰعیل و اسحاق جب عموماً آل ابراہیم مین تو علی ابن ابیطالب اور انکی اولاد مین سے سبطین اور انکی اولاد جو لائق نیابت رسول ہین کیون آل ابراہیم سے نکالے جاتے ہین حقیقت تو یہ ہی کہ جسطرح جناب رسالتمآب سلسلہ آل ابراہیم مین داخل ہین اسی طرح علی ابن ابیطالب وصی خاص افضل الرسل اور انکے اوصیاے یازدہ گانہ بھی داخل ہین اور یہ بات ایسی ہی کہ بسبب قرابت اور نسب کے آنحضرت کو پیغمبر خدا سے حاصل ہی اور معروف ہی جیسا کہ فضیلت اورون پر بسبب نیابت افضل الرسل کے خدا کی طرف سے پائی ہی اور جب آل ابراہیم مین انکا داخل ہونا یقینی ہی تو برگزیدگی بھی انکی اورون سے موافق قرآن واضح ہی اور اب فضیلت مین انکی استبعاد کا کیا مقام ہی خصوصاً جبکہ اور طریقون سے بھی بذریعہ اخبار کے اسکا علم حاصل ہو جاے جیسا کہ محدث کاشانی نے اپنی تفسیر صافی مین اس مقام پر جو کہا ہی اُسکا محصل یہ ہی کہ آل ابراہیم مین ہمارے پیغمبر اور اہلبیت انکے داخل ہین عیاشی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے اس آیت کی تلاوت فرماکر فرمایا کہ ہم انھین سے ہین اور ہم اس عترت کے بقیہ ہین اور کتاب مجالس مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ محمد بن اشعث بن قیس کندی ملعون نے کہا جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ یا حسین بن فاطمہ کیا حرمت ہی آپ کے واسطے پیغمبر خدا کے ساتھ جو آپ کے غیر کے لیے نہین ہی یہ سنکر آنحضرت نے اس آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ اِبْرَاهِیمَ الخ کو تلاوت فرمایا بعد اسکے فرمایا کہ قسم ہی خدا کی کہ محمد آل ابراہیم سے ہین اور عترت جو ہدایت کرتی ہی وہ آل محمد ہین اور کتاب عیون اخبار الرضا مین اس حدیث مین کہ جسمین عترت و امت کا فرق بیان فرمایا ہی یہ ہی کہ مامون نے سوال کیا حضرت سے کہ آیا خدا نے عترت کو سب آدمیون پر بزرگی دی ہی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی نے ظاہر فرمایا عترت کی بزرگی کو سب آدمیون سے اپنی کتاب محکم مین مامون نے کہا کہ یہ کہان ہی قرآن مین حضرت نے فرمایا کہ اس قول مین اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ اِبْرَاهِیمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِینَ اور قمی نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ آلَ اِبْرَاهِیمَ وَآلَ عِمْرَانَ وَآلَ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعَالَمِینَ نازل ہوا تھا لیکن آل محمد کو ساقط کر دیا اسی طرح عیاشی نے بھی جناب صادق سے روایت کی ہی کہ آل محمد تھا

مگر اُسے محو کر ڈالا اور دوسری روایت مین ہی کہ فرمایا وَالَ ابْرَاهِیمَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعَالَمِیْنَ تھا لیکن بجاے لفظ محمد لفظ عمران رکھا گیا اور تفسیر مجمع البیان مین ہی کہ اہلبیت علیہم السلام کی قرأت اِس آیت کی وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعَالَمِیْنَ تھی اور کہا ہی علمانے کہ آل ابراہیم وہی آل محمد ہین ایسی آل جو اُنکے اہل ہین اور واجب ہی کہ یہ وہ بزرگوار جنھین خدانے برگزیدہ فرمایا ہی پاک ہون اور معصوم ہون اور منزہ قباحتون سے ہون کیونکہ حق تعالی نہین اختیار فرماتا اور برگزیدہ کرتا مگر اُسی بندے کو جو ایسا ہو اِنتہی کلام صاحب المجمع بعد اِسکے محدث کاشانی نے کہا ہی کہ بنابراِس قرأت کے اِس آیت مین از قبیل عطف کرنے خاص کے اوپر عام کے ہوگا جیسا کہ آل عمران کا عطف دو معنون سے جو مذکور ہوے آل ابراہیم پر ہی اور معانی مین اِسکے جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ آنحضرت سے آل محمد کے معنی پوچھے تو فرمایا آنحضرت نے کہ آل محمد وہ ہین کہ جنکا نکاح حق تعالی نے پیغمبر خدا پر حرام فرمایا تھا اور انھین حضرت سے منقول ہی کہ آل محمد آنحضرت کی ذریت اور اہلبیت اُنکے ہین جو ائمہ اور اوصیا ہین اور عترت آنحضرت کی اصحاب ردا ہین یعنی جو چادر تطہیر مین حضرت کے ساتھ بیٹھے تھے اور اُمت مومنین ہین جنھون نے تصدیق کی ساتھ اُسکے جو وہ حضرت خدا کی طرف سے لاے اور متمسک ہوے ساتھ اُن دونون بزرگ چیزون کے جنکے ساتھ تمسک کرنے کو مامور ہوے تھے کہ وہ کتاب خدا اور عترت جو اہلبیت پیغمبر ہین جنسے حق تعالی نے رجس کو دور فرمایا ہی اور پاک وطاہر فرمایا ہی جو حق پاک کرنے کا ہی اور وہ دونون بعد پیغمبر کے انکی اُمت پر خلیفہ ہین اور ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ مین مجمع البیان سے نقل کیا ہی روایت کو جو حضرت صادق علیہ السلام سے اِسکے بیان مین وارد ہی کہ جنھین خدانے برگزیدہ فرمایا بعض اُنکے بعض کی نسل سے ہین اور عیاشی نے آنحضرت سے روایت کی ہی کہ پوچھا گیا اُن جناب سے کہ کیا حجت ہی کتاب اللہ مین اِس بات پر کہ آل محمد وہ اہلبیت ہین آنحضرت نے فرمایا قول خدا ہی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ هٰكَذَا نَزَلَتْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ بعد اُسکے فرمایا ذریت کسی قوم سے نہین ہوتی مگر وہ نسل جو اُنکے صلاب سے ہو اِنتہی کلامہ اقم رسالہ کہتا ہی کہ اِس تفسیر کے لیے موید ہی قول فاضل بیضاوی کا جو معنی ذریت مین کہا ہی وَالذُّرِّیَّةُ الْوَلَدُ یَقَعُ عَلَی الْوَاحِدِ وَالْجَمْعِ بالجملہ اب کوئی شبہ نہین ہی کہ ائمہ و اوصیا جناب رسالتمآب کے جو اہلبیت حضرت کے ہین یہ سب یقینی آل ابراہیم ہین اور انھین کو حق تعالی نے تمام عالم پر برگزیدہ فرمایا ہی اور جب برگزیدگی اُنکی قرآن سے ثابت ہو چکی تو کیا قباحت ہی کہ انھین باستثنا جناب ختمی مآب کے کہ وہ حضرت افضل الرسل ہین منوب عنہ ہین اور انبیا سے افضل جانا جاے اور اگر اِسی کا نام مخالفت قرآن کی ہی تو اتباع کسے کہتے ہین اگر کوئی کہے کہ آل ابراہیم عام ہی اور مبہم ہی تو ہم اُسکے جواب مین کہسکتے ہین کہ ابہام جیسا وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ مین ہی ویسا آل ابراہیم مین نہین ہی کیونکہ آل ابراہیم مین نسب کی راہ سے تو ضرور علی ابن ابیطالب داخل ہوتے ہین اور اُس سے کوئی انکار نہین کرسکتا بخلاف وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ کے کہ اُسمین کوئی ظاہر بات ایسی نہین ہی سوا اِسکے کہ قرینہ فضائل و مراتب کا مخصص ہوتا ہی جسکے ذریعے سے فاضل بیضاوی نے اُسکی تفسیر مین حصر و تعین اپنے قول وَهُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے کی ہی اور کما کانا وَلِیُهُمْ

شانہ کانہ العلم المتعین بھذا الوصف المستغنی عن التبیین اسی طرح کہنا چاہیے کہ آل ابراہیم بقرینہ ذریت عبارت ہی اوصیاء
جناب فضل الرسل سے جو آل عبا اور اہلبیت سے تھے اور سب مثل نبی کے معصوم اور منزہ نقائص ظاہری و باطنی سے
اور عالم قرآن اور علوم مخزونہ الٰہی کے اور صاحبان کرامات و معجزات تھے خصوصاً امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کہ فضائل علمیہ
اور عملیہ انکے ایسے ہین جو کسی سے ممکن نہین ہی کہ اُنکا حصر کر سکے اور بھی ہین قابل اور لائق اسکے کہ حق تعالے انہین برگزیدہ فرمایا ہی
تمام عالم پر فتذکر اور ماخذ اس عقیدہ صحیحہ کا آیہ ابتہال ہی جو حق سبحانہ تعالیٰ نے کتاب محکم مین فرمایا ہی تعالوا ندع ابناءنا و
ابناءکم الی قولہ وانفسنا وانفسکم اور دلیل خالص اس مطلب پر ہمارے موافق اُسکی جو مفسر تفسیر کبیر نے محمود بن حسین حمصی سے
نقل کیا ہی وہ ہی کہ مراد انفسنا سے نفس پیغمبر نہین ہی کیونکہ کوئی انسان اپنے تئین نہین بلاتا پس مراد اُس سے غیر آنحضرت کے ہونگے
اور باتفاق اہل اسلام سوا علی ابن ابیطالبؑ کے اور کوئی مراد اس آیت مین نہین ہی اور جب غیر مراد نہوا تو وہی حضرت نفس
نبی ہین اور چونکہ دو نفس مین عینیت محال ہی الا دو نہونگے پس لامحالہ مساوات صفات و فضائل مین مراد ہوگی مگر وہ صفت
کہ جسے دلیل عقلی نکالے کہ وہ نبوت ہو اور جو اسکے مثل ہو ہی اور چونکہ حضرت خاتم النبیین کی فضیلت بھی ضروریات دین سے ہی
پس فضیلت علی ابن ابیطالبؑ کی بھی جو بمنزلہ نفس نبی کے ہین اسی طرح ثابت ہوتی ہی اور اگر ایسا نہو تو حق تعالیٰ کا یہ فرمانا او
پیغمبر خدا کا وقت مباہلہ آنحضرت کو اپنے ہمراہ لینا بیکار ہوا اور جو مفسر مذکور نے اپنی حمایت مذہب کی راہ سے اس حکایت کے
بعد کہا ہی کہ ہر چند ظاہر اس آیہ کا موافق مستدل کے قول کے ہی لیکن باجماع علماء یہ آیہ مخصص ساتھ غیر انبیاء کے ہی پس یہ قول
مفسر تفسیر کبیر کا بہت محل منع مین ہی اور منصف پر بھی پوشیدہ نہین ہو سکتا بالجملہ یہ پہلے استدلال قرآن سے اس عقیدہ کی
صحت پر تھی اور دوسرے جو اسپر دلالت کرتی ہی وہ حدیث متواتر ہی علی منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی
یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علی ابن ابیطالبؑ تمکو نسبت میرے ساتھ مدارج و مراتب فضائل مین
وہی ہی جو ہارون کو موسیٰ بن عمران کے ساتھ تھی لیکن چونکہ حق تعالیٰ نے میرے اوپر نبوت کو ختم فرمایا ہی اسلیے بعد میرے
پیغمبری کسی کے واسطے نہین ہو سکتی بالجملہ حاصل اسکا ظاہر ہی کہ اگر نبوت بعد آنحضرت کے ہوتی تو علی ابن ابیطالبؑ پیغمبر ہوتے
باقی فضائل و مراتب کمالات علمیہ و عملیہ کے دونون ہین ایسے ہین جو موسیٰ و ہارون مین تھے اور جو برگزیدگی آل عمران کی
حضرت موسیٰ کے لیے تھی اسی طرح ہارون کے واسطے تھی اور جو برگزیدگی آل ابراہیم یا آل عمران کی راہ سے جناب
پیغمبر خدا کے واسطے ہو وہی علی ابن ابیطالبؑ اور اور دیگر ائمہ کرام کے واسطے ہی تیسرے وہ حدیث ہی جو شافعی ابن مغازلی
نے کہا ہی کہ جناب رسالتمآب سے پوچھا گیا تھے وہ کلمات جنھین حق تعالیٰ نے آدم کو تلقین فرمائی اور اُسکے باعث سے
توبہ آدم کی قبول ہوئی فرمایا آنحضرت نے کہ وہ کلمات یہ ہین بحق محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین الا تبت علی
پس جبکہ آدم علیہ السلام نے انھین کہا تو حق تعالیٰ نے انکی توبہ کو قبول کیا اور یہ حدیث متعدد طریقون سے فریقین کی کتابون مین
وارد ہی اور دلالت اسکی مطلوب پر واضح ہی کیونکہ جب حضرات آل عبا کے نامون کی برکت سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی

تو یقینی آل عبا خود آنحضرت سے افضل ہونگے چوتھی حدیث طیر ہی جسے ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کیا ہی حاصل اسکا یہ ہی کہ پیغمبر خدا کے سامنے ایک پرندہ کباب کیا ہوا رکھا تھا اسمین حضرت نے دعا فرمائی کہ خداوندا جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہی اُسے میرے پاس اسوقت بھیج کہ وہ میرے ساتھ اگر اس طائر کو کھاے بعد اس دعا فرمانے کے علی ابن ابیطالب تشریف لاے اور پیغمبر خدا کے ساتھ بیٹھکر اُسے نوش کیا اور احمد بن حنبل نے اس روایت کو سفینہ سے جو غلام پیغمبر خدا تھا اسطرح روایت کیا ہی اِنَّ اِمرأۃً مِنَ الانصار اَهدَت اِلیٰ رَسُولِ اللّٰہِ طَیرَینِ بَینَ رَغِیفَین فَقَدَّمتُ اِلَیہِ الطَّیرَین فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ اَللّٰهُمَّ ائتِنِی بِاَحَبِّ خَلقِکَ اِلَیکَ وَاِلیٰ رَسُولِکَ فَجَاءَ عَلِیٌّ اَلحَدِیث بالجملہ بنا بر دونوں روایتوں کے جناب علی ابن ابیطالب کا محبوب ترین خلق پیش خدا ہونا واضح ہوا اور جب یہ ہوا تو وہ حضرت افضل تمام مخلوقات سے ہونگے لیکن جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ تو اس بحث سے مستثنیٰ ہونگے کیونکہ حضرت کی افضلیت تو ظاہر ہی کہ منوب عنہ خاص ہین باقی اور انبیا پس وہ اس عموم سے کسی طرح نہین نکل سکتے پانچوین روایت شیخ محدثین بغدادی کی ہی جو اسما بنت عمیس سے بہت بڑی حدیث مین فقرہ نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا یا فاطمۃ اَبشِرِی بِطِیبِ النَّسلِ فَاِنَّ اللّٰہَ فَضَّلَ بَعلَکِ عَلیٰ سَائِرِ خَلقِہٖ یعنی ای فاطمہ تمہاری بشارت و خوش خبری ہو کہ نسل تمہاری پاکیزہ اور اچھی ہوگی اسلیے کہ حق تعالیٰ نے تیرے شوہر کو فضیلت و بزرگی دی ہی تمام مخلوقات پر اپنی فقط اب اس سے زیادہ اور تصریح انکے افضل ہونے کی سب مخلوقات الٰہی سے اور کیا ہوگی چھٹے صحیحین کی حدیث ہی کَیفَ اَنتُم اِذَا نَزَلَ ابنُ مَریَمَ فِیکُم وَاِمَامُکُم مِنکُم یعنی فرمایا حضرت رسولؐ نے کہ کیا حال ہوگا تمہارا اُسوقت کہ جب عیسیٰ ابن مریم تم مین نازل ہونگے اور امام تمہارا تم مین سے ہوگا اور حافظ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی کے روایت مین کہ وہ بڑی حدیث ہی اسطرح وارد ہی کہ اِنَّ اِمَامَهُم قَد تَقَدَّمَ فَصَلّٰی بِهِمُ الصُّبحَ اِذ نَزَلَ عِیسَی ابنُ مَریَمَ فَرَجَعَ ذٰلِکَ الاِمَامُ یَنکُصُ یَمشِی القَهقَریٰ لِیَتَقَدَّمَ عِیسیٰ فَیُصَلِّی بِالنَّاسِ فَیَضَعُ عِیسیٰ یَدَہٗ بَینَ کَتِفَیہِ ثُمَّ یَقُولُ لَہٗ تَقَدَّم یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ امام اُنکا آگے بڑھے گا تاکہ نماز صبح اُنکے ساتھ پڑھاے اس اثنا مین حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے پس اس امام نے جہان تک پڑھایا ہی اُسے چھوڑکر حضرت عیسیٰ پاس برجعت قہقری یعنی جسطرح آگے بڑھے تھے اسی طرح پیچھے ہٹے اور شاید مراد اس سے یہ ہو کہ استقبال قبلہ کے ساتھ پیچھے ہٹکر حضرت عیسیٰ پاس آئیگا تاکہ انہین مقدم کرے اور وہ سب کو نماز پڑھائین اسوقت حضرت عیسیٰ دونون شانون کے بیچ مین اُنکے ہاتھ اپنا رکھکر کہینگے پیش نمازی تم کرو بعد اس روایت کے نقل کرنے کے صاحب کتاب نے کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح و ثابت ہی ابن ماجہ نے اسے اپنی کتاب مین لکھا ہی اور جبکہ بنا بر اس روایت کے فضیلت جناب امام صاحب الزمان مہدی ہادی علیہ السلام کی جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے کہ نبی اولوالعزم ہین ثابت ہوئی تو ہمارا جو مطلب تھا وہ ثابت ہو چکا جیسا کہ اس مطلب کو محمد بن یوسف گنجی شافعی نے کہا ہی کہ پھر اگر امام یہ جانتے کہ عیسیٰ اُنسے افضل ہین تو ہرگز اس بات کو اختیار نہ کرتے کہ اُنکے پیش نماز ہوتے کیونکہ یہ معلوم ہی کہ وہ حضرت احکام شرع کے عالم ہین اور اس سے منزہ ہین کہ کسی مکروہ کا ارتکاب فرمائین اور اسی طرح

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ جانتے کہ مین امام سے افضل ہون تو کبھی اُنکے پیچھے نماز نہ پڑھتے اور اسی بات پر قیاس کرنا چاہیے فضیلت آنحضرت کی حضرت عیسیٰ پر بہ حیثیت جہاد کیونکہ وہ شخص جسکے سامنے حضرت عیسیٰ جہاد فرمائینگے وہ یقینی اُنسے افضل ہوگا اور یہ روایات موافق طریقہ حضرات اہلسنت کے ہین اور لیکن روایات موافق طریقہ امامیہ کے پس وہ اِس کثرت کے ساتھ ہین کہ جو حد شمار سے زیادہ ہین اور بہت بہ تصریح اُنکے دلالت اِس مدعا کے اثبات مین ہی پس اِس صورت مین جو تعریضات اِس بارے مین اُدھر سے بہ نسبت فرقہ امامیہ کے ہوئی وہ بے محل ہوئی کیونکہ اگر اِس جہت سے ہی کہ اِس مسئلہ مین اختلاف ہی تو اختلاف کے باعث سے کوئی بُرائی نہین لازم آتی والّا اختلاف صحابی رحمت نہوتا اور خود حضرات اہلسنت کے علماؤن مین کیسا تفضیل مدارج کے مسئلہ مین اختلاف ہی کہ ایک جماعت شیوخ ثلثہ کو حضرت امیر پر ترجیح دیتی ہی اور بعض اسکے قائل ہین کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام اُنسے افضل ہین ایک گروہ کا مسلک یہ ہی کہ شیخین تو یقینی افضل ہین باقی تیسرے اور چوتھے خلیفہ مین پھر اختلاف کیا ہی کوئی کہتا ہی کہ عثمان افضل ہین کوئی کہتا ہی کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام افضل ہین پھر ان اختلافات کو سوائے خرفشار کے اور کیا کہا جائیگا اور یہ جو انھون نے فرمایا کہ شیعہ ہمیشہ مسائل فروع مین بقدار غلو کرتے ہین کہ اصول بگڑ جاتے ہین یہ بات بھی کچھ تامّل کے ساتھ نہین کہی گئی کیونکہ غلو فی الواقع مین اسکا نام ہی کہ کوئی حد اعتدال سے نکل جاے اور حق سے تجاوز کرے اور یہ دو طرح ممکن ہی ایک یہ کہ مرتبہ افراط مین ہو جیسا کہ حال اُن اشخاص کا ہی جو پیغمبر و امام کو مرتبہ الوہیت و صفات مختصہ باری تک پہونچا دیتے ہین اور اکثر لفظ غالی انھین پر اطلاق کیا جاتا ہی دوسرے یہ مرتبہ تفریط مین ہو جیسا حال اُن شخصون کا ہی جو پوشیدہ کرتے ہین اُنکے حقوق کو جنکی شان مین آیۂ تطہیر اور آیہ ذوی القربیٰ اور آیہ ابتہال نازل ہوا اور ثابت کرتے ہین صادر ہونا گناہ و خطا کا انبیا اور اوصیا سے اور دلیل عقل و نقل دونون سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہین اور یہ مخصوص بنام مقصر ہوتے ہین بالجملہ اہل اسلام مین یہ دو فرقے یقینی حد اعتدال سے باہر ہین اور ورطہ ہلاکت مین واقع ہین جیسا کہ جناب رسالتمآب نے جناب امیر علیہ السلام سے بہ نسبت اُن دونون فرقون کے فرمایا تھا یَهْلِكُ فِيكَ اثْنَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَعَدُوٌّ قَالٍ لیکن فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کہ جو میانہ روی ہر امر مین اپنا طریق و مسلک رکھتے ہین اور ہر ایک کو اُسکے مرتبے اور مقام کے موافق جانتے اور مانتے ہین افراط اور تقصیر دونون سے پاک ہین اُنکی طرف اِس عیب اور نقص کی نسبت تو کسی طرح نہین ہوسکتی اور یقینی یہ طعن و ملامت کے استحقاق سے بری ہین ہان یہ بات دوسری ہی کہ اگر کوئی دن کو رات کہے یا عادل کا ظالم نام رکھے لیکن واقع مین ایسے کہنے سے اہل حقیقت کے نزدیک وہ کہنے والا البتہ بے حقیقت ہوجاتا ہی جیسا کہ کسی کے ہاتھ مین سونا ہو اور کوئی اُسے کوئلہ کہے تو جسکے پاس سونا ہی اُسکے لیے کچھ ضرر نہین ہی اور نقصان متصوّر نہین بلکہ جہل و کذب اُس تشخیص کرنے والے کا اُس سے ظاہر ہوتا ہی لیکن حقیقت یہ ہی کہ ایسی باتون کا منشا اور کچھ نہین ہی سوا اسکے کہ جب معرفت نہین ہوتی اور مرتبہ کو نہین پہچانتے تو ہمیشہ ایسی باتین کیا کرتے ہین خصوصًا جب کہ مخالفت و عداوت بھی ہوجاے وہان ایسا ہی

ہوتا ہی دیکھو بعض بعض اہل کتاب کو کہ وہ بسبب اسکے کہ نبی کی معرفت سے محروم ہین تو مسلمانون کو ہمیشہ مکر و غلو و کذب گوئی کی طرف منسوب کرتے ہین اسی طرح یہ حضرات بھی بسبب اسکے کہ حمیت مخالفت فرقے کی ایسی مانع ہو گئی ہی کہ جس سے اس بات کی تحقیق کی طرف متوجہ نہین ہوتے اور یہ نہین پہچانتے کہ مدارج اور مراتب بزرگ ائمہ کرام کے کہ خاص عترت اور جانشینان جناب سید الانام ہین کیا ہین بلکہ بسبب عدم معرفت کے اُن ائمہ کو بھی جو معصوم ہین مثل اُن صاحبون کے جو معصوم نہین ہین اور جملہ مخلوقات کے برابر تصور کرتے ہین اور اس بات کے ساتھ جب انھون نے سنا کہ کوئی شخص شیعون سے کسی فضیلت کو فضائل ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے جو انکی عصمت اور علو مرتبت پر دلالت کرتا ہی نقل کرتا ہی تو اُسے منسوب بغلو کرتے ہین اور اسپر طعن و ملامت کرنے کو زبان کھولتے ہین اور نہین سمجھتے کہ قصور ہمارا ہی کہ ہمنے معرفت نہین حاصل کی اور ہم مقصر ہین بلکہ بسبب مخالفت کے آنکھ بند کر لیتے ہین اور طعن و ملامت گوئی کرنے لگتے ہین خدا ہمین ہر مخالفت حق سے ہمیشہ بچاتا رہے وَبِیَدِہِ التَّوْفِیْقُ وَالْعِصْمَۃُ حاصل یہ ہی کہ ہمارے پیغمبر اور اُنکے اوصیا اُنکے بعد جمیع مخلوقات خدا سے افضل ہین سمین کیا ملائکہ اور کیا نبی جان اور کیا انسان لیکن اسمین خلاف ہی کہ وہ حضرت مبعوث فقط جن و بشر پر تھے یا فرشتون پر بھی مبعوث تھے چنانچہ اخوند صاحب نے جو اس مسئلہ مین کہا ہی وہ یہ ہی کہ توقف کرنا اس مسئلہ مین اولی ہی لیکن بہت احادیث سے واضح ہوتا ہی کہ میثاق ولایت کا پیغمبر خدا کے اور اُنکے اوصیا کے تمام فرشتون سے لیا گیا ہی اور سب فرشتے اُنکے مطیع و منقاد ہین اور فرشتون نے انکے انوار مقدسہ سے تنزیہ و تقدیس و تسبیح کو حق تعالی کی سیکھا ہی اور کوئی فرشتہ کسی کام کے لیے زمین پر نہین آتا مگر یہ کہ پہلے خدمت مین امام علیہ السلام کی حاضر ہوتا ہی بعد اسکے اُس کام کو جاتا ہی اور جبرئیل علیہ السلام بے رخصت کے حاصل ہوے دولتخانہ جناب پیغمبر خدا مین داخل نہوتے تھے اور جب گھر مین آتے تھے تو بہت ادب کے ساتھ مثل بندگان خدمت مین حضرت کی بیٹھتے تھے انتہی کلامہ اور بزرگی و شرف پیغمبران اور ائمہ علیہم السلام سے یہ ہی کہ آبا و کرام رسول خدا اور ائمہ علیہم السلام کے حضرت آدم تک سب موحد اور مسلمان تھے بلکہ سب انبیا اور اوصیا تھے کوئی کافر نہ تھا اور اس مسئلہ پر اجماع فرقہ امامیہ کا منعقد ہی اور ابو طالب کا مسلمان ہونا اور پیغمبر خدا کے آبا و اجداد کا مسلمان ہونا ضروریات دین سے ہی جناب اخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ احادیث معتبرہ مین وارد ہی کہ جو شخص ایمان ابو طالبؑ کا قائل نہو وہ ہمارے شیعون سے نہین ہی اور یہ بھی اعتقاد کرنا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی دادیان اور جملہ ائمہ علیہم السلام کی امہات سب صاحبات عفت اور سب نجیبات اور مکرمات تھین اور کوئی اُن مین سے کسی تہمت کے ساتھ آلودہ نہین ہوئی اور جسوقت کہ اُنکا نطفہ یا اُنکے آبائے طاہرین کا نطفہ اُنکے ارحام پاکیزہ مین مستقر ہوا تو مسلمان تھین لیکن یہ لازم نہین ہی کہ ہمیشہ سے یہ بھی مسلمان ہون کیونکہ مثل شہربانون کے جو والدہ ماجدہ جناب علی ابن حسینؑ کی یا اور کثر والدات ائمہ علیہم السلام کی ہین جو کنیزان سے تھین کہ اُنکا ہمیشہ سے مسلمان ہونا ثابت نہین ہوتا و لیکن جب یہ کافر تھین اُسوقت ائمہ کا نطفہ اُنکے ارحام مین نہین ٹھہرا بلکہ بعد اسلام قبول کرنے کے استقرار اُنکے نطفے کا اُنکے رحم مین ہوا ہی بخلاف اُنکے آبا و اجداد کے کیونکہ اُنکے اصلاب مین ہمیشہ نطفہ ہائے

پاکیزہ اُنکے رہا کرتے تھے پس چاہیے کہ وہ کبھی کافر نہون اور یہ مضامین دلائل عقلیہ و نقلیہ کے موافق ظاہر ہین لیکن اکثر علما اس سے متفطن نہین ہوے اور کتب اعتقادات مین اُسکے ذکر کے متعرض نہین ہوے مگر جناب سید رضی نے حدیقہ مین انھین لکھا ہی اور اُنکا اعتقاد کرنا مومن کو چاہیے اور آنحضرت کے خصائص سے وہ امر جسکا اعتقاد ضروری ہی یہ ہی کہ حق تعالیٰ نے اُنپر رسالت کو ختم فرمایا ہی اور اب تا قیامت کوئی پیغمبر خدا کی طرف سے زمین پر نہ آئیگا اور نہ اب تک پھر بعد آنحضرت کے کوئی مبعوث ہوا بلکہ اوصیا آنحضرت کے جو ائمہ اثنا عشر اُنکی عترت سے ہین وہ بعد حضرت کے احکام شریعت کو آنحضرت کے بطور جانشینی اور نیابت آنحضرت کے بحکم خدا جاری کرتے آے اور حکم کرتے رہینگے اور خاصہ ختم نبوت جملہ متواترات سے ہی اور یہ حدیث جو آنحضرت نے فرمائی کہ وہ متفق علیہ بین الفریقین ہی یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یہ نص صریح ہی اِس مطلب کی اثبات کے واسطے فَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ

فصل گیارھوین بیان احوال معراج مین ہی

جاننا چاہیے کہ منجملہ فضائل مخصوصہ کے امر معراج ہی یعنی آنحضرت کا آسمان پر تشریف لے جانا ملاحظہ آیات قدرت الٰہی کو اور پھر زمین پر تشریف لانا اور اِسپر آیات و احادیث کثیرہ بطور نص و صراحت کے دلالت کرتی ہین جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنی منزہ ہی وہ خداوند جسنے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے طرف مسجد اقصیٰ کے ایسی مسجد کہ برکت دی ہی مین نے گرد اُسکے تاکہ دکھاؤن اُسے مین آیات و نشان عظمت و جلال کی اور بدرستیکہ خدا جانتا ہی ہر اُس چیز کو جو سُنی جاتی ہی اور دیکھی جاتی ہی بعضے مفسرین نے کہا ہی کہ مراد مسجد الحرام سے مکہ معظمہ ہی کیونکہ تمام مکہ محترم ہی اور محل نماز کا ہی اور جناب آخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ مشہور یہ ہی کہ مراد مسجد اقصیٰ سے وہ مسجد ہی جو شام مین معروف ہی اور بہت احادیث معتبرہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مراد اُس سے بیت المعمور ہی کہ جو چوتھے آسمان پر ہی اور سب مسجدون سے بہت دور ہی نہ مسجد شام اور یہ قرآن مین مراد مسجد اقصیٰ سے بیت المعمور ہونا یہ اُسکے منافی نہین ہی کہ حضرت بیت المقدس مین بھی تشریف لیگئے ہون جیسا کہ اکثر احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہی اور محتمل ہی کہ بعض معراج مین وہان تشریف نہ لیگئے ہون کیونکہ کچھ ایک ہی روز تو آسمان پر تشریف نہین لیگئے بلکہ مکرر یہ عروج واقع ہوا ہی اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی اور احتجاج طبرسی مین منقول ہی مجمل اُسکا یہ ہی کہ جب حق تعالیٰ نے نبوت کو آنحضرت پر ختم فرمایا اور اُنھین سب دیان اور اُمتون پر رسول کیا تو مخصوص گردانا اُنھین ساتھ اِس بات کے کہ وقت معراج بلند کیا اُنھین طرف آسمان کے اور جمع کیا اُنکے لیے سب پیغمبرون کو اور دریافت فرمایا آنحضرت نے اُنسے اُس چیز کو کہ اُسکے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے اور اُسکا بوجھ اُنھون نے اُٹھایا تھا تکالیف الٰہی اور نوامیس شرعیہ اور آیات و براہین خدا سے اور اقرار کرنا سب پیغمبرون کا آنحضرت کی فضیلت کا اور فضیلت کا اُنکی جو بعد آنحضرت کے زمین پر حجت خدا ہونگے یعنی اُنکے اوصیا اُن سے اور اقرار فضیلت کا اُنکے وصی کے شیعون کا مومنین و مومنات سے اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر جناب صادق

علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ ہمارے شیعون سے وہ نہین ہی جو چار چیزون سے انکار کرے معراج اور سوال قبر اور بہشت و دوزخ اور شفاعت اور حدیث موثق مین جناب امام رضا علیہ السلام سے مروی ہی کہ جو کوئی معراج کے ساتھ ایمان نہ لاوے اُسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تکذیب کی اور دوسری حدیث مین وارد ہی کہ مومن حق اور شیعہ ہمارا وہ ہی جو ایمان لاوے ساتھ معراج پیغمبر کے اور شفاعت کے اور حوض کوثر کے اور سوال قبر کے اور بہشت و دوزخ کے اور صراط کے اور میزان کے اور حساب کے اور روز قیامت کو مبعوث ہونے سے جناب اخوند صاحب نے کتاب حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ آیات کریمہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوا ہی کہ حق تعالی نے حضرت رسول کو ایک رات مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ کی طرف اور وہان سے آسمانون کی طرف تا سدرۃ المنتہیٰ اور عرش اعلی کی سیر کرائی اور عجائب مخلوقات آسمانی آنحضرت کو دکھاے اور رازہاے نہانی اور معارف نامتناہی آنحضرت پر القا فرماے اور وہ حضرت بیت المعمور مین اور زیر عرش الہی عبادت حق تعالی کی بجالاے اور ارواح انبیا علیہم السلام سے یا اُنکے اجساد سے ملاقات کی اور بہشت مین داخل ہوے اور اہل بہشت کے گھرون کو مشاہدہ فرمایا اور احادیث متواترہ موافق فریقین اہل اسلام کے اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ حضرت بدن شریف کے ساتھ آسمان پر تشریف لیگئے ہین نہ فقط روح کے بدون بدن شریف کے ہو اور بیداری کی حالت مین تشریف لیگئے ہین نہ حالت خواب مین اور نیز اخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ یہ بھی اتفاقی ہی کہ معراج حضرت کو ہجرت سے پہلے واقع ہوئی ہی ولیکن کس دن ہوئی پس اسمین البتہ اختلاف ہی چنانچہ بعض نے کہا ہی کہ شب شنبہ سترھوین یا اکیسوین تاریخ ماہ مبارک رمضان کی تھی اور چھ مہینے پہلے ہجرت سے معراج واقع ہوئی اور بعضون نے کہا ہی کہ سترھوین ماہ ربیع الاول کی تھی اور اخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ یہ بھی محتمل ہی کہ بعد ہجرت فرمانے کے مدینہ طیبہ مین بھی واقع ہوئی ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ ستائیسوین تاریخ کو ماہ رجب کی سنہ ہجرت کے دوسرے برس واقع ہوئی اور جناب سید سند نے فرمایا ہی کہ بعض روایات سے معراج کا مکرر واقع ہونا اور ہجرت کے پہلے اور بعد ہجرت بھی لایح ہوتا ہی اور اخوند صاحب نے حق الیقین مین فرمایا ہی کہ ابن بابویہ اور صفار اور دیگر مشایخ نے بسندہاے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ حق تعالی نے ایک سو بیس بار حضرت رسول کو آسمان کی طرف طلب فرمایا اور ہر بار آنحضرت کو درباب ولایت اور امامت امیر المومنین اور سائر ائمہ طاہرین کے جمیع فرائض سے زیادہ تاکید و مبالغہ فرمایا اور جو روایت کہ دلالت اس بات پر کرتی ہی کہ دو بار معراج واقع ہوئی ہی اُسکے ذکر کے بعد فرمایا ہی کہ ہو سکتا ہی کہ دو مرتبہ معراج مکہ مین واقع ہوئی ہو اور باقی ایک سو بائیس بار مدینہ مین واقع ہوئی ہو یا عرش پر معراج دو بار ہوئی ہو باقی اور آسمانون پر ہوئی ہو یا دو بار جسمانی معراج ہوئی ہو اور باقی روحانی ہو واللہ یعلم اور حق الیقین مین فرمایا ہی کہ اعتقاد معراج آنحضرت کا ازجملہ ضروریات دین اسلام ہی اور منکر اُسکا کافر ہی اور جو بعضے قاصرین نے اُسکی خصوصیات مین خلاف کیا ہی اُسکا منشا یا یہ ہی کہ تتبع احادیث کا نہین کیا یا دین اُنھین کامل نہین ہی کیونکہ بعضے فرقہ حضرات اہلسنت سے خلاف کر گئے ہین اسمین کہ یہ حال خواب مین تھا یا حال بیداری مین اور تنہا روح کے ساتھ تھا یا بدن اور

روح دونون کے ساتھ اور مسجد اقصیٰ تک تشریف لیگئے یا آسمان تک اور بعضون نے متاخرین متکلمین شیعہ سے بھی ذکر کرنے مین
اِن اختلافات کی متابعت اُنکی کی ہی ساتھ ایک دو وجہ کے جو مذکور ہوئین انتھی مُحَصَّل بعض کلام اُسکا مفسر تفسیر کبیر نے
تفسیر آیہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ مین کہا ہی کہ اختلاف کیا ہی مسلمانون نے کیفیت اسرا مین پس اکثر طوائف نے مسلمانون سے
اِسپر اتفاق کیا ہی کہ معراج حضرت کی جسم شریف کے ساتھ واقع ہوئی اور بہت کم ہین وہ مسلمان جنھون نے کہا ہی کہ معراج روح کے
ساتھ آنحضرت کے واقع ہوئی جیسا کہ محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر مین حذیفہ سے نقل کیا ہی کہ عروج سونے کی حالت مین
واقع ہوا اور جسم شریف آنحضرت کا بستر پر موجود رہا مفقود نہین ہوا اور اسرا واقع نہین ہوا مگر حضرت کی روح سے اور یہی
قول جناب عائشہ اور معویہ سے منقول ہی اور جناب سید سند نے فرمایا ہی کہ اصل انکار اس امر مین کفار کی طرف سے ہوا اور
سرگروہ منکرین ابوجہل ہی چنانچہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی
کہ جب جناب رسالتمآب کو رات کے وقت معراج ہوئی اور جبرئیل نے انھین براق پر سوار کیا اور بیت المقدس مین لیگئے اور
پیغمبرون کی عبادت کی محرابین دکھائین اور آنحضرت نے انھین نماز ادا کی اور وقت مراجعت ایک قافلہ پر سے قریش کے
گذرے اور انکا پانی ایک برتن مین رکھا تھا اور ایک اونٹ انکا گم ہوگیا تھا کہ وہ اُسے ڈھونڈ رہے تھے پس آنحضرت نے
اُس برتن سے پانی نوش فرمایا اور جسقدر کہ باقی رہا اُسے زمین پر گرا دیا جب صبح ہوئی تو اس حال کی حکایت قریش سے
فرمائی اُسوقت ابوجہل نے کفار قریش سے کہا کہ اب تمھین فرصت ہوئی اور امتحان سے متمکن ہوے اب تم پوچھو کہ بیت المقدس مین
کتنے ستون ہین اور کتنی قندیلین ہین بعد اُسکے کہا کہ یہان وہ اشخاص ہین کہ جنھون نے بیت المقدس کو دیکھا ہی پس بیان کرو
ہمارے واسطے کہ اُسکے ستون کتنے ہین اور قندیلین کتنی ہین اور محرابین کتنی ہین پس جبرئیل علیہ السلام زمین پر آئے اور
بیت المقدس کی صورت کو آگے آنحضرت کے لٹکا دیا پس حضرت بیان فرماتے تھے جو کچھ وہ پوچھتے تھے جب حضرت سب
خبر دے چکے تو اُن کافرون نے یقین نہ کیا اور کہا کہ جب قافلہ آئیگا اور ہم اُنسے پوچھ لینگے اُسوقت جانینگے کہ تمنے سچ کہا
حضرت نے فرمایا کہ میرے کلام کی تصدیق یہ ہی کہ آفتاب کے طالع ہونے کے وقت قافلہ آئیگا کہ سر قافلہ ایک اونٹ
ازرق ہوگا یہ سُنکر قریش صبح کو سر راہ آنکر دیکھنے لگے اور کہتے تھے کہ اب وقت آفتاب کے طلوع کرنیکا آگیا اور آفتاب نکلتا ہی
بالجملہ اسی حالت مین تھے کہ دیکھا انھون نے کہ آفتاب نے طلوع کیا اور ساتھ ہی اُسکے قافلہ دکھائی دیا کہ ایک اونٹ
خاکستری رنگ اُس قافلے کے آگے آگے آتا تھا پھر اہل قافلہ سے حقیقت حال کو پوچھا انھون نے موافق حضرت کے خبر دینے کے
اونٹ کا گم ہو جانا اور پانی کا گر جانا بیان کیا با این ہمہ بسبب رسوخ کفر کے اُنکے دلون مین یقین نہ آیا اور بجز سرکشی کے کچھ نہوا
قاضی عیاض نے کتاب شفا مین کہا ہی اُسکا حاصل یہ ہی کہ ایک طائفہ اسطرف گیا ہی کہ اسرا روح کے ساتھ ہوا اور یہ تحقیق کہ
وہ خواب تھا جو سونے مین دیکھا ساتھ اتفاق کرنے اُنکے اس بات پر کہ پیغمبرون کا خواب حق ہی اور وحی ہی اور معاویہ بھی اسطرف
گیا ہی اور حسن سے حکایت کی ہی اور مشہور اُس سے اُسکے خلاف ہی اور جو کچھ اس طائفہ نے عائشہ سے حکایت کی ہی یہ ہی ما فقد

جسدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ یعنی پیغمبر خدا کا جسد مبارک بستر پر موجود تھا مفقود نہین ہوا تھا اور یہی معراج جسمانی کا انکار انھون نے کیا ہی جنکے اوہام انکی عقل پر غالب آئے ہین اس جہت سے انھون نے اس امر مین استعجاب و استغراب کیا ہی کہ اتنی بڑی حرکت چڑھنے اور اترنے کی اتنے تھوڑے زمانے مین کیونکر ہو سکتی ہی اور حکماے فلاسفہ اور جو انکے پیرو ہین انھون نے انکار اس وجہ سے کیا ہی کہ خرق والتیام فلکیات مین ممتنع ہی پھر جسد شریف کے ساتھ تشریف لیجانا کیونکر ممکن ہو سکتا ہی اور یہ مذاہب باطل اور بے حقیقت کلام ہین مفسر تفسیر کبیر نے اسکے جواب مین لکھا ہی کہ کلام اس مقام پر دو امرون مین واقع ہوتا ہی ایک بطور اثبات جواز عقلی اور دوسرے یہ کہ یہ امر بالضرور واقع ہوا لیکن کلام مقام اول مین پس وہ یہ ہی کہ سرعت اس حد تک اپنے مرتبہ ذات مین ممکن ہی اور حق تعالی سب ممکنات پر قادر ہی اب اثبات اسکا کہ حرکت کی سرعت اس حد تک اپنی ذات مین ممکن ہی کئی طرح ہو سکتا ہی پہلے یہ کہ فلک اعظم جسکی حرکت سے طلوع و غروب آفتاب کا معلوم ہوتا ہی موافق ہیئت بطلیموسی کے نصف شب مین نصف دورہ کے قریب حرکت کرتا ہی اور علم ہندسہ مین یہ بات ثابت ہی کہ نسبت قطر کے اپنے دور کی طرف نسبت واحد کی ہی طرف تین عدد صحیح کے اور ایک ساتوین حصہ کی پس موافق اسکے نصف قطر کی نسبت نصف دور کی طرف بھی اسی طرح ہو گی اور حرکت آنحضرت کی زمین آسمان تک معراج مین بقدر نصف قطر کے بلکہ اس سے بھی کم تھی پھر جب نصف دور کی حرکت نصف شب مین ممکن متصور اور مسلم ہو تو نصف قطر کی حرکت ثلث شب مین تو امکان کے لیے اولی ہو گی دوسری وجہ یہ ہی کہ آفتاب ایک سو ستر حصہ کے برابر کرہ زمین سے ہی اور اس تفاوت کے ساتھ تھوڑے زمانے مین قرص آفتاب زمین کے نیچے سے افق کے اوپر آجاتا ہی پس معلوم ہوا کہ سرعت حرکت کی اس مرتبہ مین ممکن ہی تیسری وجہ یہ ہو کہ جسطرح جسم کثیف کا مرکز عالم سے مافوق العرش تک چڑھنا اور صعود کرنا مستبعد ہی اسی طرح جسم لطیف روحانی کا عرش کے اوپر سے مرکز عالم تک اترنا بھی استبعاد کے لائق ہی پس جو شخص کہ اول کو ممتنع جانتا ہی اسے چاہیے کہ دوسرے کو بھی جو جبرئیل کا اترنا ہی محال جانے اور جب جبرئیل کے نزول مین حرف ہوا تو سب پیغمبرون کی نبوت برہم و درہم ہو گی اور معراج کے ثابت ہونیکا قول تو فرع ہی اوپر تسلیم کرنے جواز اصل نبوت کے چوتھی وجہ یہ ہی کہ اکثر ارباب ملل و نحل نے اسے تسلیم کیا ہی کہ شیطان تمام عالم کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی پھر کیا سبب ہی کہ شیطان کے لیے تو ایسی حرکت سریعہ کا وقوع تجویز کرتے ہین اور جو اکابر ہین یعنی حق تعالی نے انھین بزرگ مرتبہ کیا ہی انکے حق مین استغراب کرتے ہین راقم رسالہ کہتا ہی کہ اسی طرح تعجب کے قابل سخن آنحضرت کا ہی جو دجال ملعون کے لیے کہتے ہین کہ زندہ ہی اور اسکی طول عمر کو روا رکھتے ہین اور امام صاحب الزمان علیہ السلام کے لیے طول عمر کا استغراب و انکار کرتے ہین پھر مفسر مذکور نے فرمایا ہی کہ پانچوین وجہ یہ ہی کہ تیز و تند ہوائین حضرت سلیمان کی سواری کو تھوڑے زمانے مین کیسے کیسے دور دراز فاصلہ پر پہونچا دیتی تھین اور اس سے قطع نظر کر کے خود ہوا کی سرعت حرکت اثبات امکان کو اس حرکت معراج کے کافی اور وافی ہی چھٹی وجہ یہ ہی کہ تخت بلقیس کا ماجرا کہ طرفۃ العین مین اقصی یمن سے منتہاے شام مین پہونچ گیا دلالت بہت صراحت کے ساتھ ایسی حرکت سریعہ کے جائز ہونے پر رکھتا ہی ساتوین وجہ یہ ہی کہ جو قائل وہین

خروج شعاع کے ہین جمکے برابر شعاع بصر ایک لحظہ مین کمان سے کمان تک پہونچتا ہی پس واضح ہوا کہ ایسی سرعتین ممکن ہین بلکہ کثیر الوقوع ہین اور اِن مقامات مین کوئی استغراب نہین کرتا پھر معراج جسمانی کے بارے مین استبعاد و استغراب کرنا سراسر بیجا ہوگا اور فقط مخالفت عادت کی راہ سے بہ نسبت اور اجساد کے استبعاد نہین ہو سکتا یعنی اگر کوئی استبعاد اسطرح کرے کہ جسطرح معراج جسمانی کا تم دعویٰ کرتے ہو یہ مستبعد ہی بسبب اِس بات کے اِسمین مخالفت جملہ اجساد بشری سے لازم آتی ہی کیونکہ اور کوئی بشر ایسی حرکت سریعہ نہین کر سکتا تو ایسا استبعاد کام نہین آتا ورنہ یہ سب معجزے جو خارق عادات ہین محل استغراب کا ہونگے جیسا کہ عصا کا حضرت موسیٰ کے ہاتھ مین اژدہا ہو جانا اور ستر ہزار رسیون کو اور لکڑیون کو جادوگرون کی نگل جانا اور پھر گھڑی بھر مین اپنی حالت اصلی پر عود کر کے چھوٹی لکڑی ہو جانا راقم رسالہ کہتا ہی کہ ہمارے زمانے مین عقلاے فرنگستان نے جو تار برقی کا ایجاد کیا ہی کہ بذریعہ اُسکے فیض آباد سے تا لندن بیالیس گھنٹے مین خبر جاتی ہی اور آتی ہی اور اسی طرح دخانی گاڑی کی حرکت اتنی سریع ہی کہ عموماً ہندوستان مین دس کوس زمین کی مسافت کو ایک گھنٹہ سے کم مین طی کرتی ہی اور ولایت انگلستان اور بلاد بارده مین ہمیشہ اِس سے زیادہ سرعت کے ساتھ چلتی ہی اور وقت ضرورت اس حرکت کو اُسکی بہت سریع کر سکتے ہین چنانچہ ایک شخص معتبرین ملازمین سرکار انگلشیہ سے کہتا تھا کہ ایکبار کسی شخص نے نواب گورنر جنرل بہادر کو شہر بمبئی کی کچہری بادشاہی مین اپنا گواہ مقدمہ قرار دیا اور وہان سے طلبی نواب صاحب محتشم الیہ کی ہوئی اور اُسوقت نواب صاحب محتشم الیہ کلکتہ مین تشریف رکھتے تھے اتفاقات سے بسبب کثرت کار سرکاری کے نواب گورنر جنرل بہادر کو جس روز پیشی مقدمہ کی تھی اُسکی صبح کو یاد آیا صاحب مہتمم کارخانہ ریل کو طلب فرما کر اس ضرورت اور سہو سے آگاہ کر کے درخواست کی کہ آج ہی وقت افتتاح محکمہ تک ہمکو بمبئی مین پہونچادین چنانچہ موافق اُنکے حکم کے مہینون کی راہ کو چند گھنٹہ مین اُسی روز بذریعہ گردون دخانی طی کر کے کلکتہ سے تا بمبئی پہونچا دیا پھر جب مخلوقات اپنی مصنوعات مین ایسے تصرف کر جاتے ہین تو اگر خالق ارض و سماے جو قادر ہی براق کی حرکت کو ایسا سریع اور قوی کر دیا اور وہ ثلث شب مین تا عرش زمین سے لیگیا اور پھر تا زمین حبیب خدا کو پہونچا دیا تو کیا مقام استبعاد کا ہی علاوہ اسکے یہ حرکت تو ذاتی براق کی تھی اور حرکت قسری جناب رسول خدا کی تھی پھر کیا مخلوقات آسمانی کی بھی حرکات کا اِن اہل زمین نے تجربہ کیا ہی جو اُسکی سرعت مین استبعاد اور استغراب کرتے ہین جیسا اُنکا توسن فکر ضعیف و بطی ہی ویسا فرق کو جانتے ہین بالجملہ پایا جانا اکثر حرکات سریعہ کا خواہ وہ مخلوقات خالق قادر مین ہوں کر پائی جاتی ہین یا مصنوعات مخلوقات مین اُسکی ہون اِس استبعاد کو بخوبی رفع کرتے ہین اور حق تعالیٰ کی قدرت کا اثبات جمیع ممکنات پر پس وہ ثابت ہی اور مبرہن ہی اور برہان اُسکی کتاب التوحید مین مذکور ہوئی اور ہر آن اور ہر ساعت ہر امر سے قدرت اُسکی ظاہر ہوتی ہی چشم بنیا درکار ہی اور اگر آنکھ ہی نہو تو کون دکھا سکتا ہی مجبوری ہی فقط اور پھر ترجمہ عبارت مفسر مذکور کا کرتا ہون مگر مقام ثانی کہ وہ معراج جسمانی کا واقع ہونا ہی پس مذہب اہل التحقیق کا یہی ہی کہ اسراے شریف بمجموع جسم و روح شریف کے آنحضرت کے واقع ہوا تھا جیسا کہ قرآن شریف اُسکے ساتھ ناطق ہی اور خبرین وارد ہی لیکن قرآن پس وہ یہی آیہ ہی سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ

الخ اور اسکی دلیل کی تقریر یہ ہی کہ عبد نام ہی واسطے جسد و روح کے اور اس سے مؤید ہی قول حق تعالی کا ارأیت الذی ینھی
عبدا اذا صلی اور کوئی شبہ نہین ہی کہ اس جگہ کلام باری مین مراد عبد سے جسد ساتھ روح کے ہی پھر اسی طرح اس آیت مین بھی
مراد وہی ہوگا اور لیکن خبر پس وہ حدیث ہی جو صحاح مین مروی ہی اور وہ مشہور ہی اور دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ وہ حضرت
مکہ معظمہ سے بیت المقدس تشریف لیگئے اور وہان سے آسمانون پر عروج فرمایا انتہی ملخصا کلامہ اور یقینی یہ کلام مفسر مسطور کا
اس مطلوب کے اثبات اور دفع شبہات منکرین مین اور ابطال کلام امتناع خرق والتیام مین جو اپنے محل مین بہ تفصیل بیان کیا گیا ہی
بوجہ اتم کافی ہی اور جو کچھ کہ فلاسفہ کو اس انکار پر داعی ہوا اسکی کچھ حقیقت نہین ہی دو چند شبہے ہین کہ جو انکے مطلوب کے مثبت نہین ہوتے
اور دلیل عقلی اور نقلی انکی خلاف پر گواہی دیتی ہین جناب اخوند صاحب نے حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ جو بعضے متاخرین نے
درباب معراج جسمانی شک کیا ہی اسکا سبب یا یہ ہی کہ انھون نے اخبار و آثار رسول خدا اور ائمہ ہدی علیہم السلام مین تتبع نہین کیا
یا یہ سبب ہی کہ انھین اعتماد اخبار حجت ہاے خدا کی نہین ہی اور حکماے ملاحدہ کے شبہات پر وثوق ہی اور اگر ایسا نہو تو کیونکر ہوسکتا ہی
کہ جو شخص اعتماد خدا کے فرمانے پر اور ارشاد رسول خدا اور ائمہ ہدی علیہم السلام پر رکھتا ہو اور آیات قرآنی اور کئی ہزار حدیث
جو طرق مختلفہ سے اصل معراج اور اسکی کیفیت مین ہین سنے جنسے صاف اور بصراحت معراج جسمانی کا ہونا ثابت ہی وہ محض
استبعاد وہمی سے یا شبہات واہیہ حکما کے باعث سے ان سبکا انکار کرے اور تاویل کرے فقط اور کیا عمدہ کلام عماد الاسلام کا ہی
اس مقام پر فرمایا ہی کہ جب کلام موالف و مخالف سے معراج جسمانی کا واقع ہونا لایح ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ معنی ضروریات دین
اسلام سے ہین پھر اسمین گفتگو کرنا بہ تقلید ابو جہل وغیرہ کام اہل دین و دیانت کا نہین ہی راقم رسالہ کہتا ہی کہ جو انکار معراج جسمانی
مین اعتماد انکار ام المومنین حضرت عائشہ پر کرتے ہین واقع مین یہ ہی کہ انکا بھی خیال خام کالمنام ہی کیونکہ یہ معراج جو بہ شہادت
کتاب الہدی اور احادیث متواترہ ثابت ہی یہ تو مکہ معظمہ مین قبل ہجرت واقع ہوئی اور اسوقت خود انکی عمر یا قلیل تھی یا پیدا بھی
نہوئی ہونگی پھر بتقدیر اسوقت تک فراش رسول خدا پر یقینی نہین آئین اور جب ہمخوابہ رسول نہوئین تو ایسے حال کی انکی گواہی
بستر رسول کی کیونکر لائق قبول کے سمجھی جاے سوا اسکے کہ انکی تاویل کی جاے کہ درصورت صدق یا یہ بیان کسی معراج
روحانی کا ہوگا کیونکہ معراج حضرت کو مکرر ہوئی تھی مکہ معظمہ مین بھی مدینہ طیبہ مین بھی پھر خدا جانے انکے مکان مین شاید
معراج روحانی ہوئی ہوگی یا کسی وجہ سے اسکے کتمان مین کوئی مصلحت منظور ہوگی کہ اسے ہم نہین جان سکتے بالجملہ ان
منکرین کے حال پر بہت تعجب ہوتا ہی کہ موضع فدک کے لیے صدیقہ کا جو بنت رسول تھین دعوی اور گواہی ام امین کے
ساتھ ان بزرگوار دن کی شہادت کی جو بالاتفاق خلیفہ و امام ہین مقبول نہوئی اور زوجہ رسول کے ایک انکار کے مقابلہ مین
کیسے اخبار متواترہ فریقین کو طرح کر ڈالا اور ذرا غور و تامل نہ کیا کہ آیا یہ قول لائق اعتماد کے ہی یا نہین فمال ہؤلاء القوم لا یکادون
یفقہون حدیثا اسی طرح قابل تعجب یہ ہی کہ شیخ احمد احسائی نے کہ بعض متاخرین علماے امامیہ سے ہین برعایت قول امتناع
خرق والتیام کے کہ کلام فلاسفہ ہی عجب کلام خبط التیام کہا ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ جسوقت اوپر جانے والا جاتا تھا تو ہر مرتبہ مین

اپنے سے اُسکے شامل کو چھوڑتا جاتا تھا مثلاً جب ہوا سے گذرنا کرہ نار مین چاہا تو جو کچھ کہ اجزاے ہوائی اسکے بدن مین تھے اُسے ہوا کے کرہ مین چھوڑا اور جب کرہ نار سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو مرتبہ نار مین وہ اجزاے ناری جو اُسکے بدن مین تھے چھوڑے اور جب بعد معراج پھرے تو کرہ نار سے اپنے اجزاے ناری اور کرہ ہوا سے اجزاے ہوائی اپنے لیتے آے اور چونکہ اِس عبارت سے یہ توہم ہوتا تھا کہ جب نار وہوا کو کہ جسم کے اجزا ہین اپنے سے گرا دیا تو روح سے صعود فرمایا یا یہ کہ دو جز جو لطیف تھے اُنھین گرایا اور دو جز کثیف جو مٹی اور پانی ہین اُنھین اپنے ہمراہ لیا اور یہ قول کمال مرتبہ مین رکیک ہی لہذا اِس توہم کے رفع کرنے کو بعد پہلے قول کے کہا کہ یہ نہ کہا جاے کہ بنا بر اسکے لازم آتا ہی کہ یہ قول خاصہ ساتھ عروج روح کے ہی کیونکہ جب گرا دیا جو کچھ اُسکے جسم مین تھا ہر مرتبہ مین تو نہ پہونچے مگر روح کیونکہ ہم کہینگے کہ اگر ہم یہ کہین تو جب بھی مراد ہماری اِس گرا دینے گرا دینا اُنکے اعراض کا ہی کیونکہ اگر ذات ہوا اور ذات نار کو گراتا تو جب باقی نہ رہتا اور جسم باقی ہی معراج مین اُسکا انفکاک نہین ہوا انتہیٰ محصلاً کلامہٗ اور جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین بعد اِس قول کے نقل فرمانے کے اضافہ فرمایا ہی کہ یہ ایسی بات ہی کہ جو خبط پر مشتمل ہی اور اصل مطلب سے اُسے کچھ ربط نہین ہی اور وہ خود متناقض ہی اور متہافت ہی محکم نہ متشابہ ہی گو اِسکی حقیقت کسی جماعت پر ہمارے اہل زمانہ کے پوشیدہ ہو اور ہرچند کہ ایسے کلام سے متعرض ہونا جو از قبیل اضغاث احلام ہی ہمارے شایان نہین تھا لیکن رفع اوہام کے لیے اُسکے بعض مفاسد کی طرف اشارہ کیا جاتا ہی لیکن پہلے پس بسبب اِسکے کہ یہ تخیلات فاسدہ اگر اپنے معنی ظاہری پر محمول ہون جیسا کہ ایک جماعت سے سُنا جاتا ہی اور قول اُنکا بھی اُسپر دلالت کرتا ہی اَلقَاءُ مَافِیہِ مِنَ النَّارِ وَالھَوَاءِ لَا القَاءُ المِثْلِ پس انکار معراج جسمانی کا اُس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کیونکہ مدار ترکیب اجسام کا عناصر چہارگانہ پر ہی پس جب کہ دو کو اُنہین سے صراحت آنحضرت کے جسم سے گرا دیا تو موافق ضابطہ کے چاہیے کہ دو اور جو ہین وہ بھی گر جائین اور جب یہ ہو تو وہی لازم آئیگا جو خود اُنھون نے کہا ہی کہ لَا یُقَالُ عَلٰی ھٰذَا یَلْزَمُ الخ جسکا ترجمہ اوپر ہو چکا ہی کیونکہ اِس صورت مین جسم سے سوا روح کے کچھ آسمان پر نہین گیا اور اگر اِس القا کو القاے مثل کے ساتھ اول سمجھین کہ یہ ایک مسئلہ اختراعی اِس قوم کا ہی تو بھی کچھ ربط مسئلہ امتناع خرق والتیام سے نہ رکھیگا اور جو اُنکے شاگرد نے کہا ہی کہ مراد اِس بات سے کہ آگ کو آگ کے کرہ مین چھوڑا یہ ہی کہ جو اعراض جوہر ناری کے تھے اُنھین کرہ نار مین چھوڑ کر تشریف لیگئے پس یہ مراد ایسی ہی کہ جس سے انسان کو دوری کرنا ضروری ہی کیونکہ یہ معنی ساتھ اِسکے کہ اول بطور اَلمَعْنٰی فِی بَطْنِ الشَّاعِرِ ہین ہم نہین جانتے کہ ترک کرنا اِن اعراض کا اِن محلون ہین کہان سے قرار دیا ہی کیونکہ جن اعراض کا چھوڑنا اور ترک کرنا کہتے ہین اگر وہ لائق ترک تھے وہ ہمیشہ سے متروک تھے اور اُنھین اختصاص عناصر کے کرون سے اور رتبون سے نہین ہی اور اگر ترک کے قابل نہین تو کسی جگہ وہ متروک نہین ہوے ساتھ اِس بات کے کہ اُسے بھی کچھ ربط قول حکما سے نہین ہی خرق والتیام کو ممتنعات سے گردانتے ہین اور یا اسلیے کہا ہو گیا کہ شیخ مذکور ردی اسکے ہین کہ معراج کو ان مقدمات کے تسلیم کرنے پر ثابت کرین جیسا کہ اُنکے شاگرد فاضل رشتی نے اِسکی تصریح کی ہی پس بناے کلام اوپر اِس چیز کے جو اُنھون نے ذکر کیا ہی اپنے

اوہام سے جو حکما کے نزدیک مسلم نہین جانے تہافت سے نہوگی علاوہ اسکے کہ اشکال حکما کا جواب دنیا ایسا جواب کہ موافق شرع کے ہو بعد اسکے کہ اُنکے معتقدات کو فرض کرلین دشوار ہی اور جو انھون نے اپنی رائے مخترع کو ذکر کیا ہی نہ وہ موافق مقالات حکما کے ہی نہ مناسب بمقالات شرعیہ کے ہی اور القاے مثل کی تاویل اِسطرح کرنی کہ اِس سے مراد یہ ہی کہ مثالین اور صورتین نار و ہوا کی چھوڑ گئے یہ بھی بنا بر فاسد فاسد پر اور ایسی تخییل ہی جو تحصیل سے خالی ہی یہ جماعت یہ سمجھتی ہین جو چیز جس جگہ ہوتی ہی جب وہان سے منتقل ہوتی ہی تو اپنے مثل کو وہان چھوڑتی ہی اور اسپر احتجاج کرتے ہین وہ کبھی ساتھ شہادت وجدانی کے اِسطرح کہ راکع جب رکوع کرتا ہی تو اگرچہ سر اُٹھالے لیکن رکوع کی ہیٔت محل رکوع مین باقی رہتی ہی اور اِسکا باطل ہونا بھی واضح ہی کیونکہ اگر مراد صورت سے صورت ذہنیہ ہی تو یہ البتہ جب تک ذہن بھولتا نہین باقی رہتی ہی ولیکن یہ اُنکی مراد نہین ہی اور اگر صورت خارجیہ مراد ہی جیسا کہ مدعی اُنکا ہی تو اب وجدان وقت رجوع اِسکی تکذیب کرتا ہی نہ تصدیق اور اُسکا مبطل ہی نہ شاہد اور کبھی اِسکی صحت پر استدلال لاتے ہین قول خدا سے کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا الخ یعنی جس روز کہ پائیگی ہر نفس اُس چیز کو کہ کیا ہی اُسنے اچھے کامون سے حاضر کیا گیا ولیکن اِسکی بھی دلالت اُنکے مطلب پر کسی طرح متحقق نہین ہوتی کیونکہ پہلے تو القاے مثال خارج مین اُنکی مراد دنیا مین ہی اور یہ آیہ بر فرض تسلیم اسکے کہ وہ وجود مثال پر دلالت کرتا ہی دلیل وجود مثال پر عالم اخروی مین ہوگا باوجود اسکے کہ وہ بھی غیر متعین ہی کیونکہ ہر شخص اپنے نامہ عمل مین اپنے عمل کو دیکھیگا اور اُسکی آنکھ کے سامنے حاضر کیا جائیگا اور پایا جانا سب اعمال کا ہو وقت محل کلام ہی اور اِس آیہ کریمہ سے ثابت نہین ہوتا اگرچہ بعض خبار بعض اعمال کی مثال کے پاے جانے پر بعض حال مین سوا دوسرے حال کے برزخ مین یا روز قیامت مین دلالت کرتے ہین لیکن انھین اِس جگہ جو ارادہ اُنکا ہی اُسے تعلق نہین ہی یہان تک کہ مثال اجزاے عنصریہ کا گرانا اُنھون نے اِس مرتبہ مین ثابت کیا کیونکہ وہ اِس چیز سے ہی کہ اُسے خدا نے اُسپر مسلط نہین کیا کس آیت مین اور کس حدیث مین آیا ہی کہ رتبہ نار مین نار کو یا اُسکی مثال کو چھوڑا اور کرہ ہوا مین ہوا کو یا مثل ہوا کو چھوڑا اور اگر ایسا ہی ہوتا تو ہر عنصر مین ہوتا اور اگر ایسا ہوتا تو چاہیے کہ یہ بات ہر وقت اور ہر عنصر مین اور ہر جسم مین ہوتی نہ یہ کہ مختص جسم شریف پیغمبر خدا کے ساتھ ہوتے بالجملہ منصف فہمیدہ جب ایسی بات کو سُنیگا اور غور کریگا تو اُسپر ظاہر ہوگا کہ یہ کلام سفہا و مجانین کا ہی کہ جسکے واسطے نہ کوئی شاہد ہی نہ برہان ہی اور کبھی اُن صاحبون کا یہ حال ہی کہ اپنی ایسی باتون کا حوالہ اُن علوم غریبہ پر کرتے ہین کہ نہ وہ ظاہر ہین نہ کسی نے اُنکا بیان کیا ہی مثل کیمیا اور لیمیا کے اور اِس سے اُنکی غرض اور کچھ نہین ہوتی مگر یہ کہ تا نافہمون کو دھوکا دین اور اپنے حال کو چھپائین اور نافہم اُنھین بڑا جانین انتہی مُحَصَّلُ کَلَامِهٖ اَسْکَنَهُ اللّٰهُ فِرْدَوْسَ جِنَانِهٖ چونکہ یہ قول موافق راے مخترع کے ایسے شخص سے صادر ہوا تھا جسے سب عالم عوامیہ کا جانتے تھے اِسلیے اُسکا ذکر ساتھ دفع کے ضرور ہوا تاکہ کسی کو فرقۂ امامیہ سے اِس بات کے اعتقاد مین کہ معراج جسمانی تھی نہ رہ جاے اب پھر مین اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ اصول اعتقاد کے ہر باب مین ایسی دلیل چاہیے کہ جو قابل اعتماد کے ہو نہ یہ کہ ہر احتمال اور ہر خبر پر اخبار احاد سے اعتماد کرلین ورنہ اِسکا انجام گمرہی ہوتی ہی اور معراج کے بارے مین جو اخبار و روایات فریقین مین وارد ہین وہ خالی افراط و تفریط سے نہین ہین اور اصل معراج جسمانی اور تشریف لیجانا بصعود و عروج حضرت کا

فرشتگان آسمانی کی طرف یہ قدر مشترک ہی کہ بتواتر ثابت ہی اور خصوصیات اُسکے کئی قسم پر ہین جیسکہ تفسیر مجمع البیان مین ذیل آیہ
سُبْحَانَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ مذکور ہی کہ یہ آیہ حضرت کے سیر کرانے مین
نازل ہوا اور یہ حکایت جسوقت کہ حضرت مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے واقع ہوئی کہ آنحضرت نے نماز مغرب کو مسجد الحرام مین
ادا فرمایا بعد اُسکے اُسی رات کو معراج واقع ہوئی اور اُسکے بعد جب پھر کر تشریف لاے تو صبح کی نماز کو پھر مسجد الحرام مین پڑھا
ولیکن اسرا حضرت کا مکہ سے تا بیت المقدس پس قرآن بلاشبہ اُسکے ساتھ ناطق ہی اور کوئی مسلمان اُس سے انکار نہین کرتا
اور جو بعض نے کہا ہی کہ یہ امر حال خواب مین ہوا تھا اِسکا باطل ہونا ظاہر ہی کیونکہ اس صورت مین پھر وہ اعجاز نہین ہو سکتا
اور نہ کوئی برہان قدرت پروردگار ہو سکتی ہی اور تحقیق کہ بہت سی روایات قصہ معراج مین اور حضرت کے آسمان پر عروج
فرمانے مین وارد ہوئی ہین اور بہت سے صحابہ نے مثل ابن عباس و ابن مسعود و انس و جابر بن عبد اللہ او حذیفہ اور عائشہ
اور اُم ہانی اور غیر انکے نے پیغمبر خدا سے روایت کی ہی اور انکی تفصیلون مین بعض نے زیادتی کی ہی اور بعض نے کمی کی ہی اور سب
چار قسم پر منقسم ہوتی ہین ایک وہ قسم ہی جسکی صحت کا ہم جزم و یقین کرتے ہین بسبب اِسکے کہ اخبار اُسکے متواتر ہین اور وہ مفید
علم یقینی کو ہوتی ہین دوسری قسم وہ ہی کہ روایات مین وارد ہوا ہی اور عقلین بھی اُسے تجویز کرتی ہین اور اصول اعتقاد سے
انھین منافات نہین ہی پس ہم بھی اُنھین تجویز کرتے ہین اور یقین کرتے ہین ساتھ اِس بات کے کہ جو کچھ اُمور معراج سے واقع ہوا
وہ حال بیداری مین تھا حال خواب مین نہ تھا تیسری قسم وہ ہی کہ اُسکا ظاہر مخالف بعض اصول کو ہی اور تاویل اُنکی اسوجہ سے
کہ موافق عقلون کے ہو جاے ممکن ہی پس اُسمین اِسطرح ہم تاویل کرتے ہین کہ دلیل اور اعتقاد صحیح حق کے ساتھ موافق ہو جاے
چوتھی وہ ہی کہ ظاہر اُسکا صورت صحت کی نہین رکھتا اور اُسمین تاویل کی بھی گنجائش نہین ہی مگر تکلف و تعسف کے ساتھ پس وہ
اس لائق ہی کہ اُسے ہم قبول نہ کرین لیکن قسم اول پس جناب مولناے طبرسی نے فرمایا ہی کہ وہ وہ چیز ہی کہ یقین اُسکا حاصل ہی وہ یہ ہی
کہ اسرا آنحضرت کا علی الجملہ واقع ہوا اور یہ جملہ بہت اجمال رکھتا ہی اور گویا ظاہر ہین اُنکی مراد اس اجمال سے یہ ہی کہ آیہ کریمہ مین مسجد اقصی کا
لفظ وارد ہوا ہی اور اُسکی تفسیر مین عامہ و خاصہ نے خلاف کیا ہی لیکن وہ خلاف ایسا ہی کہ اعتبار سے ساقط ہی علی ابن ابراہیم قمی نے
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ وہ حضرت مسجد الحرام مین بیٹھے تھے پس آسمان کی طرف ایکبار نظر اُٹھا کر
دیکھا اور پھر کعبہ کی طرف نظر فرما کر فرمایا سُبْحَانَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی اور تین بار اسکی تلاوت
فرما کر اسمعیل جعفی کی طرف ملتفت ہوے اور فرمایا کہ اے عراقی اہل عراق اس آیہ کے بارے مین کیا کہتے ہین انھون نے عرض کیا
کہ کہتے ہین کہ اسرا واقع ہوا مسجد حرام سے بیت المقدس تک فرمایا کہ ایسا نہین تھا بلکہ اسرا واقع ہوا اس جگہ سے اُس جگہ تک اور
دست مبارک سے اشارہ فرمایا آسمان تک اور فرمایا کہ اُن دونون کے بیچ مین حرم ہی اور عیاشی نے حضرت صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہی کہ کسی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ مسجد اقصی بزرگی مین کیا حال رکھتی ہی فرمایا کہ وہ آسمان مین ہی اور معراج مین
حضرت نے اُسی مسجد مین نفل فرمائی تھی کسی نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہین کہ وہ بیت المقدس ہی فرمایا کہ اُس سے مسجد کوفہ بہتر ہی

لیکن معتبرین عامہ بھی انکار عروج آسمانی سے نہین کرتے بلکہ انکے محققین کا مذہب یہی ہی کہ نص قرآنی کو عام جانتے ہین یا خاص
پس معراج آسمانی کو ضروریات دین سے جاننا اور کہنا چاہیے اور اسی جگہ سے ہی جو جناب اخوند صاحب نے کتاب بحار الانوار مین
فرمایا ہی کہ عروج آنحضرت کے اور سیر فرمانا اُن جناب کا بیت المقدس تک اور وہان سے تا آسمان جسد شریف کے ساتھ
مدلول ہی آیات کا اور اخبار متواترات کا جنھین خاصہ و عامہ نے اسطرح نقل کیا ہی کہ جسنے اُس سے انکار کیا ہی یا تاویل کی ہی
ساتھ معراج روحانی کے یا حالت خواب کے اُسکا منشا یا قلت تتبع اُسکا ہی اخبار ائمہ طاہرین علیہم السلام مین یا دین اُسکا کم ہی
اور یقین اُسکا ضعیف ہی یا جو حکمائے متفلسفین کے دھوکے ہین انھین وہ دھوکا کھا گیا ہی حالانکہ جو اخبار کہ اس بارے مین وارد
ہوے ہین وہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ مین گمان نہین کر سکتا کہ اور کسی اصل کے لیے اصول مذہب سے اس کثرت کے ساتھ
اخبار وارد ہوے ہین پس مین نہین جانتا کہ کیا باعث ہی کہ مردم اور اصول مین تو یقین و اذعان کرتے ہین اور انھین علم کے مدعی ہوتے ہین
اور اس مقصد قصوی مین تامل کو راہ دیتے ہین پس لائق و سزاوار ہی انکی شان مین یہ کہنا کہ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ
بِبَعْضٍ یعنی آیا ایمان لاتے ہو بعض قرآن سے اور بعض کی بہ نسبت انکار و کفر کرتے ہو اور لیکن یہ انکا عذر کرنا کہ آسمان خرق و التیام کو قبول
نہین کرتا پس صاحبان فہم و دانش پر پوشیدہ نہین ہی کہ جو کچھ اس سے انھون نے اس امر پر احتجاج کیا ہی وہ از قبیل شبہات و اوہام ہی
ساتھ اسکے کہ اگر دلیل انکی حس تقدیر مین کہ تمام بھی ہو تو وہ دلالت نہین کرتی مگر اس بات پر کہ فلک اعظم خرق و التیام کو قبول نہین کرتا
اور معراج مستلزم خرق و التیام فلک اعظم کو نہین ہی اور اگر ایسے شکوک و اوہام اخبار متواترہ کے قبول کرنے سے مانع ہو جائین
تو جملہ ضروریات دین مین توقف کو راہ ہو جائیگی اور مین ہر آئینہ بعض علمائے متاخرین شیعہ سے تعجب کرتا ہون کہ کیونکر وہم و سستی نے
ایسے مقام کے مثال مین راہ پائی حالانکہ ہمارے مخالفین تک نے باوجود اسکے کہ انکے اخبار تھوڑے ہین اور تدین بھی انھین نہین ہی
لیکن انکار کرنا انھون نے روا نہین رکھا اور اُسکی تاویل پر جسارت نہین کی اور انھون نے باوجود دعوی متابعت ائمہ اطہار
علیہم السلام کے اور وارد ہونے روایات کثیرہ کے جو دو چند روایات مخالفین کی ہین پیروی بعضے صحابے مخالفین کی مثل
معاویہ و عائشہ و طائفہ فلاسفہ کی کر کے معراج مین گفتگوئین کرتے ہین اور ہمارے قدمائے اصحاب سے کبھی شائبہ توقف و
تامل کا ظاہر نہین ہوا اعاذنا اللہ و سائر المؤمنین من تسویلات المضلین انتہی ملخص کلامہ پھر جناب طبرسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی
کہ لیکن قسم ثانی پس اس سے ہی وہ جو مروی ہی آنحضرت سے کہ اُن جناب نے آسمانون کی گلگشت فرمائی اور پیغمبرون کو دیکھا اور
تا بعرش الہی پہونچا اور سدرۃ المنتہی اور بہشت و دوزخ کو دیکھا اور اُسکے حال کا ملاحظہ فرمایا اور جو کچھ کہ مثل اُسکے مروی ہی اور
لیکن تیسری قسم پس وہ چیز ہی کہ آنحضرت سے مروی ہی کہ ایک قوم کو بہشت مین دیکھا کہ وہ متنعم ہوتی تھی اُسمین اور ایک جماعت کو
جہنم مین دیکھا کہ وہ معذب ہوتی تھی اُسمین پس یہ البتہ لائق تاویل کے ہی کہ اُنکے نامون کو دیکھا اور اُنکی صفات کو پہچانا اور چوتھی
قسم وہ ہی کہ جو بعض بعض روایت کرتے ہین کہ حضرت باریتعالی نے آنحضرت سے ظاہر مین پکار کر کلام فرمایا اسطرح کہ خدا تعالی
تخت پر بیٹھا اور وہ حضرت بھی اُسکے ساتھ اُسی تخت پر بیٹھے اور خدا کو دیکھا اور اُسکے کلام کو سنا اور اُسی کے مانند جو ایسے غلط ہین

جو مستلزم تشبیہ کو ہوتے ہین جس سے حق تعالیٰ منزہ ہی اور اسی طرح وہ روایت ہی جسمین یہ ہی کہ آنحضرت کے شکم مبارک کو شگافتہ
کیا اور دھویا کیونکہ وہ حضرت پاک و منزہ ہر بدی سے تھے اور کسطرح یہ بات ممکن ہی کہ دل کو پانی سے پاک کرتے یا جو اعتقادات تھے
انھین پانی سے پاک کیا جاتا واضح ہو کہ جو مولننا ے طبرسی نے روایات رویت و تشبیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہی مراد اس سے
وہ روایات ہین جنھین علماے حضرات اہلسنت نے نقل کیا ہی جیسا کہ فاضل سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور مین سورہ والنجم کی
تفسیر مین کریمہ لقد رآہ نزلۃ اخری کے بیان مین ابن مردویہ سے کہ انھون نے انس سے روایت کی ہی رای محمد ربہ یعنی معراج مین محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور اس سے بھی زیادہ واضح روایت ابن عباس سے کرتے ہین کہ انہ رای ربہ بعینہ یعنی
آنحضرت نے اپنے پروردگار کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ابن عباس سے روایت نقل کی ہی انہ رای ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفؤادہ
یعنی آنحضرت نے اپنے پروردگار کو شب معراج دوبار دیکھا ایکبار چشم ظاہر اور ایکبار چشم دل سے اور بھی نسائی اور حاکم سے
بہ تصحیح ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کی ہی کہ آیا تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم کے لیے خلیل ہونیکا مرتبہ ہوا اور حضرت
موسیٰ کے واسطے کلام کا رتبہ خدا سے ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے واسطے دیدار خدا کا مرتبہ ہوا اور ابن جریر سے کہ انھون نے ابن عباس سے
روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین نے اپنے پروردگار کو اچھی صورت مین دیکھا پس مجھسے فرمایا کہ ای محمد آیا جانتا ہی تو
کہ کس چیز مین ملاء اعلی خصومت کرتے ہین مین نے عرض کیا کہ مین نہین جانتا ای پروردگار میرے پس میرے دونون شانون کے
بیچ مین اپنے ہاتھ کو رکھا پس اسکی سردی کو دونون چھاتیون کے اندر اپنی پایا مین نے اور اسوقت جو کچھ آسمان و زمین کے بیچ مین تھا
اسے جانا مین نے اور جناب سید سند نے ان روایات کو نقل فرماکے کہا ہی کہ مین کہتا ہون کہ یہ سب افترا ہی ابن عباس پر اور
اس سے زیادہ یہی کہ پیغمبر پر افترا ہی اور آنحضرت کے ارشاد کے تحت مین داخل ہوتے ہین من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ
من النار یعنی جو مجھپر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھے اور افترا کرے پس چاہیے کہ مہیا کرے اپنی جگہ کو آتش دوزخ مین اور
راقم رسالہ کہتا ہی کہ جسطرح افترا ابن عباس اور پیغمبر خدا پر اس سے ظاہر ہی اسی طرح خدا کی تشبیہ و ملاء اعلی مین ایجاد مادہ خصومت کا ہی
کہ جو حسد اور بدترین صفت ہی اور یہ روایات ایسی ہین کہ جسے خود علماے حضرات اہل سنت رد کرتے ہین اور وہ رد و تکذیب
بذریعہ ام المومنین حضرت عائشہ ہی چنانچہ فاضل سیوطی نے روایت کی ہی کہ مسروق جو علماے اہلسنت سے ہین انھون نے
ام المومنین حضرت عائشہ سے پوچھا کہ آیا پیغمبر خدا نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا اور بہ تحقیق کہ خدا نے تو فرمایا ہی کہ لقد رای
من آیات ربہ الکبری یہ سنکر ام المومنین نے فرمایا این یذھب بک یعنی تیرا خیال تجھے کدھر کھینچتا ہی حضرت کو جبرئیل کے سوا
کچھ نہین دکھائی دیا اور ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے شب معراج جبرئیل کو دیکھا کہ چھ سو پر انکے تھے اسی طرح
فاضل سیوطی نے اسے نقل کیا ہی مسلم و بخاری سے اور اگرچہ حضرت عائشہ نے مقام معراج مین یہ خیال کیا ہی کہ جسمانی نہ تھی
بلکہ بطور خواب کانی المنام تھی جیسا کہ مذکور ہوا لیکن اس جگہ پر جو مستحق رویت نہین اسکی نفی رویت کی ہی اور احادیث اہلبیت
علیہم السلام سے جو منقول ہین وہ اس قول کی رد مین بہت ہین چنانچہ کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی مین صفوان بن یحیی سے

روایت کی ہی کہ اُسنے کہا کہ ابو قرہ محدث اہلسنت نے مجھسے درخواست کی کہ اُسے امام رضا علیہ السلام کی خدمت مین پہونچاؤن پس مین نے اُسکے حاضر ہونے کے واسطے آنحضرت سے اجازت چاہی جب وہ حاضر ہوا تو اُسنے مسائل حلال و حرام سے سوال کیا یہان تک کہ رجوع کیا اُسکے کلام نے توحید کی طرف پس کہا ابو قرہ نے کہ ہمارے یہان روایت کی ہی کہ خدا تعالی نے قسمت کیا پس کلام کیے حضرت موسیٰ کے ساتھ اور رویت کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ تخصیص فرمائی بعد اسکے جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر کون ہی جسنے خدا کی طرف سے جن و انس کو یہ پہونچایا کہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ یعنی نہین دیکھ سکتین اُسے بینائیان اور نہ احاطہ کر سکتی ہین اُسے یعنی اُسکی کنہ ذات کو از روے علم کے اور نہین ہی کوئی چیز مثل اُسکے آیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اُسے نہین لاے اور نہین پہونچایا اُسنے عرض کیا کہ ہان حضرت ہی اسکے پہونچانے والے ہین پھر فرمایا کہ کیونکر ہو کہ ایک ہی شخص تمام خلق پر آوے اور اُنھین خبر دے کہ مین تمھارے پروردگار کی طرف سے آیا ہون اور یہ کہ دعوت کرتا ہون اُنھین خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے اور بعد اُسکے کہے کہ نہین دیکھ سکتی اُسے کوئی آنکھ اور نہ احاطہ کر سکتا ہی اُسکے کسی کا علم اور نہین ہی مثل اُسکے کوئی چیز اور بعد اسکے کہے کہ مین نے اُسے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی اور اپنے علم سے اُسکا احاطہ کیا ہی اور اُسے انسان کی صورت پر پایا ہی آیا تم شرم نہین کرتے اس چیز مین جسکی طرف گئے ہو اور یہ جرات تو اُنپر زنادقے بھی نہین کی کہ وہ تہمت کرتے آنحضرت پر اِسطرح کہ کہتے کہ کبھی وہ خدا کی طرف سے ایک حکم لاتے ہین اور بعد اُسکے دوسری راہ سے اُسکے خلاف کو لاتے ہین ابو قرہ نے کہا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ پس جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد اِس آیت کے قرآن مین وہ چیز ہی جو دلالت کرتی ہین تفسیر پر اُسکی جسکا ابہام کیا گیا ہی اُسکے قول مین وَمَا رَأَىٰ جہان فرماتا ہی مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ یعنی حق تعالی فرماتا ہی کہ جھوٹ نہین کہا محمد کے دل نے برخلاف اُسکے جو اُسکی آنکھ نے دیکھا تھا بعد اُسکے مبہم کی تفسیر کے لیے جو ماے موصولہ ہی فرمایا لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ یعنی دیکھا اُسنے نشانیان اپنے پروردگار کی جو بزرگ تھین پس معلوم ہوا کہ آیات کو دیکھا تھا اور خدا کی آیات خدا کے غیر ہین پس تیرا حجت لانا اِس آیت سے پایہ اعتبار سے ساقط ہی اُسکے بعد ابو قرہ نے کہا کہ پھر کیا آپ روایات کی تکذیب فرماتے ہین یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ جب روایات قرآن کے مخالف ہونگی تو مین اُنکی تکذیب کرونگا فقط اور اُسی کتاب مین ابراہیم بن محمد اور محمد بن الحسین سے مروی ہی کہ اُسے ساتھ اُنکی لفظ کے نقل کرتا ہون قال دخلنا علی الرضا علیہ السلام فحکینا له ان محمدا رای ربه فی صورة الشاب الموفق فی سن ابناء ثلثین سنة الی ان قال فخر ساجدا ثم قال سبحانك ما عرفوك ولا وحدوك فمن اجل ذلك وصفوك قال یحیی ان محمد النمط الاوسط الذی لا یدرکنا الغالی ولا یسبقنا التالی یا محمد ان رسول الله حین نظر الی عظمة ربه کان فی هیئات الشاب الموفق فی سن ابناء ثلثین سنة یا محمد عظم ربی ان یکون فی صفة المخلوقین قال قلت جعلت فداك من کانت رجلاه فی خضرة قال ذلك محمد کان اذا نظر الی ربه بقلبه جعله فی نور مثل نور الحجب حتی یستبین له ما فی الحجب ان نور الله منه اخضر ومنه احمر ومنه ابیض ومنه غیر ذلك یا محمد ما شهد له الکتب والسنة فنحن القائلون به پس کسقدر تصریح ہو اِس قول کا ان روایات سے ظاہر ہوتا ہی اِسی طرح مراد جناب مولانا طبرسی کی اِس قسم کی روایات سے دھاب معراج وہ ہی کہ

جو تفسیر قول خدا تعالیٰ مین دَنیٰ فَتَدَلّیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ حضرات اہلسنت کی طرف سے منقول ہین جیسا کہ فاضل سیوطی نے
ابن ابی حاتم اور طبرانی وغیرہ سے اِس آیت کی تفسیر مین روایت کی ہے ہُوَ مُحَمَّدٌ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ اِلیٰ رَبِّہٖ یعنی ضمیر فاعل دَنیٰ اور تَدَلّیٰ مین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف پھرتی ہے تو معنی یہ ہوے کہ نزدیک ہوے وہ حضرت خدا سے پس گرایا اور لٹایا اپنے تئین اُسکی طرف
اور واقع مین یہ بھی کفر ہے اور خود بھی اُنھون نے اسکے خلاف بھی روایت کی ہے اور جو تفسیر حق اِس آیت کے ہے وہ یہ ہے کہ وہ حضرت
محل عظمت اور مظاہر قدرت خدا تعالیٰ سے قریب ہوے تھے جیسا کہ کتاب کافی مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے
اور لفظ اسکا یہ ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ علیہ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا اُسْرِیَ بِی اِلَی السَّمَاءِ بَلَغَ جَبْرَئِیْلُ مَکَانًا لَمْ یَبْلُغْہُ قَطُّ فَکَشَفَ
لَہٗ فَاَرَاہُ اللّٰہُ مِنْ نُوْرِ عَظَمَتِہٖ مَا اَحَبَّ اور بعض روایات مین وارد ہے کہ حضرت امام زین العابدین سے سوال کیا کہ آیا خداے عزوجل
مکان کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا اِس سے برتر ہے راوی نے عرض کیا کہ پھر کس لیے پیغمبر خدا کو آسمان پر
طلب فرمایا تھا حضرت نے فرمایا اِسلیے کہ تا ملکوت آسمان کا مشاہدہ فرمائین اور صنعتہاے عجیبہ اور خلقتہاے بدیعہ کو دیکھین
اُسنے عرض کیا کہ پھر یہ کیون فرمایا دَنیٰ فَتَدَلّیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ حضرت نے فرمایا کہ مرجع ضمیر کا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ ہین یعنی دَنیٰ صیغہ ماضی مین جو ضمیر فاعل کی ہے یہ حضرت کی طرف پھرتی ہے اور مراد اِس سے یہ ہے کہ وہ حضرت نور کے
پردون کے پاس گئے پس ملکوت آسمان کا تماشا فرمایا بعد اُسکے سر نیچے کیا اور نظر کی طرف ملکوت زمین کے جو پایئن مین تھی پس اُس سے
بقدر دوری دو قاب کے جو ایک قوس کے بیچ مین ہوتی ہے یا اُس سے بھی کم پایا فقط اور جناب سید سند نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی
حال ہے اُن روایات کا جو عوام مین مشہور ہین اور دلالت کرتی ہین جناب امیر علیہ السلام کی معراج پر اور یہ کہ وہ حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ کے آسمان پر پہونچنے سے پہلے موجود تھے اور یہ کہ ایک ہاتھ پردہ غیب سے نکلا کہ وہ جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ تھا
اور جو اسکے مشابہ ہین کہ دلالت غلو اور تشبیہ پر کرتے ہین اور طریقہ میانہ روی اور تنزیہ سے خارج ہین ہان قرب معنوی کو اِن
استعارون کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور جناب امیرؑ کے درجون کی بزرگی اور مرتبون کی رفعت مدارج عالیہ معراج نبوی مین
بیشتر سے زیادہ ظاہر ہوے یہان تک کہ جب فرشتون نے آنحضرت پر سلام کیا تو پوچھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ آپ کے
بھائی علی ابن ابیطالب کیسے ہین حضرت نے فرمایا کہ حال اُنکا ساتھ خیریت کے ہے اُنھون نے کہا کہ جب تم اُنکو دیکھنا تو ہمارا سلام
اُنھین پہونچانا جناب پیغمبر خدا نے پوچھا کہ تم اُنھین پہچانتے ہو ملائکہ نے عرض کیا کہ ہم اُنھین کیونکر نہ پہچانین حالانکہ حق تعالیٰ نے
تمہارا اور اُنکا پیمان اور اقرار ولایت روز الست کو ہمسے لیا ہے اور ہم ہمیشہ تمپر اور اُنپر صلوات بھیجتے ہین ابن بابویہ نے بسند معتبر
ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی جب مجھے
ساتوین آسمان پر لیگئے اور وہان سے سدرۃ المنتہی اور وہان سے جہان نور کے پردے تھے اور حق تعالیٰ نے مجھے اُنکے بیچ مین
مناجات کے ساتھ گرامی فرمایا تو اُسوقت مجھسے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ مین نے عرض کیا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یعنی اے میرے پروردگار
مین تیرا بندہ ہون اور تیری خدمت مین حاضر ہون اور تو ہی صاحب برکت اور بلند مرتبہ پس فرمایا کہ جان تو کہ علی امام اور پیشوا ہے

دوستون کا ہی اور وہ نور ہی اُسکے لیے جو میری اطاعت کرے اور وہ ایسا کلمہ ہی کہ اُسے پرہیزگارون کے واسطے مین نے
لازم کیا ہی جسنے اُنکی اطاعت کی اُسنے میری اطاعت کی اور جسنے اُنکی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی پس اُس سے بشارت دی
ساتھ اس بات کے جب پیغمبر خدا زمین پر تشریف لائے تو علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو جو کچھ کہ حق تعالی نے اُنکے حق مین فرمایا تھا
اُس سے بشارت دی امیر المومنین ؑ نے عرض کیا کہ ای رسول خدا ؐ آیا میرا مرتبہ اور قدر و منزلت اس مرتبہ کو پہونچا ہی کہ ایسے مکان پر
مجھے یاد کرتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ہان ای علی ابن ابیطالب شکر کرو اپنے پروردگار کا پس وہ حضرت سجدے مین شکر نعمت کے
اپنے پروردگار کے سامنے خم ہوے اور جبین عبودیت کو زمین طاعت پر شکرگذاری کے لیے رکھا اور پیغمبر خدا نے فرمایا کہ سر اُٹھاؤ
یا علی کہ حق تعالی تمسے مباہات فرماتا ہی اپنے ملائکہ کے ساتھ اور جابر انصاری سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب شب معراج کو
مجھے ساتوین آسمان پر لیگئے تو ہر دروازے پر آسمان کے دیکھا مین نے کہ لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابیطالب
امیر المومنین اور جب پردہ ہاے نور تک پہونچا تو ہر پردے پر اُسی کو لکھا دیکھا اور جب عرش پر پہونچا تو ہر رکن عرش پر اُسے
لکھا دیکھا اور بعضی روایتون مین اعمش نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ
جب مین شب معراج کو پانچوین آسمان پر پہونچا تو علی ابن ابیطالب ؑ کی صورت کو وہان دیکھا پس کہا مین نے کہ ای میرے حبیب
جبرئیل یہ کیا صورت ہی جبرئیل نے کہا کہ ای محمد فرشتون نے خواہش کی کہ علی ابن ابیطالب ؑ کے مشاہدہ جمال سے بہرہ مند ہون
اور کہا کہ خداوندا دنیا مین انسان صبح و شام مشاہدہ جمال علی ابن ابیطالب ؑ سے کہ جو دوست اور محبوب تیرے حبیب محمد کے اور اُنکے خلیفہ
اور وصی اور امین ہین بہرہ مند ہوتے ہین پس جسطرح اہل دنیا بہرہ مند ہوتے ہین اس سعادت سے اُسی طرح ہمین بھی بہرہ مند فرما
اُنکی صورت سے پس حق تعالی نے اپنے نور اقدس سے علی ابن ابیطالب کی صورت کو اُنکے نزدیک پیدا فرما دیا کہ وہ دن رات اُنکی
زیارت کرتے ہین اور صبح و شام مشاہدہ جمال سے اُنکے متمتع اور فائدہ مند ہوتے ہین بعد اسکے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ
جب ابن ملجم نے ضربت سر مبارک پر آنحضرت کے ماری تو اُس ضربت کی صورت اُس صورت نوری پر آنحضرت کے ظاہر ہوئی
فقط ہر چند یہ روایت از جملہ اخبار احاد ہی اور غرابت سے خالی نہین ہی کہ فرشتے خواہان صورت و زیارت پیغمبر خدا کی جو علی ابن ابیطالب سے
افضل ہین نہون اور خاص کر کے علی ابن ابیطالب کی صورت کے خواہان ہون لیکن اصل اعتقاد سے منافی نہین ہی کیونکہ ہو سکتا ہی کہ
ازبسکہ فرشتے تبلیغ وحی کے لیے اور اکثر تقربیون کے واسطے پیغمبر خدا کی زیارت کو مامور و ماذون تھے پس اکثر آنحضرت کی زیارت سے
مشرف ہو جاتے تھے اور چونکہ امام پر وحی نہین آتی اور اُنکی زیارت مکرر واقع نہین ہوتی تھی اس سبب سے جناب امیر ؑ کی زیارت کی
آرزو کی ہو اور دوسرا احتمال یہ بھی ہی کہ جو فرشتے زمین پر نہ آسکتے تھے بسبب اپنی بزرگی جثہ کے اُنھون نے درخواست زیارت کی
پیغمبر و امام دونون کی کی ہو جیسا کہ بعض اخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ معراج کی وجہ مین فرمایا کہ جو بڑے فرشتے زمین پر نہ آسکتے تھے
اُنھون نے حق تعالی سے درخواست زیارت کی حضرت کی کی تھی تو اُنکی دعا قبول فرما کر حضرت کو آسمان پر طلب فرمایا کہ تا وہ ملائکہ بھی
زیارت سے مستفیض ہو جائین تو امر اول کے بارے مین موافق درخواست ملائکہ خود حضرت نے عروج فرمایا اور چونکہ جناب

رسالتمآب خود آسمان پر اکثر تشریف لیگئے اسلیے اب صورت کی ضرورت نہ رہی اور یہ بات امام علیہ السلام کے واسطے واقع
نہین ہوئی اسلیے اشتیاق اُنکا جو زیادہ ہوا تو حق تعالیٰ نے صورت علی بن ابیطالب کو نور سے پیدا کرکے اُن فرشتون کو خوش
اور مفتخر فرمایا ہو تیسرے یہ کہ اگرچہ پیغمبر خدا یقینی جناب امیر سے افضل ہین لیکن یہ درخواست جو فرشتون نے کی کہ اپنے حبیب محمدؐ کے
دوست اور محبوب اور خلیفہ اور وصی اور امین کے مشاہدہ جمال سے مثل اہل دنیا ہمین بھی صبح شام مشرف فرما واقع مین یہ فضیلت
بذریعہ و بواسطہ جناب پیغمبر خدا تھی اور حقیقت مین یہ بھی فضیلت از جملہ فضائل جناب رسالتمآب کے تھی جہان شب معراج کی
مہمانداری مین خوان ہاے پُر الوان فضائل پر حضرت کی دعوت ہوئی اسی قبیل سے ایک یہ بھی فضیلت تھی اور واقع مین کس قدر
اس امر سے حضرت پیغمبر خدا کو مسرت ہوئی ہوگی کہ حق تعالیٰ نے کیا مرتبہ مجھے کرامت فرمایا ہو کہ میرے خلیفہ کی زیارت کو
ملائکہ خواہشگار ہین اور صورت نوری اُنکی زیارت گاہ سبحان ملاء اعلی ہی اور اب کوئی غرابت بھی باقی نہین رہتی اور دور نہین ہی
کہ اس فضیلت کا اظہار اسلیے فرمایا ہو کہ تا منکرین فضائل پر حجت تمام ہو اور اعداے دین کی شناعت اعمال سب پر واضح ہو
یا اور مصالح ہون کہ جسے خدا اور رسول اور حجج بعد علیہم السلام سے جانتے ہین فقط اور لیکن وہ روایات کہ جنسے یہ ثابت ہوتا ہی
کہ شب معراج مین آسمان پر شکم مبارک کو پیغمبر خدا کے شق کیا اور حق تعالیٰ سے قریب ہوئے پس قاضی عیاض نے کہ علماے
حضرات اہلسنت سے ہین اسکے بارے مین کہا ہی کہ بعض علما کی راے یہ ہی کہ سوا اسکے نہین کہ یہ روایت شریک کی ہی انس سے
منقول ہی فقط اور یہ روایت لائق انکار کے ہی کیونکہ شق بطن احادیث صحیحہ کی رو سے صغر سن مین آنحضرت کے واقع ہوا ہی
اور اسرا طرف آسمان کے باجماع اصحاب بعثت کے بعد واقع ہوا ہی ولیکن سہیلی نے کہا ہی کہ شق بطن دوبارہ واقع ہوا ایک بار اسلیے
کہ حظوظ البشریہ دور ہوجائین دوسری بار اسلیے کہ دل مین حضرت کے ایمان و حکمت بھر جاے اور کیفما کان حضرت ختم المرسلین
ابتداے خلقت نور سے بمفاد کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ سب کمالون سے موصوف تھے پھر حاجت اِن باتون کی طرف
نہ رکھتے تھے مگر یہ کہ اور مصالح کے واسطے ایسا اتفاق ہوا ہو اور جو قول اُم المومنین عائشہ سے منقول ہی معراج جسمانی کے انکار مین کہ
مَا فُقِدَ جَسَدُہٗ اسکے جواب مین قاضی عیاض نے کہا ہی کہ یہ قول اُنکا اُنکے مشاہدے کی نقل نہین ہوسکتی کیونکہ اُس وقت تک وہ
پیغمبر خدا کی زوجہ نہین ہوئی تھین و رسن تمیز کو بھی نہین پہونچی تھین بلکہ محتمل تو یہ ہی کہ پیدا بھی نہوئی ہون کیونکہ زہری کے قول کے
موافق اسرا ایک برس چھ مہینے کے بعد بعثت کے واقع ہوا اور ہجرت کے وقت عائشہ کا سن آٹھ برس کا تھا اور بعضون نے
کہا ہی کہ بعثت کے پانچ برس کے بعد اسرا واقع ہوا اور یہ قول اشبہ ہی انتہی اَلْمُحَصَّلُ کَلَامُہٗ اور صاحب عقل سلیم پر اس جگہ سے بخوبی
واضح ہوگا کہ یہ قول مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لائق توجہ کے نہین ہی بلکہ از قسم خواب و خیال ہی اور واقع مین اس فضیلت جلیلہ سے
رجماً بالغیب انکار پر بدون تحقیق مبادرت کرنا ہی اور ظاہر قرآن سے انحراف ہی اَعَاذَنَا اللّٰہُ وَجَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْہُ اور جبکہ اثبات
اصل معراج جسمانی سے بدلیل عقل و نقل فارغ ہوا تو بعض وہ احادیث جنسے مفصل کیفیت معراج کی واضح ہو بغرض بصیرت
مومنین کے لیے لکھتا ہون تا کہ سبکے دیکھنے اور سننے سے سب کو اطلاع آنحضرت کے کمال فضیلت و علو مرتبت پر حاصل ہو

اور واضح رہے کہ جہان الفاظ متشابہ حدیث مین وارد ہوئے ہین انکی توضیح و تاویل بھی بطور صحیح انشاءاللہ لکھا جاویگا عیاشی اور کلینی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ شب معراج کو جبرئیل براق کو آنحضرت کی سواری کے لیے لائے اور وہ استر سے چھوٹا اور گدھے سے قد مین بڑا تھا اور روایت کافی کے موافق یہ ہی کہ براق جب کسی پہاڑ پر پہونچتا تھا تو ہاتھ اسکے چھوٹے اور پاؤن اسکے بڑے ہو جاتے تھے اور جب پہاڑ سے نیچے اترتا تھا تو دونون ہاتھ اسکے بڑے اور پاؤن اسکے چھوٹے ہو جاتے تھے اور سیدھی طرف اسکے ایک بال تھی اور دو بائین انکی پشت سر پر تھین اور عیون اخبار الرضا علیہ السلام مین اور غیر اسکے مین بھی پیغمبر خدا سے منقول ہی کہ بدرستیکہ خداوند عالم نے میرے لیے مسخر فرمایا براق کو کہ وہ ایک جانور ہی بہشت کے چار پاؤن کہ نہ بہت کوتاہ قامت ہی نہ زیادہ دراز بالا ہی پس اگر حق تعالی اسے حکم دے تو وہ ایسا جولانی اور تیز رفتاری کرے کہ ایکبارگی سیر مین تمام دنیا اور مقامات آخرت پر سے گذر جائے اور وہ رنگ مین بہترین دواب ہی اور علی ابن ابراہیم قمی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جبرئیل اور اسرافیل اور میکائیل براق کو آنحضرت کی خدمت مین لائے پس ایک نے ان فرشتون مین سے لگام پکڑی اور ایک نے رکاب کو اور ایک نے زین کو اور جوشل اسکے اوپر پارچے تھے انھین درست کیا پس براق مضطرب ہوا اسوقت جبرئیل نے اسکے منھ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ ای براق ٹھہر جا پس بدرستیکہ تیری پیٹھ پر کوئی پیغمبر سوار نہین ہوا نہ اس سے پہلے اور نہ سوار ہوگا بعد اسکے بعد اسکے وہ حضرت براق پر سوار ہوے اور براق نے آنحضرت کو بلند کیا لیکن نہ بہت بلند اور جبرئیل علیہ السلام حضرت کے ساتھ تھے اور آیات آسمان و زمین کے دکھاتے جاتے تھے حضرت فرماتے ہین کہ مین اسی حال مین راہ چلا جاتا تھا کہ ناگاہ سیدھی طرف سے ایک منادی کی آواز میرے کان مین آئی کہ ای محمد مین نے اسکے جواب کی طرف التفات نہ کیا بعد اسکے بائین جانب سے میرے کان مین آواز آئی کہ ای محمد مین اسکی طرف بھی متوجہ نہوا بعد اسکے سامنے سے میرے ایک عورت آئی کہ دونون ہاتھ کھولے ہوے اور ساری دنیا کی زینت کیے ہوے تھی اسنے کہا کہ ای محمد آیا میری طرف دیکھتے ہو کہ ایک بات مین تمسے کہون مین اسکے ساتھ بھی ملتفت نہوا بعد اسکے تھوڑی دور راہ مین چلا تھا کہ ایک آواز میرے کان مین آئی کہ اسنے مجھے مضطرب کیا پس جبرئیل نے ایک جگہ پر مجھے اتارا اور کہا کہ نماز پڑھو مین نے نماز وہان پڑھی بعد اسکے انھون نے مجھسے پوچھا کہ تمنے کہان نماز پڑھی مین نے کہا مین نہین پہچانتا انھون نے کہا کہ تمنے طیبہ مین نماز پڑھی ہی یعنی مدینہ مین اور یہی تمھاری ہجرت کا مقام ہی بعد اسکے پھر مین سوار ہوا اور جسقدر کہ خدا نے چاہا مین نے مسافت قطع کی پھر مجھسے جبرئیل نے کہا کہ اترو اور نماز ادا کرو مین نے نماز پڑھی اور پھر جبرئیل نے پوچھا کہ جانتے ہو کہ تمنے کہان پر نماز پڑھی ہی مین نے کہا نہین کہا انھون نے طور سینا ہی جہان حق تعالی نے موسی کے ساتھ کلام فرمایا تھا بعد اسکے پھر مین سوار ہوا اور جہان تک کہ خدا کو منظور تھا وہان تک مین گیا پھر جبرئیل نے کہا کہ اترو اور نماز ادا کرو پھر مین نے نماز پڑھی اور اسکے بعد پھر جبرئیل نے مجھسے اس مقام کو پوچھا مین نے کہا کہ مین نہین پہچانتا کہا انھون نے کہ یہ خانہ لحم ہی یعنی گوشت کا گھر ہی اور وہ ناحیہ بیت المقدس مین ہی جہان حضرت عیسی پیدا ہوے ہین بعد اسکے پھر مین سوار ہوا اور بیت المقدس تک گیا اور وہان پہونچکر براق کو مین نے ایک حلقہ مین جہان پیغمبران سابق نے باندھا

باندھے تھے باندھا اور داخل مسجد ہوا اور جبرئیل میرے ساتھ پہلو میں تھے پس پایا میں نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو ایک جماعت
پیغمبران کے ساتھ کہ خداوند عالم نے انھیں اپنے پیغمبران سے میرے احترام کے واسطے جمع فرمایا تھا بعد اسکے نماز کی اقامت ہوئی
اور میرے گمان میں یہ تھا کہ جبرئیل پیشوا ہونگے پس جب صف بندھ چکی تو جبرئیل نے میرا بازو پکڑ کر بڑھایا اور پیشوا کیا اور میں نے
ان سب حضرات کی امامت نماز میں کی اور فخر کی راہ سے نہیں کہتا بعد اسکے میرے پاس انکی امتوں کا خزینہ دار تین کاسے لایا
ایک میں پانی دوسرے میں شراب تیسرے میں دودھ تھا اور ایک ہاتف کی آواز کو سنا میں نے کہ وہ کہتا تھا کہ اگر پانی لے گا تو
وہ بھی اور اسکی امت بھی غرق ہو جائیگی اور اگر شراب کو لیا تو خود بھی گمراہ ہوگا اور اسکی امت بھی گمراہ ہو جائیگی اور اگر دودھ کو لے گا تو
خود بھی ہدایت پائیگا اور امت بھی اسکی راہ رست پر آئیگی پس کاسۂ شیر کو میں نے لیا اور کچھ تھوڑا سا اسمیں سے میں نے پیا اسکے بعد
جبرئیل نے مجھسے کہا کہ ہدایت پائی تمنے اور تمھاری امت نے ہدایت پائی پھر جبرئیل نے کہا کہ اس مسافت کے قطع کرنے میں کیا تمنے
دیکھا اور کیا سنا میں نے کہا کہ ایک شخص نے جانب راست سے میرے ندا کی جبرئیل نے کہا کہ آپ نے اسکا جواب دیا تھا میں نے
کہا کہ نہ میں نے جواب دیا نہ التفات کیا جبرئیل نے کہا کہ وہ داعی یہود تھا اگر تم اسکی دعوت کو قبول کرتے تو تمھاری امت یہودی
ہو جاتی پھر جبرئیل نے پوچھا ماذا رایت یعنی اسکے بعد پھر کیا دیکھا فرمایا کہ ایک منادی نے جانب چپ سے میرے ندا کی
جبرئیل نے کہا کہ آیا اسکا جواب دیا تھا فرمایا کہ نہیں اور نہ کچھ التفات اسکی طرف کیا جبرئیل نے کہا کہ وہ داعی نصاریٰ تھا اگر تم
اسکی اجابت کرتے تو ہر آئینہ تمھاری امت بعد تمھارے سب نصاریٰ ہو جاتی پھر پوچھا کہ کیا چیز تمھارے سامنے آئی تھی حضرت نے
اس عورت کا حال بیان فرمایا جبرئیل نے کہا کہ وہ دنیا کی صورت تھی اگر آپ اس سے کلام کر لیتے تو امت آپ کی دنیا کو آخرت پر
اختیار کر لیتی آنحضرت نے فرمایا کہ بعد اسکے ایک ایسی آواز سنی کہ جسنے مجھے خوفناک کیا اور ڈرایا اسوقت جبرئیل نے مجھسے کہا کہ آیا آپنے سنا
میں نے کہا کہ ہاں جبرئیل نے کہا کہ ستر برس ہوئے کہ ایک پتھر کو کنار جہنم سے میں نے گرایا تھا اسوقت وہ زمین پر پہونچا ہے کہتے ہیں
کہ اسکے بعد پھر کبھی پیغمبر خدا ہنسے نہیں یہاں تک کہ اس عالم سے رحلت فرمائی پھر فرمایا کہ جبرئیل بھی بلند ہوئے اور میں بھی انکے ساتھ
بلند ہوا آسمان دنیا تک اور وہاں ایک فرشتہ ہے کہ اسے اسماعیل کہتے ہیں اور وہ صاحب خطفہ ہے جسکے بارے میں حق تعالیٰ نے
فرمایا ہے الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب اور ظاہرا مراد صاحب خطفہ را انند مختطف ہے یعنی ہنکانے والا اضافت کے
واسطے ادنی ملابست کافی ہے اور اس فرشتہ کے زیر حکم ستر ہزار فرشتہ ہے اور ہر فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار ہیں پس صاحب خطفہ نے
کہا کہ اے جبرئیل تمھارے ساتھ کون ہے جبرئیل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اسنے پوچھا کہ آیا مبعوث ہوئے جبرئیل نے کہا
کہ ہاں پس دروازہ کو کھولا اور میں نے اسپر سلام کیا اور اسنے مجھپر سلام کیا میں نے اسکے لیے طلب آمرزش کی اور اسنے میرے لیے طلب
آمرزش کی اور کہا کہ مرحبا ساتھ برادر صالح و نیکوکار کے اور پیغمبر صالح کو اور گھیر لیا مجھے فرشتوں نے ساتھ شوق تمام کے اور کوئی فرشتہ
نہ تھا مگر یہ کہ ہنستا تھا اور بشارت خواہ تھا یہاں تک کہ ایک فرشتہ میرے سامنے ایسا آیا کہ اس سے زیادہ بلند قامت فرشتہ
نہ دیکھا تھا اور منظر اسکا کراہت کریہ و بد صورت تھا اور غضب اور غصہ اسکے چہرے سے ظاہر تھا اور جسطرح اور فرشتوں نے کلمات

دعا کے گیے تھے اُسنے بھی کہے لیکن وہ ہنسا نہین اور اُسکے چہرے پر بشاشت ظاہر نہوئی پس مین نے جبرئیل سے کہا کہ یہ کون ہی
مین اُسے دیکھکر خوفناک ہوا اور ڈر گیا جبرئیل نے کہا کہ اس سے ڈرنا چاہیے کہ ہم سب اس سے ڈرتے ہین یہ مالک خزینہ دار جہنم ہی
کبھی نہین ہنستا اور جسدن سے خداوند جبار نے جہنم کو اسکے قبضہ اقتدار مین دیا ہی ہمیشہ خشم و غضب اسکا دشمنان خدا پر اور
گنہگارون پر زیادہ ہوتا جاتا ہی اور خدا اسی کے ہاتھ سے اُنسے انتقام فرمائیگا اور اگر اس سے پہلے کسی کے لیے ہنسا ہوتا یا
آپ کے بعد ہنستا تو یقینی آپ کے ساتھ ہنستا ولیکن ہرگز نہین ہنستا پس مین نے اسپر سلام کیا اور اُسنے مجھپر سلام کیا اور مجھپر
بشارت بہشت کی دی اور چونکہ جبرئیل ملکوت اعلی مین مطاع وامین تھے اور سب فرشتے اُنکے فرمانبردار ہین اسلیے مین نے اُنسے
کہا کہ آیا مالک کو حکم نہین دیتے کہ جہنم کو مجھے دکھائے جبرئیل نے کہا کہ ای مالک جہنم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو دکھاؤ مالک نے ایک پردہ
پردہ ہاے جہنم سے دور کیا اور ایک دروازہ اُسکے دروازون مین کھولا ناگاہ ایک شعلہ نے جہنم سے جوش مارا اور آسمان کی طرف
بلند ہوا کہ اُسکی شدت کے باعث سے مین ڈرا کہ مجھے نہ لیجاے مین نے کہا کہ ای جبرئیل کہو کہ اس شعلہ کو پھیرے اور جہنم کے دروازے
بند کرے پس مالک نے اس شعلہ جہنم سے کہا کہ پھر آ وہ پھر گیا جب وہان سے آگے بڑھا تو ایک مرد گندم گون کو کہ بہت بڑے تھے
قد و قامت مین دیکھا جبرئیل سے پوچھا مین نے کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ تمھارے باپ آدم ہین ناگاہ دیکھا مین نے
کہ اُنکے فرزندون کو انھین دکھاتے اور بتاتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ روح اچھی ہی اور یہی نسیم ہی جو خوشبو ہی اچھے بدن کی پس حضرت نے
یہ آیہ پڑھا کَلَّا اِنَّ کِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِی عِلِّیِّیْنَ پس مین نے آدم پر سلام کیا اور انھون نے مجھپر سلام کیا اور مین نے اُنکے لیے استغفار کی اور
انھون نے میرے لیے استغفار کی اور کہا کہ مرحبا خوب آے تم ای فرزند شائستہ اور پیغمبر شائستہ اور بھیجے گئے زمان شائستہ مین
بعد اُسکے مین ایک فرشتہ پر سے منجملہ فرشتون کے گذرا کہ وہ ایک مجلس مین بیٹھا تھا اور ساری دنیا اسکے دونون زانوؤن کے
بیچ مین تھی اور ایک نور کی لوح اسکے ہاتھ مین تھی اور اُس لوح مین نامہ لکھا ہوا تھا اور مثل مردان دو گین کے ہمیشہ اُس لوح مین
دیکھتا تھا اور نہ اپنی جانب راست اور چپ متوجہ ہوتا تھا مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہی انھون نے کہا کہ ملک الموت ہی
کہ ہمیشہ روح قبض کرنے مین مشغول رہتا ہی مین نے کہا کہ ای جبرئیل مجھے اسکے پاس لیچلو کہ تا اس سے بات کرون جب وہ اسکے پاس
لیگئے تو مین نے اسپر سلام کیا اسنے جواب دیا جبرئیل نے اس سے کہا کہ یہ پیغمبر رحمت ہی کہ حق تعالی نے اُسے اپنے بندون پر بھیجا ہی
پس یہ سنکر مجھے مرحبا کہا اور محبت کی اور کہا کہ بشارت ہو تجھے ای محمد کہ مین ہر نیکی کو تیری امت مین دیکھتا ہون مین نے کہا کہ مین
اُس خداوند کی جو بخشنے والا اور صاحب نعمت اپنے بندون پر ہی حمد کرتا ہون اور یہ سب فضل و رحمت میرے پروردگار کی مجھپر ہی
بعد اُسکے جبرئیل نے کہا کہ اس فرشتہ کا کام سب سے زیادہ سخت ہی اور بہت ہی مین نے کہا کہ آیا سب کی روح یہ خود قبض کرتا ہی
جبرئیل نے کہا کہ ہان مین نے کہا کہ ای ملک الموت جہان جہان کہ مخلوق ہوتے ہین تم سب کو دیکھتے ہو اور سب پاس جاتے ہو
انھون نے کہا کہ ہان ساری دنیا بسبب اسکے کہ حق تعالی نے اُسے میرے مسخر کر دیا ہی اور مجھے اسپر اختیار دیا ہی مثل ایک درم کے ہی
جو تمھارے ہاتھ مین ہو کہ جسطرح چاہو اُسے پھیر سکتے ہو کوئی گھر نہین ہی کہ جسمین پانچ بار ہر روز اُس گھر والون مین سے ایک ایک کو

نہین دیکھ لیتا اور ڈھونڈ نہین لیتا اور جب اہل میت مردہ پر اپنے روتے ہین تو مین اُنسے کہتا ہون کہ روؤ اِس بات پر کہ ابھی
مجھے تم مین آنا ہی اور پھر آنا ہی یہان تک کہ تم مین سے کسی کو نہ چھوڑونگا حضرت فرماتے ہین کہ مین نے کہا کہ موت کافی ہی
آدمی کے غم واندوہ کرنے کو جبرئیل نے کہا کہ جو کچھ مرنے کے بعد ہی وہ موت سے بدتر ہی پھر وہان سے آگے بڑھا اور ایک
جماعت کے پاس پہونچا کہ اُنکے سامنے خوان گوشت اچھے اور سڑے ہوے گوشت کے رکھے تھے اور وہ سڑے گوشت کو
کھاتے تھے اور اچھے گوشت کو نہ کھاتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ چند گروہ ہین کہ حلال کو دنیا مین
ترک کرتے تھے اور حرام کو کھاتے تھے اور یہ تیری اُمت سے ہین اے محمد بعد اُسکے ایک فرشتے کو دیکھا کہ حق تعالی نے اُسے
ایک بزرگ خلقت پر پیدا کیا تھا آدھا بدن اُسکا آگ کا تھا اور آدھا بدن اُسکا برف کا تھا اور نہ برف آگ کو بجھاتی تھی اور نہ
آگ برف کو پگھلاتی تھی اور وہ بصدائے عظیم ندا کرتا تھا کہ مین تنزیہ کرتا ہون اُس خدا کی جسنے اِس آگ کی گرمی کو محفوظ
رکھا ہی کہ برف کو نہین پگھلاتی اور برف کی سردی کو محفوظ رکھا ہی کہ آگ کو نہین بجھاتی یعنی وہ ایسا خداوند ہی کہ جسنے الفت دی ہی
آگ و برف مین الفت دی اپنے مومن بندون کے دلون مین مین نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہی اُنھون نے کہا کہ یہ ایک خیرخواہ ترین
فرشتون کا خدا کے اہل زمین کے بندگان مومن کے واسطے ہی جس روز سے خدا نے اسے پیدا کیا ہی اب تک مومنین کے لیے
یہی دعا کرتا ہی پھر فرمایا کہ دو فرشتے مین نے آسمان پر دیکھے کہ وہ ندا اِسطرح کرتے تھے ایک کہتا تھا اللّٰھم اعط کل منفق خلفا
یعنی خداوندا جو تیری راہ مین اپنا مال صرف کرے اُسے عوض دے اور دوسرا کہتا تھا اللّٰھم اعط کل ممسک تلفا یعنی خداوندا
جو تیری راہ مین امساک کرتا ہی اور مال نہین دیتا اُس مال کو تلف کر بعد اُسکے چند گروہ کو دیکھا اور اُنکے قریب پہونچا کہ اُنکے
ہونٹ مثل اونٹ کے ہونٹ کے تھے اور فرشتے اُنکے پہلوؤن سے گوشت کو قینچی سے کاٹتے تھے اور اُنکے منھ مین ڈالتے تھے
مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو مومنین پر چشمک کرتے تھے اور اُنکے عیوب کو ڈھونڈھتے تھے
پھر ایک گروہ کے اوپر گذرا کہ اُنکے سرون کو پتھر سے کوٹتے تھے مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین اُنھون نے کہا کہ یہ وہ ہین
جو سو گئے اور نماز عشا نہ پڑھی بعد اِسکے اور ایک جماعت کے پاس سے گذرا کہ فرشتے آگ کو اُنکے منھ مین ڈالتے تھے اور
وہ اُنکی براز کی راہ سے نکلتی تھی مین نے پوچھا یہ کون ہین اُنھون نے کہا یہ وہ ہین جنھون نے ناحق یتیمون کا مال کھایا ہی
جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہی اِنَّ الَّذِینَ یَاکُلُونَ اَموَالَ الیَتَامیٰ ظُلماً اِنَّمَا یَاکُلُونَ فِی بُطُونِہِم نَاراً وَسَیَصلَونَ سَعِیراً
یعنی بدرستیکہ جو کھاتے ہین مال یتیمون کا بظلم و ستم وہ نہین کھاتے اپنے پیٹ مین مگر آگ کو اور قریب ہی کہ جلینگے آتش جہنم مین
پھر حضرت نے فرمایا کہ مین ایک اور جماعت کے پاس سے گذرا کہ وہ جب چاہتے تھے کہ اُٹھ کھڑے ہون تو اپنے پیٹ کی بزرگی کے
باعث سے نہ اُٹھ سکتے تھے مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین اُنھون نے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہین جیسا کہ حق تعالی نے
قرآن مین اُنکے حال کو بیان کیا ہی اور مثل آل فرعون کے ہر صبح و شام اُنھین آتش جہنم پر عرض کرتے ہین اور شدت عذاب سے
وہ کہتے ہین کہ خداوندا کب قیامت برپا ہوگی پھر چند عورتون پر سے گذرا کہ اُنھین چھاتیون پر لٹکایا تھا مین نے جبرئیل سے

پوچھا کہ یہ کون ہین انھون نے کہا کہ یہ وہ ہین جنھون نے اپنے شوہر کے گھر مین زنا کیا اور اولاد زنا کو اپنے شوہرون سے ملایا
اور اپنے شوہرون کے مال کو انھین میراث مین دیا پھر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ سخت ہی غضب خدا کا
اُس عورت پر جو کسی جماعت پر انکی نسبت مین کسی غیر کو اُنکے داخل کرے جو زنا سے پیدا ہوا ہو کہ وہ انکی عورتون پر مطلع ہو اور اُنکے
مال کو ناحق کھائے حضرت نے فرمایا کہ پھر مین چند فرشتون کے پاس فرشتگان خدا سے گذرا کہ حق تعالی نے انھین جسطرح
چاہا پیدا کیا اور اُنکے منھ جس جہت مین چاہا رکھے ہین اور ہر طبقہ اُنکے بدنون کے طبقات مین سے تسبیح و تحمید حق تعالی کی کرتا ہی
اور ہر طرف سے بصداہائے مختلف آوازین شکر و حمد کی خدا کے بلند کرتے ہین اور خوف خدا سے روتے ہین مین نے جبرئیل سے
پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ جسطرح تم انھین دیکھتے ہو اسی طرح پیدا کیے گئے ہین اور جس دن سے پیدا ہوے ہین جو دو
فرشتے کہ ایک دوسرے کے پہلو مین ہین اُنھون نے آپس مین کبھی بات نہین کی اور نہ سر اوپر بلند کیا ہی اور نہ اپنے پاؤن کے نیچے
آنکھ سے دیکھا ہی بسبب اسکے کہ خشوع و تذلل اور خوف جناب باری کا اُنپر غالب ہی جب مین نے اُنپر سلام کیا ایما و اشارے سے
تو انھون نے جواب سلام تو دیا میرا لیکن بسبب زیادتی خشوع کے بات نہ کی اُسوقت جبرئیل نے کہا کہ محمد پیغمبر رحمت ہین کہ حق تعالی نے
انھین رسالت و نبوت کے ساتھ اپنے بندون پر بھیجا ہی اور وہ آخر سب پیغمبرون کے اور سب سے بہتر ہین آیا تم اُنسے بھی کلام
نہین کرتے جب یہ کلام جبرئیل سے سنا تو مجھپر سلام کیا اور مجھے گرامی رکھا اور نیکی کے ساتھ بشارت دی میرے لیے اور میری
اُمت کے واسطے بعد اُسکے وہان سے مجھے دوسرے آسمان پر لیگئے وہان دو شخصون کو مین نے دیکھا کہ وہ آپس مین بہت مشابہ تھے
مین نے پوچھا کہ ای جبرئیل یہ کون ہین انھون نے کہا کہ یہ دونون خالہ زادے ہین یحیی اور عیسیٰؑ بن مریم پس مین نے اُنپر سلام کیا
اور انھون نے مجھپر سلام کیا اور مین نے اُنکے لیے استغفار کیا اور انھون نے میرے لیے استغفار کیا اور کہا کہ مرحبا خوب آئے
اچھے بھائی اور اچھے پیغمبر اور اُس آسمان مین بھی خشوع کے فرشتون کو دیکھا کہ منھ اُنکے اُدھر متوجہ تھے جدھر خدا نے فرمایا تھا اور دوسری
طرف متوجہ نہوتے تھے اور اُنکی تسبیح و تقدیس خدا کے واسطے اور فرشتون کی تسبیح و تقدیس سے غیر تھی بعد اُسکے مین تیسرے
آسمان پر گیا اور اُس جگہ پھر مین نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُنکے حسن کی زیادتی جمیع مردم پر مثل زیادتی ماہ شب چہاردہ کے اور ستارون پر تھی
مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین انھون نے کہا کہ یہ تمھارے بھائی یوسفؑ ہین یہ سنکر مین نے اُنپر سلام کیا اور انھون نے
مجھپر سلام کیا اور مین نے اُنکے لیے طلب مغفرت کی اور انھون نے میرے لیے استغفار کی اور کہا کہ خوب آئے ای پیغمبر شائستہ
اور برادر شائستہ جو زمان شائستہ مین مبعوث ہوے اور اس آسمان پر بھی فرشتگان خشوع کو مثل پہلے اور دوسرے آسمان کے دیکھا
اور جو کچھ جبرئیل نے اُنسے کہا تھا وہ اُنسے بھی کہا اور جو اُن فرشتون نے مجھسے کہا تھا وہی انھون نے بھی کہا اور جب چوتھے آسمان پر گیا
تو وہان ایک مرد کو دیکھا مین نے پوچھا جبرئیل سے کہ یہ کون ہین انھون نے کہا کہ یہ ادریس ہین کہ حق تعالی نے انھین مکان
بلند پر پہونچایا ہی جیسا کہ قرآن مین فرماتا ہی وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا اور مین نے اُنپر سلام کیا اور انھون نے مجھپر سلام کیا اور مین نے اُنکے لیے
استغفار کی اور انھون نے میرے لیے استغفار کی اور پھر خشوع کے فرشتون کو دیکھا مین نے جیسا کہ اُسکے پہلے اور آسمانون پر دیکھا تھا

اور انھون نے خیر و نیکی کی بشارت میرے لیے اور میری امت کے لیے دی پس ایک فرشتہ کو مین نے دیکھا کہ وہ ایک کرسی پر
بیٹھا تھا اور ستر ہزار فرشتے اسکے فرمان و طاعت مین تھے کہ جنکے ایک ایک کے ماتحت ستر ہزار فرشتہ مطیع تھا پس مین نے
گمان کیا کہ اس سے زیادہ کوئی فرشتہ بڑا نہو گا ناگاہ جبرئیل نے اس سے پکار کر کہا کہ اٹھ کھڑا ہو پس وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اب تا روز
قیامت کھڑا رہیگا اور جب آسمان پنجم پر پہونچا تو وہان مین نے ایک پیر مرد کو دیکھا کہ انکی آنکھین ایسی بڑی تھین کہ مین نے ایسی بڑی
آنکھ نہین دیکھی تھی اور بہت سے انکی امت کے انکے گرد بیٹھے تھے انکی کثرت دیکھکر مین نے تعجب کیا اور جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین
انھون نے کہا کہ یہ وہ پیغمبر ہین جنکی امت انھین دوست رکھتی تھی یہ ہارون پسر عمران ہین پس مین نے انپر سلام کیا اور انکے لیے استغفار کی
پھر فرشتگان خشوع کو دیکھا مثل اور آسمانون کے اور جب چھٹے آسمان پر گیا تو ایک مرد بلند قد گندم گون کو دیکھا کہ انکے بدن پر بال
ایسے بڑے تھے کہ اگر دو پیراہن پہنین جب بھی بال اس سے باہر آئین انھین سنا مین نے کہ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہین
کہ مین خدا کے نزدیک عزیز ترین فرزند آدم ہون اور یہ مرد خدا کے سامنے مجھسے زیادہ معزز ہے مین نے پوچھا کہ جبرئیل یہ
کون ہین انھون نے کہا کہ یہ موسی پسر عمران ہین مین نے انپر سلام کیا انھون نے مجھپر سلام کیا مین نے انکے لیے استغفار کی انھون نے
میرے لیے استغفار کی اور اس آسمان پر بھی فرشتگان خاشع کو دیکھا جیسا اور آسمانون پر دیکھا تھا اور جب وہان سے ساتوین
آسمان پر گیا تو جس فرشتے سے فرشتگان خدا کی ملاقات ہوئی اسنے کہا کہ ای محمد حجامت کرو اور اپنی امت کو حکم کرو کہ حجامت کرین
ناگاہ اس جگہ ایک مرد کو دیکھا مین نے کہ انکے سر کے اور داڑھی کے بال سفید تھے اور کرسی پر بیٹھے تھے مین نے کہا کہ ای جبرئیل
یہ کون ہین کہ ساتوین آسمان پر جوار رحمت الٰہی مین بیت المعمور کے دروازے پر بیٹھے ہین انھون نے کہا کہ یہ تمھارے باپ ابراہیم ہین
اور یہی جگہ ہے تمھاری امت کے پرہیزگارون کی پس حضرت نے اس آیہ کی تلاوت فرمائی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ
وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی بدرستیکہ سزاوار ترین مردم ساتھ ابراہیم کے وہ ہین جنھون نے انکی پیروی کی اور یہ
پیغمبر اور وہ لوگ جنھون نے ایمان اس پیغمبر کے ساتھ قبول کیا اور خدا مومنین کا یاور ہے اور مددگار ہے حضرت نے فرمایا کہ پس
مین نے انپر سلام کیا اور انھون نے مجھپر سلام کیا اور کہا کہ مرحبا پیغمبر شائستہ اور فرزند شائستہ جو زمان شائستہ مین مبعوث ہوا
اور اس آسمان مین بھی فرشتگان خشوع کو مین مثل اور آسمانون کے دیکھا اور ان سب نے مجھے نیکی کے ساتھ میرے لیے اور میری
امت کے لیے بشارت دی اور ساتوین آسمان مین نور کے دریا دیکھے کہ چمکتے تھے اور نور پر انکے آنکھ نہ ٹھہرتی تھی اور برف کے
دریا دیکھے اور جب ان امور غریبہ کے دیکھنے سے مجھے ڈر عارض ہوتا تھا تو جبرئیل کہتے تھے کہ ای محمد خوش ہو اور فکر کرو اپنے پروردگار
بارے مین جسنے تمھین ان کرامتون و بخششون کے ساتھ گرامی کیا ہے پس حق تعالی نے مجھے اپنی قوت و مدد سے قوت عطا فرمائی تا
دیکھنے پر ان عجائبات کے اور پہونچنے پر ان غرائبات کے پس جبرئیل نے مجھسے کہا کہ ای محمد تم جو کچھ دیکھتے ہو اسے عظیم و بزرگ شمار
کرتے ہو اور تمھارے پروردگار کی بزرگی و عظمت اس سے زیادہ ہے کہ انکی عظمت کے پہلو مین کوئی چیز بڑی ہو اور جو کچھ تمنے
ابھی تک آثار عظمت پروردگار سے نہین دیکھا وہ اس سے جو دیکھ چکے ہو بہت عظیم و بزرگ ہے اور بدرستیکہ حق تعالی کے اور انکی

خالق کے درمیان مین نوے ہزار پردہ ہین یعنی حجاب ہاے معنوی نوے ہزار ہین بایہ کہ جو محل وحی کے لیے صادر ہونیکا ہی اسکے
اور مخلوقات ذوی العقول کے بیچ مین نوے ہزار حجاب اور پردہ ہی اور نزدیک ترین خلق محل صدور وحی سے مین ہون اور اسرافیل
اور میرے اور اُنکے بیچ مین چار پردے ہین ایک نور کا ایک ظلمت کا ایک ابر کا ایک پانیکا اور حضرت نے فرمایا کہ ازجملہ عجائبات
مخلوقات الہی کے جسکا مین نے مشاہدہ کیا ایک مرغ تھا کہ پاؤن اُسکے منتہاے طبقہ زمین مین تھے اور سر اُسکا قریب عرش
حق تعالی کے تھا اور دو پر رکھتا تھا کہ جب اپنے پرون کو کھولتا تھا تو وہ مشرق و مغرب مین پہونچتے تھے اور تسبیح اُسکی یہ تھی کہ
منزہ ہی میرا پروردگار اور اُسکی شان عظیم تر ہی اُس سے کہ کوئی اُسے دریافت کر سکے اور پا سکے اور صبح کے وقت وہ اپنے پرون کو
کھولتا ہی اور تلے اوپر مارتا ہی اور کہتا ہی سُبحَانَ اللهِ المَلِكِ القُدُّوسِ سُبحَانَ اللهِ الكَبِيرِ المُتَعَالِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الحَيُّ القَيُّومُ اور جب اُسکی آواز بلند
ہوتی ہی تو جتنے زمین پر مرغ ہین وہ اپنے پرون کو مارتے ہین اور حق تعالی کی تسبیح کے ساتھ آواز بلند کرتے ہین اور جب وہ
چپ ہو رہتا ہی تو سب مرغ چپ ہو جاتے ہین اور بال اُس مرغ کے ایک عرش سفید ہی اور بالون کے نیچے اُسکے جو پر ہین وہ سبز ہی اور
اور اُس سفید اور سبزی اور خوش آیندگی کی اُن دونون رنگون کی تعریف نہین ہو سکتی پس جبرئیل کے ساتھ مین گیا یہان تک
کہ بیت المعمور مین داخل ہوا مین اور دو رکعت نماز کی مین نے ادا کی اور ایک جماعت اپنے اصحاب سے مین نے دیکھی کہ وہ
جامہ ہاے سفید پہنے ہوے میرے ساتھ تھے اور ایک جماعت کو اُنہین سے دیکھا کہ پرانی اور کثیف پوشاک پہنے تھی
لیکن جو سفید پوشاک پہنے تھے وہ بیت المعمور کے اندر داخل ہوے اور جو جامہ ہاے کثیف پہنے تھے اُنہین اندر آنے کو
منع کیا اور جب بیت المعمور سے مین باہر نکلا تو دو نہرون کو دیکھا مین نے کہ ایک کو کوثر کہتے ہین اور دوسری کو نہر رحمت کہتے ہین
پس نہر کوثر سے مین نے پانی پیا اور نہر رحمت سے مین نے غسل کیا اور یہ دونون نہرین میرے ساتھ رہین جب تک کہ داخل
ہوا مین بہشت مین اور دونون طرف اُن نہرون کے مین نے گھر دیکھے اپنے اور اپنے اہلبیت و ازواج طاہرہ کے اور بہشت کی
خاک مشک تھی اور ایک لڑکی کو دیکھا مین نے کہ بہشت کی نہرون مین غوطے کھاتی تھی مین نے اُس سے پوچھا کہ تو کس سے ہی
اُسنے کہا کہ مین زید بن حارثہ سے ہون جب مین زمین پر آیا تو زید کو مین نے بشارت دی اور مرغان بہشت کو بزرگی مین بختی
اونٹون کے برابر دیکھا اور جو انار بہشت مین ہین اُنہین بڑے ڈول کے برابر پایا مین نے اور ایک درخت بہشت مین ایسا
دیکھا مین نے کہ اگر کسی مرغ پرندہ کو اُسکی جڑ مین چھوڑ دین اور وہ اڑ کر چاہے کہ سات سو برس مین گرد اُسکے پھر آوے تو نہین
ہو سکتا اور کوئی گھر بہشت مین نہ تھا مگر یہ کہ ایک شاخ اُسکی اُس گھر مین تھی مین نے کہا کہ اے جبرئیل یہ کون درخت ہی اُنھون نے
کہا کہ یہ درخت طوبی ہی جو حق تعالی نے قرآن مین فرمایا ہی طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ حضرت فرماتے ہین کہ جب مین بہشت مین داخل ہوا
اور جو عجائب کہ ساتوین آسمان پر مین نے دیکھے تھے اور اُسکی دہشت میرے دل مین تھی وہ مجھسے برطرف ہوئی تو مین نے جبرئیل سے
پوچھا کہ وہ جو دریا مین نے دیکھے تھے وہ کیا تھے اُنھون نے کہا کہ وہ سرادقات حجب تھے اور اگر وہ نہوتے تو عرش کا نور جو کچھ
اُسکے نیچے ہی سبکو جلا دیتا بعد اُسکے وہان سے سدرة المنتہی تک پہونچا اور ہر پتا اُسکا بڑی بڑی امتون پر سایہ ڈالتا ہی اور وہان سے

مرتبہ قرب معنوی مین حق تعالیٰ کے بمنزلت فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ پہونچا اور قابل مناجات کے اپنے پروردگار کے ساتھ ہوا
پس مجھے ندا فرمائی کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ یعنی ایمان لایا رسول ساتھ اُس چیز کے کہ جو اُسکی طرف جانب پروردگار سے اُسکے
بھیجا گیا تھا حضرت نے فرمایا کہ اِس ارشاد کے بعد مین نے اپنی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے عرض کیا وَالْمُؤْمِنُوْنَ
کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ یعنی سب مومن ایمان لاے ساتھ خدا کے اور اُسکے فرشتون کے اور
اُسکی کتابون کے اور اُسکے پیغمبرون کے اور کہتے ہین کہ ہم تفرقہ نہین ڈالتے اُسکے رسولون کے بیچ مین کسی مین بلکہ سب کے ساتھ
ہم ایمان لاتے ہین حضرت نے فرمایا کہ پھر مین نے عرض کیا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ یعنی سنا ہمنے جو خدا نے
ہمارے فرمایا اور اطاعت کی ہمنے اور طلب کرتا ہون مین تیری آمرزش و بخشش کو ای میرے پروردگار اور تیری طرف ہی
بازگشت سب کی پس حق تعالیٰ نے فرمایا لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی خدا تکلیف نہین دیتا
کسی نفس کو مگر موافق اُسکی طاقت کے اور نفع ہر کار نیک کا اُسکے واسطے ہی اور ضرر ہر کار بد کا اُسی کے اوپر ہی پھر مین نے کہا کہ رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی پروردگارا ہمسے دار و گیر نہ کر اُس سے جو کچھ کہ ہم بھول جائین یا خطا کرین اور از روے فراموشی
یا بے اِسکے کہ گناہ کا ارادہ کرکے کرین حق تعالیٰ نے فرمایا کہ مین تمسے مواخذہ نہ کرونگا بعد اُسکے مین نے عرض کیا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا یعنی ای میرے پروردگار ہمپر بوجھ نہ رکھ جیسا کہ تو نے بوجھ رکھا تھا اُنپر جو ہمسے
پہلے تھے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمپر بوجھ نہ کرونگا پھر مین نے عرض کیا کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَ
اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ یعنی ای میرے پروردگار ہمپر بار نہ کر اُس چیز کا جسکے اُٹھانے کی ہمین طاقت
نہین ہی اور ہمسے درگذر اور ہمارے گناہون کو بخش دے اور ہمپر رحم کر تو ہمارا مددگار اور کارساز ہی پس نصرت دے ہمین
گروہ کفار پر پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عطا فرمایا تجھے اور تیری امت کو جو کچھ کہ تو نے طلب کیا ہی حضرت صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو ایسا گرامی نہین فرمایا جیسا کہ آنحضرت کو گرامی فرمایا اور ان خصلتون کو انھین عطا فرمایا
پھر حضرت رسول فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ خداوندا تو نے فضیلتین اور بزرگیان اپنے پیغمبرون کو عطا فرمائین پس
مجھے بھی عطا فرما حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن چیزون سے جو تجھے مین نے عطا کی ہی دو کلمے ہین جو میرے عرش کے خزانون سے
ہین ایک لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دوسرا لَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ حضرت فرماتے ہین کہ عرش کے اُٹھانے والون نے ایک دعا مجھے تعلیم کی
کہ صبح و شام سے پڑھا کرون اور وہ دعا یہ ہی اَللّٰهُمَّ اِنَّ ظُلْمِیْ اَصْبَحَ مُسْتَجِیْرًا بِعَفْوِكَ وَذَنْبِیْ اَصْبَحَ مُسْتَجِیْرًا بِمَغْفِرَتِكَ وَذُلِّیْ اَصْبَحَ مُسْتَجِیْرًا بِعِزِّكَ وَفَقْرِیْ اَصْبَحَ مُسْتَجِیْرًا بِغِنَاكَ وَوَجْهِیْ
الْبَالِیْ اَصْبَحَ مُسْتَجِیْرًا بِوَجْهِكَ الْبَاقِی الَّذِیْ لَا یَفْنٰی بعد اُسکے حضرت نے فرمایا کہ پھر مین نے ایک فرشتے کی آواز سنی کہ وہ اذان
کہتا تھا اور اُس سے پہلے کسی نے آسمان پر اُس ملک کو نہین دیکھا تھا جب اُسنے کہا اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ سچ
کہتا ہی بندہ مومن ہین اُس سے بہت بزرگ ہون کہ خلائق کی عقل مجھ تک پہونچ سکے اور جلالت معنوی مین سب چیزون سے
بہت زیادہ بڑا ہون اور جب اُس فرشتے نے دوبار کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حق تعالیٰ نے فرمایا سچ کہتا ہی میرا بندہ کوئی

خداوند میرے سوا نہین ہی اور جب دو بار کہا اُسنے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللہ حق تعالی نے فرمایا کہ سچ کہتا ہی بندہ میرا کہ محمد میرا بندہ اور پیغمبر ہی مین نے اُسے پیغمبری کے لیئے بھیجا ہی اور اُسے برگزیدہ کیا ہی اور جب کہا اُسنے حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ تو حق تعالی نے فرمایا کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی اور آدمیون کو فریضہ کی طرف طلب کرتا ہی جو کوئی از روے خواہش نماز کے لیے سعی کرے اور اُسکی غرض میری رضامندی ہو تو وہ نماز کفارہ اُسکے گناہون کا ہوگی اور جب کہا اُسنے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح تو خداوند جبار نے فرمایا کہ نماز شائستگی اور فیروزی اور رستگاری کا موجب ہی پھر مین آگے نماز پڑھانے کو کھڑا ہوا آسمان مین اور فرشتون نے میرے ساتھ اقتدا کیا جیسا کہ بیت المقدس مین پیغمبرون نے اقتدا میرا کیا تھا اور جب مین نماز سے فارغ ہوا تو مجھے حق تعالی کی محبت نے گھیرا اور مین سجدے مین گرا پس حق تعالی نے مجھے ندا دی اور فرمایا کہ جو پیغمبر کہ تجھسے پہلے تھے اُن سب پر پچاس نماز واجب کی تھی اور اُسے تجھپر اور تیری اُمت پر واجب کیا پس تو اپنی اُمت کے ساتھ ان نمازون پر قیام کر بعد اُسکے حضرت نے فرمایا کہ جب مین پھرا تو ابراہیم اور جس جس پیغمبر پر سے مین گذرا کسی نے مجھسے کچھ نہ پوچھا مگر جب حضرت موسیٰ پر سے گذرا مین تو اُنھون نے پوچھا کہ تمنے کیا کیا مین نے کہا کہ حق تعالی نے پچاس نماز مجھپر اور میری اُمت پر واجب فرمائی حضرت موسیٰ نے کہا کہ ای محمد پروردگار تیرا عبادت سے بے نیاز ہی اور اُمت تمھاری سب اُمتون سے آخر اور ضعیف ہی پچاس نماز کی تکلیف کی طاقت نہین رکھتی پھر جاؤ اور خدا سے سوال کرو کہ تمھاری اُمت پر تخفیف فرماے پس مین پھر پھرا اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچا اور سجدہ کیا اور عرض کیا کہ ای میرے پروردگار تو نے مجھپر اور میری اُمت پر پچاس نماز واجب فرمائی ہی اور یہ ہمپر دشوار ہی اپنے فضل سے ہمپر تخفیف فرما حق تعالی نے دس نمازین مجھے بخشین جب پھر مین پھرا اور حضرت موسیٰ سے کہا تو اُنھون نے کہا کہ پھر پھرو اور شفاعت کرو کہ اور خدا الم کرے کہ تمھاری اُمت کو چالیس نماز روز پڑھنے کی طاقت نہین ہی پھر مین پھرا اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچا اور سجدہ اور تضرع کیا یہان تک کہ دس نمازین اور خدا نے بخشین پھر جب حضرت موسیٰ تک پہونچا تو اُنھون نے کہا ابھی پھر پھرو اور شفاعت کرو کہ تمھاری اُمت اس تکلیف کی بھی طاقت نہین رکھتی اسی طرح جب مین سدرۃ المنتہیٰ تک آنکر سجدہ کرتا تھا اور تضرع کرتا تھا تو حق تعالی تخفیف فرماتا تھا اور پھر جب مین حضرت موسیٰ تک پہونچتا تھا تو وہ مجھے پھیرتے تھے یہان تک کہ پانچ نمازون تک نوبت پہونچی پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جاؤ اور شفاعت کرو مین نے کہا کہ ای موسیٰ اب تو مجھے شرم آتی ہی کہ اس سے زیادہ ہمارے تخفیف کرون مین اب اسی پانچ نماز پر صبر کرتا ہون بعد اسکے مجھے حق تعالی نے ندا فرمائی کہ جو تو نے پانچ نمازون پر صبر کیا مین نے اس پانچ پر پچاس نماز کا ثواب تجھے اور تیری اُمت کو عطا کیا اور ہر نماز کو دس نماز کے ساتھ قبول کرونگا اور جو کوئی تیری اُمت سے ایک حسنہ بجا لائیگا دس حسنہ اُسکے واسطے مین لکھونگا اور اگر نیت کریگا اور نہ بجا لائگا تو ایک حسنہ اُسکے لیے لکھونگا اور جو کوئی اُنمین سے گناہ کا ارادہ کریگا اور اُسے عمل مین نہ لائگا اُسپر کچھ نہ لکھونگا اور اگر بجا لائگا تو ایک گناہ اُسپر لکھونگا پھر حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ خدا موسیٰ ابن عمران کو اس اُمت کی طرف سے جزاے نیک عطا فرماے کہ اُنکے بوجھ کو اُنھون نے ہلکا کیا اور تکلیف کو اُنکی آسان کیا اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر روایت کی ہی کہ زید بن علی ابن الحسین نے اپنے پدر عالی مقدار جناب

جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ مجھے آگاہ فرمائیے کہ جب ہمارے جد عالیمقدار رسول خدا معراج پر تشریف لیگئے اور حق تعالی نے پچاس نمازین انکی امت پر واجب فرمائین تو کیا سبب تھا کہ حق تعالی سے سوال نہ کیا کہ تخفیف فرماتا یہانتک کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ پھر جائیے اور خدا سے سوال کیجے کہ انکے اوپر تخفیف فرماے اوسوقت پھرے اور سوال کیا یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند رسول خدا انھون نے اس بات کو خلاف ادب جانا کہ جس چیز کی خدا نے انکو اور انکی امت کو تکلیف دی خود پہلے اوسے رد کرین اور جب پیغمبر بزرگ مرتبہ مثل موسیٰ نے انکی امت کے واسطے آنحضرت سے شفاعت کی پھر اوسوقت آنحضرت کو یہ جائز نہ تھا کہ اپنے بھائی موسیٰ کی شفاعت کو رد کرین اسلیے پھرے اور بکرر حضرت موسیٰ کی شفاعت کے موافق سوال کیا یہانتک کہ پانچ نمازین قرار پائین زید نے کہا کہ ای باپ حضرت موسیٰ نے تو پانچ نمازون کے واسطے بھی شفاعت کی تھی پھر آپ نہین کیا وجہ تھی کہ انکی شفاعت کے موافق نہ پھرے اور تخفیف کی استدعا نہ کی حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ ای فرزند حضرت چاہتے تھے کہ امت کے لیے تخفیف بھی ہو اور ثواب بھی انکا کم نہو پچاس نماز کا ثواب باقی رہے اور اگر پانچ نماز سے کم ہو جاتین تو پچاس نماز کا ثواب نہ رہتا کیونکہ حق تعالی فرماتا ہی کہ مَن جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ اَمثَالِهَا یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اوسکے واسطے دس مثل اوسکے ہی اور اسی لیے جب حضرت زمین پر تشریف لاے تو جبرئیل نازل ہوے اور کہا کہ ای محمد تمھارا پروردگار تمکو سلام فرماتا ہی اور ارشاد کرتا ہی کہ یہ پانچ نمازین پچاس کے برابر ہین اور میرے کہے ہوے مین تغیر نہین ہی اور مین ستم کرنے والا اپنے بندون پر نہین ہون فقط پوشیدہ نرہے کہ حق تعالی کے احکام مین تغیر و نسخ موافق مصالح خاص و عام کے واقع ہوتا ہی پس یہ جو فرمایا ہی کہ میرے کہے ہوے مین تغیر نہین ہوتا یا محمول اس امر پر ہی کہ بدون تغیر مصلحت متغیر نہین ہوتا یا یہ قول مخصوص اسی کے ساتھ ہی جسکے لیے وارد ہوا ہی یعنی حکم نماز پنجگانہ یا جمیع احکام آنحضرت کی شریعت کے سوا انکے جو آنحضرت کے سامنے منسوخ ہو گئے کیونکہ حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلَی یَومِ القِیَامَةِ وَحَرَامُهُ حَرَامٌ اِلَی یَومِ القِیَامَةِ اسپر دلالت کرتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ وہ حضرت ختم المرسلین ہین اور بعد آنحضرت کے کوئی پیغمبر نہ آئیگا جو انکے احکام کا نسخ کرے بلکہ شریعت حضرت کی سب شریعتون کی ناسخ ہی اور خود منسوخ نہین ہی اور یہودیون کی جو خبر ہی کہ یَومُ السَّبتِ مَا دَامَ اِلَی یَومِ القِیَامَةِ یا موضوع ہی یا ماول ہوگی لیکن جو حضرات کہ اس حدیث حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ الخ کو منا طایراد کردانتے ہین اور بنابر اسکے کہتے ہین کہ فقہا و مجتہدین کے جو اقوال مین اختلاف ہی یہ دلیل اسکی ہی کہ وہ خلاف حق ہی کیونکہ حق وہ ہی جو پیغمبر نے فرمایا ہی حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ الخ پس کیا سبب ہی کہ ایک چیز کسی کے نزدیک حرام ہی اور کسی کے نزدیک جائز ہی بلکہ چاہیے کہ جو حلال ہی وہ سب کے نزدیک حلال ہو اور جو حرام ہی وہ سب کے نزدیک حرام ہو اور جب یہ ہوا تو وہ حق نہین ہی اور مخالف قول رسول ہوگا فقط جواب انکا یہ ہی کہ مورد اس حدیث کا وہ نہین سمجھے کیونکہ اسکا مورد احکام واقعیہ اصلیہ ہین مثلاً نماز روزہ حج زکوۃ خمس کہ یہ سب واجب ہین اور شرک اور زنا اور لواط حرام ہین پھر اسمین اختلاف نہین ہی جو ایراد انکے اوپر وارد ہو بلکہ اختلاف اقوال فقہا کا احکام ظاہریہ ہی جنھین وہ اپنے بذل وسیع کے ذریعے سے استنباط کرتے ہین ظاہر کتاب سے اور سنت سے اور جو ادلہ شرعیہ انکے نزدیک معتبر ہین انھین سے پس اسمین جو تغیر و اختلاف واقع ہوتا ہی

یہ منافی اور مخالف قول رسول کے نہین ہی پس آئین چاہیے کہ اس ایراد سے باز آئین تا ایراد بے محل نہو فقط تکمیل ابن بابویہ نے
کتاب امالی مین جناب پیغمبر خدا سے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حق تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا فرمائے کہ
اُن سب سے زیادہ مین گرامی و معزز ہون اپنے پروردگار کے نزدیک اور اسے فخر و خودستائی کے لیے اپنی نہین کہتا بلکہ بہ بیان
واقع ہی اور اظہار حقیقت امر ہی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی کو پیدا کیا اور علی ابن ابیطالب اُن سب سے کریم تر اور خدا کے نزدیک
بہتر ہین فقط پوشیدہ نہ رہے کہ اس خبر کی تحقیق مین چند چیزین انکے بیان کی محتاج ہین پہلے یہ کہ عدد انبیا کا تو مشہور موافق اسی روایت کے
اور آخوند صاحب نے حیات القلوب مین بسند معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جو کوئی چاہے
کہ مصافحہ کرے اس سے روح ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کی اُسکو چاہیے کہ قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کرے شب نیمہ شعبان مین کیونکہ اس
شب کو سب پیغمبرون کی روحین آنحضرت کی زیارت کے واسطے مرخص ہوتی ہین اور پانچ نفر جو اولو العزم ہین تمام پیغمبرون مین سے
یعنی نوح و ابراہیم و موسی و عیسی و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین یہ بھی آتے ہین راوی نے پوچھا کہ اولو العزم کون ہین فرمایا جو شرق
و غرب تک تمام روے زمین پر جن و انس کے واسطے مبعوث ہوے ہین لیکن حق الیقین مین فرمایا ہی کہ عدد پیغمبرون کا علی نبینا وآلہ
و علیہ السلام ثابت نہین ہوتا اور مشہور ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین چاہیے کہ مجملاً اعتقاد کرے کہ سب پیغمبر اور انکے اوصیا حق پر ہین اور
جو کہ قرآن مین وارد ہوا ہی اور انکی نبوت کا اقرار دین اسلام مین ضروری ہی وہ مانند حضرت آدم اور شیث اور ادریس اور نوح اور
ہود اور صالح اور شعیب اور ابراہیم اور لوط اور موسی اور عیسی اور اسمعیل اور یعقوب اور یوسف اور داؤد اور سلیمان اور یونس اور الیاس
کے ہین کہ انکی نبوت کا اقرار اور حقیت کا انکی اعتقاد واجب ہی اور جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہی انتہی اور غرض اس کلام سے جناب
آخوند صاحب کی بظاہر یہ ہی کہ اخبار احاد علم کو مفید نہین ہوتے اور اعتقادیات مین علم و یقین درکار ہی پس اس عدد کے ساتھ اگرچہ
اخبار احاد مین یہ عدد واقع ہوا ہی لیکن جزم و یقین نہین ہوسکتا اور اجمالی اعتقاد کافی ہی ہان جو خبر کہ بتواتر ثابت ہوا سے اُس
تفصیل کے ساتھ یقین کرنا ضروری ہی جو وارد ہو لیکن صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ اعتقادیہ مین لکھا ہی اعتقادنا فی عددهم
انّهم مائة الف نبیّ و اربعة و عشرون الف نبیّ و مائة الف وصیّ و اربعة و عشرون الف وصیّ لکل منهم وصیّ اوصی الیهم بامر الله عزّ و جلّ کلام مین
قدمائے محدثین کے مسامحہ بہت ہی اور جناب مجلسی کا کلام بہت متین ہی دوسرے یہ کہ اوصیاؤن کا عدد مثل پیغمبرون کے عدد کے
ہونا البتہ محل اشکال ہی کیونکہ ہر پیغمبر کے وصی متعدد ہوے ہین اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہتی پس فترت کا
زمانہ اوصیاؤن سے قائم و برپا رہتا ہی اور ہمارے پیغمبر کے بھی وصی بارہ ہین اور جب تک آسمان و زمین قائم ہین انکا سلسلہ جاری
باقی رہیگا پھر چاہیے کہ عدد اوصیا کا عدد انبیا سے زیادہ ہو اور شاید ان اخبار کی تاویل یہ ہو کہ مراد وصی سے وصی بلافصل ہی
اور وہ ہم عدد پیغمبرون کے ہونگے اگرچہ مطلق وصی جو عام ہی وصی بلافصل اور وصی وصی سے زیادہ عدد انبیا سے ہون واللہ
تعالی اعلم تیسرے یہ کہ ہمارے پیغمبر سب پیغمبرون سے افضل ہین اور انکے وصی علی ابن ابیطالب علیہ السلام سب وصیون سے
کریم تر ہین تو در واقع مین یہ ہی کہ ایسا ہی ہی اور کوئی شبہ نہین ہی اس مین کہ پیغمبر خدا افضل ہین سب پیغمبرون سے و لیکن جناب امیر

علیہ السلام اور سب ائمہ معصومین کی فضیلت اور پیغمبران اولو العزم سے پس یہ خلاف ہی ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے اپنے اعتقادات مین لکھا ہی کہ سردار انبیا پانچ ہین کہ مدار وحی کا اُنپر تھا اور وہ صاحب شریعت تھے اور وہی اولو العزم ہین پہلے نوح دوسرے ابراہیم تیسرے موسیٰ چوتھے عیسیٰ پانچوین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیہم اجمعین اور میرا اعتقاد یہ ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اُنسے افضل ہین اور اُنکے سردار ہین اور واجب ہی کہ اعتقاد کرین ہم کہ حق تعالیٰ نے کسی خلقت کو بہتر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہتر نہین پیدا کیا اور یہ بزرگوار خدا تعالیٰ کے نزدیک جملہ مخلوقات سے محبوب تر اور گرامی تر تھے کہ اُنکی ولایت کا عہد وپیمان سب جن وانس سے روز الست لیا اور اگر یہ حضرات نہوتے تو حق تعالیٰ آسمان وزمین وجنت دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور اسی طرح آدم وحوا اور ملائکہ اور اور مخلوقات کو نہ پیدا کرتا جناب آخوند صاحب نے کتاب حیات القلوب مین حدیث سابق کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہی کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ موسیٰ اور عیسیٰ تمام خلائق پر بھیجے گئے تھے اور اس بات پر کہ یہ پانچ پیغمبر اولو العزم ہین بہت احادیث وارد ہوئی ہین اور عامہ کے بیچ مین اس امر مین بہت اختلاف ہی اور ظاہر اور مشہور صحاب مین یہ ہی کہ اولو العزم وہ پیغمبر ہین کہ جنکی شریعت پیغمبران سابق کی شریعتون کو منسوخ کرے جیسا کہ بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی کہ یہ حضرات سب صاحب اپنی شریعت کے تھے کیونکہ حضرت نوح مبعوث ساتھ ایک کتاب وشریعت کے ہوے جو حضرت آدم کی شریعت کے غیر تھی بعد اُنکے جتنے پیغمبر کہ تھے وہ اُسی شریعت پر اور اُسی طریقہ پر اور تابع اُنکی کتاب کے تھے یہان تک کہ ابراہیم خلیل اللہ آے ساتھ صحیفون کے اور اس عزیمت کے ساتھ کہ ترک کرین کتاب نوح کو نہ یہ کہ انکار کرین بلکہ بیان کرین اس بات کو کہ اُنکی شریعت منسوخ ہوئی اور اب کوئی اُسپر بعد اُسکے عمل نہ کرے پھر جو پیغمبر کہ زمان حضرت ابراہیم مین ہوے وہ سب اُنھین کی شریعت وطریقہ ومنہاج پر تھے اور اُنکی کتاب پر عمل کرتے تھے اور جو پیغمبر کہ حضرت موسیٰ کے زمانے مین ہوے اور بعد اُنکے وہ حضرت موسیٰ کی شریعت وطریقہ پر تھے اور حضرت عیسیٰ کے زمانے مین جو وہ حضرت انجیل کو لاے اور شریعت حضرت موسیٰ اور اُنکے طریقے پر عزم کیا پس جو جو پیغمبر کہ اُنکے زمانے مین تھے اور بعد اُنکے ہوے وہ سب اُنکی شریعت وطریقے کے موافق تھے اور اُنکی کتاب کے تابع تھے یہان تک کہ زمانہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہوا پس یہ پانچ نفر اولو العزم بہترین پیغمبرون کے ہین اور شریعت پیغمبر خدا کی منسوخ نہین ہوگی روز قیامت تک اور اُنکے بعد کوئی پیغمبر اب نہوگا اور حلال اُنکا حلال ہی قیامت تک تا ذیل آنحضرت کا اشرف اور افضل ہونا سب سے اگرچہ مثل آفتاب کے ہی اور اسی طرح تعین شخص اُن جناب کے جیسا کہ قرآن اور معجزات اور جمیع صفات آنحضرت کے اُسپر دلالت کرتے ہین اور واقع مین یہ مجلد کثر اسی کے اثبات مین ہی اور جو کچھ کہ سابق مین لکھا جا چکا ہی اُس سے زیادہ کی حاجت نہ تھی لیکن چونکہ امر عمارہ مرام اہل اسلام اور بکمال اکرام ملک علام ہی اسلیے بعض خصائص کو آنحضرت کے بھی لکھتا ہون کہ اس سے بھی آنحضرت کا اشرف ہونا سب سے زیادہ ثابت ہوتا ہی اور تعین پر معین ہوتا ہی کیونکہ خاصہ کے معنی یہ ہین کہ جسکے ساتھ وہ مخصوص ہی اُسی کے ساتھ پایا جاے اور دوسرے کے ساتھ نہ پایا جاے

اور اگرچہ علمانے بہت سے خصائص حضرت کے ذکر کیے ہین لیکن اس جگہ مین اکتفا اسی پر کرتا ہون جو جناب اخوند صاحب مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب حق الیقین مین لکھین ہین ملخص یہ ہی کہ خصائص آنحضرت کے بہت ہین کہ اور دوسرے کو اسمین آنحضرت کے ساتھ شرکت نہین ہی پہلے یہ کہ نماز شب اور نماز وتر آنحضرت پر واجب تھی دوسرے قربانی آنحضرت پر واجب تھی تیسرے بعضون نے کہا ہی کہ مسواک کرنا بھی آنحضرت پر واجب تھا چوتھے مشورت کرنا اصحابون سے بھی بعض کے نزدیک واجب تھا پانچوین جس برائی کو دیکھین چاہیے کہ اس سے انکار فرماوین چھٹے عورتون کا مخیر گردانا جیسا کہ کتاب الطلاق مین مذکور ہی ساتوین زکوٰۃ واجب آنحضرت پر اور انکی ذریت طاہرہ پر حرام تھی اور تصدقات سنتی اور زکوٰۃ سنتی کا حرام ہونا اختلافی ہی آٹھوین یہ کہ جو مسلمان قرضدار مر جاے اور فقیر ہو اسکا قرض ادا کرنا آنحضرت پر واجب تھا نوین کہا ہی کہ وہ حضرت پیاز اور لہسن کو نہ نوش فرماتے تھے اور بعض نے کہا ہی کہ آنحضرت پر یہ دونون چیزین حرام تھین دسوین یہ کہ کسی چیز پر تکیہ کر کے کھانا نہ نوش فرماتے تھے اور بعض نے کہا ہو کہ یہ بات حضرت پر حرام تھی گیارھوین بعضون نے کہا ہی کہ شعر کا لکھنا اور کہنا دونون آنحضرت پر حرام تھا لیکن یہ امر ثابت نہین ہوتا کیونکہ ظاہر قرآن وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ کا منشا یہ ہو کہ ایسے اشعار جو قضایاے کاذبہ شعریہ پر مشتمل ہون جیسا کہ اکثر ایسے ہی ہوتے ہین کہ عوام مذاق کلامی کے لیے انھین کہتے ہین اور پڑھتے ہین انکی تعلیم نہین ہوئی اور اسکا کہنا اور پڑھنا ان جناب کے شایان رتبہ رسالت نہین ہی اور یہ لام جو لفظ شعر پر ہی لام عہد ہو نہ یہ کہ مطلقاً ہر شعر اگرچہ وہ مشتمل اوپر مضامین صادقہ یا مناجات کے ہو اسکا بھی پڑھنا اور لکھنا حرام ہو بارھوین روزے مین وصال ان جناب کے واسطے جائز تھا اور اورون پر حرام ہی اور وصال یہ ہی کہ دو روزے برابر رکھے اور بیچ مین افطار نہ کرے یا افطار کرنے مین سحر تک نیت کے ساتھ تاخیر کرے تیرھوین چار عورتون سے زیادہ عقد دائمی مین آنحضرت کے واسطے جائز تھین اور اورون پر حرام ہی چودھوین یہ کہ جو عورت حضرت کی زوجیت مین آئی ہو خواہ اسکے ساتھ دخول فرمایا ہو یا نہ فرمایا ہو وہ حضرت کے زمانہ حیات مین بھی اور بعد وفات کے بھی اورون پر حرام تھی پندرھوین حرام تھا کہ کوئی شخص حضرت کا نام لیکر مثل یا محمد اور یا احمد کے کہکر پکارے اور حق تعالی نے بھی قرآن مین اس اعزاز کے خلاف نہین فرمایا کسی جگہ پر قرآن مین حضرت کے نام سے ندا نہین فرمائی بلکہ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اور یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ اور یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ فرمایا ہی سولھوین سب پر حرام تھا کہ حضرت سے کلام کرنے مین کوئی اپنی آواز کو حضرت کی آواز سے زیادہ بلند کرے سترھوین حرام تھا کہ حجرون کے پیچھے سے کوئی حضرت کو پکارے جیسا کہ قرآن اسپر شاہد ہی فقط

فصل بارھوین ذکر وفات سید کائنات مین

فصل بارھوین داہیہ کبری اور مصیبت عظمی یعنی وفات جناب سید کائنات کے بیان مین ہی اگرچہ یہ کتاب اصول اعتقاد کے بیان مین ہی لیکن چونکہ بیان نبوت مین آنحضرت کے تعین شخص کے لیے ان جناب کے ذکر ابتداے خلقت کا اور ولادت باسعادت کا ہوا اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اس جگہ پر کہ خاتمہ مبحث نبوت کا ہی کچھ حال بیماری کا اور وصیت فرمانیکا بعد مطلع ہونے کے اپنے قرب انتقال سے ساتھ ان مضامین کے جو مشتمل اوپر ہدایت رعیت اور صلاح حال امت کے تھے اور پھر انتقال فرمانا اس جہان سے اور جو اسکے مانند ہی لکھون کہ اس سے بھی چند فائدے

مجلس اوّل تحقیق روز و ماہ و تاریخ وفات و مرض الموت و سن شریف کے بیان مین

مقصود ہین اوّل تعین شخص کو مفید ہی دوسرے یہ مصیبت بہت بڑی ہی اور ہر مسلمان کو اِسمین محزون ہونا لازم ہی مصیبت اِسلام اور مشتمل اوپر ثواب بیحساب کے ہی اور چونکہ اختلاف تاریخ اور روز وفات وغیرہ امور مین بہت ہی اسلیے بقدر طاقت بشری اُسکی تحقیق اور تعین ضرور ہی تاکہ کوئی روز مصیبت مین اُسکے مخالف فعل عمل مین نہ لاے تیسرے یہ کہ چہ بیاسب کتاب کو زبان اُردو مین لکھنے کی غرض یہ ہی کہ ہندوستانی مومنین فائدہ اُٹھائین اسی طرح ذکر مصائب کے لکھنے کا بھی یہ فائدہ ہی کہ سب کو سمجھنا اور پڑھنا ایام مصیبت مین سہل ہو لیکن یہ فصل مشتمل اوپر چند مجلسون کے ہی مجلس اوّل تحقیق و بیان مین اِسکے ہی کس دن انتقال فرمایا یعنی باعتبار ہفتہ کے سات روزون کے کون روز تھا اور باعتبار مہینے کی تاریخون کے کون تاریخ تھی اور جسدن انتقال فرمایا اُسوقت سن شریف کیا تھا اور مرض الموت کیا تھا پس جاننا چاہیے اجناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین روضۃ الواعظین سے نقل فرمایا ہی کہ پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ مدینہ منورہ مین بزہر دغا شہید ہوے اور روز شہادت دوشنبہ تھا اور تاریخ انتقال اٹھائیسوین صفر کی تھی اور دسوان برس ہجرت کا تھا اور سن شریف اُسوقت ترسٹھ برس کا تھا بروحی لہ الفداء وجزاہ اللہ عن اُمتہ خیر الجزاء اور بعضون نے کہا ہی کہ وفات آنحضرت کی ماہ ربیع الاوّل مین واقع ہوئی اور پہلا قول معتمد ہی اور دوسرا قول شاذ ہی انتہی ملخص کلام صاحب الحدیقۃ مصنف تاریخ کاشفی نے لکھا ہی کہ جب سے حجۃ الوداع مین حضرت کو اپنا قرب ارتحال اِس عالم سے معلوم ہوا تھا ہمیشہ منتظر وقت رہتے تھے کہ ناگاہ بست و نہم ماہ صفر کو پہلے آنحضرت کو درد سر عارض ہوا اور حضرت نے سر اقدس پر پٹی باندھی اور اُس روز نوبت میمونہ کے گھر مین تشریف رکھنے کی تھی جب مرض حضرت کا زیادہ ہوا تو حضرت کی سب ازواج اُس گھر مین جمع ہوئین حضرت نے مکرر یہ فرمایا اَیْنَ اَنَا غَدًا یعنی کل کے روز مین کسکے گھر مین ہونگا جب یہ مکرر فرمایا تو جناب سیدہ نے سب بیبیون سے حضرت کی کہا کہ حضرت کو مرض کی حالت مین سب کے گھر جانے سے مشقت ہو گی بہتر یہ ہی کہ سب ملکر اِسپر راضی ہوجائین کہ ایک شخص کے گھر مین حضرت تشریف رکھین اور ہر روز سب وہین جمع ہوا کرین چنانچہ سب اِسپر راضی ہوئین کہ حضرت ام المومنین عائشہ کے گھر مین تشریف رکھین اور سب وہین خدمتگذاری کرین بعد اِسکے حضرت میمونہ کے گھر سے حضرت عائشہ کے حجرے مین تشریف لاے اور بستر مرض پر لیٹے اور سب ازواج و اولاد حضرت کی خدمت مین مشغول ہوئین اور مرض حضرت کا زیادہ ہونے لگا یہان تک کہ بہت تیز تپ حضرت کو آئی چنانچہ عبد اللہ مسعود کہتا ہی کہ جب حضرت کو تپ شدید تھی مین خدمت مین آنحضرت کی حاضر ہوا اور عرض کیا مین نے کہ بہت گرم تپ حضرت کو ہی فرمایا کہ ہان قسم ہی اُس خدا کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ کوئی شخص زمین پر نہین ہی کہ جسے اِس مرض کی اذیت پہونچے مگر یہ کہ حق تعالیٰ اُسکے گناہون کو ایسا گرادے جسطرح درخت اپنے پتے گرا دیتے ہین اور ابو سعید خدری سے منقول ہی کہ اُس مرض مین حضرت کی خدمت مین جو مین حاضر ہوا تو مین نے دیکھا کہ چادر پیچیدہ کو اوڑھے ہین لیکن ایسی تیز تپ ہی کہ چادر کے اوپر سے ہاتھ نہین رکھا جاتا بواسطہ چادر کے تو حضرت کے بدن کا چھونا بہت ہی دشوار تھا مین نے تعجب سے کہا کہ

سبحان اللہ یہ سنکر فرمایا کہ کسی کی بلا زیادہ پیغمبرون کی بلا سے سخت نہین ہوتی اور حقیقت یہ ہی جو فرمایا کیونکہ جیسی انکی بلا ہی ویساہی انکا ثواب ہوتا ہی اور ام البرایا سے نقل کی ہی کہ انسنے کہا مین مرض الموت مین آنحضرت کے گئی اور تپ عظیم مین آنحضرت کو مبتلا پایا مین نے عرض کیا کہ ای رسول خدا مین نے کسی کو یہ تپ گرم نہین دیکھی جو آپ کے بدن مین ہی فرمایا اسلیے ہی کہ ثواب میرا دو چند ہی بعد اسکے فرمایا کہ ای ام البرایا میرے مرض کے بارے مین لوگ کیا کہتے ہین انسنے کہا مین نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہین ذات الجنب ہی فرمایا کہ حق تعالی کے لطف و کرم کے سزاوار نہین ہی کہ اُس مرض کو پیغمبر پر مسلط فرماے کیونکہ وہ رحمت ہمزات شیطان کے عارض ہوتا ہی اور شیطان کو مجھپر تسلط نہین ہی ولیکن یہ مرض اثر اُس گوشت زہر آلود کا ہی جو تیرے بیٹے کے ساتھ مین نے کھایا تھا اور اکثر اسکی اذیت مجھپر زیادہ ہو جایا کرتی تھی لیکن اِس مرتبہ اُس سے نجات نہین ہی بلکہ وقت انقطاع رگ جان کا ہی اور گویا حکمت اسمین یہ تھی کہ حضرت کو نبوت کے مرتبہ کے ساتھ شہادت کا بھی مرتبہ حاصل ہو مورخ مذکور نے مصنف روح الارواح سے نقل کیا ہی کہ یہ عجب راز ہی کہ معدن فتوت یعنی علی ابن ابیطالب جو بضعۂ نبوت سے قریب ہوے تو دو دُر شاہوار پیدا ہوے یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ بہ مصداق یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ اور ہر ایک نے میراث باپ کی پائی کیونکہ بڑے باپ پیغمبر خدا تھے اور آنحضرت نے بتاثیر زہر دغا اِس عالم سے رحلت فرمائی اور چھوٹے باپ علی مرتضی تھے انھون نے تلوار سے شہادت پائی اِسی طرح بڑے فرزند امام حسنؑ نے اپنے بڑے باپ کی میراث لی کہ شربت زہر پیا اور اُس سے شہید ہوے اور چھوٹے فرزند امام حسینؑ علیہ السلام نے بموافقت اپنے چھوٹے باپ کے الم تیغ بے دریغ یزید سے جام شہادت پیا لیکن اُس زہر کی تاثیر اور اُس تلوار کا زخم کیا شدید تھا کہ روز قیامت تک مومنین کے دل مشغول آہ و فغان اور آنکھین گریان رہینگی اور شاہ عبد الحق دہلوی نے کتاب مدارج النبوت مین لکھا ہی کہ چونکہ شدت مرض سے پیغمبر خدا کو کبھی بیہوشی طاری ہوتی تھی اور کبھی ہوش آتا تھا اور اگر راہ چلنے کا ارادہ فرماتے تھے تو راہ نہ چل سکتے تھے اِسلیے دیکھنے والون کو یہ گمان ہوا کہ شاید ذات الجنب کا مرض حضرت کو ہی ایک روز اُسی حال مین عباس بھی حاضر تھے اور ام سلمہ اور اسما بنت عمیس حضرت پاس تھین جو ملک حبشہ سے آئی تھین اور اُس ملک مین ذات الجنب کا علاج دیکھ چکی تھین اُس وقت انھون نے موافق وہان کے طریقہ علاج کے کچھ دوا ئین حضرت کے منھ مین ڈالین حضرت نے منع فرمایا لیکن وہ اِس خیال سے باز نہ آئین کہ شاید حضرت اِس جہت سے منع فرماتے ہین جیسا بیمارون کی عادت ہی کہ دوا سے کراہت کرتے ہین جب حضرت کو غش سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ یہ کام کسنے کیا شاید انھین عورات نے کیا ہوگا جو ملک حبشہ سے آئی ہین اور اشارہ ام سلمہ اور اسما بنت عمیس کی طرف فرما کے کہا کہ تمنے یہ کیون کیا حالانکہ مین نے منع کیا تھا کہ یہ کام نہ کرو انھون نے عرض کیا کہ ہمنے یہ گمان کیا کہ یہ مرض جس سے آپ بیہوش ہو جاتے ہین ذات الجنب ہی اور یہ جو آپ منع فرماتے ہین وہ بنا بر عادت مریض کے ہی کہ دوا کو مکروہ سمجھتے ہین یہ سنکر فرمایا کہ ذات الجنب شیطان سے ہوتا ہی اور حق تعالی شیطان کو مجھپر مسلط نہین ہونے دیتا بالجملہ حضرت نے اِس مرض کی اسناد کو اپنی طرف ہونے سے منع فرمایا اور جائز نہ رکھا اور فرمایا کہ ہمیشہ مجھے اثر اُس زہر کا جو خیبر مین کھایا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بدن مین میرے

معاودت کرتا ہی لیکن اس مرتبہ وقت ابہر کے قطع ہونے کا ہی اور ابہر اُس رگ کا نام ہی جو دل سے متعلق ہی یعنی اب حیات
ممکن نہین ہی فقط واضح ہو کہ یہ ارشاد حضرت کا کہ ذات الجنب شیطان سے ہوتا ہی غالبًا موافق اسوقت کے قول مشہور کے
ہوگا کیونکہ اسوقت تک عرب مین علم طب بلکہ اکثر علوم عقلیہ منقول نہوے تھے اور امراض کے حقائق و اسباب واضح ہوے تھے
مثل ایام جاہلیت کے اکثر بیماریون کو جو شدت کے ساتھ دفعتًہ عارض ہوتی ہین اور اُنمین حواس و عقل کو ضرر پہونچتا ہی
مثل سرسام و برسام و صرع وغیرہ کے یہ کہتے تھے کہ یہ امراض شیطانی ہین یعنی بسبب مسلط ہونے جن اور شیطان کے
عارض ہوتے ہین اور چونکہ عرف مین برسام اور ذات الجنب قریب قریب ہین کبھی ایک کو دوسرے پر بولتے تھے
اسلیے بیہوشی کو ذات الجنب کہتے تھے اور لیاقت امراض مین فرق کرنے کی نہ رکھتے تھے اور حدود امراض سے واقف
نہ تھے بلکہ جب ایسے امراض مین مبتلا دیکھتے تھے اُسے یہ سمجھتے تھے کہ اُسپر شیطان مسلط ہوا ہی اور چونکہ یہ گمان اور قول لائق
اسکے نہ تھا کہ نبی کی طرف اسکی نسبت کی جاے کیونکہ اسوقت یہ مرض از جملہ اُن امراض کے تھا جسکا عروض نبی کے
واسطے عیب ہی اور حق تعالیٰ نے انبیا کو جملہ عیوب سے بری فرمایا ہی اسلیے حضرت نے اسکی اسناد کو اپنی طرف جائز نہ رکھا
اور چونکہ واقع مین وہ مرض نہ تھا کیونکہ کسی نے یہ نہین لکھا کہ حضرت کو کھانسی پے درپے آتی تھی یا درد ناخس پہلو مین ہوتا تھا
یا نبض منشاری یا موجی تھی جو علامات خاصہ ذات الجنب حقیقی کے ہین اور حضرت کو بہ علم حقیقی معلوم تھا کہ سبب حضرت کے
مرض کا باقی رہنا اجزاے سمیہ کا بدن مین ہی نہ ورم پہلو اسلیے اُس سے انکار و تکذیب فرمائی والا واقع مین ذات الجنب بھی
ایک مرض ہی مثل اور بیماریون کے اور حقیقت اسکی ورم ہی جو پہلو کے پردے مین یا اُن عضلون مین ہوتا ہی جو پسلیون کے
اندر ہین فقط بالجملہ یہ ثابت ہوا کہ وہ مرض اور ضرر جس سے پیغمبر خدا نے انتقال اِس عالم سے فرمایا تاثیر زہر دغا کی تھی جو یہودیہ نے
خیبر مین اُس جناب کو کھلایا تھا اور عوارض ظاہر اسکے تپ اور درد سر تھے فقط اور صاحب کتاب مدارج النبوت نے لکھا ہی کہ
ابتدا مرض کی آنحضرت کے آخر ماہ صفر سے تھی جب دو شبین باقی رہگئی تھین یعنی اٹھائیسوین سے صفر کی حضرت بیمار ہوے تھے
اور ایک روایت مین ہی کہ ربیع الاوّل کی ابتدا مین یعنی پہلی تاریخ کو انتقال فرمایا اور صاحب کتاب الوفا نے لکھا ہی کہ ماہ صفر کی
جب دس راتین باقی رہین تو حضرت کو بیماری شروع ہوئی اور مورخین کو مدت مرض مین بھی اختلاف ہی کہ اکثر تیرہ روز
کہتے ہین اور ایک روایت مین چودہ دن ہین اور ایک طائفہ کا معتقد یہ ہی کہ دس روز حضرت بیمار رہے اور جناب اخوند صاحب نے
حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ اکثر علماے خاصہ اور عامہ کا اعتقاد یہ ہی کہ سید انبیا نے عالم بقا کی طرف روز دوشنبہ ارتحال
فرمایا اور اکثر علماے شیعہ کا اعتقاد یہ ہی کہ روز انتقال حضرت کا باعتبار تاریخ ہر ماہ اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر کی تھی اور
اکثر علماے عامہ ربیع الاوّل کی بارھوین تاریخ کہتے ہین اور ہمارے علماؤن سے محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ بھی اسی
قول کے قائل ہوے ہین اور قول اوّل اصح اور اشہر ہی اور بعض علماے عامہ سے ربیع الاول کی پہلی اور بعضے دوسری
اور بعضے آٹھوین اور بعضے دسوین اور بعضے اٹھارھوین کے بھی قائل ہوے ہین لیکن اسمین کسی کو اختلاف نہین ہی کہ سن شریف

اُسوقت تریسٹھ برس کا تھا اور دسواں سال ہجرت کا تھا فقط پوشیدہ نرہے کہ اِس مقام پر کلام علّام مین مسامحہ ہی کیونکہ وفات حضرت کی گیارھوین برس کے اوائل مین سنہ ہجرت سے واقع ہوئی نہ دسوین برس ہجرت کے لیکن چونکہ وہ شروع سال تھا اِسلیے اُسے تعبیر مین دسوان کہتے ہین اور اسی طرح روایت مین بھی کشف الغمہ کے وارد ہی جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہی کہ آنحضرت نے ہجرت کے دسوین برس عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی اور عمر شریف سے آنحضرت کے اُسوقت تریسٹھ برس گذرے تھے چالیس برس مکہ معظمہ مین رہے یہانتک کہ وحی آنحضرت پر نازل ہوئی اور بعد اُسکے پھر تیرہ برس مکہ معظمہ مین اور رہے اور جب ہجرت مدینہ منورہ کی طرف فرمائی ہی تو ترپن برس عمر شریف سے گذرے تھے اور دس برس ہجرت کے بعد مدینہ منورہ مین تشریف رکھی اور وفات آنحضرت کی دوشنبہ کے دن ربیع الاول کی دوسری کو واقع ہوئی لیکن اصل مطلب عاقل باخبر پر پوشیدہ نرہے گا اور اخوند صاحب نے اِس روایت کو نقل کرکے کہا ہی کہ کوئی شخص علماے شیعہ سے اِس قول کا قائل نہین ہوا مگر جناب غفران مآب مولٰنا السید دلدار علی طاب ثراہ شرح حدیقۃ المتقین مین اِسی روایت کے مفاد سے قائل ہوے ہین اور فرمایا ہی کہ لاباس ان تذکر ما التھمی بہ رئی وان تخالف الماتداولتہ الافواہ اور بعد اُسکے دو مقدمے اُسکی تمہید مین فرماے ہین ایک یہ کہ روز وفات آنحضرت کا دوشنبہ تھا اور یہ مضمون اخبار مستفیضہ سے ثابت ہی کہ منجملہ اُنکے جعفر ابن عیسیٰ کی روایت ہی اور عتبہ بن بشیر کی روایت ہی اور علی بن جعفر کی حدیث ہی اور اُنہی جملہ سے روایت ابن بابویہ کی ہی جو بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ روز دوشنبہ کو سفر نہ کر اور روزہ نہ رکھ کہ اِس روز پیغمبر خدا نے رحلت فرمائی ہی اور معتمد مشہور علماے امامیہ مین بھی ہی کہ دوشنبہ روز انتقال جناب سرور کائنات کا ہی اور اخوند صاحب نے بھی حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ اِس مضمون پر ائمہ طاہرین سے بہت احادیث منقول ہوئی ہین اور دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ جسدن جناب امیر کو خلافت پر جناب پیغمبر خدا نے نصب فرمایا وہ جمعہ کا دن تھا اور یہ مضمون بھی بہت حدیثون سے ثابت کیا ہی بعد اُسکے فرمایا ہی کہ جب یہ معلوم ہوچکا تو جاننا چاہیے کہ باوجود رعایت کرنے اِن دونون امرون کے جو ماثور ہین حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام سے اور بسبب اُن احادیث کے مستفیضہ ہونے کے وہ معلوم العمد رہین ممکن نہین ہی کہ وفات آنحضرت کی بست وہشتم ماہ صفر کو یا ربیع الاول کی بارھوین تاریخ واقع ہوئی ہو کیونکہ جب سال دہم ہجرت کے ذیحجہ کی اٹھارھوین تاریخ کو جمعہ کا دن ہوا تو چاہیے کہ محرم کا غرہ سال یازدہم ہجرت کو کہ سال وفات ہی اگر اُنتیس کا مہینا ذیحجہ کا ہو تو چہارشنبہ ہوگا اور اگر پورے تیس روز کا مہینا ہو تو پنجشنبہ ہوگا اور جب غرہ محرم چہارشنبہ یا پنجشنبہ ہوا تو غرہ ماہ صفر یا جمعہ یا شنبہ یا پنجشنبہ ہوگا اور اٹھائیسوین صفر کی پنجشنبہ یا جمعہ یا چہارشنبہ اور ربیع الاول کا غرہ شنبہ یا یکشنبہ یا دوشنبہ یا جمعہ ہوگا پھر بارھوین کو دوشنبہ کسی طرح نہین ہو سکتا اور اِس جگہ سے ظاہر ہوا کہ قول حضرت کی وفات کا اٹھائیسوین صفر یا بارھوین ربیع الاوّل مین از قبیل رب مشہور لا اصل لہ مین اور واقع مین یہ ہی کہ ہر مہینے کی پہلی کو جو دن ایام سبعہ سے ہوتا ہو وہی اُس مہینے کی اُنتیسوین کو ہوتا ہی اور بنا بر اِسکے جب غرہ ماہ ذیحجہ کا جسمین حجۃ الوداع اور اٹھارھوین کو

روز جمعہ نصب خلافت امیر المومنین علی ابن ابیطالب واقع ہوئی سہ شنبہ تھا تو اُسکی انتیسوین کو بھی سہ شنبہ ہوگا پھر اگر
اُسی روز چاند دیکھا گیا ہو تو غرہ محرم چہار شنبہ ہوا ہوگا اور اگر وہ ذیحجہ کا مہینا پورے تیس دن کا ہوا ہو تو محرم کی پہلی
پنجشنبہ ہوا ہوگا سوا اِن دو احتمالون کے تیسرا احتمال نہین ہوسکتا اور یہین دونون احتمالون کے موافق ماہ محرم مین بھی دوہی
احتمال ہوسکتے ہین کیونکہ یا وہ محرم کا مہینا انتیس کا ہوگا یا پورے تیس کا ہوگا اور جب دو کو دو مین ضرب کرین تو چار
احتمال حاصل ہوتے ہین پس بنا بر اِس احتمال کے کہ غرہ محرم چہار شنبہ ہوا اور وہ مہینا بھی انتیس دن کا ہو تو یقینی غرہ صفر کو
پنجشنبہ ہوگا اور اگر ماہ کامل تیس روز کا ہو تو پنجشنبہ محرم مین داخل اور صفر کی پہلی جمعہ ہوگا اور بنا بر اِس احتمال کے کہ محرم
کی پہلی پنجشنبہ ہو تو اُسکی انتیسوین بھی پنجشنبہ ہوگا پس اگر مہینا ناقص ہو یعنی انتیس روز کا ہو تو صفر کا غرہ جمعہ کا دن ہوگا اور اگر
مہینا کامل تیس دن کا ہو تو جمعہ صفر مین داخل اور غرہ ربیع الاوّل روز شنبہ ہوگا پس امر دائر اِن رہے گا کہ صفر کا غرہ
یا پنجشنبہ ہو یا جمعہ ہو یا شنبہ ہو اور انتیسوین اُسکی بھی اُنھین روزون مین سے ہوگی اور اگرچہ احتمالات چار تھے لیکن بنا بر
دو احتمالون کے غرہ کو جمعہ کا ہونا متعین ہے اِس سبب سے تین روز مین امر دائر ہوا اور صفر کا غرہ تین روزون مین منحصر ہوگیا
پس بنا بر پہلے احتمال کے تینون احتمالون سے صفر کی اٹھائیسوین کو چہار شنبہ ہوگا اور دوسرے احتمال کی راہ سے پنجشنبہ
اور تیسرے احتمال کی راہ سے جمعہ ہوتا ہے کسی طرح اٹھائیسوین کو صفر کی دوشنبہ نہین ہوسکتا اور اِس جگہ سے باطل ہونا
اِس قول مشہور کا جو علماے شیعہ مین اٹھائیسوین صفر کی ہے واضح ہوا اب رہا باطل ہونا قول مشہور حضرات اہلسنت کا
جو بارھوین ربیع الاول کی کہتے ہین روز وفات ہے وہ اِس جہت سے لائح ہوتا ہے کہ صفر کا مہینا سال وفات مین حضرت کے
بنا بر تینون احتمالون کے جو مذکور ہوے مثل اور مہینون کے محتمل نقصان و کمال کا ہے یعنی یا انتیس کا ہو یا تیس کا اور
جب تین عدد کو دو مین ضرب دین تو چھ احتمال پیدا ہونگے پس اِس احتمال کے بنا بر کہ غرہ صفر کا پنجشنبہ ہو تو اُسکی انتیسوین بھی
بالضرور پنجشنبہ ہوگی پھر اگر اُسی روز چاند دیکھا گیا تو ربیع الاوّل کی پہلی کو جمعہ ہوگا اور اگر صفر کا مہینا تیس دن کا ہوا ہو
تو جمعہ صفر مین داخل اور ربیع الاول کا غرہ شنبہ کا دن پڑے گا اور اِس احتمال کے بنا بر کہ غرہ صفر کو جمعہ ہو تو انتیسوین
کو بھی اُسکی جمعہ ہوگا پھر اگر انتیسوین کو چاند ہوا ہو تو شنبہ کو ربیع الاوّل کا غرہ ہوگا اور اگر تیس کو اُسکی رویت ہوئی ہو تو یکشنبہ
غرہ ربیع الاول ہوتا ہے اور بنا بر اِس احتمال کے کہ ماہ صفر کا غرہ شنبہ کو تھا اور اُسکی انتیسوین کو بھی شنبہ تھا پس بر تقدیر اِسکے
کہ ماہ ناقص ہو پھر غرہ یکشنبہ کو ہوگا اور بر تقدیر اِسکے کہ مہینا پورا ہو وہ شنبہ کا غرہ ہونا چاہیے ملخص یہ ہے کہ غرہ ربیع الاول کو
یا جمعہ یا شنبہ یا یکشنبہ یا دوشنبہ ہوتا ہے پانچوان کسی طرح احتمال نہین ہوسکتا اور بنا بران چارون احتمالون کے بارھوین کو
ربیع الاول کی کسی طرح دوشنبہ کا ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ یہی احتمال اُس مہینے کی آٹھوین تاریخ مین بھی ہین اِس سے زیادہ نہین
ہوسکتا پس اگر آٹھوین کو جمعہ ہوا تو نوین کو شنبہ اور دسوین کو یکشنبہ اور گیارھوین کو دوشنبہ اور بارھوین کو سہ شنبہ ہوگا
نہ سوا اُسکے اور اگر آٹھوین کو شنبہ ہوا تو نوین کو یکشنبہ دسوین کو دوشنبہ گیارھوین کو سہ شنبہ بارھوین کو چہار شنبہ ہوگا

اور اگر آٹھوین کو یکشنبہ ہوا تو نوین دوشنبہ ہوگا دسوین کو سہ شنبہ گیارھوین کو چہارشنبہ بارھوین کو پنجشنبہ ہوگا اور اگر آٹھوین کو دوشنبہ ہوا تو بارھوین کو جمعہ ہوگا اور اس توجیہ سے دونون قولون کا باطل ہونا کا الشمس علی الشاہق الظاہر ہو پس بنابراسکے روز وفات آنحضرت کا روز دوشنبہ تھا جیسا کہ خاصہ و عامہ نے اسکی تصریح کی ہی وقت تطبیق کسی قول کے ساتھ اقوال اہل اسلام سے مطابق نہین ہوتے مگر یا پہلی کو ربیع الاول کی یا دوسری کو اسکی یا آٹھوین کو یا دسوین کو اور اخبار حضرات اہلسنت مین یہ وارد ہین اور ہر ایک طرف ایک ایک انہین سے گیا ہی لیکن کسی کی دلیل ظاہر نہین ہی مگر روایت جو جناب امام محمد باقرؑ سے ماثور ہی وہ موید ہی قول ثانی کی یعنی دوسری ربیع الاول کے لیے اور اسی لیے جناب غفران مآب نے اُسے اختیار فرمایا ہی کہ قول الامام امام الاقوال ہی لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ جو کچھ یہ مذکور ہوا موافق اس روایت کے اور موافق ان اقوال کے جنمین تعین روز دوشنبہ کے ہی ازروے حساب کے بہت صحیح ہی کسی کو اسمین گنجائش سخن نہین ہی لیکن وفات جناب سید کائنات کا قول ازروے تاریخہاے ماہ بست و ہشتم صفر کا بھی بہت مشہور ہی اسلیے احوط یہ ہی کہ دونون دن یعنی بست و ہشتم صفر اور دوم ربیع الاول کو مراسم بکا و تعزیت پر قائم رہین اور ان دونون مین وفات کو محصور جانین اور انہین ایام مصیبت سمجھین فقط اور حقیقت یہ ہی کہ یہ اختلاف عظیم جو وفات سید کائنات مین کہ امت کے لیے بڑا سانحہ اور بہت داہیہ عظیم تھا واقع ہوا بہت لائق تعجب ہی اور یہ عذر کہ اس مصیبت مین کسے ہوش تھا جو تاریخ اور دن کا ضبط کرتا سب از خود رفتہ تھے شدت الم اور بندرگی مصیبت و ماتم کی ایسی تھی کہ کسی کے دل مین کچھ نہ محفوظ رہا تو یہ بھی اس لائق نہین ہی کہ اُسے دل قبول کرے بلکہ بنائی ہوئی بات معلوم ہوتی ہی کیونکہ کوئی شخص دنیا مین نہین ہی کہ دردمند نہین ہوا اور مصیبت مین گرفتار نہین ہوا لیکن کبھی مصیبت زدہ کو اپنی مصیبت اور اسکا زمانہ بھولتا نہین علاوہ اسکے مہاجرین و انصار کی بہت کثرت تھی کیا سب کے دل یکسان تھے اور سب بیہوش تھے مصیبت مین اور اگر ایسا ہی تھا کہ سب ایک حالت پر تھے تو انتظام خلافت کیونکر ہوا سقیفہ بنی ساعدہ مین کسطرح مجتمع ہوے عید غدیر کی بیعت کیونکر توڑی گئی یہ نقض عہد اور شکست بیعت اور تجاوز وصیت پیغمبر خدا سے کیونکر ہوا اور اگر بیخودی مین یہ سب امور بھی ہوے تھے تو یہ کیونکر بعد ہوش آنے اور ساکن ہونے نائرہ غم و الم کے معتبر رہے واقع مین جو دیکھا ہی وہ یہ ہی کہ انسان جب کسی امر عظیم کے اہتمام مین مصروف ہوتا ہی تو اُس وقت جو کام اس سے کم ہو اُسکا خیال نہین رہتا اسی طرح جب حرص و طمع مال و حکومت دنیا کی غالب ہوئی اور انھین اسکی خوشی تھی کہ عترت و آل رسول کے حقوق کو چھینین موقع ہاتھ آیا وہ وقت وفات کو غنیمت سمجھکر اسکے انتظام مین مصروف ہوے اور جو چیز اُس وقت انکی نظر مین پڑی تھی متوجہ ہوے اور اسکے مقابلہ پر دوسرے امر کے اہتمام کا خیال نہ رہا کہ اس سے اب کچھ فائدہ نہ تھا اور جدھر دنیا نے منہ کیا اور حکومت آئی اُدھر سب اہل دنیا متوجہ ہوے جیسا ہم اب بھی اپنے زمانے مین ایسی باتون کا تجربہ اور مشاہدہ کرتے ہین والا کیا خوب بیخودی ہی کہ تجہیز و تغسیل پیغمبر کے لیے تو شراکت کے مانع ہوے اور انتظام خلافت کو مانع نہوے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مجلس دوسری مصیبت مین اطلاع ارتحال کے اور بیان وصایا مین آنحضرت کے ہی

مجلس دوسری مصیبت مین اطلاع ارتحال اور بیان وصایا مین آنحضرت کے

اور یہ مجلس مشتمل ہی اور چند جلسون کے جلسہ اول شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جب کوئی مصیبت تجھے پیش آئے تو مصیبت رسول خدا کو یاد کر کہ کسی کو یہ مصیبت نہین پہونچی اور
ہرگز نہ پہونچے گی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ یا علی جسے کوئی مصیبت پہونچے
تو چاہیے کہ وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ وہ سب مصیبتون سے زیادہ بزرگ ہی اور واقعی کیونکر یہ نہو کہ وہ حضرت
رحمۃ للعالمین تھے اور جسوقت کہ سب طریقہ کفر و جاہلیت پر مقیم تھے اور آتش عذاب الہی کو اپنی پشت پر روشن کرتے تھے
اور گمرہی مین سرگشتہ تھے اُسوقت سبکو ہدایت فرمائی اور اُس کفر کی آگ سے چھوڑایا اور اُنکے وسیلہ ہدایت سے سب نے
خدا کو پہچانا اور بت پرستی سے نجات پائی اُنکی وجہ سے آسمان و زمین اور تمامی مخلوقات کو حق تعالی نے پیدا کیا اُنکے زمین پر
آنے کے لیے آدم علیہ السلام کو زمین کا خلیفہ کیا اور پیدا فرمایا پس جسنے آنحضرت کو پہچانا ہی اور جتنا جانا ہی وہ بقدر اپنی
معرفت کے آنحضرت کے الم مفارقت سے دردمند ہوتا ہی دیکھو جناب سیدہ کو کہ اس مفارقت مین اُن جناب کا کیا
حال ہوا اور فرماتی تھین حقیق علی من شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا یعنی جس شخص نے کہ تربت مطہرہ رسول خدا کو
سونگھا ہی اُسکے لائق اور زیبا یہ ہی کہ پھر کبھی غالیہ کو یعنی خوشبودوأون کو نہ سونگھے پھر فرماتی ہین صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیالیا یعنی ایسی مصیبتین مجھپر گرائی گئین اس مفارقت مین آنحضرت کی کہ اگر وہ مصیبتین روزہاے روشن پر
گرائی جاتین تو مثل اندھیری راتون کے ہوجاتے اب آگاہ ہونا چاہیے کہ ہرگاہ حق تعالی نے جناب رسول خدا کو ہر
چیز کا علم عطا فرمایا تھا تو کیونکر ہوسکتا ہی کہ مجملاً یا مفصلاً اپنی وفات کو نہ جانتے ہون چنانچہ قطب راوندی نے ابن عباس سے
روایت کی ہی کہ ایک روز ابوسفیان لعین حضرت سید المرسلین کی خدمت مین آیا اور کہنے لگا کہ مین چاہتا ہون کہ آپ سے
ایک بات پوچھون حضرت نے فرمایا کہ اگر تجھے منظور ہو تو تیرے کہنے سے پہلے مین تیرے سوال کو بیان کرون اُسنے کہا
بہتر ہی حضرت نے فرمایا تو اسلیے آیا ہی کہ مجھسے پوچھے کہ میری عمر کسقدر ہوگی اُسنے کہا کہ ہان اے رسول خدا مین اسی واسطے
آیا ہون حضرت نے فرمایا کہ مین ترسٹھ برس دنیا مین زندگی کرونگا ابوسفیان نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ آپ
سچ فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ یہ گواہی تیری زبانی ہی دل سے نہین ہی بالجملہ یا موافق اپنے اسی علم سابق کے یا اور
جسطرح حق تعالی نے آنحضرت کو قرب ارتحال سے آگاہ فرمایا ہو اظہار اسکا دسوین برس ہجرت کے حجۃ الوداع مین ہوا
تاریخ کاشفی سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ جناب روز عرفہ مقام عرفات مین تھے کہ حضرت کو بارشاد الہی معلوم ہوا کہ میرا ارتحال
عالم قدس کی طرف اب قریب ہی اور یہ آخری حج ہی کہ اسکے بعد اب مین یہ مناسک بجا نہ لاؤنگا اُسکے بعد جو خطبہ حضرت نے
پڑھا تو اُسمین فرمایا کہ مجھسے اپنے مناسک لے لو کہ پھر مین اس سال کے بعد تمھین نہ دیکھونگا اور اُسی روز عرفہ کے خطبہ مین فرمایا کہ
تم میرے حال سے پوچھے جاؤگے یعنی روز قیامت تمسے پوچھینگے کہ محمد نے تمھارے ساتھ کسطرح زندگی بسر کی تو اُسوقت
تم کیا جواب دوگے سب نے عرض کیا کہ ہم عرض کرینگے کہ رسالت اور امانت کو ادا کیا اور جو نصیحت کرنے کی شرط تھی

اُسطرح بجالاے یہ سنکر فرمایا کہ خداوندا گواہ رہنا تو پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لاے اور جب مناسک حج سے فراغت فرما کر
ہمراہ بیعت فرمائی تو اثناے راہ مین بحکم خدا ایک منزل پر کہ غدیر خم اُسے کہتے ہین اُترے اور نماز ظہر اول وقت مین ادا فرمائی
اور بعد اُسکے صحابون کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ آیا مین تمہارے نفسون سے اولی نہین ہون سب نے عرض کیا کہ
آپ ہماری جانون سے ہے اور ہم سے اولی ہین فرمایا کہ جسکا مین مولی ہون اور آقا ہون اُسکا علی ابن ابیطالب مولا اور آقا ہو بعد اُسکے
علی ابن ابیطالب کے حق مین پانچ دعائین فرمائین پہلی یہ کہ خداوندا دوست رکھ اُسے جو علی کو دوست رکھے دوسری
یہ کہ خداوندا جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی فرما تیسری یہ کہ خداوندا جو اُسے چھوڑے اور مخذول کرے تو اُسے
چھوڑ اور مخذول کر چوتھی یہ کہ خداوندا تو نصرت و مددگاری کر اُس شخص کی جو اُسکی مدد کرے پانچوین یہ کہ خداوندا حق کو اُسکے
ساتھ رکھ جدھر وہ پھرے حق اُسکے ساتھ ہو چنانچہ بعد اُسکے شیخین اور جملہ اصحاب و انصار نے بیعت کی اُسکے بعد فرمایا کہ ایہا الناس
مین گویا دیکھتا ہون کہ مجھے عالم بقا کی طرف طلب کیا ہے اور مین نے اُسے قبول کیا ہے اور مین دو چیزین بزرگ تم مین چھوڑتا ہون
کہ وہ ایک دوسری سے بزرگ ہے اور وہ قرآن اور میرے اہلبیت ہین دیکھو اور احتیاط کرو کہ بعد میرے اُنکے ساتھ کیا سلوک
کروگے اور اُنکے حقوق کی کسطرح رعایت بجالاؤگے اور وہ دونون آپس مین متحد رہینگے اور ہرگز جدا نہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر
میرے پاس پہونچینگے بیان تک ملخص کلام کا تھا پوشیدہ نہ رہے کہ اپنے مرنیکا جانتا سہل بات نہین ہے خصوصاً جب
اُسکے ساتھ اِسکا بھی یقین ہو کہ بعد ہمارے اہلبیت و اقربا ہمارے مبتلا بانواع مکارہ و آلام ہو جاینگے اور اُنکے حقوق جو
خدا نے دلاے تھے اور مقرر فرماے تھے چھن جاینگے اور وہ علی ابن ابیطالب جنھین اپنے ہاتھون سے اور گود مین
پالا اور منھ سے اپنے روٹی ملائم کرکے اُنکے منھ مین کھلائی اور تمام علوم کی تعلیم کی اُنکی راحت و آرام کے واسطے بامر الٰہی
اپنی بیٹی کا اُنکے ساتھ نکاح کیا اور اُنھین اپنا خلیفہ اور وصی گردانا اُنھین خود غرض لوگ گھر بٹھا دینگے اور اذیتین پہونچاینگے
اور جو خدا اور رسول نے اُنکے لیے فرمایا تھا اُسکی رعایت نہ کرینگے وہ بیٹی اور اُسکی اولاد جنکی شان مین آیہ مودت قربی نازل ہوچکا ہے
اُنکے ساتھ دشمنی کی جائیگی کوئی اُسکا گھر جلائیگا کوئی اُسکے پہلو پر دروازہ گرائیگا کہ وہ اُن صدمات سے کسطرح تڑپ تڑپ کر ہلاک
ہوگی اور وہ دونون نواسے جنکے لیے فرمایا تھا کہ الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنۃ اُن مین سے کسی کو زہر دغا پلائینگے کہ اُسکی تیزی
اور حدت سے اُسکا کلیجہ کٹ کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگا اور اُس اذیت سے وہ ہلاک ہوگا اور کسی کو زمین عراق پر طلب کرکے اُسے
اشقیاے اُمت گھیر لینگے اور آب و دانہ تین روز تک اُسپر بند کرینگے اور وہ اور اُسکے ہمراہی مبتلاے بلاے گرسنگی و تشنگی و
ناامیدی رہینگے اور کیا کیا فریادین العطش و الجوع کی اُسکے زنان و اطفال کے خیمون سے بلند ہونگی اور آخر کو شدت گرسنگی
و تشنگی مین تیغ بیداد سے دریا کنارے مع انصار و اقربا و اطفال کس بے دردی سے ذبح کرینگے کہ کوئی حیوان کو بھی اِسطرح ذبح
نہین کرتا اور آخر کو بذریعہ اِن افعال بد کے وہ اُمت جسکی صلاح حال دنیا و آخرت کے لیے کیا کیا جد و جہد ایام حیات مین اپنے
نہ فرمائی مستحق ملامت و عذاب کی نزدیک پروردگار عادل کے ہوگی اور زمین خدا فساد و ظلم سے مملو ہوگی اور حرکات کا نزول

کم ہو جائیگا یہ الام و مصائب تھے جنکا علم حضرت کو خبر قرب ارتحال کے ساتھ دیا گیا تھا اور اسی لیے بار بار اکمال دین اور تمام شرع متین مین حد سے زیادہ کوشش و مبالغہ فرماتے تھے اور علی ابن ابیطالب اور جناب سیدہ کو بار بار اُن ظلمون سے جو آنحضرت پر بعد پیغمبر خدا ہونے والے تھے آگاہ فرماتے تھے اور تسکین دیتے تھے پس واقع مین مصیبت پیغمبر خدا کی تنہا انہین حضرت کی مصیبت نہ تھی بلکہ مصیبت آل رسول کی بھی اُسی وقت سے کہ جب پیغمبر خدا مصیبت قرب ارتحال مین اپنی مبتلا ہوئے شروع ہوئی جلسہ دوم جناب سید سند نے حدیقہ مین جناب امیر علیہ السلام سے نقل فرمایا ہی کہ فرمایا آنحضرت نے نَزَلَ بِیْ مِنْ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَا لَمْ اَکُنْ اَظُنُّ اَنَّ الْجِبَالَ لَوْ حَمَلَتْہُ مَا کَانَتْ تَنْھَضُ بِہٖ فَحَمَلْتُ نَفْسِیْ عَلَی الصَّبْرِ بَعْدَ وَفَاتِہٖ وَلَزِمْتُ الصَّمْتَ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا اَمَرَ بِہٖ مِنْ تَجْھِیْزِہٖ وَتَغْسِیْلِہٖ وَجَمْعِ کِتَابِہٖ لَا یَشْغَلُنِیْ عَنْ ذٰلِکَ بَادِرُ دَمْعَۃٍ وَلَا ھَائِجُ زَفْرَۃٍ حَتّٰی اَدَّیْتُ فِیْ ذٰلِکَ الْحَقَّ الْوَاجِبَ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیَّ لِرَسُوْلِہٖ یعنی پیغمبر خدا کی وفات کے بعد مجھپر وہ صدمے نازل ہوئے کہ مجھے گمان نہین ہی کہ اگر وہ پہاڑون پر گرین تو وہ اسکے متحمل ہو جائین پس بہت تکلیف اٹھاکر مین نے بعد آنحضرت کے اپنے نفس کو صبر و شکیبائی پر رکھا اور ہر بات مین چپ رہنا اور کچھ منھ سے شکوہ نہ کرنا اپنے اوپر لازم کیا اور جس چیز کے لیے حکم مجھے فرمایا اُسکے ساتھ مشغول ہوا یعنی پہلے مین نے تجہیز و تغسیل آنحضرت کی کی اور بعد اُسکے قرآن کو جمع کیا اور اِن کامون کے کرنے مین مجھے جو آنسو کہ گرے جاتے تھے اور وہ آہ و فغان کہ سینہ سے بسبب ہیجان کے باہر آتی تھی میرے مانع نہوتی تھی یہان تک کہ اُس حق کو جو مجھپر واجب و لازم تھا خدا کے واسطے اُسکے رسول کے بارے مین وہ مین نے ادا کیا فقط فی الواقع مرتبہ مصیبت مفارقت پیغمبر خدا کا ایسا ہی ہی کہ جو حضرت نے ارشاد فرمایا خصوصًا جناب امیر علیہ السلام کے واسطے اسکو زیادہ موثر ہونا چاہیے کہ ایمان حضرت کا خدا و رسول کے ساتھ خالص و محکم تھا اور حضرت وہ ہین کہ جب وحی کا نازل ہونا خدا کی طرف سے شروع ہوا تو آواز وحی کی سنا کرتے تھے اور نزول وحی کو پہچانتے تھے اور حق تعالی نے انھین برگزیدہ فرمایا تھا اور بعد نبی کے انھین اپنی حجت زمین پر قرار دیا تھا پس حجت خدا کو غیر حجت خدا کہان پہچان سکتا ہی اسلیے مثل آنحضرت کے اس مصیبت مین کوئی دردمند زیادہ نہین ہوا اور یہ بات ظاہر ہی کہ جنھین کچھ تعلق خلافت سے نہ تھا وہ انتظام اخذ خلافت مین مشغول ہوئے اور حضرت باوجود اسکے کہ پیغمبر خدا کے سامنے خلیفہ ہو چکے تھے اور سب نے بیعت حضرت کے ساتھ کی تھی لیکن جب تک تجہیز و تغسیل پیغمبر سے فارغ نہین ہوئے اپنے حفظ حق کی طرف بھی متوجہ نہین ہوئے والا کیا سقیفہ بنی ساعدہ کے اخبار اور جو وہان وقتًا فوقتًا حضرت کی بیعت توڑی جاتی تھی اور دوسرون کے ساتھ بیعت کی جاتی تھی گوش زد نہوتے تھے لیکن استیلاے غم و ابتلاے مصیبت مفارقت پیغمبر خدا ایسا تھا کہ ہر چیز اسکے مقابلہ مین بے حقیقت تھی اور عالم آنکھون مین سیاہ تھا اور یہ نہ اسلیے تھا کہ حضرت کو قرابت تھی بلکہ ہو اسطے کہ وہ حضرت خدا و رسول کے مرتبہ کے پہچاننے والے تھے جیسی معرفت تھی ویسا ہی رنج مفارقت تھا اور ایسا ہی حال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاننا چاہیے کہ جب سے اپنا قرب ارتحال معلوم ہوا اور تصور اس بات کا فرمایا کہ میرے بعد اہلبیت میرے مبتلاے ظلم و ستم ہونگے بمفاد قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی تمہارے مطلب آنحضرت کا یہ تھا کہ

اہلبیت اطہار کے بارے مین وصیت فرماتے اور یہ امر محض محبت قرابت کے واسطے نہ تھا بلکہ اتمام حجت اور ارشاد امت اور مصالح ہدایت کے واسطے یہ اہتمام فرماتے تھے تاکہ بعد آنحضرت کے اہلبیت کی اطاعت کے ذریعہ سے رستگار ہوں اور انکی مخالفت اور دشمنی کر کے گمراہ اور مستحق عذاب اور بیزاری پروردگار قہار کے نہوں اور کسی کو یہ جگہ روز قیامت کہنے کی نہو کہ پیغمبر خدا نے اپنے بعد کے واسطے روز قیامت تک کو ہمین ہدایت نہ فرمائی تھی کہ ہم کسکی اطاعت کرین کیونکہ شریعت حضرت کی تا قیامت باقی ہو اسکے لیے کوئی حافظ شریعت کا تقرر ضرور ہی کہ جو امت کو انکی وقتاً فوقتاً مثل آنحضرت کے راہ رست دکھاتا رہے اسی لیے مختلف تقریرون مین اپنی امت کو اطاعت اور متابعت ثقلین کے لیے مکرر ارشاد فرمایا جیسا کہ اخبار خاصہ اور عامہ مین بطور مستفیض منقول ہی کہ مکرر فرمایا اِنّی تارکٌ فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اہل بیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی اور مکرر فرماتے تھے کہ مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی و من تخلف عنہا غرق و ہوی یعنی میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی ہی کہ جو کوئی اسپر سوار ہوا اسنے نجات پائی گمرہی اور عذاب الٰہی سے اور جسنے اس سے انحراف و روگردانی کی وہ دریاے ہلاکت اور چاہ ضلالت مین گرا اور اسی لیے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی تو روز غدیر اگرچہ وہ دن ایسا گرم تھا کہ ہر شخص اپنے اوڑھنے کی چادر کو پاؤن مین لپٹیا تھا تاکہ ریت کی گرمی کے ضرر سے محفوظ رہین اور کسی کو حواس نہ تھے مگر ایسے دن اور ایسے سخت وقت مین بحکم رب قدیر یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک اسی مقام پر بمجرد نزول آیہ کے ٹھہر گئے اور سب کو گرد و پیش اپنے جمع فرما کر ندا فرمائی کہ الصلوٰۃ جامعۃ اور جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو بلایا اور منبر پر اپنے پاس کھڑا کیا اور خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت سے ادا فرما کر بعد اسکے اپنے قرب رحلت سے اسطرح آگاہ فرمایا کہ ایہا الناس اب وہ وقت قریب پہونچا ہی کہ مین داعی حق کو لبیک اجابت سے جواب دون یعنی عنقریب مین اس عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے جانے والا ہون اور دو چیزین بزرگ تم مین چھوڑتا ہون کہ جب تک تم انکی متابعت کروگے بعد میرے گمراہ نہوگے اور وہ دونون قرآن اور میری عترت ہی اور یہ دونون آپس مین سے جدا نہونگے جب تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچین اور اسکے بعد موافق قصہ مشہور کے آنحضرت کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر فرمایا اور سب سے انکے لیے بیعت لی اور حجت کو تمام فرمایا اور یہ حدیث متواترات سے ہی بیان اسکا انشاءاللہ مفصل کتاب امامت مین عنقریب کرونگا لیکن بڑے تاسف کی بات ہی کہ کیا جلد اہل دنیا نے اس عہد و پیمان کو جو پیغمبر خدا نے بحکم خدا سب سے بحق علی ابن ابیطالب لیا تھا اپنی پیٹ کے پیچھے ڈالا اور کیا کیا حیلہ اور چارہ جوئیان اس وصیت کے دفع کرنے مین کی گئین جیسا کہ کتب صحیحہ حضرات اہلسنت سے جناب سید رشد نے نقل فرمایا کہ انکے یہان مروی ہی کہ جناب ام المومنین عائشہ نے فرمایا کہ جب پیغمبر خدا کا مرض زیادہ ہوا تو فرمایا کہ نماز کا وقت آیا کیا سب مسلمانون نے نماز پڑھ لی مین نے عرض کیا کہ ابھی نماز نہین پڑھی بلکہ آپ کے تشریف فرما ہونے کے منتظر ہین فرمایا کہ میرے لیے پانی وضو کو لاؤ مین پانی لایا بعد اسکے وضو کا ارادہ فرمایا لیکن ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ وضو نہ فرما سکے اسی طرح کئی بار اتفاق ہوا کہ چاہا وضو فرمائین لیکن وضو نہ کر سکے بعد اسکے آنحضرت نے کسی کو بھجوایا اور

حکم دیا کہ ابو بکر نماز پڑھا وین سبحان اللہ کیا بات ہی یہ وہ خبر ہے جس سے حدیث غدیر خم کو منسوخ کرنا چاہتے ہین اگرچہ یہان ذکر مقامات
لیکن بالضرور صاحب عقل پر پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ حدیث غدیر خم متواتر اور یہ اخبار احاد سے بلکہ محل تہمت مین ہی
اگر سچ بھی ہو کیونکہ بمفاد حدیث انتن بصویحبات یوسف جسکا ترجمہ شاہ عبد الحق نے یہ کیا ہی کہ طائفہ عورات کا صواحب
یوسف ہی یعنی اپنی بات پر رہتی ہین دل مین کچھ رکھتی ہین اور منھ سے کچھ کہتی ہین اُس وصیت غدیر خم کو جو بنزول آیہ ایک
[illegible] مجمع کثیر مین اثناے سفر و صحت مین فرماے دیکھنا چاہیے اور اسکے سننے والے اور دیکھنے والون کی اور ناقلین کی
کثرت پر لحاظ کرنا مقتضاے انصاف ہو بھلا ایسی خبر ایک قول سے ایسے شخص کے جسکے حق مین خود آنحضرت نے لفظ
یوسف فرمایا ہو منسوخ ہونے کے قابل ہی اور الیاد دروغ بے فروغ عقلمند کے سامنے کب چل سکتا ہی کیونکہ پیغمبر خدا نے
جب شدت مرض مین اذان کی آواز سُنی اور دریافت فرمایا کہ ابو بکر امامت نماز یان کے لیے آمادہ ہین تو اسی حالت مین
جناب امیر اور ابن عباس کے اوپر تکیہ فرما کر باہر تشریف لاے اگرچہ آپ آنے کو حضرات اہلسنت فرماتے ہین کہ جناب
ابی بکر کے ساتھ اقتدا فرمانے کو آئے تھے لیکن واقع مین صحیح یہ ہی کہ انھین انکی جگہ سے ہٹانے کو آئے تھے کیونکہ
اقتدا حضرت پر واجب نہ تھا نہ کوئی آیت اسکے لیے نازل ہوئی تھی پھر جب خود طاقت قیام نہ تھی تو کیا ضرور تھا کہ
اُس حالت شدت مرض مین اسکے لیے تشریف لاتے اور اگر کہا جاے کہ اسلیے تشریف لاے تھے کہ تا سب حضرت کے اقتدا
فرمانے سے اُنکے پیچھے اقتدا کرین تو یہ بھی نہین ہو سکتا کیونکہ قبل تشریف لانے کے صف ایستادہ ہو چکی تھی اور نماز پڑھنے والے
انکے ساتھ کے آمادہ ہو چکے تھے بلکہ صاف ظاہر ہی کہ ایسے وقت مین ایسی مشقت شدیدہ کو نبی کا اختیار فرمانا نہ تھا مگر کسی سلسلہ کے
بند کرنے کو جو دین مین واقع ہونے والا تھا اور وہ حفظ اُس سے اپنی وصیت کا تھا جو غدیر خم مین فرمائی تھی تا کوئی امر اسکے
خلاف نہونے پاے جسے لوگ حجت پکڑین اور روایات حضرات اہلسنت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
اُسوقت بہت اضطراب مین باہر آے جیسا کہ شاہ عبد الحق نے بھی لکھا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حکم دو ابا بکر کو کہ نماز پڑھاوین
سب کے ساتھ پھر جب ابو بکر آئے نماز پڑھانے کو تو آنحضرت کو مرض مین خفت ہوئی پس اُٹھ کھڑے ہوے اور اسطرح تشریف لاے
کہ دو آدمیون کے بیچ مین تھے اور پاؤن اسطرح کھنچے آتے تھے کہ زمین پر خط پڑ جاتا تھا اسی طرح مسجد کے اندر تشریف لاے جب
ابو بکر نے حضرت کی آواز سنی تو چاہا کہ پیچھے ہٹین پھر حضرت نے اشارہ فرمایا کہ اپنے حال پر رہو بعد اسکے وہ حضرت تشریف لاے
اور بائین طرف جناب ابی بکر کے کھڑے ہوے اور ابی بکر پیغمبر خدا کے ساتھ اقتدا کرتے تھے اور سب ابی بکر کی نماز کے ساتھ
اقتدا کرتے تھے یعنی جب تکبیر کہتے تھے تو اور سب نماز کے افعال و مقامات سے مطلع ہوتے تھے اور یہ بھی کہا ہی کہ بعضی روایات مین
یہ آیا ہی کہ ابو بکر امام تھے اور حضرت مقتدی تھے بالجملہ جیسا شیعہ کہتے ہین کہ وہ حضرت تشریف لاے اُنکے ہٹانے کو یہ
اُنکے بھی بیان سے ثابت ہی پھر اگر حضرت نے حکم فرمایا ہوتا تو خود کیون ایسی حالت مین تشریف لاتے اور سب علم نبی کو تھے
کیا یہ نہ معلوم تھا کہ مجھے وقت نماز ایسی خفت ہو جائیگی کہ باہر جماعت مین شریک ہونگا اور جب یہ علم تھا تو پھر کیون حکم

نماز پڑھانے کا دیا تھا رہا یہ کہ انکے شوق اقتدا کے لیئے تشریف لائے یا انکے ساتھ اقتدا کیا یہ باتین بھی ایسی ہین کہ جسے عقلمند
نہین یقین کرسکتا سبحان اللہ جسنے انبیا کی اور ملائکہ ہفت آسمان کی بیت المقدس اور مسجد قصی اور سدرۃ المنتھی ہین پیشنمازی کی
اسکے حق مین یہ کب زیبا ہی کہ اپنی امت کے اشخاص کے پیچھے اقتدا اور اتباع کرے اور جسکے آگے جبرئیل مقدم نہوسکین انکو ابو بکر
پیشنماز ہو کر نماز پڑھائین جب معرفت اور رتبہ دانی مین نبی اور امام کے قصور ہوتا ہی تو ایسی باتین کہی جاتی ہین حقیقت مین
یہ امر بھی غور کے قابل اور رونے کے لائق ہی کہ جسوقت حضرت کو اس امر سے اطلاع ہوئی ہوگی اور تشریف لاکر نماز پڑھاتے
دیکھا ہوگا اور ہٹایا ہوگا تو کیا کیا امرون کا جو آیندہ مخالف ارشاد ہونے والے تھے تصور نہوا ہوگا اور کیا صدمہ گمرہی امت کا
اور غصب حقوق اہلبیت کا اپنے آنحضرت سے اسوقت نہ اٹھایا ہوگا افسوس ہی کہ کسوقت مین حضرت کو یہ آلام روحانیہ ہونچے
اور اہل دنیا نے کچھ پروا نہ کی اسی طرح قصہ دوات کاغذ کے طلب فرمانیکا ہی جیسے فاضل شہرستانی نے لکھا ہی اپنی کتاب ملل و
نحل مین کہ پہلی وہ نزاع جو حضرت کی بیماری کے زمانے مین صحابون مین واقع ہوئی یہ تھی کہ جب آنحضرت نے دوات و قرطاس
طلب فرمایا تا کہ کچھ وصیت لکھین جس سے کبھی امت بعد حضرت کے گمراہ نہووین جناب عمر ابن الخطاب نے کہا کہ یہ مرد اسوقت
ہذیان کہتا ہی کتاب خدا ہمارے واسطے کافی ہی اور بس ہی پس بعضون نے کہا کہ جو کچھ پیغمبر فرماتے ہین اسپر عمل کرنا چاہیے اور بعضون نے
کہا کہ جو کچھ عمر نے کہا ہی وہ بجا ہی اور فاضل بخاری نے اپنی مسند مین عبد اللہ ابن عباس سے علی ما نقلہ الفاضل الکفائی لکھا ہی کہ جب
وقت زیادتی مرض کا جناب رسول خدا کے جسمین انتقال فرمایا ہو تو مجمع صحابہ مین فرمایا ایتونی بدوات و قرطاس اکتب لکم
کتابا لا تضلوا بعدی ابدا یعنی دوات و کاغذ لاؤ کہ تمھارے لیئے ایسی کتاب لکھدون کہ پھر میرے بعد کبھی گمراہ تم لوگ نہو یہ سنکر
عمر نے کہا کہ اسوقت مرض پیغمبر خدا پر زیادہ ہی اور اکثر احادیث مین یہ وارد ہوا ہی ان الرجل لیھجر یعنی العیاذ باللہ پیغمبر کلام
بے سمجھے ہوئے جیسے ہذیان کہتے ہین کرتے ہین فقط اور اسی فاضل نے اپنی صحیح مین لکھا ہی کہ جب پیغمبر خدا کا وقت احتضار
قریب پہونچا تو اسوقت گھر مین حضرت کے چند شخص مسلمانون سے حاضر تھے کہ منجملہ انکے عمر ابن الخطاب بھی تھے اسوقت حضرت نے
فرمایا ھلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا یعنی میرے قریب آؤ تمھارے واسطے مین ایسی کتاب لکھ دون کہ میرے بعد پھر
کبھی گمراہ نہوس عمر نے کہا کہ بیماری پیغمبر خدا پر درد غالب ہی اور تمھارے آگے قرآن موجود ہی اور وہ ہمارے واسطے کافی ہی
پس جو اشخاص کہ اسوقت موجود تھے انمین مخاصمت ہونے لگی بعضے کہتے تھے کہ جو حضرت طلب کرتے ہین وہ انکی خدمت مین
حاضر کرو کہ تا ایسی کتاب لکھ دین جسکے باعث سے کبھی گمراہ نہون اور بعضے کہتے تھے کہ بات وہی بات ہی جو عمر نے کہی ہی
پس جب تکرار انمین اور اختلاف ہوا لفظ مین یعنی بعضون نے کہا کہ قول معتبر نبی کا ہی اور بعضون نے کہا کہ معتبر قول عمر کا ہی تو
پیغمبر خدا نے دل تنگ ہو کر فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ راوی کہتا ہی کہ ابن عباس نے کہا ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین
رسول اللہ و بین ان یکتب لھم ذلک الکتاب من اختلافھم و لغطھم اس جگہ مقام غور و انصاف ہی کہ یہ روایات موافق حضرات
اہلسنت کے ہین اور شیعون کے اخبار خاصہ مین اس سے بھی زیادہ ہی مگر مین نے انھین اخبار کو جو انکی کتب مین ہین لکھا ہی

۴۷ قولہ ھلمّ ای تعالی مرکبتہ من ھاء التنبیہ ومن لمّ ای ضمّ نفسک الینا ویستوی فیہ الواحد والجمع والتذکیر والتانیث عند الحجازیین منہ زاد مجدہ

تاکسی کو محل انکار باقی نہ رہے بالجملہ کیا مقام گریہ و بکا ہی اور کسقدر مصیبت پیغمبر خدا کی زیادہ ہی بتدبتد جنھین کفر اصلی سے ہدایت
فرماکر مسلمان بنایا تھا اُنکے لیے یہ زیبا تھا کہ ایسی جسارتین پیغمبر کی مخالفت پر کرین اور اُنکے حکم سے خود بھی انکار کرین اور
اورون کو بھی اُنکی تعمیل وانفاذ سے مانع ہون اور کیسے کلمات بے ادبی کے آنحضرت کے روبرو زبان پر لائین کیا خوب
قرآن کو کافی جانا ہی اور اُنکی تبعیت کی ہی کیا قرآن مین اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ نہ تھا پھر یہی قرآن کا اتباع اور طاعت رسول ہی
کہ وہ دوات وکاغذ ہدایت کے لکھنے کو طلب فرمائین اور ہم اُنکی مخالفت کی جاے اور جسکے واسطے خدا فرماے
وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اُسکے قول کو منسوب بہ ہذیان کرین جسکے سامنے خدا آواز بلند کرکے کلام کرنے کو
منع فرماے اُسکے روبرو یہ استخفاف کیونکر جائز ہوا اور اسکا کسقدر حضرت کو رنج ہوا ہوگا کیسا ہی شخص ذلیل اگر اپنے مرض مین
وصیت کرنیکا ارادہ کرے تو کسی کو لائق نہین ہی کہ اُسے رد کرین اور وصیت نہ کرنے دین نہ کہ پیغمبر خدا کو مانع ہون
وصیت کے لکھنے سے اور وہ وصیت بھی کیسی جسے آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ایسی لکھونگا جس سے تم میرے بعد کبھی گمراہ نہوگے
اس منع وانکار سے دو امر پیدا ہوے ایک مخالفت نبی کی جو واجب الاتباع تھی دوسرے واقع کرنا امت کا ضلالت
وگمراہی مین جسکے رفع کرنے کو پیغمبر نے ارادہ فرمایا تھا اور اسی جہت سے وہ حضرت اپنے ارادے سے باز آے اور جانا
حضرت نے کہ جب میرے قول کو ہذیان کہتے ہین تو میری کتابت اور لکھے کو کب قبول کرینگے پس انھین اُنکے حال پر
چھوڑا فی الواقع بقول ابن عباس جاے حسرت وافسوس ہی کہ جو پیغمبر کہ ہادی اور رہنماے خلق تھا وہ اپنی امت کی
حراست وحفاظت کے لیے گمراہی سے رضاے خدا کے واسطے کسی وصیت کو چاہے کہ لکھے اور اُسکی امت جو ادعاے
متابعت رکھتی تھی وہ اُنکی بات نہ سنے اس سے زیادہ اور مصیبت کیا ہو سکتی ہی اہل اسلام مین یہ رسم جاری ہی کہ بیماری کے
حال مین برادران ایمانی کی دلجوئی کرتے ہین اور اگر وہ خود بھی بھولے تو اُسے یاد دلاتے ہین کہ تم جو چاہو اور دل مین ہو
اُسے کہو اور وصیت کرو کہ ہم سب اُسکی تعمیل کرینگے اور جو کچھ وہ کہتا ہی اُسے بگوش دل سنتے ہین اور اُسکا انفاذ کرتے ہین
افسوس ہی کہ پیغمبر خدا کی آخر وقت دنیا مین بات نہ سنی جاے اور ایسے بزرگ کی وصیت ضائع کی جاے اور اسوقت مین
آنجناب کو اذیت پہونچائی جاے کیون حضرات اسوقت مجھے وہ وقت یاد آتا ہی کہ جب مسلم بن عوسجہ روز عاشورا زخمی ہوکر
گرے اور سید الشہدا مع حبیب ابن مظاہر اُنکی لاش اُٹھانے کو آے تو حبیب نے کہا کہ مسلم اگر ہم یہ جانتے کہ تمھارے
بعد ہم زندہ رہینگے تو تمسے کہتے کہ جو جو کچھ تمھارے دل مین ہو وہ سب کہو کہ مین اُسے بجالاؤنگا مگر اب تو مین بھی تمھارے
بعد ہی مارا جاؤنگا لیکن ای بھائی جتنی دیر تک کہ زندہ ہون اُسوقت کے لیے جو چاہو وہ وصیت کرلو یہ سنکر امام حسین
علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے حبیب سے کہا کہ اُوصِیکَ بِھٰذَا یعنی ای حبیب میری وصیت یہی ہی کہ انسے خبردار رہنا
اور بچانا انھین شرور کفار سے جب تک کہ زندہ رہنا کہ یہ جان فاطمہ اور فرزند رسول ہی اب یہان سے فرق پیغمبر کے
اصحابون کا اور امام حسین کے اصحابون کا دیکھنا چاہیے سبحان اللہ مسلم ابن عوسجہ کو دیکھو کہ بے وطنی اور شدت گرسنگی اور

تشنگی

تشنگی اور کثرت زخمہاے بدن اور جان کنی مین تھے کہ موت سر پر پہونچ چکی تھی سید الشہدا کو نہ بھولے اور وصیت بھی جو کی
تو یہی کی کہ امام حسینؑ سے خبردار رہنا جیسا کہ پیغمبر خدا بھی جب تک کہ زندہ رہے حفظ حقوق اہلبیت کے واسطے وصیت
فرماتے رہے اور اسی طرح حبیب ابن مظاہر علیہ الرحمہ نے ان سب بلاؤن مین آخر وقت مسلم کو وصیت یاد دلائی اور جو انھون نے کہا
اُسے سُنا اور قبول کیا اصحاب نبی کو دیکھنا چاہیے کہ پیغمبر نے خود فرمایا کہ دوات اور قرطاس لاؤ تو مین ایسی وصیت لکھ دون
کہ پھر کبھی گمراہ نہو میرے بعد لیکن باوجود حکم فرمانے پیغمبر خدا کے اور ایسی وصیت کے وعدہ کرنے کے پھر نہ لکھنے دیا نہ وصیت
کرنے دیا اور نہ سنا جو جو وصیت زبانی فرمائی تھی نہ اُسپر عمل کیا اور اس سے زیادہ لائق تعجب یہ ہی کہ جب حضرت مسلم نے
کوفے مین قریب انتقال اپنے کس حال مین کہ اشقیا گھیرے ہوے تھے اور قتل کر رہے تھے تلوارین بدن پر پڑ رہی تھین ابن زیاد سے
کہ کیسا دشمن خاندان رسالت تھا کہا کہ مجھے اتنا چھوڑ دے کہ جو بعض میری قوم کے ہین اُنسے جو دل مین ہی بطور وصیت کہ لون
تو اُسنے بھی حکم کیا کہ وصیت کر لینے دو بعد اسکے حضرت مسلم نے اُن لوگون کی طرف جو صحبت ابن زیاد مین حاضر تھے دیکھا ایک
شخص کو کہ نام اُسکا عمر تھا مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے تیرے بیچ مین قرابت ہی اور مجھے اسوقت ایک حاجت ہی مین چاہتا ہون
کہ تو اُسے بر لا عمر نے ابن زیاد کے لحاظ سے چاہا کہ وصیت نہ سُنے اور انکار کرے اُسوقت ابن زیاد نے کہا کہ کیا وجہ ہی جو اسوقت مین تو
اپنے ابن عم کی وصیت نہین سُنتا اُسوقت وہ اُٹھ کر حضرت مسلم پاس آیا اُسوقت حضرت مسلم نے کہا کہ پہلی وصیت یہ ہی کہ
جب مین مارا جاؤن تو میری لاش کو ابن زیاد سے مانگ کر دفن کر دینا اور بڑا مطلب اور آخر وصیت یہ ہی کہ کسی کو جلد امام
حسینؑ کی خدمت مین بھیجنا کہ انھین کوفے کی طرف آنے سے پھیر دے کہ وہ حضرت بنا بر میرے طلب کرنے کے چل چکے ہونگے
اور راہ مین ہونگے اب دیکھیے کیا مقام تعجب ہی کہ ابن زیاد با وصف اس عداوت اور قساوت قلب کے کہ قتل کر رہا تھا لیکن
وصیت کر لینے کو مہلت دی اور عمر پر تاکید کی کہ وصیت کو سُنے اور حضرت مسلم باوجود اسکے کہ نرغۂ اعدا مین تھے اور یقین موت تھا
اور دفن و کفن سے اپنی لاش کے بھی اطمینان نہ تھا لیکن آخر ہمت یہ تھی کہ کسی طرح امام حسینؑ علیہ السلام تک یہ خبر پہونچ جاے تاکہ
وہ حضرت ہلاکت اور قتل سے محفوظ رہین اور اصحاب نبی با وصف اسکے کہ سب مدعی صحابہ تھے لیکن نبی کی وصیت آخر وقت کی
نہ سنی اور نہ لکھنے دیا اور کیسا یہ ملال پیغمبر کو پہونچا ہوگا حقیقت یہ ہی کہ چونکہ یہ سبکو معلوم تھا کہ کتاب مین بھی وہی لکھینگے جو زبان سے
خلافت علیؑ ابن ابیطالبؑ کے واسطے فرماتے ہین لیکن لکھنے سے امر خلافت کو استحکام زیادہ ہو جائیگا اور پھر کوئی حیلہ اہلبیت کے
بارے مین نہ چل سکیگا اسلیے مخالفت صریح قرآن اور پیغمبر کو زمان حیات نبی ہی مین اختیار کیا اور کسوقت پیغمبر کو دل تنگ اور
غمگین و ناراض کیا جلسہ سوم جناب اخوند صاحب نے کتاب حیات القلوب مین شیخ مفید علیہ الرحمہ اور مولٰنا ے طبرسی سے
روایت کی ہی کہ جب حضرت رسول خداؐ نے حجت الوداع سے مراجعت فرمائی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ اب میرا عالم فانی سے
رحلت کرنا قریب ہی تو ہمیشہ اصحاب و امت کے بیچ مین خطبے پڑھتے تھے اور انھین ڈراتے تھے اُن فتنون سے جو بعد آنحضرت کے
واقع ہونے والے تھے اور جو مخالفت آنحضرت کے ارشاد سے ہونے والی تھی اور بار بار انھین وصیت اِسی بات کی فرماتے تھے کہ

ہرگز میری سنت اور طریقے سے ہاتھ نہ اٹھائین اور دین مین بدعت نہ کرین اور اہلبیت و عترت کے ساتھ متمسک رہین اور
اُنکی اطاعت و نصرت و حراست مین سرگرم رہین اور اُسے اپنے اوپر واجب جانین اور ہمیشہ اُنھین منع فرماتے تھے اس بات سے
کہ اختلاف نہ کرین اور ارتداد کو اختیار نہ کرین اور فرماتے تھے کہ ایہا الناس مین تمسے پہلے جاتا ہون اور تم سب حوض کوثر پر
میرے پاس وارد ہوگے اور مین تمسے پوچھونگا کہ تمنے اُن دونون بزرگ چیزون کے ساتھ کیا کیا جو مین تمھارے بیچ مین چھوڑ
آیا تھا کہ وہ کتاب خدا کی اور میرے اہلبیت تھے پس دیکھو کہ کیونکر خلافت میری کروگے اُن دونون چیزون مین بارستیکہ
کہ خداوند خبیر لطیف نے مجھے خبر دی ہی کہ یہ دونون جدا نہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہونچین اور بدرستیکہ
مین نحھاین دونون کو تم مین چھوڑ کر جاتا ہون پس تمھین چاہیے کہ میرے اہلبیت پر سبقت نہ کرو اور اُنسے جدا و پراگندہ نہو
اور اُنکے حق مین تقصیر نہ کرو کہ ہلاک ہوگے اور اُنھین کچھ نہ سکھاؤ کہ وہ تمسے زیادہ جاننے والے ہین اور مین ایسا تمھین نہین
جانتا کہ میرے بعد تم سب دین سے پھر جاؤگے اور کافر ہو جاؤگے اور ایک دوسرے پر تلوار کھینچے گا پس ملاقات کروگے
مجھسے اُسوقت کہ جب مین مع علی ابن ابیطالب کے ایک لشکر کے ساتھ ہونگا جو مثل سیلاب کے زیادتی اور سرعت اور شدت
مین ہوگا اور خوب جانو کہ علی ابن ابیطالب میرے بھائی اور وصی ہین اور وہ لڑینگے قرآن کی تاویل پر جیسا کہ مین لڑا اُسکی تنزیل کے
واسطے بالجملہ اسی طرح کے کلمات متعدد مجالس مین بار بار فرماتے تھے بعد اُسکے اسامہ بن زید کو امیر گردانا اور ایک لشکر مرتب فرمایا
کہ اُنمین جن جن کو جانتے تھے کہ یہ میری مخالفت اور علی ابن ابیطالب سے دشمنی کرینگے اُنھین اور کچھ اور اشخاص تھے اُنمین
معین کیے اور حکم فرمایا کہ اکثر صحابہ کے ساتھ بلاد روم کی طرف جائین جہان کہ اُنکے باپ نے شہادت پائی تھی اور واقع مین
غرض اس سے حضرت کی یہ تھی کہ اس لشکر کو بھجوا کر زمین مدینہ کو منافقین اور اہل فتنہ سے خالی فرمائین اور کوئی امر خلافت مین
جناب امیرؑ سے نزاع نہ کرے تا کہ امر خلافت آنحضرت کا مستقر اور مضبوط ہو جاے اسی لیے بہت مبالغہ فرماتے تھے ان سبکو
کہ جو ہمراہ لشکر جانے کو مامور ہوے تھے کہ جلد جائین اور بہت تاکید و تحذیر فرمائی تا کہ سب نکل جائین مدینہ سے اور ایک
جماعت کو مقرر فرمایا کہ وہ اُس جماعت کو جنھین لشکر اسامہ مین مامور بہ سفر فرمایا تھا اُنھین جلدی مدینہ سے باہر نکالین اور
سبکو ڈرائین سفر مین دیر کرنے سے اور اسامہ سے فرمایا کہ بمقام خیبر ٹھہرین جب لشکر سب تمام و کمال جمع ہولے تو بلاد روم
کی طرف روانہ ہون پس اسی حال مین آنحضرت کو وہ مرض طاری ہوا جسمین انتقال فرمایا طرف جوار رحمت خدا کے بالجملہ
جب حال اپنے مرض کا حضرت نے مشاہدہ فرمایا تو علی ابن ابیطالب کے ہاتھ کو پکڑا اور طرف بقیع کے متوجہ ہوے
اور اُسوقت بہت سے اصحاب حضرت کے ساتھ تھے بعد اُسکے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہی کہ مُردگان بقیع کے لیے
استغفار کرون ہین جب بقیع مین پہونچے تو فرمایا السلام علیکم ای اہل القبور گوارا ہو تمھین وہ حالت کہ جسمین تمنے صبح کی ہی
اور نجات پائی ہی تمنے اُن فتنون سے جو ابھی لوگون کے آگے آنے والے ہین بدرستیکہ منھ لائین ہین آدمیون کی طرف
ہیبت سے فتنون کی جو مثل اندھیری رات کے ٹکرون کے ہین یہ فرما کر تھوڑی دیر تک وہان ٹھہرے رہے اور طلب مغفرت

اہل بقیع کے لیے فرماتے رہے بعد اُسکے جناب امیر علیہ السلام کی طرف منھ کرکے فرمایا کہ جبرئیل ہر سال مین ایکبار قرآن میرے
سامنے پڑھتے تھے اِس سال دو مرتبہ قرآن کو مجھپر عرض کیا اس سے ایسا مین گمان کرتا ہون کہ یہ اسلیے ہوا ہی کہ میری وفات
قریب ہی بعد اُسکے فرمایا کہ یا علی بدرستیکہ حق تعالیٰ نے مجھے اختیار عطا فرمایا اس امر مین کہ اگر مین چاہون تو ہمیشہ دنیا مین رہون
اور تمام دنیا کے خزانے میرے تحت تصرف مین ہون اور اگر چاہون تو بہشت کو اختیار کرون لیکن مین نے اپنے پروردگار کی
ملاقات کو اختیار کیا جسوقت تم دیکھنا کہ مین نے انتقال کیا تو میری عورت کو چھپا دینا کیونکہ جسکی نظر میری عورت پر پڑیگی وہ
اندھا ہو جائیگا بعد اُسکے دولتخانہ کی طرف مراجعت فرمائی اور روز بروز مرض آنحضرت کا زیادہ ہونے لگا تین روز کے بعد
مسجد مین تشریف لائے اسطرح کہ سر پر عصابہ بندھا تھا اور سیدھا ہاتھ امیر المومنینؑ کے کاندھے پر تھا اور بایان ہاتھ فضل ابن عباس کے
کاندھے پر تکیہ فرمائے تھے یہان تک کہ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا ای گروہ مردم وہ وقت قریب ہی کہ مین تم مین سے غائب
ہونگا پس جس شخص کو مجھسے کوئی وعدہ ہو کہ مین نے اُس سے کیا ہو وہ آئے اور اپنے وعدے کو مجھسے لے اور جسکا مجھپر قرض ہو
وہ مجھے خبر دار کرے ای گروہ مردم کسی کو خدا سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہین ہی کہ جسکے باعث سے وہ بہتری پا سکے یا کسی برائی کو
دور کر سکے مگر خدا کی اطاعت کرنا یہی وسیلہ ہی بندے کو خدا کے ساتھ ای گروہ مردم کسی دعوی کرنے والے کو یہ نہین پہونچتا کہ
دعوی کرے کہ مین بے عمل کے رستگار ہونگا اور کوئی آرزو کرنے والا یہ آرزو نہ کرے کہ بے خدا کی اطاعت کے اُسے راضی
کرلے گا بحق اُس خداوند کے جسنے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ عذاب الہی سے نجات نہین دیتا مگر نیک عمل یا حق تعالیٰ کی رحمت
اور اگر مین گناہ کرون تو مین بھی جہنم مین جاؤن خداوندا آیا مین نے تیری رسالت کو ادا کیا یہ فرماکر منبر سے اُترے اور سب کے
ساتھ نماز کو بہت خفت کے ساتھ ادا فرمایا اور ام سلمہ کے گھر مین پھر کر تشریف لائے اور ایک روز یا دو روز وہان تشریف رکھی
بعد اُسکے عائشہ اور سب ازواج کو حضرت کی متفق کرکے خدمت مین آنحضرت کے آئین اور اصرار و التماس کرکے حضرت کو
اپنے گھر مین لے گئین اور جب اُنکے گھر مین تشریف لے گئے تو حضرت کا مرض زیادہ ہوا بعد اُسکے صبح کے وقت جب بلال اذان
دینے کو حاضر ہوئے تو اُسوقت وہ حضرت عالم قدس کی طرف ایسے متوجہ تھے کہ بلال نے اذان دی اور حضرت مطلع نہوے
پس عائشہ نے کہا کہ ابو بکر سے کہو کہ جو لوگ نماز پڑھنے کو مسجد مین آئے ہین اُنکے ساتھ نماز پڑھائین اور حفیصہ نے کہا کہ عمر سے کہو
کہ وہ نماز پڑھائین جب حضرت نے اُنکی باتین سنین اور جو غرض فاسد اُنکی اس سے تھی وہ دریافت فرمائی تو فرمایا کہ اِن باتون سے
ہاتھ اُٹھاؤ تم مثل اُن عورتون کے ہو جو حضرت یوسف کو گمراہ کرنا چاہتی تھین اور ازبسکہ حضرت نے یہ حکم فرمایا تھا کہ ابو بکر و
عمر لشکر اسامہ کے ساتھ باہر جائین اور عائشہ و حفیصہ کی باتون سے معلوم ہوا کہ وہ فتنہ و فساد کے برپا کرنے کو چہری ہین
اُسوقت حضرت بہت غمگین ہوے اور باوجودیکہ مرض کمال شدت پر تھا لیکن اُٹھ کھڑے ہوے اِس خیال سے کہ شائد وہ
دونون صاحب نماز پڑھائین اور اِس سے سب کو شبہ پیدا ہو کہ شائد اُنکی امامت بھی خدا کی طرف سے ہی یا پیغمبرؐ کی اجازت
و حکم سے ہی اور ایک ہاتھ امیر المومنین کے دوش پر اور ایک ہاتھ فضل ابن عباس کے دوش پر رکھ کر بہت ضعف و ناتوانی کے ساتھ

پاؤن گھسیٹتے ہوئے مسجد مین تشریف لائے جب نزدیک محراب پہونچے تو دیکھا حضرت نے کہ ابوبکر امام جماعت ہین اور آگے محراب مین جہان حضرت کھڑے ہوکر نماز پڑھاتے تھے وہان کھڑے ہین اور نماز شروع ہو چکی ہی یہ ملاحظہ فرماکر دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ پیچھے کھڑے ہو اور خود محراب مین داخل ہوئے اور بیٹھ گئے اور سبکو نماز بیٹھکر پڑھائی اور نماز کو نئے سر سے پڑھایا اور جو ابوبکر پڑھا چکے تھے اُسپر توجہ نہ فرمائی اور جب نماز کا سلام کہہ چکے تو پھر گھر مین تشریف لے گئے اور ابوبکر و عمر کو اور ایک جماعت کو مسلمانون سے طلب فرمایا جب وہ سب حاضر ہوئے تو فرمایا کہ مین نے نہین کہا تھا کہ اسامہ کے لشکر کے ساتھ باہر جاؤ سب نے کہا کہ ہان اے رسول خدا آپ نے فرمایا تھا یہ سنکر فرمایا کہ پھر میری اطاعت کیون نہ کی ابوبکر نے کہا کہ مین باہر گیا تھا اور پھر اسلیے پھر آیا کہ عہد بیعت کو آپ سے تازہ کرون اور عمر نے کہا کہ مین اسلیے باہر نہین گیا کہ نہین چاہتا ہون کہ آپ کے مرض کی خبر اورون سے پوچھون حضرت نے فرمایا کہ جلد اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو اور تم بھی اُسکے لشکر کے ساتھ باہر جاؤ اور خدا لعنت کرے اُسپر جو لشکر اسامہ سے رہ جائے اور اُسکے ساتھ نہ جائے یہ بات فرماکر حضرت کو مسجد کے جانے کی تعب و مشقت اور حزن و ملال و غضب سے غش آگیا کیونکہ اطوار ناپسندیدہ کا مشاہدہ فرمایا اور جو فساد نیت تھا اُسے دریافت فرمایا یہ حال حضرت کا دیکھکر بہت سے مسلمانون نے رونا شروع کیا اور آواز گریہ بکا کی حضرت کی ازواج کی اور فرزندون کی بلند ہوئی اور یہ آواز سنکر سب مسلمانون کے مرد و زن رونے لگے جب غل رونیکا زیادہ ہوا تو حضرت نے چشم مبارک کھولی اور انکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میرے پاس ایک دوات لاؤ اور گوسفند کے شانے کی ہڈی لاؤ کہ اُسپر تمھارے لیے ایسا نامہ لکھدون کہ ہرگز اُسکے بعد تم گمراہ نہو گے یہ سنکر ایک شخص صحابون مین سے اُٹھا کہ دوات اور کتف گوسفند لائے عمر نے کہا کہ پھر آؤ کہ یہ مرد ہذیان کہتا ہی اور مرض اُسپر زیادہ ہی اور ہمین خدا کی کتاب بس ہی بعد اُسکے جو اُسوقت اُس گھر مین حاضر تھے اُنمین اختلاف ہوا بعضے کہتے تھے کہ بات وہی ہی جو عمر نے کہی ہی اور بعضے کہتے تھے کہ بات وہ ہی جو رسول خدا فرمائین ایسے حال مین کیونکر ہم پیغمبر خدا کے خلاف کو روا رکھین اسکے بعد پھر حضرت سے پوچھا کہ آیا لائین جو آپ نے طلب فرمایا تھا یا رسول اللہ یہ سنکر فرمایا کہ بعد ان باتون کے جو مین نے تمسے سنین اب مجھکو حاجت لکھنے کی نہین ہی لیکن وصیت کرتا ہون تمکو کہ میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اُنسے منھ نہ پھیرنا یہ سنکر وہ سب اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے گھرون کو روانہ ہوئے انتہی ملخص کلامہ حضرات بنا بر اس روایت کے کسقدر ملال رسول خدا کا ظاہر ہوتا ہی اور کیونکر نہو گا کسقدر آنحضرت نے اپنے ایام رسالت مین تکمیل ہدایت کی فرمائی اور یہ ضرور ہی کہ جو کچھ حضرت فرماتے تھے وہ بہ امر الٰہی فرماتے تھے تو دو رنج حضرت کو اُسوقت ہوے ہونگے ایک یہ کہ افسوس ہی کچھ ہدایت نے تاثیر نہ کی دوسرے جو حکم خدا کا ہی وہ نہین تمام ہوتا اور ایسے فرمانبردار الٰہی کو کیسا اسکا رنج ہوا ہوگا اور بدانجامی امت کا کیسا صدمہ اٹھایا ہوگا حضرات یہ کوئی نہ سمجھے کہ خدا اور رسول کے ارادے کے خلاف کیونکر ہوا کیونکہ جو روایات گذرے اُنسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے تدبیرین استقرار خلافت علی ابن ابیطالب کے لیے نزدیک اپنے قرب ارتحال کے فرمائین ولیکن

دوبارہ

وہ تمام و موثر نہوبین اور جز یہ یہ دنیا محل امتحان ہی اس جگہ سعید و شقی کا حال آزمائش مین کھل جاتا ہی خدا کو نہ کسی کی طاعت فائدہ ہی نہ پرواہی نہ کسی کی معصیت سے نقصان اُسکے مرتبہ الوہیت کو پہونچتا ہی بلکہ طاعت کا حکم اور نافرمانی و معصیت سے نہی اسی لیے فرمائی ہی کہ حجت تمام ہو کوئی یہ نہ کہے کہ ہمکو کیا اور کب کہا تھا کہ اُسے بجالاے اور کب اور کس چیز کے لیے منع کیا تھا کہ ہم اُسکے مرتکب ہوے والا حق تعالی ہر ایک کے حال و مآل سے عالم ہی قبل اسکے کہ اُسے منصہ وجود و شہود مین ظاہر فرمائے پس جیسا کہ اور اعتقادات و عبادات کے بیان اور تعلیم مین نبی نے ارشاد فرمایا اور تصریح و سعی کی اسی طرح امر خلافت علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور جملہ ائمہ کرام کے بارے مین کہ اوصیاے حقیقی آنحضرت کے ہین سعی و کوشش فرمائی چونکہ یہ امر مہم تھا کہ مدار حفظ شریعت اور اجراے احکام الٰہی کا منوط بوجود وصی و امام الی یوم القیامہ ہی اسلیے اسکی نسبت زیادہ تر اہتمام فرمایا کہ تا حجت تمام ہو لیکن چونکہ یہ عالم ظاہری دنیا عالم اسباب و تدبیر ہی سعید و شقی سب کی سعی کبھی تمام ہو جاتی ہی اور کبھی حسب اسباب موافق نہون تو ناتمام رہتی ہی اسی طرح یہ سعی و تدبیر نبی کی بسبب اسکے کہ وصیت کے بجالانے والے اکثر منافق تھے ظاہر مین ناتمام رہی اور جیسا کہ سعی و تدبیر امر باطل کے لیے مورث بیزاری اور سخط پروردگار کی ہوتی ہی اسی طرح سعی و کوشش امر حق کے لیے باعث ثواب اور موجب رضاے رب الارباب کا ہوتی ہی یہ سعی و تدبیر ظاہری جو پیغمبر خدا نے فرمائی اسمین بھی حضرت کو دو ثواب حاصل ہوے سعی و تدبیر اظہار حق مین اجر تبلیغ رسالت اور اظہار حق کا پایا اور جو ظاہر مین اسکے خلاف مراد ہونیکا حزن و اندوہ ہوا اور اس اذیت پر صبر کیا اُسمین اجر صابرین حاصل فرمایا یہ سعی ظاہر بھی ضائع نہین ہوئی اور واقع مین بنا بر مصلحت جو ارادہ خدا اور رسول کا ہو ہر طرح تمام ہوتا ہی اور ہوا اگر اہل نفاق نے تدابیر ظاہریہ دنیا مین مخالفت نبی کی تو اس سے کیا ہوتا ہی اور امامت کو علی ابن ابیطالب اور دیگر ائمہ کی کیا نقصان پہونچ سکتا ہی کیونکہ جب حضرت نے ملاحظہ فرمایا اور یقین کیا کہ منافقین اس ارادے کے تمام ہونے مین مانع ہین اور بعد میرے وصیت پر میری عمل نہ کرینگے اور خلاف سنت اور ارتداد کو اختیار کرینگے تو اُس طریقے سے تکمیل خلافت کی فرمائی جسمین کسی کو کچھ اختیار نہ رہا یعنی جتنہ علم کو علی ابن ابیطالب کے ایسا قوی کر دیا اور ابواب علوم کے اُنپر اور اُنکے جانشینون پر ایسے کھولے کہ جسکے باعث سے ہمیشہ سب دست نگر اور محتاج رہے اور اگر یہ وصیت نامہ کتف بز پر نہ لکھنے دیا پیغمبر کو اور دوات نہ آنے دی تو کیا ہوا وہ سند خلافت جو جبرئیل آسمان پر سے لاے اور ملائکہ کی گواہی سے نبی کی وصیت لکھی گئی اُسے کسنے منع کر لیا جہان تک سو اختیار منافقین امت کا تھا اسمین سب کچھ مخالفت خدا اور رسول کی کی اور پیغمبر کو حال حیات مین اور بعد وفات بھی آنحضرت کے اذیت پہونچائی اور خرابی دونون جہان کی اپنے واسطے مہیا کی باقی جو اُنکا ارادہ تھا وہ ہر طرح پورا ہوا اور یہ یُرِیدُونَ اَنْ یُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُونَ چنانچہ اس بیان کی مصدق وہ روایت ہی جو کلینی علیہ الرحمہ نے بسند معتبر حضرت موسی ابن جعفر سے نقل کی ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین نے اپنے والد بزرگوار جناب امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کیا یہ بات ممکن نہ تھی کہ علی ابن ابیطالب اس وصیت نامہ کو جسکے لیے پیغمبر خدا نے ارادہ لکھوانیکا کیا تھا

لکھے اور وہ حضرت انھین بتاتے جاتے اور جبرئیل اور فرشتگان مقربان الٰہی کی اُسپر گواہی ہوتی یہ سُنکر جناب صادق
علیہ السلام ایک ساعت بھر چُپکے رہے بعد اُسکے فرمایا کہ جو تمنے کہا یہ ممکن تھا لیکن جب وقت وفات پیغمبرؐ خدا کا قریب ہوا بحکم
تو جبرئیل خداوند جلیل کی طرف سے ایک نامہ تمام لکھا ہوا اور مہر کیا ہوا اور فرشتگان امینان خدا کے ساتھ لاے اور کہا کہ
ای محمد حکم کرو کہ اِس گھر سے سوا تمھارے وصی علی ابن ابیطالبؑ کے سبکو باہر نکالین تا کہ وصی تمھارا نامہ تہمانی کو ہمسے لے
اور تم ہمین اِس بات پر اپنا گواہ کر و کہ تمنے یہ نامہ اُنکے سپرد کیا اور وہ اِس بات کا ضامن ہوے کہ جو کچھ اِس نامہ مین ہی اُسپر عمل کرے
یہ سنکر پیغمبر خداؐ نے حکم فرمایا کہ سبکو باہر کرین فقط علی ابن ابیطالبؑ پیغمبر خدا کی خدمت مین رہ گئے اور اُس گھر مین جناب
فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا دو پردون کے اندر بیٹھی رہین پھر جبرئیل نے کہا کہ ای محمد پروردگار تمھارا تمھین بعد تحفہ سلام کے
ارشاد فرماتا ہی کہ یہ نامہ وہ چیز ہی کہ جسکا پہلے تمسے شب معراج مین اور سوا اِسکے مین نے عہد لیا تھا اور اگرچہ مین گواہ ہونیکو بھی
کافی ہون ای محمد لیکن اِسپر فرشتون کو بھی اپنے گواہ گردانا تھا جب پیغمبر خداؐ نے یہ کلام جبرئیل سے سُنا تو حضرت کے بدن
مبارک کے بند بند کانپنے لگے اور فرمایا کہ ای جبرئیل میرا پروردگار ہر نقص سے سالم ہی اور سب سلامتیان اُسی کی طرف سے ہین
اور جملہ تحیات اُسکی طرف پھرتی ہین سچ فرمایا ہی میرے پروردگار نے اور اپنے وعدے پر میرے ساتھ وفا فرمائی ہی مجھے
نامہ دو پس جبرئیل نے وہ نامہ حضرت کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ حضرت امیر المومنین کو دو جب حضرت پیغمبر خداؐ نے وہ نامہ
علی ابن ابیطالبؑ کے ہاتھ مین دیا تو فرمایا کہ اِس نامے کو حرف حرف کرکے پڑھو یہان تک کہ آنحضرت نے اُسے آخر تک پڑھا
جب پڑھ چکے تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ یہ عہد میرے پروردگار کا میرے ساتھ ہی اور یہ وہ شرط ہی جو میرے ساتھ فرمائی تھی
اور امانت ہی خدا کی میرے پاس اور مین نے اُسے پہونچایا اور جو شرط اُمت کی خیرخواہی کی تھی اُسے بجالایا اور رجو جو خدا کی
رسالتین تھین تھین ادا کرچکا جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ میرے باپ اور مان آپ پر سے قربان ہون مین گواہی دیتا ہون
کہ آپ نے تبلیغ رسالت کی اور اُمت کی خیرخواہی فرمائی اور جو آپ نے فرمایا اُسکی تصدیق کرتا ہون اور گواہی دیتی ہین
آپ کے لیے آنکھین میری اور کان میرے اور گوشت میرا بعد اُسکے جبرئیل نے کہا کہ مین بھی تم دونون پر جو کچھ کہ تمنے کہا
ازجملہ گواہان کے ہون بعد اُسکے پھر پیغمبر خداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تمنے میری وصیت کو پایا اور سمجھے اور ضامن ہوے
خدا کے واسطے اور میرے واسطے کہ وفا کروگے ہر اُس عہد پر جو اِس نامہ مین لکھے ہین جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ ہان ای
پیغمبر خداؐ میرے مان باپ قربان ہون میرے ذمہ ہی ضمانت اُسکی اور خدا پر ہی کہ میری مدد فرماے اور ایسی توفیق مجھے
عطا کرے کہ مین اُسپر عمل کرون پھر رسول خداؐ نے فرمایا کہ یا علی مین چاہتا ہون کہ تمھارے سامنے مین گواہ لون اِس
امر کے لیے کہ جب روز قیامت تم میرے پاس آؤ تو وہ اِسکی گواہی دین کہ مین نے تمپر حجت تمام کی تھی جناب امیر علیہ السلام نے
عرض کیا کہ بہتر ہی آپ گواہ مقرر فرمائیے پیغمبر خداؐ نے فرمایا جبرئیل و میکائیل اور فرشتگان مقرب کے ساتھ جو آے ہین
موجود ہین اور میرے اور تمھارے بیچ مین گواہ ہین جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ وہ میرے اقرار کے گواہ رہین اور مین بھی

انھین گواہ اپنا قرار دیتا ہون میرے باپ مان قربان ہون آپ پر سے بعد اُسکے پیغمبر خدا نے ملائکہ کو گواہ فرمایا اور
اُنکی گواہی دستخط ہوئی اور از جملہ اُن امرون کے جو جناب امیرؑ سے بحکم خداوند جلیل و امر جبرئیل شرط لی گئی یہ تھا کہ یا علی
وفا کروگے اُس سے جو اِس نامہ مین لکھا ہی کہ جو دوست خدا ہو اُس سے دوستی کرنا اور جو دشمن خدا و رسول کا ہو اُس سے دشمنی کرنا
اور بیزاری کرنا اور صبر کرنا اُسپر جو تمھارے خشم و غضب کے آنیکا باعث اُنسے صادر ہو اور جب تمھارا حق تمسے چھین جاے
اور خمس تمھارا غصب کرلیا جاے اور حرمت تمھاری ضائع کی جاے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ مین قسم کھاتا ہون اُس خداوند کی
جسنے دانہ کو شگافتہ فرمایا اور خلائق کو پیدا کیا کہ جبرئیل سے مین نے سُنا کہ وہ پیغمبرؐ خدا سے کہتے تھے کہ ای محمدؐ علی ابن ابیطالبؑ کو
آگاہ کرو کہ اُنکی ہتک حرمت کرینگے اور اُنکی حرمت حرمت خدا اور رسول کی ہی اور اُنکی ڈاڑھی اُنکے سر کے خون سے رنگین کرینگے
پس جناب امیرؑ فرماتے ہین کہ جب یہ کلمہ مین نے جبرئیل کے منہ سے سُنا تو مین مدہوش ہوگیا اور منہ کے بل گر پڑا اور کہا مین نے
کہ مین نے قبول کیا اور راضی ہوا ہرچند کہ میری ہتک حرمت کرین اور سنتون کو معطل کرین اور کتاب خدا پھاڑین اور کعبہ کو
خراب کرین اور ڈاڑھی کو میری میرے لہو سے رنگین کرین اور جمیع احوال مین مین صبر کرونگا اور امید جزا کی اسکی اپنے
پروردگار سے چاہتا ہون یہان تک کہ مظلوم آپ کے پاس روز قیامت کو حاضر ہون بعد اُسکے پیغمبرؐ خدا نے فاطمہؑ اور
حسنؑ اور حسینؑ کو طلب فرمایا اور انھین بھی آگاہ فرمایا جیسا کہ جناب امیرؑ کو آگاہ فرمایا تھا اور اِن سب حضرات نے بھی وہی
جواب دیا جو جناب امیرؑ نے جواب دیا تھا بعد اُسکے وصیت نامون پر مہر ہوئی مہر ہاے طلائی بہشتی سے کہ جسے آگ
نہین پہونچے اور نامہ جناب امیرؑ کے سپرد ہوا جب کلام جناب موسیٰ بن جعفرؑ کا یہان تک پہونچا تو راوی نے پوچھا کہ اُس
وصیت نامہ مین کیا لکھا تھا حضرت نے فرمایا خدا اور رسول کی سنتین اُسمین تھین راوی نے عرض کیا کہ یہ اُسمین تھا کہ منافقین
خلافت امیرالمومنین کو غصب کرینگے حضرت نے فرمایا کہ ہان واللہ جو کچھ کہ ہوا وہ سب اُسمین لکھا تھا کیا تو نے نہین سنا کہ
حق تعالی فرماتا ہی اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ مُبِيْنٍ یعنی مین زندہ کرتا ہون مُردون کو
اور لکھتا ہون اُسے جو اُنھون نے پہلے بھیجا ہی اور جو کچھ کہ بعد اُسکے اُنکے اعمال مترتب ہوے اور سب چیزون کا احصار کیا
مین نے امام مبین مین یعنی لوح محفوظ مین بعد اُسکے پیغمبرؐ خدا نے فرمایا جناب امیرؑ اور جناب فاطمہ علیہما السلام سے کہ آیا
سمجھے جو مین نے تمسے کہا اور قبول کیا تمنے کہ اُسپر عمل کروگے اُن بزرگوارون نے عرض کیا کہ ہان ای پیغمبرؐ خدا سنا اور قبول کیا
جو حق قبول کرنے کا ہی اور صبر کرینگے ہم جو کچھ کہ ہمپر دشوار ہوگا اور ہمارے خشم و غضب کا سبب ہوگا فقطاب محل غور و تامل ہی
کہ اِس وصیت نامہ کے بعد جو خدا کی طرف سے بہ گواہی فرشتگان مقربان الہی در باب خلافت جناب امیر علیہ السلام آیا کیا
پھر بھی حضرت رسول کو حاجت باقی تھی جو کتف پر یہ وصیت نامہ تحریر فرماتے اور اُسپر گواہی صحابون کی ہوتی کہ اُسمین سب
طرح کے اشخاص مطیع و منافق تھے یہ بھی ارادہ اور ارشاد اتمام حجت ظاہری کو سب کی ہدایت کے لیے فرمایا تھا اگر تمام ہوجاتا
تو اُسمین بھی اعزاز اور ہدایت اُمت کی تھی اگر نہونے دیا اُسے تو خدا اور رسول کو کیا نقصان پہونچا وہ یہ بھی جب کہ چکے تو لکھ چکے قول و فعل

دونون برابر حجت ہین اور آخر اتنا کہ دینے کا بھی تو یہ فائدہ ہی کہ اب تک یہ مشہور ہی عالم مین کہ پیغمبر خدا نے وصیت نامہ
لکھنا چاہا تھا مگر لکھنے نہ دیا خرابی بحق مانعین عائد ہوئی نبی کی تکمیل ہدایت مین کچھ شبہ نہین ہی جلسہ چہارم جناب
اخوند صاحب نے کلینی اور ابن بابویہ اور شیخ طوسی اور شیخ مفید اور اکثر محدثین خاصہ وعامہ سے بسندہاے معتبر
جناب امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق سے اور دیگر ائمہ سے روایت کی ہی کہ
جب وقت وفات حضرت پیغمبر خدا کا قریب پہونچا اور مرض آنحضرت کا زیادہ سخت ہوا تو حضرت امیر المومنین اور
عباس کو طلب فرمایا اور اسوقت دولتخانہ حضرت کا مہاجرین وانصار سے بھرا ہوا تھا بعد اسکے سر مبارک کو اپنے
حضرت امیر المومنین کی گود مین رکھا اور عباس کو اپنے سامنے بٹھایا اسوقت عباس اپنے چادر کے کونے سے
حضرت کے منھ کے پاس مگس رانی کرتے تھے اتنے مین حضرت نے چشم مبارک کھولی اور فرمایا کہ ای عباس ای پیغمبر کے
چچا میری وصیت کو میرے اہل وازواج کے بارے مین قبول کرو اور میری میراث کو لو اور جس کا مجھپر قرض ہو یا
جس سے مین نے وعدہ کیا ہو اسے ادا کرو اور میرے ذمہ کو بری کرو عباس نے کہا کہ ای رسول خدا مین مرد پیر ہون
اور عیال بہت رکھتا ہون اور آپ کا دست عطا وبخشش ہواے صرصر سے زیادہ روان اور ابر بہاری سے زیادہ
درفشان ہی میرا مال کب اسے وفا کریگا کہ آپ کے وعدون کو اور بخششون کو اس سے ادا کر سکون اس بات کو میرے عوض
مین اس سے ارشاد فرمائیے جسکی طاقت مجھسے زیادہ ہو حضرت نے تین بار یہی کلام کو انسے فرمایا اور انھون نے تینون بار
یہی عذر کیا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ اپنی میراث اسے دونگا جو میری اس بات کو قبول کرے اور جو تمنے جواب دیا وہ
جواب نہ دے یہ فرما کر جناب امیر کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ یا علی تم میری میراث کو لو کہ وہ مخصوص ہی تمھارے
واسطے اور کسی کو اس مین تمھارے ساتھ کچھ نزاع نہین ہی اور میری وصیت کو قبول کرو اور میرے وعدون کو بجا لاؤ اور قرض میرا
ادا کرو یا علی تم میرے خلیفہ وجانشین ہو میرے اہل مین اور بعد میرے تبلیغ رسالت میری سب لوگو کرو پس جناب امیر المومنین
فرماتے ہین کہ جب یہ حضرت نے فرمایا اور مین نے دیکھا کہ اسوقت سر اقدس آنحضرت کا جو میری گود مین تھا بسبب شدت
مرض کے کانپتا ہی تو مین بیتاب ہو گیا اور بیساختہ آنسو میری آنکھون سے ایسے جاری ہوے کہ قطرات اشکون کے روے
مبارک پر آنحضرت کے گرے اور دل میرا تڑپنے لگا اور ممکن نہوا کہ جواب میرے منھ سے نکلے یہان تک کہ پھر وہی کلام حضرت نے
ارشاد فرمایا اور پھر ایسی رونے کی گرہ میرے گلے مین پڑی کہ بولنا دشوار تھا لیکن بآواز ضعیف مین نے عرض کیا کہ بہت اچھا
میرے مان باپ آپ پر سے قربان ہون بعد اسکے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ مین نے آنحضرت کو بٹھایا اسطرح کہ پشت مبارک
آنحضرت کی اپنے سینے سے لپٹاے تھا بعد اسکے فرمایا کہ ای علی تو ہی میرا بھائی دنیا اور آخرت مین ہی اور تو ہی میرا وصی اور
خلیفہ میرے اہل وامت مین ہی بعد اسکے فرمایا ای بلال جا اور لا میرا خود جسکو ذو الجبین کہتے ہین اور میری زرہ کو لا جسے
ذات الفضول کہتے ہین اور میرے علم لشکر کو لا جسے عقاب کہتے ہین اور میری تلوار لا جسے ذوالفقار کہتے ہین اور میرے عمامہ کو لا

جسے سحاب کہتے ہین اور دوسرے عمامہ کو لاحسنے ظلمہ کہتے ہین اور میری چادر اور ابرقہ میرا اور عصا میرا اور چھوٹا عصا میرا اور
چوب دست میرا جسے ممشوق کہتے ہین عباس کہتے ہین کہ مین نے اُس روز کے پہلے کبھی وہ ابرقہ نہ دیکھا تھا جب اُسے لائے
تو اُسکا نور ایسا تھا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی جبرئیل اِس جامہ کو میرے لیے لائے تھے اور کہا تھا کہ ای محمد اِسے
زرہ کے حلقون مین داخل کر دو اور کمربند کی جگہ پر باندھا کرو بعد اُسکے دو جوڑے نعل عربی کے طلب فرمائے کہ ایک مین پینہ تھا
اور دوسرے مین نہ تھا اور وہ پیراہن جو شب معراج مین پہنے تھے طلب فرمایا اور وہ پیراہن جو جنگ اُحد پہنے تھے طلب فرمایا
اور بعد اُسکے تین کلاہ اپنی طلب فرمائین ایک وہ جو سفر مین سر اقدس پر رہتی تھی اور ایک وہ کلاہ جو عید کے دن زیب سر فرماتے تھے اور ایک
وہ کلاہ جسے پہن کر صحابون مین بیٹھتے تھے بعد اُسکے فرمایا کہ ای بلال دونون اشتر میرے لاؤ کہ ایک کا نام شہبا اور دوسرے کا نام دُلدل تھا
اور دونون ناقہ کہ ایک کو غضبا اور دوسرے کو صہبا کہتے تھے طلب فرمایا اور دونون گھوڑے اپنے طلب فرمائے کہ
ایک کا نام جناح اور دوسرے کا نام خیزدم تھا جناح وہ گھوڑا تھا کہ جو در مسجد پر رسول خدا کے کھڑا رہتا تھا جسے کسی کام کے لیے
بھجواتے تھے اُسپر سوار کر کے بھجواتے تھے اور خیزدم وہ گھوڑا تھا کہ روز احد مین پیغمبر خدا اُسپر سوار تھے اور جبرئیل ہوا مین کہتے جاتے تھے
کہ ای خیزدم آگے بڑھ ای خیزدم آگے چل اور دراز گوش کو اپنے طلب فرمایا جسکا یعفور نام تھا جب بلال یہ سب لائے تو حضرت
عباس سے فرمایا کہ علی ابن ابیطالب کی جگہ آنکر میرے پیچھے بیٹھو اور میری پیٹھ کو تھانبے رہو اور فرمایا کہ علی ابن ابیطالب اُٹھو
اور میری زندگی مین اِسے اپنے قبضے مین لاؤ کہ جو مسلمانون کی جماعت اسوقت حاضر ہے یہ گواہ رہے اور کسی کو میرے بعد تمسے
نزاع کرنیکا محل باقی نہ رہے جناب امیر فرماتے ہین کہ مین موافق حکم کے اُٹھا لیکن میرا حال شدت حزن والم سے ایسا تھا
کہ پاؤن میرے نہ اُٹھتے تھے اور راہ چلنا مجھے دشوار تھا لیکن بہت مشقت و دشواری سے مین گیا اور اُن سبکو اپنے گھر لیگیا
اور پھر گھر سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر بیٹھا جب حضرت کی نظر مبارک مجھپر پڑی تو اپنی انگوٹھی دست حق پرست سے
اپنے اُتار کر میرے ہاتھ مین دی اور جسوقت کہ تمام گھر حضرت کا بنی ہاشم اور سب مسلمانون سے بھرا ہوا تھا تو باوجودیکہ ضعف سے
کہ سر مبارک حضرت کا ٹھہر نہ سکتا تھا اور داہنے اور بائین طرف پھیر نہ سکتے تھے لیکن ایسی آواز بلند سے کہ سب سُنتے تھے فرمایا
کہ ای گروہ مسلمانان علی میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور خلیفہ ہے میرے اہل و اُمت کے واسطے اور علی میرے قرض کو ادا کریگا اور میرے
وعدون کی وفا کریگا ای گروہ فرزندان بنی ہاشم اور فرزندان عبد المطلب اور ای گروہ مسلمانان دشمنی علی کے ساتھ نہ کرنا اور مخالفت
میرے اور اُسکے حکم سے نہ کرنا کہ گمراہ ہو جاؤ گے اور اُسپر حسد نہ کرنا اور اُس سے جدا ہو کر دوسرے کی طرف راغب اور متوجہ نہ ہونا کہ
کافر ہو جاؤ گے بعد اُسکے فرمایا کہ عباس علی کی جگہ سے اُٹھو عباس نے کہا کہ بوڑھے کو آپ اُٹھاتے ہین اور بچے کو اُسکی جگہ بٹھاتے ہین
حضرت نے تین بار یہی فرمایا اور عباس نے تینون بار یہی جواب دیا بعد اُسکے عباس بہت غصہ ہو کر اُٹھے جب پیغمبر خدا نے
عباس کو غضبناک دیکھا تو فرمایا کہ ای عباس ای پیغمبر کے چچا ایسے خدا وہ کام نہ کر کہ مین دنیا سے جاؤن اور تجھسے خشمناک ہون
کہ میرا غصہ اور آزردگی تجھے جہنم مین لے جائیگی جب یہ سُنا تو عباس پھرے اور پھر اپنی جگہ پر آنکر بیٹھے بعد اُسکے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ

یاعلی مجھے لٹادو جب حضرت نے لٹایا تو فرمایا کہ ای بلال اب میرے دونون فرزندون حسن اور حسین علیہما السلام کو لاؤ جب وہ دونون صاحب زادے حاضر ہوے تو اُنھین اپنے سینہ سے لپٹایا اور بار بار اُنکی بو سونگھتے تھے اور بوسے اُنکے لیتے تھے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین ڈرا کہ مبادا اُنکا حاضر رہنا خدمت مین آنحضرت کی سبب زیادتی اندوہ کا پیغمبر خدا کے ہو یہ خیال کرکے مین قریب گیا اور چاہا مین نے کہ اُنھین ہٹاؤن اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ یا علی انھین رہنے دو کہ مین اُنکی بو سونگھ لون اور یہ میری بو سونگھ لین اور مین اُنکی ملاقات کی خوشی کو اپنا زاد راہ لون اور یہ میری ملاقات و عطوفت سے اپنی زندگانی کا توشہ لے لین کہ اُنپر میرے بعد بہت بڑی بڑی مصیبتین اور بلائین واقع ہونگی پس خدا لعنت کرے اُسپر جو اُنھین خوف و ضرر پہونچاے اور ظلم و ستم کا اُنپر روادار ہو اور خداوندا مین اُنکو تیرے اور شائستہ ترین مومنین علی ابن ابیطالبؑ کے سپرد کرتا ہون بعد اُسکے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے اور سبکو رخصت فرمایا اور سب باہر گئے عباس اور فضل ابن عباس اور علی ابن ابیطالبؑ اور اہلبیت مخصوص آنحضرت کے رہ گئے بعد اُسکے عباس نے عرض کیا کہ اگر یہ خلافت کا امر ہم بنی ہاشم مین قرار پاے تو ہمین بشارت دیجیے کہ ہم خوش ہون اور اگر آپ یہ جانتے ہین کہ ہمپر ستم کرینگے اور ہماری خلافت کو غصب کرینگے تو اپنے اصحابون سے ہماری سفارش فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ تمھین میرے بعد ضعیف کرینگے اور تمپر غالب آئینگے یہ سنکر سب اہلبیت رونے لگے اور حضرت کی زندگی سے سبکو مایوسی ہوئی اور اُس دن سے کوئی حضرت کی خدمت سے کسی وقت جدا نہوتا تھا مگر اپنے قضاے حاجت ضروری کے لیے جلسۂ پنجم حدیث قصاص ملا حسین کاشفی نے لکھا ہی کہ جب مرض پیغمبر خدا کا زیادہ ہوا تو ایک روز فرمایا کہ سات مشکین پانی کی سات کنوؤن سے بھر کر لاؤ اور میرے اوپر اُنکا پانی گراؤ کہ شائد کچھ اُس سے مجھے خفت ہو پس موافق حضرت کے ارشاد کے مشکین پانی سے بھر کر حاضر کین اور ایک طشت بزرگ مین حضرت کو بٹھا کر وہ مشکین پانی کی حضرت پر گرائین یہان تک کہ اشارہ سے فرمایا کہ بس جو مین نے کہا تھا وہ بجالا چکے اسکے بعد کچھ خفت حضرت کو مرض مین حاصل ہوئی اور باہر تشریف لاے اور سب کے ساتھ نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا جسمین بعد حمد و ثناے الٰہی کے شہداے احد کے لیے استغفار فرمایا اور بہت کچھ وصیت انصار کے حق مین فرمائی اور فضل ابن عباس کی روایت کے موافق یہ ہی کہ بعد حمد و ثناے الٰہی کے فرمایا کہ ای گروہ مردم تم سب جانو کہ اجل میری قریب پہونچی ہی اور گویا مین دیکھتا ہون کہ تم مجھسے اور مین تمسے جدا ہوا ہون لیکن تمکو چاہیے کہ جب مجھسے جدا ہو تو بدن سے جدا ہو دل سے جدا نہونا حاصل اُسکا یہ ہی کہ میری اور میرے اہلبیت کی محبت ترک نہ کرنا اور ای گروہ مردم کوئی پیغمبر خدا کا دنیا مین ہمیشہ نہین رہا کہ مین رہ جاؤنگا اور مجھے اشتیاق اپنے پروردگار کی ملاقات کا زیادہ ہوا ہی اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا کہ مین کیسا پیغمبر تھا تمھارے واسطے تمھارے ساتھ مین نے جہاد نہین کیا دانت میرے کفار نے پتھر سے نہین توڑے رخسارہ میرا خون آلودہ نہین کیا کیسے کیسے رنج و بلا مین نے سہے قوم جہلا سے کسقدر سختیان مجھے نہین پہونچین

جلسۂ پنجم حدیث قصاص ـ سات کنوؤن کے پانی سے غسل فرمانا

بھوک مین مین نے پیٹ پر پتھر نہین باندھا سب نے عرض کیا کہ بجا ہی ای پیغمبر خدا بدرستیکہ آپ راہ خدا مین بڑے صبر کرنے والے تھے آپ نے ہمین راہ حق دکھائی اور ہر بدی سے باز رکھا حق تعالی اِس احسان کے عوض مین آپ کو ہماری طرف سے بہت بہتر اور عمدہ جزا کرامت فرمائے یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی تمھین بھی جزاے خیر دے بعد اُسکے فرمایا کہ حق تعالی نے حکم فرمایا ہی اور قسم یاد فرمائی ہی کہ کسی ظالم کے ظلم کو نہ بخشیگا پس مین بھی تمھین خدا کی قسم دیتا ہون کہ جو شخص کہ مجھسے رنجیدہ اور آزردہ ہو وہ مجھسے قصاص کرے اگر مین نے کوئی ستم کیا ہو یا کوئی قصور کیا ہو تو اُسکی مجھسے مکافات طلب کرے اور اگر اُسکا مال لیا ہو تو اِسوقت مجھسے لے اور یہ نہ کہے کہ ہم پیغمبر سے ڈرتے ہین کہ اگر قصاص کرینگے تو پیغمبر ہمارے دشمن ہوجائینگے کیونکہ عداوت میری طبیعت مین نہین ہی اور مین اُس سے دور ہون تمسے زیادہ دوست میرا وہ ہی جو کوئی حق میرے ذمہ رکھتا ہو وہ مجھسے لے لے یا مجھے بخش دے کہ حق تعالی سے مین بنفس پاک و پاکیزہ ملاقات کرون اور میرے گمان مین یہ ہی کہ اِس بات کا شائد ایکبار میرا کہنا کافی نہوگا بلکہ مکرر اِس کہنے کی حاجت ہوگی تا جسکا حق ہو وہ مجھسے اُسکا استیفا کرے یہ فرماکر منبر سے نیچے تشریف لاے اور نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر وہی کلمات فرمائے اِسمین ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسنے عرض کیا کہ تین درم میرے آپ کے ذمہ ہین حضرت نے فرمایا کہ مین تکذیب نہین کرتا اور نہ قسم دیتا ہون لیکن یہ میرے ذمہ کسطرح ہین اُسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایک دن ایک مسکین فقر نے آپ سے سوال کیا تھا آپ نے مجھسے فرمایا کہ تین درم اُسے دیدے مین نے دیدیے تھے اور آپ نے مجھے وہ نہین دیے حضرت نے فضل ابن عباس سے فرمایا کہ تین درم اِسے دیدو اور اسمٰعیل خوارزمی نے روضۃ الاسلام مین اور جناب سید سند نے مجالس مفجعہ مین لکھا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس مین تم سبکو قسم دلاتا ہون خدا کی کہ اگر تم مین سے کسی کا میرے ذمہ پر حق یا قصاص ہو تو چاہیے کہ وہ ابھی اُس حق کو مجھسے لے لے اور اُس حق اور قصاص کو آخرت پر نہ رکھے پس جبکہ حضرت نے یہ ارشاد فرمایا اُسوقت ایک شخص کہ نام اُسکا سوادہ بن قیس تھا اور بنابر روایت کاشفی کے نام اُسکا عکاشہ تھا سامنے آنحضرت کے آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ قربان ہون آپ پر میرے باپ اور مان جسوقت کہ آپ طائف سے تشریف لاے تھے تو مین آپ کے استقبال کو گیا تھا اور آپ ناقہ غضبا پر سوار تھے اور یارسول اللہ اُسوقت آپ کے ہاتھ مین وہ چوب دستی تھی جسکا نام تازیانہ ممشوق ہی پس آپ نے اُس تازیانہ کو اُٹھایا اور چاہا کہ ناقہ غضبا پر لگائین ناگاہ وہ تازیانہ میرے شکم پر پڑا پس نہین معلوم کہ وہ آپ نے مجھے جانکر مارا تھا یا بلا ارادہ میرے بدن پر آنکر لگا یہ سنکر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ ای سوادہ معاذ اللہ یہ کب ہوسکتا ہی کہ مین تجھے بیگناہ تازیانہ مارتا یہ فرماکر بلال سے ارشاد فرمایا کہ ای بلال اُٹھ اور میری بیٹی فاطمہ زہرا کے گھر پر جا اور اُنسے وہ تازیانہ ممشوق کہ طویل و باریک ہی مانگ لا حضرات لفظ عربی اِس روایت کا یہ ہی کہ سوادا نے کہا کہ فَلَا اَدْرِیْ عَمَداً کَانَ اَوْ خَطَاءً اور پیغمبر خدا نے اسکے جواب مین یہ فرمایا کہ مَعَاذَ اللّٰہِ یَا سَوَادَۃُ اَنْ اَکُوْنَ تَعَمَّدْتُ اِس سے ظاہر مین یہ بات پیدا ہوتی ہی کہ نبی سے فعل ناجائز کہ اذیت رسانی مومن کی ہی سہواً صادر ہوا کیونکہ قول نبی مین تعمد سے انکار ہی اور افعال اختیاریہ کا صدور منحصر ہی دو طریق مین کہ یا عمداً صادر ہونگے یا سہواً

پھر جب عمداً نہوا تو سہواً ہوگا سوا اسکے اور کچھ نہین ہوسکتا اور جب یہ ہوا تو چاہیے کہ قول جواز سہو نبی کا لائق اعتقاد ہو
لیکن جواب اسکا یہ ہی کہ اول یہ خبر اخبار احاد سے ہی بمقابل اس عدم جواز کے جو بہ دلیل عقل ونقل واجماع ثابت ہی کیا
مفید ہوسکتی ہی دوسرے یہ بات کہ فَلَا اَدْرِیْ عَمَدًا کَانَ اَوْ خَطَاءً قول عکاشہ کا ہی اور حضرت کا تعمد سے انکار فرمانا مستلزم
اسکو نہین ہوسکتا کہ سہواً مارا تھا کیونکہ اول حضرت نے اسے تسلیم نہین فرمایا اور اسکا اقرار نہین کیا کہ ہان مین نے مارا تھا
لیکن وہ مارنا میرا سہواً تھا بلکہ بمجرد اسکے بیان کے اسپر آمادہ ہوے کہ اپنا ذمہ بری فرمائین نہ یہ کہ اسکی تحقیق فرمائین اور
واقع مین یہ سب امور ہدایت امت کے لیے تھے تاکہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے کسی کے مال کو نہ لے اور اگر احیاناً کسی سے
کچھ ہو جاے تو اُسے چاہیے کہ مظلوم کو راضی کرلے اور قصاص کے ذریعے سے اسی عالم مین براءت ذمہ اپنا حاصل کرے
والا معاذ اللہ جسکی عصمت کا خدا حافظ ہی اور روح القدس ہر وقت ناظر ہین اُنسے کب ظلم وخطا ہوسکے علاوہ اسکے ممکن ہی کہ
یہ انکار اُس تعمد سے فرمایا ہو جو سوادہ کے ذہن مین بمعنی ارادہ اذیت رسانی تھا اور واقع مین بہ علم حقیقی اسے اسلیے کیا ہو
کہ تا نجات سوادہ کا سبب آتش جہنم سے ہو جیسا کہ آخر مین وہی ہوا کیونکہ وہ حضرت رحمۃ للعالمین تھے ممکن نہین کہ کسی کو
درد واذیت پہونچائین مگر یہ کہ جیسا حق تعالی کی رحمت سب سے زیادہ ہی اور پھر باوجود اس رحمت کے اپنے بندگان مقرب کو
اس عالم مین اکثر بلاؤن مین مبتلا فرماتا ہی تاکہ سبب انکی زیادتی مدارج اخروی کا ہو اسی طرح ممکن ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
جبکہ سوادہ حضرت کے استقبال کو حاضر ہوا تھا موافق اپنے علم کے جو حق تعالی نے آنحضرت کو کَانَ مَا یَکُوْنُ کا دیا تھا
بطور مرحمت واکرام ایسا فرمایا ہو کہ تا اسکے ذریعہ سے سوادہ رستگار ہو اور اسکا جسم حضرت کے جسم اقدس سے مس ہو
والا کہان سوادہ اور کہان اس جسم مطہر ومقدس کا مس کرنا اور کیا عجب ہی کہ آخر مین اسی لیے مکرر قصاص لینے کو فرماتے ہون
تاکہ وہ مراد رحمت تمام ہو اور سوادہ کی رستگاری عذاب الہی سے ہو جاے لیکن سوادہ اسے کب جان سکتا تھا اُسنے دوسرے
معنی اور مراد پر حمل کیا اس فعل کو جو مراد حضرت کی نہ تھی اسلیے اُس سے انکار فرمایا ہو واللہ تعالی اعلم اور تازیانہ ممشوق کو جناب سیدہ کے
گھر سے جو طلب فرمایا تھا اُسکا سبب یہ تھا کہ حضرت نے قبل اسکے مرض مین اپنے جب دوبارہ جناب امیر کو وصی وخلیفہ
اہل امت کے واسطے اور اداے حقوق کے لیے فرمایا تھا تو بعد اسکے کل میراث اپنی بمقابل صحابون کے آنحضرت کو دی تھی
تاکہ سب پر حجت تمام ہو کہ اسمین یہ تازیانہ بھی تھا بالجملہ بلال حسب ارشاد پیغمبر خدا خدمت مین جناب سیدہ کی روانہ ہوے
اور راہ مین مدینہ منورہ کے کوچہ وبازار مین پکار کر کہتے آتے تھے کہ ایہا الناس پیغمبر خدا کے سوا کون شخص دنیا مین ایسا ہی جو قصاص
دینے پر خود راضی ہو جاے بعد اسکے جناب سیدہ کے دروازے پر پہونچ کر آواز دی کہ اے دختر رسول خدا آپ کے پدر
عالیمقدار نے تازیانہ ممشوق طلب فرمایا ہی یہ سنکر جناب سیدہ نے پوچھا کہ اے بلال آج دن حضرت کے سوار ہونیکا نہین ہی
کیونکہ ضعف ونقاہت بہت آنحضرت پر طاری ہی پھر وہ تازیانہ کسلیے طلب فرمایا ہی بلال نے عرض کیا کہ اے میری شاہزادی
اسکا سبب یہ ہی کہ اس وقت جناب رسالتمآب منبر پر تشریف لیگئے اور ارشاد فرمایا کہ مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون کہ وقت

وفات میرا قریب ہی اور تم سبکو قسم دیتا ہون کہ جس کسی کا کوئی حق یا قصاص مجھپر ہو وہ ابھی وقت اُسکا عوض لے لے پس ای
میری مخدومہ وہ حضرت یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سوادہ بن قیس نے اُن جناب سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایکدن
آپ کے ہاتھ مین تازیانہ ممشوق تھا وہ میرے بدن پر لگا تھا آج اُسکا قصاص چاہتا ہون اِسلیئے آپ کے باپ نے وہ
تازیانہ طلب فرمایا ہی تاکہ اُسکا قصاص ادا فرمائین جب جناب سیدہ نے یہ حال بلال سے سُنا تو ایسی آہ کی کہ جس سے قریب تھا
کہ وہ سیدہ ہلاک ہو جائین اور رو رو کر فرمانے لگین کہ افسوس اب کون مساکین و فقرا کی سرپرستی کریگا اور کون یتیمون کی
پرورش کریگا بعد اُسکے حسب الحکم واجب الاتباع وہ تازیانہ بلال کو لا کر دیا اور فرمایا کہ ای بلال تو میری طرف سے سوادہ سے
کہنا کہ تجھسے فاطمہ نے بہ کمال عجز و انکسار کہا ہی کہ تو دیکھتا ہی کہ میرے باپ مین اب کچھ بھی حال باقی ہی کسقدر شدت مرض سے
وہ حضرت ضعیف ہو گئے ہین کہ بات کرنا دشوار ہی اور کسی کو اب اُمید اُنکی زندگی کی نہین ہی ایسے وقت مین تجھے قسم ہی
خدا کی کہ میرے ضعیف باپ سے قصاص نہ لے کہ وہ جناب اِسوقت مین کسی طرح قصاص کے متحمل نہونگے اور ہلاک ہو جائینگے
اور کتاب محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب بلال تازیانہ لیکر مسجد کی طرف روانہ ہوے تو جناب سیدہ اپنے باپ کے حال پر
باآواز بلند منھ ڈھانپ کر رونے لگین اِس اثنا مین دونون شاہزادے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام گھر مین تشریف لاے
تو دیکھا کہ بے اختیار ماں روتی ہین یہ حال اپنی مادر شفیقہ کا دیکھکر بہت گھبرائے اور پوچھا کہ ای مادر گرامی آپ کے رونے کا
کیا سبب ہی اور آپ نے اپنا کیا حال کیا ہی جناب سیدہ نے فرمایا کہ ای میرے آنکھون کے نور تمھارے نانا ایسے بیمار ہین کہ اب
اُنکی زندگی سے مایوسی ہی اور کسی طرح اُنھین اُمید نہین ہی کہ مین زندہ رہونگا اِسلیئے مسجد مین سب سے رخصت ہونے کو تشریف
لیگئے ہین مین نے سنا ہی کہ ایسے حال مین کوئی شخص چاہتا ہی کہ اُنسے قصاص لے چنانچہ بلال ابھی مجھسے تازیانہ لیگیا ہی پس ای
میری جان تم دونون بہت جلد مسجد مین جاؤ اپنے نانا کی خدمت مین اور جو قصاص لینا چاہتا ہی اُس سے کہو کہ ہمارے
نانا جان بہت ضعیف و ناتوان ہین کسی طرح قصاص کے متحمل نہونگے پس تجھے قسم ہی اُن حقوق کی ہمارے کہ جو خدا نے
ہر مسلمان پر واجب فرمائے ہین کہ تو عفو کر اور قصاص نہ لے اور اگر ای پیارو تم یہ دیکھنا کہ وہ شخص عفو نہین کرتا تو دیکھو خبردار
تم دونون بھائی میرے بیمار باپ کے عوض مین اپنے بدن پر تازیانے کھانا اور درد و الم قصاص اُٹھانا لیکن اپنے نانا کو
اِس زحمت قصاص سے بچانا یہ سُنتے ہی وہ صاحبزادے روتے ہوے مسجد کی طرف چلے جب مسجد مین روتے ہوے
داخل ہوے اور پیغمبر خدا نے اُنھین روتا دیکھا تو بیساختہ ہاتھ پھیلا کر اُنھین اپنے سینہ سے لگالیا اور بہت پیار کیا اور آنسو اُنکے
رخسارون سے پونچھے اور فرمایا کہ تم کیون روتے ہو کیا ہوا پس دونون بزرگوارون نے عرض کیا کہ ای نانا جان ہمنے سنا ہی
کہ سوادہ بن قیس آپ سے قصاص طلب کرتا ہی اور آپ کا حال ایسا متغیر ہی کہ کسی طرح آپ متحمل قصاص کے نہونگے اسلیئے
ہم حاضر ہین کہ سوادہ آپ کے عوض ہمسے قصاص لے بلکہ ایک تازیانہ کے عوض ہمین سو سو تازیانے مارلے لیکن اسوقت مین
آپ کو تکلیف دے کہ ہم اُسکے متحمل نہین ہو سکتے یہ سُنکر جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ ای نانا کی جان یہ نہین ہو سکتا جب تک کہ

وہ خود جسکے ذمہ ہو آپ نہ ادا کرے خدا فرماتا ہی لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یہ فرماکر فرمایا کہ ہان سوادہ اُٹھ اور مجھسے اپنا قصاص لے سوادہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اُس دن جب آپ کا تازیانہ میرے بدن پر پڑا برہنہ تھا پس مین چاہتا ہون کہ آپ بھی لباس اپنا اُتار دیے یہ سنکر حضرت نے بھی اپنا کرتا شکم مبارک سے ہٹایا اُسوقت مسجد مین عجیب طرح کا تلاطم تھا ایک طرف حاضرین مسجد باواز بلند روتے تھے اور ایک طرف حسنین علیہما السلام زمین پر بیقرار لوٹتے تھے بالجملہ جب سوادہ نے شکم مبارک پیغمبر خدا کا کھلا دیکھا اور مہر نبوت پر اُس آفتاب رسالت کی نظر پڑی دوڑکر منھ اپنا شکم مبارک پر رکھ دیا اور خدا سے عرض کرنے لگا کہ ای خداوند کریم و غفار مین تجھسے امیدوار ہون کہ اِس شکم مبارک کی برکت سے روز قیامت کو مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا جب پیغمبر خدا نے دیکھا کہ سوادہ سر نہین اُٹھاتا تو فرمایا ای سوادہ قصاص لینا منظور ہی یا نہین سوادہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب مجھے ہرگز قصاص لینا منظور نہین ہی بلکہ غرض میری یہ تھی کہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ مَنْ مَسَّ جِلْدِیْ لَمْ تَمَسَّہُ النَّارُ یعنی جسکے بدن سے میری جلد بدن چھوگئی اُسے آتش دوزخ مس نہ کرے گی اُسکے موقع مین چاہتا ہون کہ اپنے بدن کو آپ کے بدن مطہر سے مس کرا لون اب آپ لباس زیب بدن فرمائیے کیا طاقت سوادہ کی جو محبوب خدا سے قصاص لے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ خداوندا مین تجھسے امیدوار ہون کہ گناہون کو سوادہ کے بخش دے جیسا اُسنے مجھے بخشا اور قصاص تیرے خوف و حرمت سے تیرے نبی سے نہ لیا اِسی طرح تو بھی اُسپر عذاب نہ فرمانا یہ فرماکر مسجد سے اُٹھے اور ام سلمہ کے گھر مین داخل ہوے اور فرماتے جاتے تھے کہ خداوندا اُمت محمد کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور حساب کو اُنپر سہل و آسان کرنا فقط واضح رہے کہ روایت بڑی ہی اور مشتمل ہی اوپر ذکر وفات کے لیکن چونکہ ترتیب اِس رسالہ مین بیان کی اور ہی اسلیے بقدر ضرورت مقام بیان پر نقل کیا ہی فقط مجلس ششم کتاب حیات القلوب مین ابن بابویہ سے بسند معتبر حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جب زمانہ وفات کا جناب پیغمبر خدا کے قریب پہونچا تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ تو میرا وصی اور خلیفہ ہی میرے اہل و اُمت کے واسطے میری زندگی مین بھی اور میرے بعد بھی دوست تیرا میرا دوست ہی اور خدا کا دوست ہی اور دشمن تیرا میرا دشمن ہی اور خدا کا دشمن ہی یا علی جو کوئی کہ تیری امامت سے انکار کرے میرے بعد وہ ایسا ہی کہ جسنے میری رسالت سے میری زندگی مین انکار کیا کیونکہ تو مجھسے ہی اور مین تجھسے ہون بعد اُسکے مجھے اپنے پاس طلب فرمایا اور ہزار دروازہ علم کے میرے اوپر ایسا کھولا کہ ہر دروازے سے ہزار دروازہ مجھپر کھل گیا اور دوسری روایت مین ہی کہ ہزار دروازہ حلال و حرام سے اور جو کچھ کہ دنیا مین قیامت تک ہونے والا تھا اِسطرح مجھپر کھلا کہ جسکے ہر دروازے سے ہزار دروازہ مجھپر کھل گیا یہان تک مجھے معلوم ہوا کہ کون کسوقت مرے گا اور کون شخص کس بلا مین گرفتار ہوگا اور جو حکم کہ بہ نسبت حقوق کے ہین کہ انھین سب مین کرنا چاہیے وہ مجھپر واضح ہوے اور تاریخ کاشفی مین ہی کہ ایام منی مین اثنائے حجۃ الوداع مین جب سورہ کریمہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ نازل ہوا تو آنحضرت نے جبرئیل سے پوچھا کہ گویا تم مجھے خبردار کرتے ہو

اس عالم کے جانے سے طرف عالم بقا کے جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ لَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ بالجملہ بعد اس
سورہ کے نازل ہونے کے پھر کسی نے آنحضرت کو ہنستے نہین دیکھا اور چونکہ اسمین حضرت کو یہ حکم ہوا کہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا تو ذکر جو اکثر فرماتے تھے یہ تھا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ صحابون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہی کہ آپ ان کلمات کو اکثر فرماتے ہین فرمایا کہ جانو اور آگاہ ہو کہ مجھے عالم بقا کی طرف طلب
کیا ہی اور حکم فرمایا ہی کہ تسبیح و تحمید و استغفار کرون یہ فرما کر حضرت رونے لگے صحابون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ تو سے
کیون روتے ہین بہ تحقیق کہ آپ کے لیے حق تعالیٰ نے گذشتہ و آیندہ سبکو بخشا ہی یہ سنکر فرمایا فَأَيْنَ هَوْلُ الْمُطَّلَعِ وَأَيْنَ ضِيقُ الْقَبْرِ
وَظُلْمَةُ اللَّحْدِ وَأَيْنَ الْقِيَامَةُ وَالْأَهْوَالُ حقیقت مین یہ تنبیہ امت کے واسطے تھی کہ انکے سامنے یہ سب باتین آئینگی والا
آنحضرت کا مرتبہ بہت بلند ہی اور جناب آخوند صاحب نے لکھا ہی حیات القلوب مین ابن بابویہ سے کہ انھون نے بسند معتبر
اپنی روایت کی ہی کہ جناب پیغمبر خدا کے ایام علالت مین جبرئیل علیہ السلام چالیس درم کافور جنت لائے اور کہا کہ یہ آپکے
حنوط فرمانے کو حق تعالیٰ نے مرحمت فرمایا ہی حضرت نے اسکے تین حصے فرمائے ایک حصہ اپنے واسطے رکھا اور ایک
حصہ جناب امیر المومنین کو اور ایک حصہ جناب سیدہ کو مرحمت فرمایا فقط واضح ہو کہ جب چالیس درم کو مساوی تین حصے
تقسیم کرین تو ہر حصہ تیرہ درم اور ایک ثلث درم کا ہوگا اسی لیے ہر میت کے لیے مومن اور مومنہ کی یہی مقدار مذکور کے
موافق سنت حنوط کی جاری ہوئی اور اسمین بزرگی ہی کہ تا سبکو پیغمبر کے ساتھ اسوۂ حسنہ حاصل ہو اور مصنف بحر المصائب نے
بحوالہ مشہور لکھا ہی کہ جناب رسالتمآب نے اس کافور کے چار حصے فرمائے ایک حصہ اپنے واسطے لیا اور دوسرا حصہ جناب امیر کو
عنایت فرمایا اور تیسرا حصہ جناب سیدہ کو مرحمت فرمایا اور چوتھا حصہ اپنے فرزند مسموم امام حسن کو بخشا لیکن فرزند مظلوم
امام حسین کو آپ نے نہ دیا جب سب اپنے حصے پا چکے اور امام حسین اس سے محروم رہے تو حضرت روئے اور بہ نظر یاس و حسرت
اپنے نانا کی طرف دیکھکر عرض کیا کہ آپ نے ہر شرف فضیلت مین مجھے بڑے بھائی کا شریک رکھا ہی کیا سبب ہی کہ کافور
جنت کی تقسیم مین میرا حصہ نہ ملا اور اسوقت وہ محبت و شفقت جو ہمیشہ آپ کی میرے حال پر مبذول رہتی تھی کیون کم ہوگئی
کیا مین اسکے لائق نہ تھا جب پیغمبر خدا نے یہ کلام جگر خراش اپنے فرزند مظلوم کی زبان سے سنا اور انھین مغموم دیکھا تو ضبط کی
تاب حضرت کو نہ رہی اور بے اختیار ہو کر امام حسین علیہ السلام کو اپنے گلے سے لگا لیا اور بار بار لب و دندان کے بوسے لیتے تھے
اور روتے تھے یہان تک کہ امام حسین علیہ السلام بھی اپنے نانا کے رونے سے گھبرا گئے اور باصرار سبب گریہ کو آنحضرت سے
پوچھنے لگے اسوقت پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ای حسین تو وہ مظلوم ہی کہ میرے بعد ایکدن زمین کربلا پر اکیلا غریب الوطن شدت
گرسنگی و تشنگی کی حالت مین مثل گوسفند قربانی کے پس گردن سے ذبح اور شہید کیا جائیگا اور لاش تیری بے غسل اور بے کفن
اور بے حنوط ریگستان گرم پر کتنے ہی دن پڑی رہیگی پس اس جہت سے تجھے کافور ہی کی حاجت نہوگی بلکہ غسل تیرا تیرے
بدن کے لہو سے ہوگا اور حنوط تیرا خاک کربلا سے ہوگا جب حضرت نے یہ خبر سنائی اور اہلبیت کو اسکا یقین ہوا اور اس

مظلوم کے مان اور باپ نے بچشم یقین اپنے فرزند کو اُس حال پر دیکھا جو پیغمبر خدا نے فرمایا تھا تو اُنکی مصیبت اُسوقت دوچند ہوئی اور خاص کر کے جناب سیدہ کا یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ روح بدن سے نکل جاے کبھی اپنے والد بزرگوار کی مفارقت پر روتی تھین اور نوحہ و فریاد کرتی تھین اور کبھی اپنے فرزند حسین کی بیکسی یاد کر کے جان کھوتی تھین اور پیغمبر خدا بھی یہ خبر دے کر ایسا روے کہ حضرت کو بھی غش آگیا فقط کیون مومنین یہ رونا پیغمبر خدا کا اور اہلبیت کا اُسوقت مصیبت امام حسینؑ پر خیال کر کے تھا لیکن جب روز عاشورہ یہ سب بزرگوار کربلا مین آے ہونگے اور جو جو ظلم ہوے وہ دیکھین ہونگے خصوصًا اُسوقت کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام گھوڑے سے جدا ہوے اور پیغمبر خدا نے اُنکو اپنی گود مین لیا اور حضرت سید الشہدا فریضہ عصر کے ادا کرنے مین مشغول ہوے اُسوقت جو ظلم و بیداد شمر سے واقع ہوا اور جو فریاد پیغمبر خدا سے امام حسینؑ کی اور جو کچھ لاشون پر ظلم ہوے اگر اُسکا معاینہ اِس عالم مین یہ حضرات فرماتے تو کیونکر زندہ رہتے اور کیا حال ہوتا فقط بالجملہ تمام عماد میرا پہلی روایت پر ہی اور چونکہ یہ روایت مشتمل اوپر ایسے مضمون کے ہی جو معین حزن و بکا پر زیادہ ہی اسلیے اُسے بھی نقل کیا ملا حسین کاشفی نے جناب ام سلمہ سے نقل کیا ہی کہ وہ فرماتی ہین ایک روز پیغمبر خدا اپنے زمان علالت مین میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اور مین سرہانے آنحضرت کے کھڑی تھی ناگاہ دیکھا مین نے کہ لب مبارک آنحضرت کے ہلتے ہین یہ دیکھکر مین اپنے کان حضرت کے منھ کے قریب لیگئی تا کہ سنون جو کچھ وہ جناب فرماتے ہین سنا مین نے کہ مناجات کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ خداوندا آتش دوزخ سے میری امت کو نجات دے اور روز قیامت کا حساب اُنپر آسان کر اسی حال مین جناب امیرؑ آے اور کہا کہ ای رسول خدا مین نے شب کو خواب دیکھا ہی کہ مین ایک زرہ پہنے تھا ناگاہ وہ زرہ میرے بدن سے جدا ہو گئی حضرت نے فرمایا کہ یا علی وہ زرہ تمھاری پناہ کی مین تھا اب وہ وقت آیا ہی کہ مین دنیا سے جاؤنگا اور تم تنہا رہ جاؤگے یا علی میرے بعد بہت سے اُمور جو مکروہ ہین وہ تمھارے سامنے آئینگے اُسوقت تمکو چاہیے کہ دل تنگ نہونا اور اُنپر صبر کرنا اور جب تم دیکھنا کہ سب آدمی دنیا کو اختیار کرتے ہین تو تم آخرت کو اختیار کرنا اور جانو کہ جو سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس پہونچے گا وہ تم ہوگے یہان تک کلام حضرت نے فرمایا تھا کہ جناب سیدہ آئین اور عرض کیا کہ یا رسول خدا مین نے شب کو خواب دیکھا ہی کہ ایک ورق قرآن کا میرے ہاتھ مین ہی اور مین اُسمین قرآن پڑھتی ہون ناگاہ وہ ورق دفعتہً میری آنکھ سے غائب ہو گیا یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند دلبند وہ ورق مین ہون کہ تمھاری آنکھ سے بہت قریب زمانے مین غائب ہو جاؤنگا اور تو مجھسے دور ہو جائیگی یہان تک فرمایا تھا کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ای نانا جان ہم دونون بھائیون نے بالاتفاق ایک خواب دیکھا ہی اور وہ یہ ہی کہ ایک تخت ہوا پر جاتا ہی اور ہم دونون بھائی سر برہنہ اُسکے نیچے جاتے ہین یہ سنکر فرمایا کہ ای نانا کی جان وہ تخت میرا تابوت ہی کہ اُسے اُٹھا ئینگے اور تم دونون سر برہنہ گیسو پریشان کیے ننگے پاؤن اُسکے پیچھے چلوگے ام سلمہ کہتی ہین کہ اِن خوابہاے پریشان کے سُننے سے اور پیغمبر خدا کی ایسی تعبیرون کے فرمانے سے سب رونے لگے اور

اہلبیت کو آنحضرت کی حیات سے مایوسی ہوئی فقط جلسہ ہفتم شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جب وقت وفات پیغمبر خدا کا قریب پہونچا تو جبرئیل بحکم خداوند جلیل آنحضرت کی خدمت مین آئے اور کہا کہ یارسول اللہ آیا تم چاہتے ہو کہ پھر دنیا مین رہو حضرت نے فرمایا کہ مین یہ نہین چاہتا جو میرے اوپر حق تعالیٰ نے تبلیغ رسالت واجب فرمایا تھا اُسے مین کر چکا پھر جبرئیل نے کہا کہ دنیا کا رہنا نہین منظور آپ کو حضرت نے فرمایا کہ مجھے ہمرہی انبیا اور اولیا اور دوستان خدا کی اب منظور ہی دنیا مین رہنا پسند نہین ہی بعد اُسکے حضرت نے سبکو وصیت و وعظ فرمائی اِسطرح سے کہ ایہا الناس میرے بعد کوئی اب پیغمبر نہوگا اور میرے طریقہ و سنت کے سوا کوئی سنت نہوگی پس جو شخص کہ میرے بعد پیغمبری کا دعوی کرے یا میرے دین مین کوئی بدعت پیدا کرے اُسکا دعوی اور بدعت آگ مین جائینگے اور جو ایسا دعوی کرے اُسے قتل کرنا سزاوار ہی اور جو کوئی اُسکی پیروی کریگا وہ بھی داخل جہنم ہوگا ایہا الناس ہمیشہ قصاص نہ ترک کرتے رہنا اور حق کی پیروی کرنا اور پراگندہ نہونا اور مسلمان رہنا ہمیشہ پیشوایان دین کی اطاعت کرنا تاکہ دنیا و آخرت مین عذاب الہی سے سالم و محفوظ رہو بعد اُسکے اِس آیت کو پڑھا کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ اور ابوسعید خدری سے منقول ہی کہ آخر خطبہ جو حضرت نے اپنے آخر مرض مین پڑھا یہ تھا اور ملخص اُسکا یہ ہی کہ ایہا الناس بدرستیکہ مین تم مین دو چیزین بزرگ چھوڑتا ہون یہ فرماکر چپکے ہو رہے پس ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اُنسے کہ وہ دونون چیزین جسکے لیے آپ نے فرمایا کیا ہین یہ سنکر حضرت کو ایسا غصہ آیا کہ رنگ مبارک سرخ ہوگیا اور بعد اُسکے فرمایا کہ مین نے نہین کہا تھا مگر اِسلیے کہ بعد اُسکے مین خود ہی تفسیر کرونگا لیکن نفس میرا ضعف بیماری سے تنگ ہوگیا اِس سے مین نے سکوت کیا تھا بعد اُسکے فرمایا کہ ایک اُن دونون سے قرآن ہی کہ وہ ایک ریسمان آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہی ایک سرا اُسکا خدا کے ہاتھ مین ہی اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھ مین ہی اور دوسرے اُنمین سے میرے اہلبیت ہین بعد اُسکے فرمایا کہ قسم ہی خدا کی کہ یہ بات مین نے تمسے کہی اور مین جانتا ہون کہ چند آدمی ابھی اہل شرک کی پشت مین ہین کہ ہنوز وہ ابھی دنیا مین نہین آئے اُنسے امید اِس بات کے قبول کرنے کی اور اُسپر عمل کرنے کی تمھارے اکثرون کی بہ نسبت زیادہ رکھتا ہون بعد اُسکے فرمایا کہ خدا کی قسم کوئی بندۂ خدا میرے اہلبیت کو دوست نہ رکھے گا مگر یہ کہ حق تعالیٰ اُسے روز قیامت ایسا نور کرامت فرمائیگا جسکے باعث سے وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جائیگا اور کوئی بندۂ خدا میرے اہلبیت کو دشمن نہ رکھے گا مگر یہ کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن اُس سے اپنی رحمت کو چھپائیگا اُسکے اور رحمت خدا کے بیچ مین پردے پڑ جائینگے راوی کہتا ہی کہ اِس حدیث کو مین نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا حضرت نے اُسکی تصدیق فرمائی راقم رسالہ کہتا ہی کہ عجب نہین جو مراد اِس جگہ رحمت خدا سے خود وہ حضرت ہون کیونکہ روز قیامت کام شفاعت سے آنحضرت کی نکلے گا اور جب شفیع المذنبین تک پہونچ ہی نہ سکا تو کیونکر رستگاری اُس جرم عظیم کے ساتھ ممکن ہوگی و اللہ تعالیٰ اعلم فرات ابن ابراہیم نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے اپنے آخر مرض مین جناب سیدہ سے فرمایا کہ میرے باپ مان تجھپر سے قربان ہون کسی کو جلد بھیج اور اپنے شوہر کو بلا جب جناب

سیدہ نے امام حسن علیہ السلام کو بسرعت تمام بھجواکر مامور فرمایا کہ اپنے والد بزرگوار کو لاؤ اور کہو کہ نانا جان آپ کو بہت جلد طلب فرماتے ہین جب جناب امیرؑ حاضر ہوے تو دیکھا کہ جناب سیدہ کہ رہی ہین کہ ای بابا آپ کے بیمار و رنجور ہونے سے کسقدر میرا الم و اندوہ زیادہ ہوا ہی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای فاطمہ آج کے دن کے بعد پھر کوئی روز شدت و مصیبت کا تمھارے واسطے نہوگا اور ای فاطمہ تم یہ جانو کہ کسی پیغمبر کے واسطے گریبان پھاڑنا اور منھ کا مجروح کرنا اور واویلا کہنا نہین چاہیے بلکہ جو تیرے باپ نے اپنے فرزند ابراہیم کی مفارقت مین کہا تھا وہ کہنا چاہیے اور وہ یہ کلمات ہین کہ آنکھیں روتی ہین دل مین درد اُٹھتا ہی مگر وہ بات نہین کہتا جو موجب غضب پروردگار کا ہو اور ای ابراہیم مین تیری جدائی سے غمگین اور اندوہناک ہون اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو پیغمبری اُسکے واسطے زیبا تھی بعد اُسکے فرمایا کہ یا علی میرے پاس آؤ جب حضرت امیرؑ قریب جناب رسالتمآب کے گئے تو فرمایا اپنا کان میرے منھ کے قریب لاؤ راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر عائشہ اور حفصہ نے چاہا کہ سُنین اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ خداوندا اُنکے کانون کو بند کر کہ یہ میرے کلام کو اُسوقت نہ سُنین بعد اُسکے فرمایا کہ ای بھائی جو خدا نے قرآن مین فرمایا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ یعنی بدرستیکہ جنھون نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کیے وہ بہترین خلق ہین یہ سنا تمنے جناب امیر نے عرض کیا کہ ای رسول خدا درست ہی سُنا مین نے فرمایا کہ تم ہو اور تمھارے مددگار اور شیعہ تمھارے ہین میری اور اُنکی وعدہ گاہ روز قیامت کو حوض کوثر کے پاس ہی جسوقت کہ سب اُمتین دوزانون پڑی ہونگی اور اُنکے اعمال حق تعالیٰ پر عرض کیے جاتے ہونگے اُسوقت حق تعالیٰ تمکو اور تمھارے شیعون کو طلب فرمائیگا پس حاضر ہونگے وہ ساتھ چہرہ ہاے نورانی اور دست و پاے نورانی کے درحالیکہ سیر اور سیراب ہونگے پھر فرمایا کہ یا علی تمنے سُنا جو حق تعالیٰ فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ یعنی بدرستیکہ جنھون نے کفر و نافرمانی کو اختیار کیا ہی اہل کتاب سے اور مشرکین سے یہ سب آتش جہنم مین ہمیشہ رہینگے اور وہ بدترین خلق خدا ہین جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ بجا ہی یا رسول اللہ سنا ہی مین نے فرمایا یہ یہود اور بنی اُمیہ اور اُنکے اتباع اور تمھارے دشمن اور تمھارے شیعون کی دشمن ہین یہ روز قیامت کو مبعوث ہونگے اور اُٹھائے جائینگے اِسطرح کہ منھ اُنکے سیاہ ہونگے اور کمال شقاوت اور تعب اور عذاب شاریار کے ساتھ کھینچینگے اور اُس دن بھوک اور پیاس اُنپر غالب ہوگی اور اخوند صاحب نے حیات القلوب مین لکھا ہی کہ علاوہ اِس سند کے یہ حدیث کتاب سلیم بن قیس مین بھی حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہی اور تفسیر محمد بن عباس بن ماہیار مین امام محمد باقرؑ سے منقول ہی بالجملہ یہ خبر از قسم اخبار احاد نہین ہی بلکہ قریب استفاضہ کے پہونچی ہوئی ہی لہذا چند امور کا بیان اُسکے ضروری ہی اول یہ کہ حضرت نے جناب سیدہ سے جو فرمایا کہ کسی پیغمبر کے واسطے منھ کا مجروح کرنا اور واویلا کہنا اور مثال اُسکے جائز نہین یہ قول محتمل کئی معنی کا ہی چنانچہ ظاہر مین یہ بھی مفہوم ہوتا ہی کہ یہ افعال نبی کے لیے ناجائز ہون اور غیر نبی کے واسطے جائز ہون لیکن حقیقت مین اِسے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اورون کے واسطے جائز ہی بلکہ مراد اِس سے تاکید عدم جواز کی ہی کیونکہ نبی کی مفارقت سے زیادہ کسی کی

بیان کلمات کا جو مفارقت ابراہیم مین پیغمبر خدا صلعم نے فرمائے اور جناب سیدہ سے وقت رحلت جناب رسالتمآب کے فراق کہنا چاہیے

مفارقت امت پر اور انکے عزیزون پر زیادہ سخت نہین ہوتی خصوصاً حضرت رسالتمآب کہ محبوب خدا اور رحمة للعالمین تھے
اور رسالت کا خاتمہ حضرت پر ہوا اگرچہ ہر نبی کا اس عالم سے جانا انکی امت کے واسطے سبب اندوہ و ملال کا تھا لیکن حضرت کا
اس عالم سے تشریف لیجانا سب سے زیادہ سبب اندوہ و حسرت کا ہے کیونکہ اوّل حضرت سب سے افضل تھے دوسرے سب کے بعد
انتظار و امید باقی رہتی تھی کہ اور پیغمبر آئیگا بسبب ختم رسالت کے کسی کو بعد حضرت کے پھر امید دنیا مین تا ایام رجعت نبی کے آنے
اور انکی زیارت کی باقی نہ رہی تو اس جہت سے جہان تک اس مصیبت مین مبالغہ کیا جاے جائز تھا لیکن حضرت نے جب اس
مصیبت عظمی مین بھی امر غیر مشروع کے واقع کرنے کو منع فرمایا تو انکا عدم جواز ان مصیبتون مین جو اس سے کم ہین بطریق اولی
ثابت ہوا دوسرا احتمال اس تخصیص مین یہ ہے کہ پیغمبر صاحب شریعت تھے کیونکر جائز ہو کہ انکی مصیبت مین اہل مصیبت امر
خلاف شرع کو عمل مین لائین و الّا دیکھنے والے کہینگے کہ واہ خود انکی مصیبت مین انکے اہلبیت سے جو حفاظ شریعت تھے ایسے
امور ظہور مین آے پھر کیا وجہ جو ہم اسے ترک کرین اور یہ مورث ضلال و گمراہی امت کا ہوتا تیسرے اس تخصیص مین یہ بھی محتمل ہے
کہ چونکہ انبیا موعود بہ مغفرت الٰہی ہین اور انکا اس عالم سے جانا نقل بہترین حال کی طرف ہے جیسا کہ جب حضرت نے جبرئیل سے
بعد نزول کریمۂ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ فرمایا کہ کیا تم مجھے خبر انتقال کی میری طرف آخرت کی دیتے ہو تو جبرئیل نے عرض کیا تھا کہ
وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی اور واقع مین یہ ہے کہ محبت خدا کو موت اس حیات سے بہتر ہے کیونکہ تعب رسالت اور
استقلال قیام جادہ فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ کا سہل نہین ہے بلکہ بہت دشوار ہے علاوہ اسکے دنیا مین انہین صحبت جاہلین سے کسقدر آلام
پہونچے مین بہ خلاف آخرت کے کہ وہان ہر وقت انبیا اور اولیا اور ملائکہ مقربان خدا سے ہم صحبت ہوتا ہے اور وہ عیش دائمی ہے
پس موت انکے واسطے فراغت ہے مشقت و تعب سے اور اشتغال ہے ساتھ عیش دائمی کے پس انکی موت مثل اورون کے
جنکا حال معلوم نہین کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا بہ نظر انکے لائق تاسف نہین ہے اگر رنج ہوتا ہے تو اس سے کہ انسے جدائی ہوئی اور کیا کیا
رحمتین خدا کی اور برکتین کہ انکے باعث سے زمین پر نازل ہوتی تھین انکا آنا بند ہوا یا یہ کہ کیا کیا مصائب ہماری ہدایت کے لیے
انھون نے اس عالم مین اٹھاے باقی انکے بہ نظر خاتمہ کے اور بہترین حال کے محل حسرت و اندوہ نہین ہے بلکہ طالبین قرب رحمت الٰہی
اپنے مطلوب سے قریب ہوتے ہین اور قریب اسی کے ہے جو ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے قریب وفات اپنے جناب سیدہ سے فرمایا کہ ای فاطمہ جب مین اس عالم سے انتقال
کرون تو اپنے منھ کو میرے لیے زخمی نہ کرنا اور اپنے بالون کو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کہنا اور میرے اوپر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ
کرنے والیون کو نہ بلانا جیسا کہ عرب مین رسم تھا اور اس سے بھی ظاہر ہے کہ جلالت قدر برگزیدگان خدا و طالبان رضاے
خالق جل و علی اور وعدہ یافتگان اِنَّ الْاٰخِرَةَ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کی اس سے زیادہ ہے کہ انکے لیے کوئی ایسے مراسم عمل مین لاے
اسوقت مجھے شب عاشور کی وہ حکایت در خور مناسب مقام یاد آئی ہے جو سید مظلوم نے اپنی بہن زینب مغموم کو وصیت فرمائی ہے
جناب سید سند نے مجالس مفجعہ مین شیخ مفید علیہ الرحمہ سے کہ انھون نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

فرمایا آنحضرت نے کہ جب شب عاشور یعنی جسکی صبح کو میرے باپ شہید ہوے آئی تو وہ عجب رات تھی کہ جسمین صغیر وکبیر وجوان وپیر کوئی راحت وآرام مین نہ تھا کوئی تہیۂ شہادت اور کوئی اندوہ مفارقت اور صدمہ ہجر مین مشغول تھا بالجملہ فرماتے ہین کہ اگرچہ مین بیمار بہت تھا لیکن کثرت ملال اور اضطراب اور بہوک وپیاس کی شدت مین نیند کہان مین بیٹھا تھا اور میری پھوپی زینب خاتون میری بیمارداری اور خبرگیری کے لیے میرے پاس تشریف رکھتی تھین پس اسی اثنا مین میرے پدر عالیمقدار اپنے عزیزان وانصار کو موعظہ ونصیحت اپنے اپنے گھر پھر جانے کو فرماکر سب سے علیحدہ ہوکر ایک خیمہ مین کہ وہ خیمہ حضرت کی خلوت کا تھا تشریف لاے اور اسوقت کوئی شخص حضرت کے ساتھ اقربا وانصار سے حاضر نہ تھا فقط جون غلام ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہ حضرت کی خدمت مین حاضر تھے وہان پہونچ کر حضرت نے ذوالفقار حیدر کرار کو میان سے کھینچا اور اُسے پوچھنے اور صاف فرمانے لگے چونکہ حضرت اُسوقت مشغول تہیہ شہادت تھے اور وہ تلوار ذوالفقار تھی جو اصل پیغمبر خدا کی تلوار تھی اور حضرت نے اُسے علی ابن ابیطالب کو بحکم خدا عنایت فرمایا تھا تو اُسکے کھینچنے کے بعد کن کن گذشتگان کو مثل اپنے نانا اور باپ اور بھائی اور چچاؤن کے یاد نہ فرمایا ہوگا اور اسی طرح جو جو صبح کو شہید ہونے والے تھے بعض اُنکے مثل علی اکبر کے ایسے تھے کہ جنکے عوض مین اپنا مرنا بہت سہل تھا پیش نظر نہ پھر گیا ہوگا بالجملہ اس مقام حسرت و افسوس مین چند شعر حضرت نے فرماے کہ اُنکا حاصل معنی یہ ہی کہ اے زمانہ غدار اور اے فلک کجرفتار واے ہو تجھپر وہ تیری بیمروتی اور بیقدری پر کہ کیسے کیسے دوست نیک کردار اور کیسے کیسے متقی اور پرہیزگار ہر صبح وشام طرح طرح کے مصائب وآلام اس دار فنا مین اُٹھا کر طرف دار بقا کے چلے گئے اور تو ایسا بیمروت ہی کہ جسکے درپی قتل ہوتا ہی پھر اُسے بے اسکے کہ قتل ہو جاے کچھ بن نہین پڑتا اور سب سے زیادہ یہ دشوار ہی کہ تو عوض وبدل پر اُسکے راضی نہین ہوتا حضرات محل غور ہی یہ کیا فرمایا ہی حضرت نے یہ کس کا مرنا دشوار تھا کہ جسکے عوض مین اپنا مرنا چاہتے تھے اور وہ زمانے نے نہ چاہا مومنین وہ علی اکبر کی شہادت تھی جسکے تصور مین یہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ رجوع ہر امر کی طرف پروردگار جلیل کے ہی اور ہر زندہ کو یہی راہ درپیش ہی جسپر مین چلا جاتا ہون بعد اُسکے جناب امام زین العابدین فرماتے ہین کہ دو تین مرتبہ آنحضرت نے انہین کلمات کو فرمایا یہان تک کہ مین اُن اشعار کا مضمون اور جو حضرت کا اُس سے مقصود تھا وہ سمجھا لیکن مین نے اپنے تئین ضبط کیا اور چپ ہو رہا مگر مجھے یقین ہو گیا کہ اب اہلبیت پر بلاے عظیم نازل ہوگی اور ہم سب مبتلاے بلاے فراق ہونگے لیکن جب میری پھوپی کے کان مین یہ آواز گئی جو مین نے سنا تھا تو چونکہ وہ جناب عورت تھین جنکے صنف مین حق تعالی نے لینت اور رقت قلب کا اور اضطراب کا خاصہ عطا فرمایا ہی خصوصًا ایسے بھائی کے مرنے کا جب یقین ہو جاے بالجملہ ان کلمات کا سُننا تھا کہ ضبط کی طاقت جاتی رہی اور بیتاب ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئین اور اُسی خیمہ کی طرف اپنے بھائی پاس روانہ ہوئین اور اُس شدت اندوہ واضطرار مین ایسی بیہوش وحواس جاتی تھین کہ چادر سر اقدس سے لٹکتی جاتی تھی اور سر اقدس کُھلا ہوا تھا یہان تک کہ نعتان وخیزان باحال پریشان حضرت کی خدمت مین پہونچین اور اپنے بھائی کی صورت دیکھتے ہی

باآواز بلند رونے لگین اور فرماتی تھین کہ ہائے افسوس کاش یہ سخت جان بہن پہلے مرجاتی کہ اپنے بیکس بھائی کو ایسی مصیبت مین مبتلا نہ دیکھتی افسوس صد افسوس کہ نہ آج میرے نانا پیغمبر خدا زندہ ہین نہ میرے باپ علی مرتضیٰ موجود ہین عالم مین ہین نہ میری مان فاطمہ زہرا باقی ہین کہ میرے بھائی کی اس آفت و مصیبت مین مدد کرتین اور اُسے اسوقت بیکسی مین پیاسا مارے جانے سے بچاتین ای یادگار جد و پدر اور ای بقیہ مادر و برادر ای بیکسون کے حامی اور ای باقی ماندون کے سرپرست ہے ہے ای بھائی اس بہن سے کچھ بن نہین پڑتا ہائے وہ کیا تدبیر ہی جسکے عمل مین لانے سے آپ زندہ رہین اور دشمنون کے ہاتھ سے بچ جائین جب سید الشہدا نے حال زینب خاتون کا بہت متغیر پایا اور اُنکے کلمات درد و حزن سے بھرے ہوے سنے تو بہ نگاہ حسرت و یاس اپنی بہن کی طرف دیکھا اور آنکھون مین حضرت کی آنسو بھر آئے اور ایک مثل جو عرب بیکسی و بے بسی کے مقام پر بولتے ہین وہ فرمائی لو ترک القطا لنام و غفا کہ اسکا حاصل یہ تھا کہ ای بہن تم کیا کرو مین خود ہی ایسا مبتلا ہو گیا ہون کہ ہرگز کوئی تدبیر مجھسے اب بن نہین آتی اور اگر کسی تدبیر کا محل ہوتا تو مین ہرگز اپنے تئین معرض ہلاکت مین نہ ڈالتا لیکن کیا کرون کہ مجبور و ناچار ہون جب باتین نامرادی و بیچارگی کی اپنے بھائی کی زبان سے سنین اور یقین ہوا کہ اب بھائی نہ بچینگے تو جیسا کوئی مردے کے واسطے روتا ہی اور اپنا حال تباہ کرتا ہی اسی طرح حضرت زینب بہت روئین اور اپنا منھ پیٹا اور گریبان چاک کیا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑین جب حضرت نے یہ حال بہن کا دیکھا تو اٹھ کر بہن پاس تشریف لیگئے اور بہ کمال شفقت و مرحمت فرمایا کہ ای بہن تم کیسے صبر کرنے والون کی بیٹی ہو تمھین زیبا یہ ہی کہ سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو اور تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار اور طریقہ گردانو اور رضاے جناب باری پر راضی رہو ای بہن اسے یقینی جانو کہ سب اہل زمین مرینگے اور کوئی اہل آسمان سے بھی نہ باقی رہیگا اور جو کچھ خدا کے سوا ہی وہ سب فانی ہی بقا فقط خدا کے واسطے ہی ای بہن غور کرو کہ نانا میرے پیغمبر خدا جو اشرف المرسلین تھے اور باپ میرے علی مرتضیٰ جو افضل الوصیین تھے اور بڑے بھائی میرے حسن مجتبیٰ کہ مجھسے یہ سب بہتر تھے لیکن کوئی اُنمین سے باقی نہین رہا سب نے راہ جنت کو اختیار کیا تو مین کیونکر اس دنیا مین ہمیشہ رہ سکتا ہون ہر مسلمان کو پیغمبر خدا کے ساتھ پیروی اور اقتدا لازم ہی جب یہ باتین حضرت سے سنکر کچھ جناب زینب کو سکون ہوا اور قوت صبر و ضبط کی کچھ بہم پہونچائی تو پھر فرمایا کہ ای بہن جو میرا حق تمپر ہی اُسی کی قسم مین تمکو دیتا ہون اسلیے کہ میری مصیبت مفارقت پر بھی صبر کرو جیسا کہ ہمیشہ تمنے اور مصیبتون پر صبر کیا ہی اور جب مین مارا جاؤن تو ہرگز منھ اپنا نہ پیٹنا اور بال اپنے نہ نوچنا اور گریبان اپنا چاک نہ کرنا کہ تم فاطمہ زہرا کی بیٹی ہو جیسا انھون نے پیغمبر خدا کی مصیبت مین صبر فرمایا اسی طرح تم میری مصیبت مین صبر کرنا پھر اس وصیت فرمانے کے بعد جناب امام زین العابدین فرماتے ہین کہ جناب سید الشہدا نے ان مخدومہ کو اٹھایا اور اپنے ہمراہ لا کر میرے پاس انھین بٹھایا اور خود عبادت الہی کے واسطے تشریف لیگئے دوسرا امر اس حدیث مین یہ ہی کہ جناب امیر کو اپنے پاس پیغمبر خدا نے طلب فرمایا اور جب حضرت قریب آئے تو فرمایا کہ اپنا کان میرے منھ کے پاس لاؤ اور جو اورون نے ارادہ سننے کا کیا تو فرمایا کہ خدا انکے کان بند کر دے اسکی کیا وجہ تھی حالانکہ جو کچھ فرمایا وہ از قسم فضائل امیر المومنین علیہ السلام تھا اور یہ ہمیشہ بحکم خدا سب کے سامنے

فرماتے تھے اور اگر جنہون نے سُننا چاہا تھا سُنلیتے اِس سے توکیا قباحت تھی اور جواب اِسکا بظاہر یہ ہی کہ وقت تبلیغ رسالت
ہوچکا تھا جیسا کہ حدیث سابق سے جو جواب جبرئیل مین فرمایا معلوم ہوتا ہی اور زمان ہدایت اُمت اور اتمام حُجت
وہان تک تھا کہ غدیر خم مین کیسے مجمع کثیر مین وزیر کیا اور کس کس مجمع اصحاب و انصار مین فضائل اُنکے کہلے اور تکمیل اُس خلافت
کی فرمائی یہان تک کہ جو خطبہ کہ آخر مین پڑھا اُسمین بھی اِسی کی تکمیل فرماتے رہے اور حجت کو سب پر خوب تمام فرمایا اور جب
تبلیغ رسالت اور ہدایت اُمت بالکل وجہ فرما چکے اور ہر ایک کا حال معلوم ہوچکا تو اب سب کا سُننا ناضرور تھا بلکہ
اب وقت تعلیم معنی باطن قرآن اور بیان سر مکنون حضرت رحمان تھا جو اُسکے مستحق تھے اُنسے کہنا ضرور تھا اور اورون سے
اخفا مین شاید احتیاط اِس بات کی تھی کہ ایسے سنکر دشمنون کی آتش عداوت مشتعل نہو اور زیادہ اذیتین نہ پہونچائین اور جناب
امیر علیہ السلام سے اِسکا فرمانا اِسلیے تھا کہ اوّل وہ حضرت وارث علم قرآن تھے دوسرے پیغمبر خدا کو معلوم تھا کہ اب
میری وفات قریب ہی اور بفور میرے انتقال کے وصی میرا ابتلاے انواع آلام و محن ہو جائیگا اِسلیے ایسی بات فرمائی کہ
جسکے تصور سے صعوبت بلاؤن کی اُنپر سہل ہو جاے اور کیسی ہی شدت مین جسوقت اُسے یاد کرین تو حزن و اندوہ
مبدل بفرح و سرور ہو جاے پس واقع مین یہ فرماکر جناب رسالتمآب نے وہ صبر و رضا کا آنحضرت کو عطا فرمایا اور
بلاؤن کو آنحضرت کی اور اُنکے شیعون کی سہل و بے حقیقت فرمادیا اور قریب اِسکے ہی وہ روایت جو جناب آخوند صاحب نے
تیسری جلد مین بحار کی قصہ آدم کے بیان مین لکھی ہی اور ملخص اُسکا یہ ہی کہ شب عاشور کو جب بہت تھوڑی رات باقی رہی
اور صبح قریب ہوئی اُسوقت جناب سید الشہدا اپنے خیمہ سے باہر مجمع اصحاب مین تشریف لاے اور ایک خطبہ بہت
فصاحت سے ادا فرمایا اور بعد حمد و ثناے الٰہی اور درود جناب رسالت پناہی اپنے اصحابون کو اُنکے گھر پھرنے کو مبالغہ
نصیحت مین فرمایا جب سب عزیز و انصار نے یک زبان اِس سے انکار اور جانبازی کا اقرار کیا تو فرمایا کہ آیا اب یہ چاہتے ہو
کہ تمپر جو شدتین اور مصیبتین ہین اور کل اور ہونے والی ہین یہان تک کہ صعوبت اور شدت موت کو سہل اور بے حقیقت
کردون سب نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ البتہ جانتے ہین ہم کیونکہ منزل موت کی بہت دشوار ہی حق تعالیٰ ہمکو
ثابت قدم رکھے کہ آپ پر سے اپنی جانین خوش ہوکر قربان کرین اُسوقت فرمایا کہ آگاہ ہو کہ پچاس ہزار برس پیشتر خلق آدم سے
ہمارے انوار مقدسہ کو حق تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور ہم عرش پر ایک نور کے پردے کے پیچھے مشغول عبادت تھے ہمارے
سامنے مٹی اور پانی سے آدم کا پتلا بنا اور روح اُسمین ڈالی گئی اور بعد اُسکے سبکو حکم ہوا کہ سجدہ کرین لیکن ہمکو حکم نہین ہوا
کیونکہ ہمارے دنیا مین آنے کے لیے آدم پیدا کیے گئے تھے جب شیطان نے انکار سجدہ کرنے سے کیا تو حق تعالیٰ نے
اَستَکبَرتَ اَم کُنتَ مِنَ العَالِین فرمایا یعنی کیون تونے سجدہ کرنے سے تکبر کیا کیا تو بھی عالین سے ہی اُسوقت اُسنے پوچھا
کہ عالین کون ہین ارشاد ہوا کہ پردہ نور کی طرف دیکھ جب اُسنے دیکھا تو ہمین مشغول عبادت پایا پس اب جانو کہ ہم
اُنہین سے کوئی میرے سوا دنیا مین باقی نہین ہی اور کل مین ضرور مارا جاؤنگا اور اُس مرتبہ قرب خداے بزرگ سے

مشرف ہونگا اور تم سب میرے ساتھ ہی مرتبہ عظیم پر ترقی کروگے آیا سہل ہوا مرنا تمکو سب نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ اور ماں قربان ہون پس اب کچھ حقیقت زندگانی دنیا کی ہماری نظر مین نہین ہی اور مارے جانا ہمارا مقصود و محبوب ہی اور جو بلا مین ہمپر آپ کی ہمرہی سے نازل ہون وہ سہل و آسان ہین خدا ہمین ثابت قدم رکھے فقط مجلس تیسری بیان کیفیت وفات مین یعنی کسطرح جناب سید کائنات نے اِس عالم سے انتقال فرمایا اور یہ مجلس بھی مشتمل اوپر چند جلسون کے ہی جلسۂ اول جناب سید سند نے مدارج النبوت سے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا سختی مرگ کے وقت فرماتے تھے اللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ اور ام المومنین سے منقول ہی کہ سختی مرگ کی اُنکی آسانی سے بہتر ہی اور اگر ایسا نہوتا تو پیغمبر خدا پر جان کنی شدید نہوتی حیات القلوب مین بروایت شیخ مفید علیہ الرحمہ منقول ہی کہ جب وقت وفات حضرت کا قریب پہونچا تو جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ ای علی سر میرا اپنی گود مین رکھ لو کہ خدا کا حکم میرے واسطے پہونچ گیا اور جب میری روح بدن سے باہر آوے تو تم کو چاہیے کہ اُسے اپنے ہاتھ مین لو اور اپنے منھ پر وہ ہاتھ پھیر و بعد اُسکے منھ میرا قبلہ کی طرف کردو اور خود متوجہ میری تجہیز کے ہو اور سب سے پہلے تم میرے اوپر نماز پڑھنا اور خبردار جب تک کہ مجھے قبر مین نہ رکھ لینا مجھسے جدا نہونا اور ہر بات مین خدا سے مدد چاہنا جب جناب امیر نے سر اقدس کو پیغمبر خدا کے اپنی گود مین رکھا تو حضرت بیہوش ہو گئے اُسوقت جناب سیدہ منھ اپنے پدر عالیمقدار کا دیکھتی تھین اور مشغول نوحہ و بکا تھین اُسی اثنا مین جناب سیدہ نے ایک شعر پڑھا جسکا حاصل مضمون یہ ہی کہ ہاے ایسا گورا منھ کہ جسکی برکت سے سب دنیا مین پانی کو آسمان سے طلب کرتے ہین اور وہ یتیمون کی اور رانڈون کی فریاد کا پہونچنے والا تھا جب پیغمبر خدا نے جناب سیدہ کی آواز سُنی تو اپنی آنکھ کھولی اور بہت ضعیف آواز سے فرمایا کہ ای بیٹی یہ شعر تمھارے چچا ابو طالبؑ کا ہی اُسوقت اُسے نہ پڑھو بلکہ جو خدا نے قرآن مین فرمایا ہی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ حاصل اِس ارشاد کا یہ تھا کہ بسبب شدت اضطراب جناب سیدہ کے چاہا کہ تسکین فرمائین چونکہ وہ شعر زیادہ حسرت کو بڑھاتا تھا اور اس آیت کے مضمون سے تسکین ہوتی تھی اسلیے فرمایا کہ اُسے نہ پڑھو تاکہ اندوہ و حسرت زیادہ نہو لیکن جب دیکھا کہ جناب سیدہ کو کسی طرح تسکین نہین ہوتی اور بہت رو رہی ہین تو اپنے پاس بلایا اور کچھ چپکے سے آنحضرت کے کان مین ایسی بات فرمائی کہ جسے سنکر جناب سیدہ خوش ہو گئین بعد اُسکے جب روح قدس اُن جناب کے بدن سے مفارقت فرمائی تو حضرت امیر کا سیدھا ہاتھ آنحضرت کے منھ کے نیچے تھا اسلیے جناب امیر نے حسب وصیت بایان ہاتھ اپنا بلند کیا اور اپنے منھ پر کھینچا اور حضرت کی آنکھین بند کین اور ایک چادر حضرت پر اُڑھادی بعد اُسکے جناب سیدہ سے لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی جو پیغمبر خدا نے آپ سے کہی جسکے سُننے سے آپ کا غم کم ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ تو سب سے پہلے میرے پاس آئیگی اور اِس دنیا کے شدائد سے بہت جلد نجات پائیگی تیرا ملنا مجھسے بہت قریب ہی اِس سبب سے میرے غم و اندوہ کی شدت کم ہو گئی کہ اب مین جانتی ہون کہ جدائی کی مدت میری آنحضرت سے زیادہ نہین ہی اور اُسی کتاب مین شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے بسند معتبر منقول ہی کہ جناب امیر نے فرمایا کہ ایام

علالت جناب رسالتمآب مین ایک روز مین اُن جناب کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا مین نے کہ سرِ اقدس آنحضرت کا
ایک شخص کی گود مین ہی کہ مثل اُسکے کسی کو مین نے خوشرو نہین دیکھا اور اُسوقت پیغمبر خدا آرام فرماتے تھے جب مین پہونچا
تو اُس شخص نے مجھسے کہا کہ آؤ اور اپنے چچازاد بھائی کا سر اپنی گود مین رکھو کہ تم اس بات کے لیے مجھسے زیادہ سزاوار
و لائق ہو جب مین گیا تو وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور سرِ اقدس آنحضرت کا میری گود مین رکھکر چلا گیا ایک ساعت کے بعد جب
حضرت بیدار ہوے تو مجھسے فرمایا کہ وہ شخص کہان گیا جسکے دامن مین میرا سر تھا جو کچھ کہ گذرا تھا وہ مین نے حضرت کی
خدمت مین عرض کیا یہ سُنکر مجھسے فرمایا کہ یا علی تمنے اُس شخص کو پہچانا مین نے عرض کیا کہ میرے باپ مان آپ پر سے
قربان ہون مین نہین جانتا فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے چونکہ مرض کی اذیت اسوقت مجھے زیادہ تھی اسلیے وہ باتین کرتے تھے
کہ تا اذیت کم ہو مین بھی باتین کرتا تھا اُنسے یہان تک کہ مجھے نیند آگئی اور اُسی کتاب مین کلینی اور صفار و شیخ طوسی و ابن بابویہ
و قطب راوندی اور اور محدثین سے سندہاے کثیرہ کے ذریعہ سے جناب امیر المومنین ع اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے
روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے قریب وفات اپنے جناب امیر کو طلب فرماکر ارشاد فرمایا کہ یا علی جب میرا انتقال
اس عالم سے ہو تو تم چھ مشکین پانی کی چاہ غرس سے کھینچنا اور اُس سے اچھی طرح مجھے غسل دینا اور کفن پہنانا اور حنوط کرنا
اور جب میرے غسل و کفن و حنوط سے فارغ ہونا تو میرے کفن کے گریبان کو پکڑکر مجھے بٹھانا اور جو جی چاہے وہ مجھسے پوچھنا
کہ جو کچھ پوچھوگے اُسکا جواب مین تمھین دونگا پس اُن جناب نے اِسی طرح کیا اور فرمایا کہ اُس جگہ بھی ہزار دروازے علم کے مجھے
تعلیم فرماے کہ ہر دروازے سے ہزار دروازہ مجھپر کھل گیا اور دوسری روایت مین ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ
جب کفن کرنے کے بعد مین نے پیغمبر خدا سے سوال کیا تو حضرت نے مجھے خبر دی اُن امور کے ساتھ جو قیامت تک ہونے والے تھے
اور اُسی کے باعث سے میرے علم کا یہ حال ہی کہ کوئی گروہ آدمیون کا نہین ہی مگر یہ کہ مین اُنمین سے محق اور گمراہ کو جانتا ہون
اور ایک اور روایت مین وارد ہی کہ اُسوقت جو کچھ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے حضرت امیر نے سب لکھ لیا راقم رسالہ کہتا ہی کہ غالباً سبب اُسکا
یہ تھا کہ وقت غسل کفن صحبت خالی بھی اغیار سے اور جناب امیر پر استیلاے غم مفارقت حد سے زیادہ تھا اور جو اُسوقت پیغمبر خدا نے
فرمایا ہوگا وہ تعلیم خاص تھی اسلیے اُسکے حفظ کا اہتمام زیادہ فرمایا ہو شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بسند صحیح حضرت صادق ع سے
روایت کی ہی کہ جناب پیغمبر خدا نے حضرت امیر سے فرمایا کہ یا علی جب مین مرجاؤن تو مجھے اِسطرح تم غسل دینا کہ تمھارے سوا
کسی کی آنکھ میرے اُن اعضا پر کہ جنکا چھپانا چاہیے نہ پڑے والا وہ اندھا ہو جائیگا یہ سنکر جناب امیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میری قوت اتنی نہین ہی کہ تنہا آپ کو غسل دے سکون بلکہ کسی کو اور بھی شریک و مددگار ہونا میرے ساتھ ضروری ہے
حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل تمھارے ساتھ ہونگے اور میرے غسل مین تمھین مدد دینگے اور فضل ابن عباس کو حکم کرنا کہ پانی تمھارے
ہاتھ مین دے دیا کرے لیکن یہ کہہ دینا کہ پٹی اپنی آنکھ پر باندھے رہے کہ نظر اُسکی میری عورت پر نہ پڑنے پاوے والا فوراً اندھا
ہو جائیگا ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق ع سے روایت کی ہی کہ دو شخص قریش سے جناب امام

زین العابدینؑ کی خدمت مین آے حضرت سے فرمایا کہ مین تمھین وفات پیغمبر خدا سے خبر دون انھون نے عرض کیا کہ ہان
ہمارے مان باپ آپ پر سے قربان ہون آگاہ فرمایئے کسطرح وفات آنحضرت نے فرمائی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ جب
تین روز پیغمبر خدا کی وفات مین باقی رہے تو جبرئیل آنحضرت پر نازل ہوے اور کہا کہ ای احمد خداوند عالمیان نے مجھے آپ پاس
بھیجا ہی آپ کے اعزاز واکرام کے بڑہانے کے واسطے اور جسکو وہ خوب جانتا ہی اُسے آپ سے پوچھا ہی کہ ای محمد اپنا حال کیسا
پاتے ہو حضرت نے فرمایا کہ ای جبرئیل اپنے تئین غمگین اور شدت مین پاتا ہون جب تیسرا دن ہوا تو جبرئیل ملک الموت کے ہمراہ
اور ایک اور فرشتے کو اپنے ساتھ لیے ہوے کہ اُسکا اسمٰعیل نام تھا اور وہ ستر ہزار فرشتے کے ساتھ ہوا پر موکل ہی حضرت رسولؐ کی
خدمت مین آے اسطرح کہ پہلے اُنسے جبرئیل آے اور حق تعالی کی طرف سے جو پہلے پیام لاے تھے وہ ادا کیا یعنی حق تعالی
کی طرف سے حضرت کے مزاج کی خبر پوچھی اور جو پہلے روز حضرت نے جواب دیا تھا وہی اس دن بھی دیا بعد اسکے ملک الموت نے
رخصت حضوری کی پیغمبر خدا کے گھر مین طلب کی اُسوقت جبرئیل نے کہا کہ ای احمد یہ ملک الموت ہی اور آپسے اجازت چاہتا ہی
کہ اگر آپ رخصت دین تو گھر مین آے اور آپسے پہلے کسی کے گھر مین جانے کو انھون نے رخصت نہین چاہی ہی اور نہ بعد آپکے
پھر کسی سے یہ اجازت دخول طلب کرینگے یہ سنکر حضرت نے جبرئیل سے فرمایا کہ انھین رخصت دو تاکہ وہ آئین جبرئیل نے رخصت دی
جب ملک الموت قریب آے تو بکمال ادب حضرت کی خدمت مین کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ ای احمد بدرستیکہ حق تعالی نے
مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا ہی اور حکم فرمایا ہی کہ اگر آپ حکم فرمائین تو آپ کی روح کو قبض کرون اور اگر آپ حکم دین کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤن
یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اگر مین تمسے کہون کہ پھر جاؤ اور مجھے زندہ چھوڑ جاؤ تو پھر جاؤ گے ملک الموت نے عرض کیا کہ ہان حکم خدا
میرے لیے یہی ہی کہ آپ کی اطاعت کرون جو آپ فرمائین اُسے بجالاؤن یہ سنکر جبرئیل نے عرض کیا کہ ای احمد حق تعالی آپ کی
ملاقات کا مشتاق ہی پس یہ سنتے ہی حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ای ملک الموت جسکے لیے تم مامور ہوے ہو اُسمین مشغول ہو
یہ سنکر جبرئیل نے کہا کہ یہ میرا آخری آنا زمین پر تھا میری دنیا مین حاجت آپ پاس تھی جب آپ دنیا مین نہین تو اب کس کے پاس
آؤنگا اور جب روح مقدس نے آنحضرت کی مفارقت بدن اطہر سے فرمائی تو ایک شخص آیا اور اہلبیت کو تعزیت اسطرح کرنے لگا
کہ آواز اُسکی سنتے تھے اور صورت اُسکی نہ معلوم ہوتی تھی کلمات تعزیت یہ تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کُلُّ
نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ
الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ یعنی جو ذی نفس ہی وہ موت کو چکھنے والا ہی اور اسکے سوا نہین ہی کہ تمام مزد وجزا دی جائیگی روز قیامت
پس جو کوئی کہ دور کیا جاے آتش دوزخ سے وہ بہشت مین داخل کیا جائیگا پس وہ رستگاری اور زندگانی دنیا نہین ہی
مگر فریب اور دھوکے کا سرمایہ ہی بعد اسکے کہا کہ بدرستیکہ رحمت خدا صبر دینے والی ہی ہر مصیبت سے اور خدا خلف ہی ہر ہلاک ہونیکا
اور اُسکا ثواب تدارک کرنے والا ہی اُسکا جو فوت ہوا پس خدا پر اعتماد کرو اور اُسی سے امید رکھو بدرستیکہ مصیبت یافتہ وہ شخص ہی
جو ثواب خدا سے محروم ہو وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ جب یہ آواز آئی تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ خضرؑ تھے جو ہماری

جلسۂ دوم

تعزیت کو آئے تھے جلسۂ دوم حیات القلوب مین آخوند صاحب نے ابن بابویہ سے کہ انہون نے ابن عباس سے روایت
کی ہو کہ جب پیغمبر خدا بستر بیماری پر لیٹے اور حضرت کے اصحاب گرد و پیش حضرت کے جمع ہوے تو عمار یاسر رضی اللہ عنہ
اُٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر سے قربان ہون جب آپ جوار رحمت پروردگار مین تشریف
لیجائینگے تو ہم مین کون شخص آپ کو غسل دیگا حضرت نے فرمایا کہ میرا غسل دینے والا علی ابن ابیطالب ہی اسلیے کہ جس عضو کے
دھونے کا میرے اعضا سے ارادہ کریگا ملائکہ اُسکی میرے اعضا کے دھونے مین اعانت کرینگے اُسکے بعد عمار نے عرض کیا کہ
میرے مان باپ قربان ہون آپ پر سے نماز کون آپ پر پڑھیگا حضرت نے فرمایا کہ چپ ہو حق تعالی تجھپر رحمت فرمائے
بعد اُسکے جناب امیرؑ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ ای پسر ابوطالب جب تم دیکھنا کہ میری روح نے بدن سے مفارقت کی
تو مجھے غسل دینا اور اچھی طرح غسل دینا اور کفن دینا مجھے انھین دونون جامون مین جو مین پہنے ہوے ہون یا جامہ سفید
مصری مین یا چادر یمانی مین اور میرا کفن زیادہ قیمتی نہ کرنا اور مجھے اُٹھانا یہان تک کہ قبر کے کنارے لاکر رکھنا پس جو پہلے
مجھپر نماز پڑھیگا وہ خداوند جبار ہوگا کہ اپنے عرش رحمت و جلال سے مجھپر درود بھیجیگا بعد اُسکے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل
ساتھ فرشتون کی فوجون کے جنکی گنتی کوئی خدا کے سوا نہین جان سکتا مجھپر نماز کرینگے اُنکے بعد جو عرش الہی کا احاطہ کیے ہین
وہ مجھپر نماز کرینگے اُنکے بعد سب آسمانون کے رہنے والے مجھپر نماز کرینگے بعد اُنکے سب اہلبیت میرے اور ازواج میرے مجھپر
موافق اپنے اپنے قرب و منزلت کے سلام کرینگے اور اشارہ کرینگے درود بھیجینگے اور مجھے آزار نہ پہونچائین رونے پیٹنے کی
آواز سے جناب سید سند نے مجالس مفجعہ مین صدوق علیہ الرحمہ سے کہ انہون نے جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہی
کہ کہا انہون نے فرمایا جناب امیرؑ نے کہ جناب سیدہ نے پیغمبر خدا سے آخر زمان عرض مین پوچھا کہ ای بابا روز قیامت کو آپ سے
مین کس مقام پر مشرف بہ ملاقات ہونگی حضرت نے فرمایا کہ ام فاطمہ بہشت کے دروازے پاس مین ہونگا اور میرے ساتھ
اُسوقت لواء حمد ہوگا اور اپنے پروردگار سے مین اپنی اُمت کے واسطے شفاعت کرتا ہونگا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ اگر
وہان نہ پاؤن آپ کو فرمایا کہ پل صراط پر مجھسے ملاقات کرنا جسوقت کہ مین کھڑا ہوا کہتا ہونگا کہ خداوندا میری اُمت کو بچا لے
جناب سیدہ نے عرض کی کہ اگر وہان بھی آپ سے ملاقات نہو مجھسے تو کہان تلاش کرون آپ کو فرمایا کہ میزان کے قریب
مجھے پانا جب مین خدا سے کہتا ہونگا کہ خداوندا میری اُمت کو سالم رکھ جناب سیدہ نے عرض کیا کہ اگر یہان بھی ملاقات نہو
تو آپ کہان ملینگے فرمایا کہ جہنم کے کنارے مجھے پانا جب مین کھڑا ہوا اُسکے شعلے اور شرارون سے اپنی اُمت کو بچاتا ہونگا اور
اُسے منع کرتا ہونگا کہ اپنا ضرر میری اُمت کو نہ پہونچاے کیون حضرات سُنا تمنے میرے باپ اور مان اور مین ہزار جان سے
قربان آنحضرت پر سے اور اُنکی رحمت و شفقت پر سے ہون جو بہ نسبت اپنی اُمت کے ہو کہ اُس روز سخت قیامت کو بھی کسی
حال مین فراموشی و غفلت اُنکی مغفرت کی طرف سے نہین فرمائی دیکھو حال مرسلین سابق کا کہ جب تبلیغ کی اور اُمت نے
اطاعت نہ کی اور تکذیب کی تو فورًا درخواست عذاب نازل ہونے کی اُنکے اوپر کی لیکن کیا کیا اُس جناب کو وقت تبلیغ

اذیتین پہونچائین جسکے لیے فرماتے تھے کہ مَا اُوذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوذِیتُ یعنی کسی پیغمبر کو ایسی اذیت نہین پہونچی جو مجھے اذیتین
پہونچائی گئین مومنین حضرت ذکریا کو جوارہ سے دو ٹکڑے کیا یا حضرت یحییٰ کا سر شمشیر سے کاٹا یہ حضرت کی اذیتون کے سامنے
کچھ نہین ہے غور کرو کہ اذیت یہ ہے کہ حضرت کو اہل آسمان و زمین سے رتبہ مین افضل و مقدم فرمایا اور اُنکے نام مہمات و محنت کو لکھے
دست اختیار پر دیا اور اُنکی اُمت کی امنیت اور معصیت کو اُنکے دامن امن و شفاعت مین باندھا اسی لیے حکم فرمایا کہ وَمِنَ اللَّیْلِ
فَتَهَجَّدْ یعنی راتون کو اُٹھو اور جو تمھاری اُمت کے مفلس و بے مایہ ہین اُنکی باتین عرض کرو اور جو فراش غفلت پر سوتے ہین اُنکے
عوض تم جاگو اور جو خانہ راحت مین سرور و عشرت کے باعث سے غافل ہین اُنکے بدلے تم روؤ اور اشک بہاؤ تم آرام نہ کرو بلکہ
جو وقت سبکی راحت و آرام کا ہو اُسمین جو خدا کے بندے کا اہل ہین اُنکا کام کرو اور جو گنہگار ہین اُنکی طرف سے عذر و استغفار کرو
ایک طرف سے دوستون کا کام کرو اور ایک طرف سے دشمنون کے آزار اُٹھاؤ بعد ازان کسی وقت مسند قاب قوسین پر بیٹھے
اور دوسرے وقت ابوجہل کے دروازے پر بھیجے گئے ایک وقت بشیر و نذیر و سراج منیر لقب تھا دوسرے زمانے مین کوئی
شاعر کوئی ساحر کوئی مجنون کہکر پکارتا تھا ایک وقت مین در خیبر وصی کے ہاتھ مین تھا ایک زمانہ وہ تھا کہ پتھر سے دندان مبارک
شہید ہوا تھا ایک زمانہ وہ تھا کہ پہاڑ کو اشارہ فرمایا کہ آگے آ آگے آیا فرمایا پیچھے ہٹ پیچھے ہٹا ایک زمانہ وہ تھا کہ مجمع اصحاب مین
دوات و کاغذ وصیت کے لکھنے کو طلب فرمایا اور کسی نے نہین دیا اور وصیت لکھنے نہ پائے علاوہ انہی اذیتون کے جو جو اذیتین
اہلبیت کو پہونچنے والی تھین اُن سبکا علم حضرت کو دیا گیا لیکن کبھی درخواست خدا سے نہ فرمائی کہ اُنکے عوض مین امت کو ہلاک
فرماے یا ذلیل و خوار کرے اور مقام افسوس ہے کہ کسقدر اِس اُمت سے قصور ہوے اور کیا حقوق آنحضرت کے ضائع کیے گئے خصوصًا
اُنکے ذوی القربیٰ کے بارے مین جنکی محبت و مودت کو حق تعالیٰ نے اجر رسالت قرار دیا تھا کیا کیا ایذارسانیان اور دشمنیان اُنکے
ساتھ نہ کی گئین وہ بیٹی جسے حق تعالیٰ نے صدیقہ خطاب عطا فرمایا تھا اور حضرت نے اُسکی اذیت رسانی کو اپنی ایذارسانی اور
خدا کی ایذارسانی قرار دیا تھا اور اُسکی رضامندی کو اپنی اور خدا کی رضامندی اور اُسکی ناراضگی کو اپنی اور خدا کی ناراضگی کا سبب
گردانا تھا بعد حضرت کے کیسے کیسے ظلم اور ذلتین اور عسرتین اُٹھا کر مغمومہ و مظلومہ اِس عالم سے گئی وہ بھائی علی ابن ابیطالب
جنھین کیسا عزیز رکھتے تھے اور اپنا وزیر و خلیفہ و وصی کیا تھا اُنکے کیسے حقوق تلف ہوے اور کیا اذیتین پہونچین وہ دونواسے
جنھین اپنے پھول اور سرداران جوانان بہشت کہتے تھے وہ کس کس بے دردی سے شہید کیے گئے اور کیا کیا بعد شہادت بھی
اُنکی لاشون پر اور اُنکے عیال و اطفال پر ظلم ہوے کہ کسکو طاقت ہے جو اُن سبکا ضبط اور ذکر کر سکے کتاب کشف الغمہ مین جابر
ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ اُنھون نے کہا کہ جناب سیدہ پیغمبر خدا کی خدمت مین اُسوقت آئین کہ جب حضرت رسولؐ
سکرات موت مین تھے جب اِس حال کو اُن جناب نے اپنے والد بزرگوار کے دیکھا تو فورًا حضرت کی حالت متغیر ہوئی
اور بیساختہ شدت اضطراب مین پیغمبر خدا پر گر پڑین اور لپٹ گئین اور رونے لگین جب جناب سیدہ کا حال رنج و قلق پیغمبر خداؐ نے
ملاحظہ فرمایا تو آنکھین اپنی بدشواری کھولین اور سنبھالا اپنے تئین اور فرمایا کہ ای بیٹی تجھپر بہت ظلم میرے بعد ہونگے تو میرے بعد

مظلومہ ہوجائیگی اور تیری قوت سب طرح سے ٹوٹ جائیگی تجھے ضعیف کردینگے پس جو کوئی تجھے اذیت دیگا اُسنے
مجھے اذیت پہونچائی اور جو تجھے غصہ و غضب پہونچاوے وہ مجھے غضب و غصہ مین لایا اور جسنے تجھے مسرور و خوشی پہونچائی
اُسنے مجھے خوش اور مسرور کیا اور جسنے تیرے ساتھ نیکی کی اُسنے میرے ساتھ نیکی کی اور جسنے تیرے اوپر جور و جفا کیا اُسنے مجھپر
جفا کی اور جسنے تیرے ساتھ نیکی اور احسان کیا اُسنے میرے ساتھ اور جسنے قطع احسان تیرے ساتھ کیا اُسنے وہ قطع احسان میرے
ساتھ کیا اور جسنے انصاف و راستی تیرے ساتھ کی اُسنے میرے ساتھ کی اور جسنے تجھپر ظلم کیا اُسنے مجھپر ظلم کیا اور یہ تحقیق کہ تو مجھسے ہی
اور مین تجھسے ہون اور تو میرے کلیجے کا ٹکڑا ہی اور میری روح ہی ایسی روح جو میرے پہلو مین ہی بعد اُسکے فرمایا کہ جو میری اُمت مین
تجھپر ظلم کریگا اُسکا شکوہ مین خدا سے کرونگا حضرات لفظ عربی اِس حدیث مین یہ ہی کہ اِنَّکَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ اور واضح رہے کہ
یہ محاورہ ہی عرب کا کہ کمال اتحاد و یکجہتی مین ایسے بولتے ہین حاصل اسکا یہ تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھمین اور تم مین کچھ فرق
نہین ہی دونون ایک ہین جو شخص نیکی یا بدی تمہارے ساتھ کریگا وہ بعینہ میرے ساتھ ہی پھر جابر کہتے ہین کہ اِس کلام کو حضرت
فرما چکے تھے کہ حسنین علیہما السلام آئے اور آتے ہی اپنے نانا سے لپٹ گئے اور روتے تھے بسبب اِسکے کہ حال حضرت کا بہت
متغیر تھا اور ضعف بہت تھا اور دونون صاحبزادے کہتے تھے کہ اے رسول خدا ہماری جانین آپ پر سے قربان ہون جب
جناب امیرؑ نے دیکھا کہ پیغمبر خدا اسوقت شدت مرض اور سکرات مین ہین اور یہ دونون صاحب بسبب اپنی کم سنی اور محبت کے
نہین سمجھتے اور جدا نہین ہوتے تو چاہا کہ اُنھین پیغمبر خدا کے پاس سے علٰحدہ کرین اُسوقت رسول خدا نے سر اُٹھایا اور فرمایا اے
علی اِنھین چھوڑ دو انکے حال پر کہ یہ میری بو دل بھر کر سونگھلین اور مین اِنکی بو سونگھلون یہ میری دولت قرب سے اپنا دامن مراد
بھرلین اور مین اِنکی دولت دیدار سے خوش ہولون کہ یہ دونون میرے بعد مظلوم ہونگے اور بہت ظلم عداوت سے قتل کیے جاینگے
اور حق تعالی اُنھین لعنت کرے جو اِنھین قتل کرینگے بعد اُسکے فرمایا کہ یا علی تم بھی میرے بعد مظلوم ہوجاؤگے اور مین بھی روز
قیامت کو اُسکا دشمن ہونگا جسکے تم خصم و دشمن ہوگے اور اُسی کتاب مین جناب سید سند نے ایک روایت لکھی ہی کہ اسکا حاصل یہ ہی
کہ ملک الموت تنہا اٰنحضرت کی خدمت مین آے اور حضرت پر سلام عرض کیا حضرت نے پہلے جواب سلام فرمایا بعد اُسکے
فرمایا کہ اے ملک الموت ایک میری حاجت تمسے ہی اُنھون نے عرض کیا کہ وہ حاجت کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ حاجت یہ ہی
کہ جب تک جبرئیل نہ آلین میری روح کو قبض نہ کرو تا کہ مین سلام آخری اُنپر کہلون اور وہ مجھپر کہلین یہ سنکر ملک الموت
حضرت کی خدمت سے باہر گئے اس اثنا مین دیکھا اُنھون نے کہ جبرئیل ہوا مین آتے ہین اور فورًا ملک الموت کو دیکھکر جبرئیل نے
پوچھا کہ اے ملک الموت تمنے محمدؐ کی روح کو ابھی قبض کیا یا نہین ملک الموت نے کہا کہ ابھی نہین اسلیے کہ اُنھون نے یہ فرمایا کہ
جب تک تمسے وہ ملاقات نہ کرلین روح کو اُنکی نہ قبض کرون وہ تمپر سلام کرلین اور تم اُنپر سلام کرلو جبرئیل نے کہا کہ اے ملک الموت
آیا تم نہین دیکھتے کہ آج آسمان کے دروازے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے لیے کھلے ہین اور حوران بہشت نے اُنکی روح کی
خوشی کے واسطے زینت کی ہی یہ کہکر جبرئیل خدمت مین پیغمبر خدا کی حاضر ہوے اور کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِم حضرت نے

جواب

جواب مین فرمایا کہ السّلام علیکَ یا جبرئیل اَی میرے دوست اور حبیب جبرئیل پھر کے قریب آؤ اِس ارشاد کے موافق
جبرئیل حضرت کے قریب گئے اور ملک الموت بھی حاضر ہوئے جبرئیل نے کہا کہ ای ملک الموت جو خدا کی وصیت دربارہ روح محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ ہی اُسکی حفاظت کرنا بعد اُسکے جبرئیل داہنی طرف پیغمبر خدا کے اور میکائیل بائین طرف آنحضرت کے بیٹھے اور
ملک الموت اپنے کام مین مشغول ہوئے یعنی قبض روح حضرت کی کرنے لگے جب قریب ہوا کہ روح بدن سے مفارقت کرے
تو کپڑا منہہ پر سے حضرت کے ہٹ گیا حضرت نے جبرئیل کی طرف دیکھا کہ آپ جانے پر آمادہ ہین فرمایا کہ سختی کے وقت مجھے
تنہا چھوڑتے ہو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا محمّدُ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ای محمد آپ بھی مرینگے
اور سب مرینگے اور جو ذی نفس ہین وہ سب ذائقہ موت کو چکھین گے اِس سختی سے کسی کو چارہ نہین ہی جلسہ سوم کتاب حیات القلوب مین ثعلبی سے روایت
کی ہی کہ جب مرض پیغمبر خدا کا شدید ہوا تو ابوبکر نے خدمت مین آنحضرت کی عرض کی کہ ای رسول خدا آپ اِس عالم سے کب انتقال فرمائینگے
حضرت نے فرمایا کہ میری اجل اب پہونچ چکی ہی بعد اسکے انھون نے پوچھا کہ بازگشت آپ کی کہان ہی اور کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ سدرة المنتھیٰ
اور جنة الماویٰ اور رفیق اعلا اور عیش گوارا اور جرعہ ہاے شراب حق تعالیٰ کی طرف ہی پھر انھون نے عرض کیا کہ آپ کو غسل کون دیگا
فرمایا کہ جو میرے اہلبیت سے زیادہ مجھسے قریب ہی پھر پوچھا کہ کس کپڑے مین آپ کو کفن کرینگے فرمایا انھین کپڑون مین جو مین
پہنے ہون یا حُلّہ یمنی مین یا اور کسی سفید مصری کپڑے مین پھر پوچھا کہ نماز آپ پر کسطرح کرینگے اِس کلام کے ساتھ آواز گریہ وبکا کی بلند ہوئی
جو جو شخص کہ حاضر تہا وہ روتے روتے بیخود ہوگیا اور زمین کثرت شور گریہ وبکا سے ہلنے لگی اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ صبر کرو
خدا تم سبکو عفو فرماے جب مجھے غسل دین اور کفن کر چکین تو چاہیے کہ ایک تختے پر رکھکر میری قبر کے کنارے رکھین اور ایک گھڑی کے
واسطے سب باہر جائین اور مجھے تنہا وہان چھوڑ دین پس جو پہلے مجھپر نماز کریگا اور رحمت بھیجے گا وہ حق تعالیٰ ہی بعد اسکے فرمائیگا ملائکہ کو
کہ مجھپر نماز کرین اور اُنھین سے جو پہلے آئیگا وہ جبرئیل ہونگے پھر میکائیل پھر ملک الموت پھر سب ملائکہ کی فوجین نیچے آئینگی اور
مجھپر نماز کرینگی بعد اُسکے تم سب فوج فوج اِس گھر مین آؤ اور مجھپر درود بھیجو اور سلام کرو اور مجھے گریہ وبکا سے اور فریاد وآہ سے آزار نہ پہنچاؤ
اور چاہیے کہ جو پہلے مجھپر نماز تم مین سے پڑھے وہ وہی شخص ہو جو میرے اہلبیت سے زیادہ مجھسے قریب ہی بعد اُسکے عورتین اور بچے
میرے اہلبیت مین وہ پڑھین اُسکے بعد اور لوگ جو غیر اہلبیت ہین وہ پڑھین بعد اسکے پھر سائل نے پوچھا کہ قبر مین آپ کی کون اُتریگا
اور اُتاریگا حضرت نے فرمایا جو میرے اہلبیت سے مجھسے زیادہ قریب ہی وہ اور ایک جماعت ملائکہ کی ہوگی جنھین تم نہ دیکھوگے
بعد اسکے فرمایا اصحابون سے کہ اب اٹھو اور جو مین نے کہا ہی وہ اورون تک پہونچاؤ اور اسی کتاب مین جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے
روایت کی ہی آخر بیماری مین پیغمبر خدا کی ہر روز اور ہر شب کو جبرئیل آنحضرت پر نازل ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ السّلام علیک
بدرستیکہ پروردگار تمھارا تمھین سلام پہونچاتا ہی اور فرماتا ہی کہ کیا حال ہی اور وہ تمھارے حال کو تمسے زیادہ جانتا ہی لیکن چاہتا ہی کہ
اِس استفسار کے ذریعہ سے تمھارا شرف وکرامت زیادہ ہو جیسا کہ تمھین جملہ مخلوقات سے افضل واشرف فرمایا ہی اور چاہتا ہی کہ
تمھاری اُمت مین بیمارون کی عیادت اور خبر پرستی سنت ہو جاے پس اگر حضرت کو کوئی درد ہوتا تھا تو کہتے تھے جواب مین کہ درد

رکھتا ہون جبرئیل اسکے جواب مین کہتے تھے کہ ای محمد خدا کے نزدیک تمسے زیادہ کوئی گرامی نہین ہی اور اسی لیے تمھین درد دیا ہی
کہ تمھاری دعا کی آواز کا سُننا خدا کو اچھا معلوم ہوتا ہی اور چاہتا ہی کہ تمھارے درجے آخرت مین بلند تر فرماے اور اگر وہ جناب
فرماتے تھے کہ مین راحت و عافیت مین ہون تو جبرئیل کہتے تھے کہ عافیت پر خدا کے وسطے حمد کرو کہ حق تعالی حامدین کی حمد کو
پسند فرماتا ہی اور اپنی نعمتون کو اُنپر زیادہ کرتا ہی بعد اُسکے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب جبرئیل نازل ہوتے تھے اور اُنکے آنے کے آثار
مجھپر ظاہر ہو جاتے تھے تو اُسوقت سب اُس گھر سے باہر نکل جاتے تھے سوا میرے کہ مین حاضر رہتا تھا پس جب آخر مرتبہ جبرئیل آئے
تو آنحضرت سے کہا کہ ای محمد پروردگار تمھارا سلام پہونچاتا ہی تمکو اور تمھارے حال کو تمسے پوچھتا ہی حالانکہ وہ تمھارے حال کو
تمسے زیادہ و بہتر جانتا ہی حضرت نے فرمایا کہ اپنے تئین آمادہ سفر آخرت پاتا ہون اور اب مرنے کے آثار اپنے بدن مین مشاہدہ
کرتا ہون جبرئیل نے کہا کہ ای محمد بشارت ہو تمھین کہ حق تعالی بسبب اِس حال کے جسمین تم ہو چاہتا ہی کہ تمھارے درجے بلند فرماے
اُس سے زیادہ کہ جو آپ کے درجات بلند ہین اور کوئی اُس درجہ تک نہین پہونچ سکتا بعد اُسکے حضرت نے فرمایا کہ ای جبرئیل
ملک الموت نے مجھسے رخصت طلب کی اور میرے گھر مین آچکے اور مین نے اُنسے مہلت لی ہی کہ جب تم آلو تو وہ مشغول قبض
روح مین میری ہون جبرئیل نے کہا کہ ای محمد پروردگار عالمیان تمھارا مشتاق ہی اور ملک الموت نے سوا آپ کے نہ کسی سے
رخصت طلب کی ہی نہ آیندہ طلب کرینگے حضرت نے فرمایا کہ ای جبرئیل جب تک ملک الموت اپنے کام سے فرصت کرکے
نہ پھر جائین تم میرے پاس موجود رہو یہ فرماکر حضرت نے اپنی بیبیون کو اور فرزندون کو طلب فرمایا کہ اُنھین وداع فرمادین اور
جناب سیدہ سے فرمایا کہ ای بیٹی میرے پاس آؤ جب حضرت پاس آئین تو اپنے گلے سے لگایا اور پیار کیا اور وداع فرمایا اور
کچھ کان مین فرمایا جسکے سُننے سے جناب سیدہ رونے لگین جب دیکھا کہ اُنھین رقت کی شدت ہی اور حال متغیر ہی تو پھر بلاکر
کچھ کان مین ایسی بات پوشیدہ فرمائی کہ جس سے جناب سیدہ کی رقت جاتی رہی اور چپ ہو گئین بلکہ ہنسنے لگین جب حضرت سے
پوچھا کہ وہ کیا باتین فرمائین تھین آپ کے والد بزرگوار نے جس سے پہلے آپ روئین پھر ہنسین تو جناب سیدہ نے فرمایا کہ
پہلے اپنے مرنے کی خبر دی جس سے مین رونے لگی پھر دوسری بار فرمایا کہ ای بیٹی بیتابی نہ کر کہ مین نے اپنے پروردگار سے سوال کیا
کہ جو سب سے پہلے میرے اہلبیت سے میرے پاس آے وہ تو ہو گی حق تعالی نے میری دعا کو قبول فرمایا تو میرے بعد بہت
دنیا مین نہ رہے گی اِس جہت سے مین خوش ہوئی اور ہنسی پھر حسنین علیہما السلام کو بلایا اور گلے لگایا اور اُنکے بوسے لیے اور
اُنکی صورتین دیکھکر روے ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالتمآب ایکدن اپنے مرض وفات مین
بیہوش ہو گئے کہ ناگاہ کسی شخص نے گھر کے دروازے کو ہلایا جناب سیدہ نے پوچھا کہ کون ہی کہ دروازہ کو ہلاتا ہی اُسنے کہا کہ
مین ایک مرد غریب ہون آیا ہون تاکہ پیغمبر خدا سے ایک سوال کرونگا آیا تم اجازت دیتی ہو کہ گھر مین آؤن جناب سیدہ نے
فرمایا کہ اپنے کام کو جاؤ خدا تمپر رحمت بھیجے کہ حضرت رسولؐ اپنے مرض مین مشغول ہین اور تمسے ملاقات نہین کرسکتے وہ شخص پھر گیا
اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور پھر دروازے کو حرکت دی اور کہا کہ ایک غریب رخصت چاہتا ہی کہ پیغمبر خدا کے پاس آئے

آیا رخصت دیتی ہو گھر مین آنے کی کہ اِس حال مین پیغمبر خدا ہوش مین آے اور آنکھین کھولین اور فرمایا کہ ای فاطمہ جانتی ہو کہ یہ کون ہی جناب سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول خدا مین نہین جانتی کہ یہ کون شخص ہی حضرت نے فرمایا کہ ای فاطمہ یہ وہ ہی جو جماعتون کو پراگندہ کرتا ہی اور لذتون کو توڑتا ہی یہ ملک الموت ہی نہ مجھسے پہلے کسی کے گھر مین آنے کے لیے رخصت طلب کی ہی انھون نے نہ میرے بعد پھر کبھی کسی کے گھر جانے کو رخصت چاہینگے یہ بسبب اُس کرامت و بزرگی کے جو خدا کے نزدیک میرے لیے ہی انھون نے رخصت طلب کی ہی انھین آنے کے لیے اجازت دو جناب سیدہ نے یہ سنکر فرمایا کہ گھر مین آؤ خدا تمپر رحمت فرماے کیون مومنین کیا مرتبہ اطاعت خدا اور رسول کا ہی کہ بفور ارشاد اگرچہ جانتی تھین کہ باپ کی روح قبض کرنے کو آتے ہین لیکن خود بلایا مگر حضرات اُسوقت جناب سیدہ کا کیا حال ہوا ہوگا بالجملہ فرماتی ہین کہ جسطرح نسیم تند آتی ہی اسطرح ملک الموت گھر مین آے اور اہلبیت رسالت پر اِسطرح سلام کیا کہ کہا اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بعد اِسکے پیغمبر خدا نے جناب امیر المومنین کو وصیت فرمائی کہ یا علی جو کچھ تمکو اہل جور و جفا سے میرے بعد اذیتین پہونچین اُسپر صبر کرنا اور جناب سیدہ کی حفاظت کرنا اور قرآن کو جمع کرنا اور جو قرض میرا ہی اُسے ادا کرنا اور مجھے غسل دینا اور میری قبر کے گرد ایک دیوار بنا دینا اور حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام کی محافظت کرنا کشف الغمہ مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جب وقت وفات پیغمبر خدا کا قریب ہوا تو ایک شخص دروازے پر آیا اور اُسنے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونے کو رخصت طلب کی جناب امیر باہر دولتسرا کے تشریف لاے اور اُس سے پوچھا کہ ای شخص کیا کام ہی اُسنے کہا کہ مین پیغمبر خدا سے اِسوقت ملاقات کرنا چاہتا ہون جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اِسوقت پیغمبر خدا سے ملاقات نہین ہو سکتی تم اپنا مطلب کہو اُنھون نے کہا کہ ایک کام بہت ضروری ہی اور یقینی مجھے حضرت کی خدمت مین اِسوقت جانا ضروری ہی حضرت امیرؑ یہ سنکر پیغمبر خدا کی خدمت مین حاضر ہوے اور سرگذشت سب عرض کی اور رخصت طلب کی حضرت رسولؐ نے رخصت دی اور فرمایا کہ کہو آے جب وہ شخص آیا تو سرہانے حضرت کے بیٹھا اور کہا ای پیغمبر خدا مین حق تعالی کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہون آپ پاس حضرت نے فرمایا کہ تم کون ہو اُنھون نے کہا کہ مین ملک الموت ہون مجھے بھیجا ہی اِسلیے کہ مین آپکو اختیار دون کہ اگر آپ کو منظور ہو تو ملاقات پروردگار کو اختیار فرمائیے والا پھر دنیا کی طرف رجوع فرمائیے حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ ای ملک الموت مجھے اتنی مہلت دو کہ جبرئیل آلین اور مین اُنسے مشورہ کرلون تو تمھین اِسکا جواب دون بعد اِسکے جبرئیل آے اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ کے واسطے دنیا سے آخرت بہتر ہی اور حق تعالی آپ کو اپنے قرب دولت اور کرامت اور منزلت اور شفاعت سے اِسقدر عطا فرمائیگا کہ آپ راضی اور خوشنود ہونگے اور حق تعالی کی ملاقات آپ کے واسطے اِس سے بہتر ہی کہ ہمیشہ دنیا مین آپ باقی رہین یہ سنکر حضرت نے ملک الموت سے فرمایا کہ جو کچھ تمکو حق تعالی نے حکم فرمایا ہی اُسکے بجالانے مین مشغول ہو جب ملک الموت مشغول قبض روح ہوے تو جبرئیل نے کہا کہ ای ملک الموت جلدی نہ کرنا اتنا ٹھہرنا کہ مین حق تعالی کے پاس جاکر پھر آؤن ملک الموت نے کہا کہ اب انکی جان مقدس اُس مقام پر پہونچ چکی ہی کہ اُسمین دیر کرنا جائز نہین ہی یہ سنکر جبرئیل متاسف ہوے اور کہنے لگے کہ یہ میرا زمین پر آخری آنا تھا اب زمین پر آنے کی مجھے کچھ حاجت باقی نہ رہی اور موافق روایت ابن عباس کے جو جناب سیدہ سے

مجالس مفجعہ مین نقل کی ہی یہ ثابت ہوتا ہی کہ اُسوقت علی ابن ابیطالب پیغمبر خدا کے ساتھ اُسی لحاف کے اندر تھے جو وہ حضرت اوڑھے
ہوے تھے اور رسول خدا کا منھ جناب امیر کے منھ پر تھا اور حضرت علوم اور اسرار الٰہی جناب امیر کو تعلیم کرتے تھے اور علی ابن ابیطالب کا
ہاتھ پیغمبر خدا کے رخسارے کے نیچے تھا کہ دفعۃً روح قدس نے مثل بوے گل جسد اطہر سے انتقال فرمایا پس ساتھ ہی اسکے
جناب امیر علیہ السلام لحاف سے باہر آئے اور اہلبیت سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم سبکے اجر و ثواب کو مصیبت مین تمھارے پیغمبر کے
زیادہ فرماے کہ آنحضرت نے انتقال فرمایا یہ فرما کر حضرت بھی باآواز بلند رونے لگے اور صداے وا محمداہ وا رسول اللہ کی بلند ہوئی
جناب امیر فرماتے تھے کہ اے سردار انبیا افسوس ہی کہ مین بعد آپ کے تنہا رہ گیا اب تمام دنیا میری نظر مین سیاہ ہی اور سب
اہلبیت مشغول آہ و بکا تھے خصوصًا وہ بیٹی جو شیفتہ دیدار اپنے والد بزرگوار کی تھی جب گھر کو اُس محبوب کردگار کے جمال
باکمال سے خالی دیکھا اور جناب امیر کی زبان سے حال انتقال آنحضرت کا سُنا اور آمد و شد سانس کی تن اطہر مین نہ پائی تو ہاے
بابا کہا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑین اور سب اہلبیت گھر مین مشغول گریہ و بکا تھے اور باہر جو اصحاب کہ حاضر تھے حضرت کے الم
مفارقت مین روتے تھے اور اپنی جانین کھوتے تھے کسی کو سر و پا کا ہوش نہ تھا ہر ایک کی نظر مین عالم سیاہ تھا بعد اسکے جناب امیر نے
اپنا ہاتھ روے مبارک پر آنحضرت کے پھیرا اور آنکھین پیغمبر خدا کی بند کین اور بعد اسکے جو جو کچھ آنحضرت نے وصایا فرمائے تھے
اُسکی تعمیل مین مشغول ہوے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون مجلس چوتھی بیان مین اُن احوال کے ہی جو بعد وفات آنحضرت کے
واقع ہوے اور یہ مجلس بھی مشتمل ہی اوپر دو جلسون کے جلسہ اول حیات القلوب مین شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے بسند معتبر روایت کی ہی
کہ جب پیغمبر خدا نے دنیا سے مفارقت فرمائی تو ایک پردہ حضرت کے منھ کے سامنے لٹکا دیا اور جناب امیر اُس پردے کے آگے
بیٹھے تھے اور ہیئت نشست حضرت کی یہ تھی کہ بسبب کمال اندوہ و مصیبت کے دونون ہاتھ اپنے منھ کے نیچے رکھے تھے اور
جب ہوا چلتی تھی تو وہ پردہ اڑکر حضرت کے منھ سے ملجاتا تھا اور اصحاب دروازے پر اور مسجد مین بھرے ہوے تھے اور آوازین
رونے کی بلند تھین اور سبکی آنکھون سے آنسو بہ رہے تھے کوئی چلاتا تھا اور کوئی خاک اُڑاتا تھا کہ اتنے مین ایک آواز آئی اور اُسکا کہنے والا
نہ دکھائی دیا آواز یہ تھی جو سب نے سنی اور کہنے والا کہتا تھا کہ تمھارا پیغمبر پاک و پاکیزہ تھا اُسے دفن کرو اور غسل نہ دو جب جناب امیر نے
یہ آواز سُنی اور سمجھے کہ شیطان کی آواز ہی تو حضرت کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین فتنہ نہ برپا ہو حضرت نے فرمایا کہ اے دشمن خدا دور ہو کہ
پیغمبر خدا نے مجھے حکم فرمایا ہی کہ انھین غسل دون اور کفن کرون اور دفن کرون اور یہ سنت روز قیامت تک جاری رہے بعد اسکے
ایک اور منادی نے ندا کی کہ اُسکی آواز پہلی آواز سے جدا تھی کہ اے علی ابن ابیطالب پیغمبر خدا کی عورت کو ڈھانپ دو اور غسل کے وقت
اُنکے کپڑون کو بدن سے جدا نہ کرنا شیخ مفید اور سید رضی الدین وغیرہ نے باسناد معتبرہ ابن عباس سے روایت کی ہی کہ جب پیغمبر خدا نے
دنیا سے مفارقت فرمائی تو جناب امیر علیہ السلام غسل دینے کی طرف متوجہ ہوے اُسوقت عباس بھی حاضر تھے لیکن فضل ابن عباس نے
جناب امیر کو غسل رسول خدا مین مدد دی اور جب غسل سے حضرت کے فراغت ہوئی اور کفن کر چکے تو جناب امیر علیہ السلام نے
پیغمبر خدا کے منھ پر سے کپڑا ہٹایا اور کہا کہ میرے باپ اور مان آپ پر سے قربان ہون کیسے پاک و پاکیزہ آپ زندگی مین تھے اور کیا
پیغمبر

پاکیزہ وطاہر بعد مرنے کے تھے ای پیغمبر خدا آپ کے انتقال فرمانے سے وہ امور منقطع ہوے جو کسی کے مرنے سے قطع نہین ہوے
آپ کے انتقال سے زمین پر پیغمبر کا ہونا موقوف ہوا وحی آسمانی کا نازل ہونا بند ہوا آپ کی مصیبت ایسی عظیم ہوئی کہ اورون کی مصیبت کو
تسکین دہندہ ہی اور آپ کی وفات کی محنت ایسی عام ہی کہ آج سارا عالم صاحب مصیبت ہی آپ کی تعزیت مین اور اگر آپ نے مجھے صبر
کرنے کو حکم نہ کیا ہوتا اور جزع وبیتابی کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو مین اپنے سر کی رطوبات کو آنکھون کی راہ سے بہا دیتا اور کبھی
آپ کے درد مصیبت کی دوا نہ کرتا اور زخم مفارقت کو آپ کے سینہ سے باہر نہ کرتا اور کسی سے آپ کے حزن واندوہ کا علاج نہین
ہوسکتا اور رنج مفارقت آپ کا ایسا ہی جو کبھی برطرف نہوگا میرے ماں باپ قربان ہون آپ پر سے اپنے پروردگار کے پاس بھی
مجھے یاد فرمائیگا اور کبھی مجھے دل سے نہ بھولیے گا یہ کہکر جوش غم مین حضرت کے اوپر جھک گئے اور روے مبارک کے بوسے لیے اور
آہ حسرت سینہ پر درد سے اپنے کھینچتے تھے اور روتے تھے اور کتاب بصائر الدرجات مین روایت ہی کہ جسدن جناب امیر علیہ السلام نے
پیغمبر خدا کو غسل دیا اُسدن حق تعالی نے آنحضرت سے راز فرمایا راقم رسالہ کہتا ہی کہ ابتدا اس راز الہی کی وہ تھی کہ جو پیغمبر خدا نے دروازہ ہاے
علوم کے آنحضرت پر قریب وفات اور بعد کفن کھولے اور انتہا یہ تھی کہ حق تعالی نے انھین خود بہ راز گوئی معزز ومکرم فرمایا اور چونکہ
اس مصیبت عظمی مین زیادہ حضرت کو ملال ہوسکتا تھا کہ اب وحی کا نازل ہونا منقطع ہوا اسلیے عجب نہین ہی کہ اُسوقت شدت مصیبت مین
تسکین خاطر سید اوصیا کے واسطے حق تعالی نے اُنسے راز فرمایا ہو تاکہ ملال قطع نزول وحی برطرف ہو اور اسی کتاب مین ہی جناب
صادق علیہ السلام سے کہ جب پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا تو جبرئیل اور ملائکہ اور روح جو شب قدر کو آنحضرت کی خدمت مین آتے تھے
نازل ہوے اور حق تعالی نے جناب امیر علیہ السلام کی آنکھ کو ایسا منور فرمایا کہ حضرت منتہاے آسمان سے زمین تک دیکھتے تھے
اور یہ سب فرشتے جناب امیر کی پیغمبر خدا کے غسل مین اور نماز مین اور قبر کے کھودنے مین اعانت کرتے تھے اور خدا کی قسم کہ
فرشتون کے سوا آنحضرت کی قبر کو کسی نے نہین کھودا یہان تک کہ جناب امیر آنحضرت کو قبر مین لیگئے اُسوقت تک یہ فرشتے حضرت کے
ساتھ قبر مین اُترے اور حضرت کو قبر مین رکھا بعد اُسکے پیغمبر خدا نے فرشتون سے کلام فرمایا اور جناب امیر کو حق تعالی نے اُن باتون کے
سُننے کے لیے قدرت دی کہ خود حضرت نے سنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ملائکہ سے جناب امیر کی سفارش فرمائی اور جناب امیر
یہ سنکر رونے لگے اور ملائکہ کے بھی جواب کو حضرت نے سنا کہ انھون نے پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ ہم انکی خدمتگذاری اور اعانت ویاری
اور خیر خواہی سے انکی قاصر نہونگے اور آپ کے بعد وہ پیشوا اور امام ہمارے ہین اور ہم ہمیشہ انکے پاس آئینگے لیکن آج کے سوا وہ ہمین
دیکھینگے نہین آواز البتہ ہماری سنینگے اور جب جناب امیر عالم قدس کی طرف تشریف فرما ہوے تو اسی طرح پھر حسنین علیہما السلام کی
خدمت مین جبرئیل اور ملائکہ اور روح آئے اور دیکھا انھون نے ملائکہ کو اور جو کچھ کہ پیغمبر خدا کے انتقال مین واقع ہوا تھا وہ اِس
مرتبہ بھی واقع ہوا اور ان بزرگوارون نے دیکھا کہ پیغمبر خدا جناب امیر کے غسل وکفن ودفن مین فرشتون کی مدد فرماتے تھے اور
جب امام حسن نے انتقال فرمایا تو امام حسین علیہ السلام نے جبرئیل کے سوا انکے اور فرشتون کو اور روح کو اور پیغمبر خدا اور امیر المومنین
صلوات اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ آئے اور غسل اور کفن اور دفن مین آنحضرت کے سب نے سید الشہدا کی اعانت کی اور جب جنازہ

سید الشہدا درجہ شہادت کو فائز ہوے تو جناب علی ابن الحسین جبرئیل اور ملائکہ و روح اور حضرت رسولؐ اور امیر المومنینؑ و امام حسن علیہم السلام کو دیکھا کہ یہ سب بزرگوار آئے اور سب کامون مین آنحضرت کے مددگار ہوے اور جب جناب علی ابن الحسینؑ نے ریاض جنت کا سفر فرمایا تو جناب امام محمد باقر صلواۃ اللہ علیہ نے پیغمبر خدا اور امیر المومنین و امام حسن و امام حسین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ جبرئیل اور ملائکہ و روح کی مدد کرتے تھے اور جب امام محمد باقرؑ نے سرائے آخرت کی طرف رحلت فرمائی تو جناب صادقؑ فرماتے ہین کہ مین نے دیکھا پیغمبر خدا اور امیر المومنین و امام حسنؑ و امام حسینؑ و امام زین العابدینؑ کو کہ جبرئیل اور ملائکہ و روح کے غسل و کفن و دفن مین اور نماز مین آنحضرت کی مدد فرماتے تھے اور ہر کام مین میری مدد فرماتے اور یہ حکم آخر ائمہ تک باقی اور جاری رہیگا واضح ہو کہ اس حدیث مین جو کچھ ہی وہ منافی ہی اُس حدیث سے جو پہلے مذکور ہوئی حسمین یہ مذکور ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ بس اب مین زمین پر نہ آؤنگا یہ میرا آخری آنا تھا لیکن اسمین تاویل اسطرح کرنی چاہیے کہ تا منافات دفع ہو جائے پس ممکن ہی یہ کہنا کہ شائد مراد جبرئیل کی یہ ہوگی کہ اب مین وحی لیکر نہ آؤنگا و الا جبرئیل کا آنا بعد جناب رسالتمآبؐ کے اور مقامات پر بھی واضح ہوتا ہی جیسا کہ تعزیت اور تسکین جناب سیدہ کے لیے آنا اور صحیفہ فاطمہ کا لانا یا روز شہادت جناب امیر علیہ السلام یا روز عاشورا کا آنا اسی طرح اس حدیث مین جو ہی یہ آنا بھی وحی لیکر نہین ہی اور یہ بھی محتمل ہی کہ زمین پر جبرئیل پھر نہ آئے ہون ہوا مین رہے ہون اور وہین سے یہ سب کام بحکم خدا کیے ہون واللہ یعلم اور کلینی اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ وغیرہ نے بسندہاے معتبر روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا کو تین پارچون مین کفن کیا تھا ایک چادر حبرہ کہ وہ سرمئی رنگ کی تھی اور دو پارچہ سفید یمنی تھے اور بھی بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام روایت کی ہی کہ عباس جناب امیرؑ کی خدمت مین آئے اور کہا کہ سب نے اتفاق کیا ہی کہ پیغمبر خدا کو بقیع مین دفن کرین اور ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائین جب جناب امیرؑ نے دریافت فرمایا کہ منافقین فساد کا ارادہ رکھتے ہین تو گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس بدرستیکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ ہمارے امام و پیشوا جیسا کہ زندگی مین تھے اُسی طرح بعد وفات ہین اور حضرت نے فرمایا تھا کہ جہان میری روح قبض ہو وہین مین دفن کیا جاؤنگا چونکہ اکثر اشخاص اُسوقت انتظام امر خلافت مین جو مطلب عظیم اُنکا تھا مشغول تھے اس جہت سے کسی نے پھر آنحضرت کے ساتھ اس امر مین نزاع نہ کی اور کہا کہ جو کچھ تم جانتے ہو وہ کرو اُسکے بعد جناب امیر علیہ السلام دروازے کے آگے کھڑے ہوے اور پہلے حضرت پر نماز پڑھی بعد اُسکے اصحابون کو حضرت نے رخصت دی کہ دس دس آدمی داخل ہون اور جنازے کے گرد حضرت کے کھڑے ہون اور جناب امیر علیہ السلام بیچ مین اُنکے کھڑے ہوتے تھے اور اس آیت کو پڑھتے تھے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا بعد اُسکے اور سب صحابہ بھی جو آتے تھے اُسکی تلاوت کرتے تھے اور درود آنحضرت پر بھیجتے تھے اور باہر جاتے تھے یہانتک کہ اہل مدینہ اور جو اطراف مدینہ مین تھے سب نے آنحضرت پر درود و سلام بھیجا اور بعض روایات مین ہی کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ دس دس شخص آتے تھے اور مثل امام کے اسی طرح نماز کرتے تھے بالجملہ روز دوشنبہ اور شب سہ شنبہ اور صبح اور شام سہ شنبہ تک سب چھوٹے بڑے اور مرد

وعورت نے اہل مدینہ اور اطراف مدینہ کے اُن جناب پر نماز کی بعد اُسکے نوبت دفن کی آئی اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہی کہ جب جناب امیر علیہ السلام پیغمبر خدا کو غسل دے چکے تو ایک کپڑا بطور ردا حضرت پر اُڑھا دیا تھا اور گھر مین رکھا تھا اور جو جو گروہ کہ بقصد نماز گھر مین آتے تھے گرد حضرت کے کھڑے ہوتے تھے اور درود بھیجتے تھے اور حضرت کے واسطے دعا کرتے تھے یہان تک کہ جب سب فارغ ہوے تو جناب امیرؑ قبر مین اُترے اور فضل ابن عباس کو بھی اپنے ساتھ قبر مین لیا جب پیغمبر خدا کو ہاتھون پر لیا کہ قبر مین اُتارین کہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص انصار سے جو قبیلہ بنی خیلہ سے تھا اور اُسکا نام اوس بن خولی تھا وہ قسمین دیتا ہی اور کہتا ہی کہ میرے حق کو نہ قطع کرو اور میری خدمتون کو نہ بھولو مجھے بھی اِس شرف سے خدمت آنحضرت کے مشرف اور بہرہ مند فرمائیے اُسوقت جناب امیرؑ نے اُسے بھی بلا لیا اور داخل قبر کیا اور یہ شخص جنگ بدر مین حاضر ہوا تھا اور اُسنے پوچھا کہ جنازہ پیغمبر خدا کا کس جگہ قبر کے پاس رکھا تھا حضرت نے فرمایا کہ قبر کے پائینتی رکھا تھا اور وہان سے اُٹھا کر قبر مین اُتارا اور کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جب جناب امیرؑ غسل و کفن سے پیغمبر خدا کے فارغ ہوے تو اُس گھر مین جہان غسل دیا تھا مجھے اور ابوذر اور مقداد و جناب سیدہ اور حسنین علیہما السلام کو طلب فرمایا اور جب ہم سب داخل خانہ ہو چکے تو آپ آگے کھڑے ہوے اور ہم سب پیچھے صف باندھکر کھڑے ہوے اور پیغمبر خدا پر نماز پڑھی اور اگرچہ اُس گھر مین عائشہ بھی تھین لیکن اُنھون نے ہمین نماز پڑھتے نہین دیکھا اسلیے کہ جبرئیل آنکھین اُنکی بند کیے ہوے تھے بعد اُسکے پھر جسطرح روایت اول مین ہی دس دس شخص آتے تھے اور درود بھیجتے تھے اور چلے جاتے تھے اور کتاب فقہ الرضا مین ہی کہ جب جناب امیر علیہ السلام غسل دینے سے پیغمبر خدا کے فارغ ہوے تو جو کچھ پیغمبر خدا کی آنکھو کے گرد رہگیا تھا اُسے آنحضرت نے اپنی زبان مبارک سے چاٹا اور فرمایا کہ ای رسول خدا میرے مان باپ قربان ہون کیا پاک و پاکیزہ تھے آپ حیات مین اور بعد وفات بھی راقم رسالہ کہتا ہی کہ قریب اِس روایت کے وہ ہی جو مصنف عناصر الشہادتین نے ایک روایت متضمن اُن وصیتون کو جو پیغمبر خدا نے جناب امیرؑ کو فرمائین نقل کی ہی اور اُسکے ضمن مین بلفظ کتاب مذکور کہا ہی اور بعد میرے غسل کے جسقدر پانی میری ناف کے غار اور آنکھون کے حدقے مین جمع ہو اُسکو تم پی لینا اور کسی کو نہ دینا تا یہ برکت اُسکے میراث علوم پیغمبران اولین و آخرین کی تمھارے نصیب ہوگی رحمت الٰہی تمھارے قریب ہوگی انتہی کلامہ لیکن بڑے تاسف کی بات ہی کہ اُمت نے وارث علوم پیغمبران اولین و آخرین کی کچھ قدر نہ جانی اور ہرگز ایسے عالم کی حکومت و فرمان روائی کو پسند نہ کیا اور کتاب نہج البلاغہ مین مسطور ہی کہ جناب سیدہ کی وفات کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ آپ کی مصیبت عظیم اور مفارقت جو بہت بڑی ہی میرے لیے ہر مصیبت مین تسکین دینے والی ہی کیونکہ مین نے اپنے ہاتھ سے آپ کو قبر مین اُتارا اور روح مقدس آپ کی میرے سینہ و گردن کے بیچ مین نکلی اور دوسرے خطبے مین فرمایا ہی کہ جسوقت پیغمبر خدا کی روح قبض کی گئی تو اُسوقت سر اقدس آنحضرت کا میرے سینہ پر تھا اور جان حضرت کی میری ہتھیلی پر سے جاری ہوئی اور اُسے مین نے اپنے منھ پر کھینچا اور خود مین متوجہ غسل کا آنحضرت کے ہوا اور فرشتے میرے مددگار تھے اور وہ گھر اور جو جو مقام کہ اُسکے گرد و پیش کے تھے وہ فرشتون کی آواز سے بھرے ہوے تھے اور اُن فرشتون سے کچھ اوپر جاتے تھے اور کچھ نیچے

آتے تھے اور مین اُنکی آوازین سُنتا تھا کہ آنحضرت پر درود بھیجتے تھے یہان تک کہ جسد اطہر کو آنحضرت کے مین نے ضریح انور مین
اُنکی دفن کیا اور چھپایا پس کون شخص ہی جو مجھسے زیادہ لائق و سزاوار آنحضرت سے اُنکی حیات مین اور اسی طرح بعد وفات
آنحضرت کے ہی بالجملہ یہ بات کہ وقت وفات پیغمبر خدا علی ابن ابیطالب آنحضرت سے قریب تھے باخبار متکاثرہ طریقہ اہلبیت
علیہم السلام سے ثابت ہوتا ہی اور وہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ قوت استفاضہ انہین حاصل ہی فرق اتنا ہی کہ کسی مین یہ ہی کہ
اُسوقت سر اقدس زانون پر تھا کسی مین یہ ہی کہ سر اقدس سینے پر تھا کسی مین یہ ہی کہ وہ حضرت پیغمبر خدا کے ساتھ لحاف مین
اُنکے تھے اور ایک دست مبارک زیر رخسار پیغمبر خدا تھا اسی طرح تھوڑا تھوڑا فرق ہی بیان کا لیکن یہ سب سے واضح و ثابت ہی
کہ قبض روح کے وقت کوئی اور حضرت کے پاس نہ تھا حتی کہ جناب سیدہ کہ بضعہ رسول ہین اور حسنین علیہما السلام کہ سرد پیغمبر کے
آنکھون کی اور فرزندان رسول ہین وہ بھی ایسے قریب نہ تھے پھر وہ روایت جو اہل سیر نقل کرتے ہین کہ پیغمبر خدا نے ام المومنین
عائشہ کے سینہ پر تکیہ فرما کر انتقال فرمایا بمقابل اس کثرت روایات اور کثرت ثقات روات کے لائق اعتبار و توجہ کے نہین
اور عقل بھی قبول نہین کرتی کیونکہ ازواج اوقات عیش و سرور اور تدبیر منزل کے لیے یا خدمتگذاری کے واسطے ہین ایسے
وقت مین کہ جب خانہ دنیا سے قطع تعلق ہوتا ہی اور اب کوئی کام راحت و آرام دنیا سے متعلق نہ رہا ملک الموت اور ملائکہ
و جبرئیل استقبال و قبض روح کو آچکے تو اب تخلیہ چاہیے یا ایسا شخص ہو جو اس صحبت مین ملائکہ کے ہمراہ بیٹھ سکے اور اُنکے ادب
کلام سے عالم ہو کہ اس سے فرشتگان مقربان الہی کو انس و خوشنودی ہو باعث اُنکے انزجار و تنفر کا نہو اور یہ امور سوا علی ابن ابیطالب
اور کس مین جمع تھے واللہ تعالی یعلم جلسہ دوم کلینی نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ ابوطلحہ انصاری نے
رسول خدا کی قبر کھودی لیکن یہ منافی ہی اس روایت سابق کو جسمین ملائکہ کا قبر کھودنا مذکور ہوا اور اسکے بھی دفع کرنے کو
کہہ سکتے ہین کہ یہ امر دیکھنے مین سبکے ہوا ہوگا کہ ابوطلحہ کھودتا ہی واقع مین ملائکہ نے کھودا ہوگا اور کلینی نے بسند معتبر لکھا ہی جناب
امام جعفر صادق سے کہ شقران جو غلام آزاد کردہ پیغمبر خدا تھا اُسنے حضرت کی قبر مین چادر بچھا دی اور بسند صحیح انہین حضرت سے
منقول ہی کہ جناب امیر نے حضرت کی قبر مین اینٹین بچھائی تھین اور دوسری روایت مین بسند معتبر انہین حضرت سے
نقل کیا ہی کہ قبر کے اوپر آنحضرت کی سرخ سنگریزے ڈال دیے تھے اور کلینی او حمیری وغیرہ سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے
جناب امیر سے فرمایا تھا کہ جب میر اس عالم سے انتقال ہو تو تم میری قبر کو اسی مکان مین بنانا اور قبر کو میری چار انگل زمین سے
زیادہ بلند کرنا اور پانی میری قبر پر ڈالنا اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ایک دوسری حدیث مین روایت کی ہی کہ قبر شریف آنحضرت کی
ایک بالشت زمین سے بلند کی گئی تھی لیکن جناب آخوند صاحب نے حیات القلوب مین فرمایا ہی کہ چار انگل قبر کے بلند کرنے کی
احادیث بہت ہین یہ روایت شاید بالشت کی اختلاف کے اعتبار سے ہو کہ جب چار انگلیون کو کھولکر پیمائش کرین تو ایک بالشت کے
قریب ہو جاتا ہی دوسرے یہ کہ پہلے قبر بقدر چار انگشت کے ہو پھر جب سنگریزے ڈالے گئے تو ایک بالشت ہو گئی ہو تیسرے
خود حدیث محل تقیہ مین فرمائی ہو شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نے جناب ام سلمہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت رسالتمآب نے اس عالم سے

مطلب دوم

انتقال فرمایا تو مین نے اپنا ہاتھ آنحضرت کے سینہ مبارک پر رکھا تھا بعد اُسکے کئی ہفتہ تک یہ کیفیت میرے ہاتھ کی رہی کہ جب مین کھانا کھاتی تھی یا وضو کرتی تھی تو مشک کی بو مجھے ہاتھ سے اپنے آتی معلوم ہوتی تھی کلینی علیہ الرحمہ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جس شب کو پیغمبر خدا نے رحلت فرمائی وہ رات اہلبیت کے لیے ایسی بڑی ہوگئی کہ اُسکا بیان نہین ہو سکتا جیسا کہ شب فرقت اور شب مصیبت کا حال ہی باوجود اُسکی درازی کے ایسی حالت اہلبیت پر طاری تھی کہ یہ نہ جانتے تھے کہ ہم روے زمین پر ہین اور زیر آسمان ہین یا نہین کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے رضاے الٰہی کے واسطے یگانہ وبیگانہ قریب وبعید سب کے ساتھ دشمنی فرمائی تھی اور بہتون کو مارا تھا اسلیے منافقین وکفار سے سبکو ڈر اور خوف تھا کہ ہمسے اب موقع پاکر انتقام نہ کرین پس اسی حال مین حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا اور بعض روایت مین ہی کہ جبرئیل کو بھیجا کہ اُنکی صورت تو نہ معلوم ہوتی تھی لیکن آواز اُنکی سنتے تھے کہ کہا اُنھون نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ بدرستیکہ ثواب خدا کا تسلی دینے والا ہر مصیبت سے ہی اور نجات دینے والا ہر مہلکہ سے ہی اور تدارک کرنے والا ہی ہر اُس چیز کا جو فوت ہوگئی اور پھر اِس آیت کو پڑھا جو حضرت خضر نے تعزیت مین پڑھا تھا کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ پھر اُسکے بعد فرمایا کہ بدرستیکہ حق تعالیٰ نے تمکو برگزیدہ کیا ہی اور تمھین اوروں پر فضیلت دی ہی اور گناہون سے اور عیبون سے تمکو پاک کیا ہی اور تمکو اپنے پیغمبر کا اہلبیت گردانا ہی اور اپنا علم تمکو سپرد کیا ہی اور تمکو اپنے علم کا صندوق قرار دیا ہی اور اپنا عصاے عزت گردانا ہی اور تمھارے واسطے اپنے نور کی مثال دی ہی اور سب لغزشون سے تمھین معصوم کیا ہی اور تمام فتنون سے تمھین مامون کیا ہی پس چاہیے کہ خدا کے ساتھ صبر کرو کہ یقینی حق تعالیٰ اپنی رحمت کو تمسے دور نہ کریگا اور اپنی نعمتون کو تمسے زائل نہ کریگا قسم ہی خدا کی کہ تم ایسے اہل خدا ہو کہ تمسے حق تعالیٰ نے اپنی نعمتون کو تمھارے باعث سے خلق پر تمام فرمایا اور سب پراگندگیون کو مجتمع کیا اور سب کلمات کو مجتمع کیا اور ایسے خدا کے دوست ہو کہ جو تمھاری ولایت کو اختیار کریگا وہ رستگار ہوگا اور جو تمپر ستم کریگا اور تمھارے حق کو تمسے لیگا وہ ہلاک ہوگا حق تعالیٰ نے تمھاری دوستی کو اپنی کتاب مین تمام خلق پر واجب فرمایا ہی اور حق تعالیٰ قادر ہی تمھاری مدد کرنے پر جب چاہیگا اور مصلحت دیکھے گا تمھاری مدد فرمائیگا پس صبر کرو اور منتظر رہو انجام نیک کے بدرستیکہ بازگشت جملہ اُمور کی خدا کی طرف ہوتی ہی اور بہ تحقیق کہ پیغمبر خدا نے تمکو خدا کو سپرد کیا ہی اور خدا نے اُس سپردگی کو قبول فرمایا ہی اور حق تعالیٰ نے تمھین اپنے جو مومن بندے زمین پر ہین اُنھین سپرد فرمایا ہی پس جو کوئی کہ امانت الٰہی کو ادا کریگا اور تمھاری ولایت کو اپنے اوپر لازم جانیگا تمھاری حفظ حرمت مین اُسے حق تعالیٰ روز قیامت سچ بولنے والون کی جزا دیگا پس تم ہو وہ امانت جسے خدا اور رسول نے سپرد کیا ہی اور تمھارے واسطے ہی مودت واجبہ اور اطاعت مفروضہ اور حضرت رسول دنیا سے نہین گئے مگر جبکہ تمھارا دین کامل کر چکے اور راہ نجات کو تمھارے لیے بیان کر چکے اور کسی جاہل کے واسطے کوئی حجت نہین اُٹھا رکھی پس اب جو کوئی کہ نادان ہو جاے یا اظہار نادانی کرے یا کسی حق سے انکار کرے یا بھول جاے

یا فراموشی کا اظہار کرے اسکا حساب خدا پر ہی اور خدا تمھاری حاجتون کا بر لانے والا ہی اور مین تمھین خدا کو سپرد کرتا ہون راوی نے پوچھا کہ یہ تعزیت کسکی طرف سے تھی فرمایا خدا کی طرف سے تھی عَظَمَ اللّٰہُ اُجُوْرَنَا وَاُجُوْرَکُمْ بِمَصَارِبِنَا وَمَصَائِبِکُمْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ وَآلِہِ الْاَبْرَارِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَ

تَمَّ کِتَابُ النُّبُوَّۃِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۝

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی رسولہ وحبیبہ محمد وآلہ الطاہرین اما بعد طالبان راہ خدا اور جویندگان طریقہ ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثنا کو مبارک ہو کہ در بنولا چراغ راہ دین نجم فلک شرع مبین ہادی دارین مجموعہ ارشادات حضرت رسول الثقلین رونق محفل عظمت و برتری گل سر سبد مذہب حقہ اثنا عشری ہدایت ذخائر مسمی بہ انارۃ البصائر و کشف الاسرار مصنفہ المبلغ علماء الزمان المحمود السنہ الاکابر والاعیان مرجع اعاظم العلماء الفحول راس فقہاء الفروع والاصول حبر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ جناب شفاء الدولہ ذکاء الملک حکیم سید افضل علی خان بہادر مدبر جنگ اس کتاب لاجواب مین اصول دین مذہب حقہ اثنا عشری کا بڑی شرح و بسط سے بیان ہی تکمیل عقائد حقہ ہر ہر فقرہ سے عیان ہی ایک مقدمہ اور پانچ باب اور ایک خاتمہ مین کل امور متعلق اصول دین کو بدلائل قاطعہ بیان فرمایا ہی آپ ہی دیکھنے والا کہے گا کہ گویا دریا کوزے مین سمایا ہی اس رتبہ کی کتاب جسمین سراپا براہین ساطعہ سے مطالب کو ثابت کیا ہو اگر کسی نے دیکھی ہو تو بتاوے عبارت اردو عام فہم مین اسلیے لکھا تاکہ کم استعدادون کے بھی کام آوے شکر اللہ کہ یہ کتاب ہدایت انتساب مطبع عالی و نامور مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور واقع لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین حسب تحریک وایماے جناب مصنف عالی مقام بماہ اگست سنہ ۱۸۸۹ء مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۶ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر دست آویز شائقان ہوئی

حیات القلوب جلد اول - یہ ایک کتاب نادر روزگار کہ سواے کتب خانہ امرا اور علما کے جسکا میسر آنا دشوار تھا حالات و قصص انبیا مین بروایات صحیحہ مذہب اثنا عشریہ تصنیف عالم ربانی مولانا محمد باقر بن محمد تقی المجلسی الاصفہانی کہ جو تین جلد مین ہی منجملہ اُسکے اس جلد مین احوال حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام سے تا حضرت عیسی علیہ السلام مع قصص حضرت دانیال و حضرت یونس و اصحاب کہف و اصحاب اُخدود و حضرت جرجیس و اخبار غیر پیغمبران بنی اسرائیل و بعضے بادشاہان اہل زمین تا قصۂ ہاروت و ماروت شرح و مفصل ہی بمقابلہ نسخۂ صحیح مطبوعۂ تبریز و دیگر نسخۂ قلمی اسکی تصحیح ہوئی ہی سبحان اللہ کیا کتاب ہی کہ جسکے دیکھنے سے روح تازہ ہوتی ہی حالات و قصص انبیاے کرام ایسی پاکیزہ عبارت اور اسناد احادیث صحیحہ و نصوص قرآنیہ سے اس کتاب مستطاب مین مرقوم ہین کہ پڑھنے سے نہایت درجے کی شگفتگی اور لطف حاصل ہوتا ہی عبارت فارسی ایسی عام فہم ہی کہ جسکو تھوڑی سی مہارت فارسی مین ہو وہ بھی بخوبی اُسکے مطالب سے فیضیاب ہو سکتا ہی - اس کتاب کے اکثر عمدہ عمدہ کتب خانون مین چھاپۂ تبریز کے نسخے چھپے ہوے یا قلمی ہونگے مگر اس وجہ سے کہ عمدہ نسخہ چھاپہ تبریز کا یا قلمی پندرہ سولہ روپیہ کو ملتا تھا عموماً لوگ اُسکی سیر سے محروم تھے اب خوش ہونا چاہیے کہ ایسی ایسی فیض بخش کتابین مطبع اودھ اخبار مین طبع ہو کر کوڑیون کے مول ملتی ہین -

حیات القلوب جلد دوم - اس جلد مین اول سے آخر تک جناب رسول خدا کے شمائل و معراج و معجزات و غزوات کا مشرح بیان ہی مومنین و شائقین مذہب امامیہ کو اس کتاب فیض انتساب کا خرید فرمانا واجب و لازم ہی کہ آیندہ کتب مذہب امامیہ کی اشاعت و طبع کا حوصلہ مطبع کو بڑھے اور نادر نادر کتابین چھپکر ملاحظۂ شائقین و قدر دانان مین گذرین -

حیات القلوب جلد سوم - اس جلد مین امامت ائمہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہی جناب مصنف نور اللہ مرقدہ نے کس شمارگی سے احادیث صحیحہ اور نصوص قرآنیہ سے امامت کو ثابت فرمایا ہی اور کیسی سلیس پاکیزہ عبارت فارسی عام فہم لکھی ہی کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہی اور مطالب و مقاصد کو تھوڑے غور سے پا سکتا ہی اس جلد مین بھی صحت کا نہایت اہتمام ہوا ہی نسخہ چھاپہ تبریز و قلمی نسخ سے اسکی تصحیح کی گئی ہی اوصاف ہر سہ مجلد کے محتاج بیان نہین ہین ہر شخص بخوبی واقف ہی کہ یہ تینون جلدین کس درجہ نادر و نایاب ہین کہ ڈھونڈھے سے بقیمت کثیر دستیاب ہوتی تھین لیکن صرف بنظر اشاعت علوم اور اس خیال سے کہ ہر مفلس و توانگر مول لیکر ان عمدہ اور بے بہا کتابون کا مطالعہ و ملاحظہ کرے قیمت نہایت ارزان رکھی ہی اور چھاپہ مین بھی عمدگی کا لحاظ رکھا ہی اور نہایت اہتمام سے تینون جلدین چھپی ہین -

بناء الاسلام فی احکام الصیام - یہ کتاب فیض انتساب بزبان فارسی تصنیفات عالم علوم جلی و خفی حجۃ الاسلام مجتہد العصر والزمان جناب مفتی مولوی سید محمد عباس صاحب لکھنوی سے ہی اس کتاب لاجواب مین روزہ دارون کے مراتب اور ثواب اور روزے کے آداب نہایت مبسوط اور مفصل تحریر فرمائے ہین اور روزہ خورون کی شقاوت و خباثت کو کس خوبصورتی سے بیان فرمایا ہی جسکے پڑھنے سے ماہ رمضان المبارک کی عظمت و جلالت اور روزہ دارون کی قدر و منزلت صاف صاف معلوم ہو جاتی ہی احادیث صحیحہ سے جناب مصنف دام ظلہ العالی نے ہر فقرے کا ثبوت دیا ہی اور دلائل عقلی و نقلی و نصوص قرآنی سے صوم اور صائم کی عظمت ظاہر فرمائی ہی - الغرض یہ کتاب سراپا فوائد باوجودیکہ مختصر ہی لیکن بے نظیر ہی احکام و مسائل موبوا احادیث صحیحہ و نصوص قرآنیہ سے بحجج و براہین سلمی لکھے ہین مسلمانان مذہب امامیہ کے واسطے ایک نعمت عظمی ہی اسکے ملاحظہ و مطالعہ سے بخوبی کل مطالب و مقاصد دریافت ہو سکتے ہین عبارت ایسی پاکیزہ و سلیس پر مذاق ہی کہ جہان نظر پڑی پھر یہی دل چاہتا ہی کہ اسکو پڑھے جایئے الحق یہ ذخیرۂ عقبی موجب ثواب دین و دنیا ہی اسمین فوائد بیشمار ہین صیام کے احکام

اس بسط اور وضاحت سے بیان ہین کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہین کوئی بات فرو گذاشت وجوب وسنن وحلال وحرام ومکروہ مین نہین کی جہان تک احادیث صحیحہ سے نشان ملا صاف صاف لکھا ہی یہ کتاب خوشخط کتابت پاکیزہ سے کاغذ چکنے صاف پر نہایت اہتمام سے چھپی ہی۔

رسالۂ جبر وتفویض ۔ تصنیف اعلم العلما افقہ الفقہا عالم علم ربانی مولانا اخوند محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ سے ہی قابل دید ارباب علم وہنر ہی کہ اس درجہ اختصار پر کس قدر اسمین فوائد ہین۔

طرد المعاندین ۔ تصنیف جناب میرن صاحب یعنی مولوی سید حسین صاحب مذہب امامیہ اس کتاب مین اکثر احادیث صحیحہ نبویہ ونصوص قرآنیہ سے اثبات کیا ہی ہر چند کہ چھوٹا سا رسالہ ہی لیکن معائنہ سے صاف معلوم ہو سکتا ہی کہ کس درجہ عمدہ اور بے بہا ہی۔

[illegible]عاد ۔ محشے ومترجم یہ کتاب مذہب امامیہ کی اعمال اور وظائف مین نوادرات سے ہی پورے سال یعنے بارہ مہینون کے اعمال نہایت مبسوط اسمین موجود ہین تصنیف جناب ملا اخوند محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ تصحیح علماے مذہب امامیہ کاغذ سفید پر خوشخط مع حواشی عمدہ ونایاب چھپی ہی۔

خلاصۃ المصائب ۔ یہ کتاب مصائب اہلبیت علیہم السلام مین مشہور ومعروف ہی تالیفات سے ہادی صاحب صلحا مرحوم کی ہی۔ دو مرتبہ پہلے بھی اس مطبع مین طبع ہوئی تھی اور کئی مطابع مین بھی چھپ چکی ہی۔ اس مرتبہ نہایت احتیاط سے بکمال صحت طبع ہوئی ہی مصائب سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کو جناب مولف مرحوم نے اس عمدگی اور ربط معقول سے ترتیب دیا ہی اور ایسا نادر خلاصہ فرمایا ہی اور ایسے ایسے مضامین جگر خراش مصائب امام ہمام اور اہلبیت علیہم السلام کے لکھے ہین کہ جنکے سننے سے سامعین کو غش آتا ہی ایک دریا آنسوون کا آنکھون سے بہ جاتا ہی۔ کیونکر بہ مرغوب اور مقبول نہو کہ اس کتاب کے مولف جناب میرزا ہادی صاحب صلحا مرحوم لکھنوی بھی کیسے پاک اور محدث مقبول تھے کہ جنکو ہر لحظہ علم حدیث وکلام سے کام تھا۔ ویسی ہی یہ کتاب بھی انکی مقبول ہی ایک ایک فقرے سے غم والم ٹپکتا ہی سامعین کے دلون مین مضامین جگر خراش سے نشتر غم لگتا ہی مصائب اہلبیت سے شعلۂ آتش سینون مین دہکتا ہی خار غم مصیبت والم کھٹکتا ہی جس وقت اس کتاب کو ذاکر مجلس مین پڑھتا ہی سیلاب اشک آنکھون سے جاری ہوتا ہی صبر جاتا رہتا ہی سینہ کوبی سے غش پہ غش آتا ہی ذاکر سے بوفور رقت کب پڑھا جاتا ہی الغرض یہ کتاب فیض انتساب اس مرتبہ کاغذ عمدہ صاف وشفاف چھپائی گئی ہی اعلے درجہ کے برخاہ عام نہایت ارزان ہی۔

واقعہ تام معروف بہ چہل مجلس شبیر سبحان الله کیا کتاب شامل برکت وثواب ہی جسمین فضائل مصائب خامس آل عبا و دیگر شہداے کربلا کمال روایات صحیحہ سے ذاکر آل عبا اثنا خوان جگر گوشگان مصطفی سید وزیر حسین رضوی المشہدی الاثنا عشری متخلص بہ وزیر نے تصنیف فرمایا ہ

گر ہی سبب عفو جرائم تو یہی ہی
کیا وسعت دامان حسین ابن علی ہی

اس چہل مجلس شبیر کی جہان تک تعریف کیجاے بجا ہی کیا خوب بیان ہی کہ کیسا ہی سنگدل ہو گا جب مصائب شہداے کربلا کی اس بیان شیرین پر تاثیر سے سنیگا ریتو للفیل موم دل بن جائیگا اور دل اسکا مانند موم پگھلکر بہ جائیگا۔

مسدس اوج ۔ تالیف مرزا محمد جعفر صاحب متخلص باوج خلف الصدق جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم۔ اس مسدس مین جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی نہایت عمدگی سے مدح کی قابل ملاحظہ مومنین ہی کیا عمدہ نظم ہی اور کیا گرہ مصرع لگائے ہین جسکے معاینہ وملاحظہ سے وقعت اور عظمت اس رسالے کی معلوم ہو سکتی ہی۔